

دشمنان ایمان
علی محاسب
جلد دوم

محقق اسلام اشرفی و امام علی صاحب

مکتبہ نور حیدر پورہ

پاول مسیح

لاہور



دارالافتاء دارالافتاء
 دارالافتاء دارالافتاء
 دارالافتاء دارالافتاء

دشمنانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علمی محاسبہ جلد دوم

محقق سلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ نوریہ
 لاہور

مصنف علام کی مذکورہ کتب کے علاوہ چند اہم کتب درج ذیل ہیں

(۱) دشنام امیر معاویہؓ کا علیؓ پر مجاہدہ جلدوں میں	مصنف علام کے فرزند ارجمند
جس میں سیدنا امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ پر جملہ اعتراضات کے دندان شکن جوابات (مطبوعہ)	مولانا قاری محمد طیب صاحب (فاضل علوم دینیہ، سبع عشرہ تنظیم المدارس اور فاضل عربی) کی تصانیف
(۲) نور العین فی ایمان اہل بیتؑ	ترجمہ اردو ریاض النظرہ ۴۴ نمبر جلدوں میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین پچھتے مومن و مومنہ تھے ان پر جملہ اعتراضات کے جوابات (مطبوعہ)	(۲) فن تجوید و قرأت سبعہ کی مشہور کتاب شامیہ کی شرح اور سلیس اردو میں ترجمہ ۲ جلدوں میں
(۳) تقاضا چہ رسولیہ	ترجمہ ریاض النعمہ فی مناقب اشرف المرسلین (عبد الباقی) جلد اول و دوم خصوصی توضیحات۔
جو جملہ ضروری قوانین صرف پر مشتمل ہے اس کے ساتھ ساتھ تقاضا زچہ کھیرالی کا ترجمہ اور شرح سلیس اردو میں کیا گیا ہے۔ (مطبوعہ)	(۴) نماز کے مشکل مسائل پر ایک تحقیقی کتاب (مطبوعہ)
(۴) شرح کبیر موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ	(۵) سیلا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خباثت پر ایک تحقیقی کتاب۔ (ذی طبع)
جو کہ تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جس میں تقریباً فقہ احناف کے ہر مسئلہ کا مفصل احادیث و آثار صحابہ و تابعین کے فتووں اور کیا گیا ہے۔ (ذی طبع)	(۶) دعا بعد نماز جنازہ دعا بعد نماز جنازہ، قرآن و حدیث آثار و صحابہ سے ثابت کیا گیا۔ (مطبوعہ)
(۵) القیام عند الفلاح	(۷) دقائق البرۃ معنفہ حافظ ابو نعیم کا چار جلدوں میں ترجمہ عربی خصوصی توضیحات (ذی طبع)
بعض ترجمہ سنیہ مطبوعہ رسالہ: (مطبوعہ)	

الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوۃ السالکین حجتہ الاولیٰ امین پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کیدیا نوالہ شریف اور نگہدار ناموس اصحاب رسول محبت اولاد قبول سپر طریقت راہبیر شریعت حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب سجاد کیدیا نوالہ شریف کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تقرب نے ہر گئی مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین :

احقر العباد
محمد علی بن اللہ

الْاَهْدَاءُ

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفین جمعۃ الکاملین امیر زبان
ہماتان رحمۃ اللعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن صاحب
ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب العجم حضرت
قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع
(مدینہ طیبہ) خلیفۃ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا
خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں
ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعائے تفسیر نے اس
کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

۵۔ اگر قبول افتخار ہے عز و شرف

محمد علی عثمانی

فہرست مضامین

جلد دوم

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۰	باب اول	۱
۳۰	عمود شاہ محدث ہزاروی کا مرتب شدہ اشتہار غصہ و ما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے۔	۲
۳۲	باقی بغاوت یزید کے باپ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحوالہ کارنامے۔	۳
۴۶	محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس عدو الزاات کے بالترتیب و عنوان لیکن جوابات۔	۴
۴۱	النزام تنبیہ (۱)۔	۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶	محمون یزید کے باپ بانی بنو امیہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کائنات کو یزید جیسا بنایا یا دگر دیا۔	۴۱
۷	الجواب۔	۴۱
۸	الزام نمبر ۱۲: بانی بنو امیہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے باپ جدی دشمن اسلام ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فوج جنگ کیے۔	۴۲
۹	الزام نمبر ۱۳: معاویہ کے باپ نے بدر و احد کا جنگ کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ٹھہر گئے۔	۴۲
۱۰	دولوں الزاموں کا مفصل جواب۔	۴۳
۱۱	حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا تعارف کتب تاریخ و ماوریش سے۔	۴۸
۱۲	تبلیغ اسلام کا ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیان رضی اللہ عنہ پر اعتماد تھا۔	۵۱
۱۳	ہجرت کے بعد اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ہجرت کی۔	۵۲
۱۴	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے جنت کا وعدہ۔	۵۳
۱۵	جنگ یرموک میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا کردار۔	۵۴
۱۶	ابو سفیان کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیدہ سالار مقرر کیا تھا۔	۵۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تہمت مارنے والے ابو جہل سے ابو سفیان رضی اللہ عنہ بد لے لیا۔	۵۸
۱۸	جنگ یرموک میں جناب ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے چند ایمان افروز خطابات۔	۶۰
۱۹	لات نامی بت کے ٹکڑے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں کیے گئے۔	۶۵
۲۰	الزام نمبر ۴: یزید کے باپ معاویہ کی کلیجہ کھائی ماں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعد شہادت کلیجہ چبایا۔	۶۹
۲۱	جواب۔	۶۹
۲۲	ہند بنت عتبہ کے ایمان لانے کا واقعہ	۷۳
۲۳	جہم بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے مرجا فرمایا تو اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔	۷۳
۲۴	ذکرہ عبارت سے درج ذیل امور معلوم ہوئے۔	۷۹
۲۵	الزام نمبر ۵: یزید کا باپ معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و دشمن آل و اصحاب رسول سے قرآن و سنت گواہ ہے۔	۸۲
۲۶	جواب۔	۸۲
۲۷	الزام نمبر ۱۶: یزید کا باپ معاویہ رضی اللہ عنہ دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ذرہ کے مارے مسلمان ہوئے۔	۸۴
۲۸	الزام نمبر ۱۷: معاویہ ابن ابی سفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے۔ جن کا لقب مؤلفۃ القلوب ہے۔	۸۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۹	مذکورہ دونوں الزامات کا جواب۔	۸۳
۳۰	الزام نمبر ۸: معاویہ والد ابو سفیان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے	۹۰
	مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔	
۳۱	جواب ۱:	۹۰
۳۲	الزام نمبر ۹: معاویہ ابو سفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں میں سے ہے	۱۰۰
	جن کے حق میں قرآن کی شہادت ہے۔ جو کفر سے ڈر کا سامان میں داخل ہوئے۔	
۳۳	جواب ۱:	۱۰۰
۳۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں حضرت المرتضیٰ	۱۰۴
	کا فیصلہ۔	
۳۵	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے والے ابو جہلی ہیں۔	۱۰۸
۳۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وحیرہ کہنے والے چند اکابرین امت کے	۱۰۸
	پاجھان نام۔	
۳۷	۱۔ امام غزالی کا قول۔	۱۰۸
۳۸	۲۔ سرکارِ عورت پاک کا قول۔	۱۰۹
۳۹	۳۔ امام دین بہام کا قول۔	۱۱۰
۴۰	۴۔ امام نووی کا قول۔	۱۱۱
۴۱	۵۔ امام شعرائی کا قول۔	۱۱۱
۴۲	الزام نمبر ۱۱:	۱۱۳
۴۳	جواب ۱:	۱۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴	حمار مذکورہ سے درج ذیل امر ثابت ہوئے۔	۱۲۰
۴۵	الزام نمبر ۱۱: حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ باجی ہیں۔ معاویہ	۱۲۲
	باجی نے اس عمار بدری کو سفین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باجی گروہ قتل کرے گا۔ تَقْتُلُكَ ذِيئَةً	
	بِطَغْيَةٍ۔ ترجمتی ہے وہ دوزخی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باجی ہیں۔	
۴۶	جواب اول:	۱۲۳
۴۷	یہ حدیث ضعیف ہے۔	۱۲۳
۴۸	جواب دوم:	۱۲۵
۴۹	اس حدیث کا پتھر حیدر الماق ہے۔	۱۲۵
۵۰	يَذْ عَمَّكَ إِلَى النَّارِ کے الفاظ بخاری شریف کے اصل	۱۲۵
	قلم سے نہیں ہیں۔	
۵۱	دعایت کے اعتبار سے حدیث مذکورہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۱۵۲
	اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا باطل اور غیر صحیح ہے۔	
۵۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے	۱۵۵
	ساتھیوں کو کافر و منافق نہیں سمجھتے تھے۔	
۵۳	امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اللہ اور اس کے	۱۵۸
	رسول کی عدالت سے فیصلہ۔	
۵۴	الزام نمبر ۱۲:	۱۶۰
۵۵	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کہ امیر معاویہ کا پیٹ نہ بھرے	۱۶۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۶۰	جواب اول۔	۵۶
۱۶۳	جواب ثانی۔	۵۷
۱۶۳	الزام نمبر ۱۱۳ معاویہ شراب پیتا اور پلاتا اور پلاتا تھا۔ اور معاویہ فرسہ سوکھاتا تھا۔	۵۸
۱۶۹	مذکورہ الزام میں دو حد طعن دیئے گئے ہیں۔	۵۹
۱۶۹	طعن اول کا جواب اول۔	۶۰
۱۷۰	مذکورہ حدیث کے تینوں راوی مجروح ہیں۔	۶۱
۱۷۰	زید بن حباب کے حالات۔	۶۲
۱۷۲	حسین بن واقد کے حالات	۶۳
۱۷۳	عباد شدر بن بریدہ کے حالات	۶۴
۱۷۵	طعن اول کا جواب دوم۔	۶۵
۱۷۵	حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں۔	۶۶
۱۷۷	طعن اول کا جواب سوم	۶۷
۱۸۰	طعن دوم کی اصل عبارت۔	۶۸
۱۸۱	طعن دوم کا جواب اول	۶۹
۱۸۴	طعن دوم کا جواب دوم۔	۷۰
۱۸۶	طعن دوم کا جواب سوم۔	۷۱
۱۸۹	الزام نمبر ۱۱۴ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی بناوٹ سے جنگوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان مافظ قرآن و سنت شہید کروائے۔	۷۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۸۹	جواب۔	۷۳
۱۹۰	ہزار مسلمان شہید کی شہادت کا سبب طیل القدر صحابہ کی ربانی نشیں	۷۴
۱۹۴	الزام نمبر ۱۱۵: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈالوا دیا۔	۷۵
۱۹۵	جواب اول۔	۷۶
۱۹۷	جواب دوم۔	۷۷
۱۹۸	محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا گیا۔	۷۸
۱۹۸	عثمان غنی کی شہادت کا مختصر خاکہ۔	۷۹
۲۰۵	حضرت عثمان غنی کی شہادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی نظریں۔	۸۰
۲۱۰	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر طیل القدر صحابہ کے دکھ بھرے سچے اقوال	۸۱
۲۱۴	اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ	۸۲
۲۱۶	قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظریں۔	۸۳
۲۱۸	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت پر چند روایات	۸۴
۲۲۸	عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منقہ رقیق۔	۸۵
۲۲۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراہ عثمان غنی کا جنازہ فرستے پڑھیں گے۔	۸۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۷	قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حساب و کتاب نہ ہوگا۔	۲۲۱
۸۸	عثمان غنی کی شفاست سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے۔	۲۲۲
۸۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جنتی شادی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت۔	۲۲۳
۹۰	اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا۔	۲۲۴
۹۱	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمین و آسمان کا نور ہیں۔	۲۲۹
۹۲	بیشرومہ کا واقعہ	
۹۳	جیش حسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۲۳۱
۹۴	توسیع مسجد نبوی۔	
۹۵	عثمان غنی کی دس خصوصیات۔	۲۳۲
۹۶	قاتلان عثمان غنی صحابہ کرام و ائمہ اہل بیت کی نظر میں	۲۳۵
۹۷	قاتلان عثمان غنی دوزخی ہیں	
۹۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد ابن ابی بکر اور عمار یا سر کر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے پر غشس ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی۔	۲۳۶
۹۹	حضور علیہ السلام قیامت میں عثمان غنی سے ان کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے۔	۲۳۸
۱۰۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کے دشمن کا جنازہ نہیں پڑھا۔	۲۳۹
۱۰۱	امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے یا فاسق کہتے تھے۔	۲۴۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۲	محمد بن ابی بکر بیٹا قاسم اپنے باپ کے لیے قتل عثمان کی وجہ سے حضرت کی دعا کیا کرتا تھا۔	۲۴۱
۱۰۳	قاتلان عثمان غنی پر علی المرتضیٰ کی لعنت۔	۲۴۲
۱۰۴	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کی۔	۲۴۳
۱۰۵	قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بد دعا۔	۲۴۴
۱۰۶	امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جب قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تصور کرتے تو ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔	۲۴۶
۱۰۷	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا مشر اور انجام۔	۲۴۸
۱۰۸	جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ پر بد دعائیں اور ان کی قہریت۔	۲۴۸
۱۰۹	عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور عمار یا سر کر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قاتل۔	۲۵۱
۱۱۰	کنانہ بن بشر، سودان بن عمران اور عمرو بن حق کا کردار۔	۲۵۳
۱۱۱	سودان ابن عمران کا انجام۔	۲۵۵
۱۱۲	عمرو بن حق کا انجام۔	۲۵۶
۱۱۳	کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجام۔	۲۵۷
۱۱۴	ذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔	۲۶۲
۱۱۵	ایک مشہور اعتراض	۲۶۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۱۶	قتل عثمان رضی اللہ عنہ ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا۔	۲۶۷
۱۱۷	جواب اول۔	۲۶۹
۱۱۸	اس اعتراض کا دارودار صاحب کلمی کی عبارت پر ہے جو کذاب شبہ ہے۔	۲۶۹
۱۱۹	جواب دوم:	۲۷۲
۱۲۰	غلام کے ہاتھوں امیر معاویہ کی طرف رقعہ کا مروان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے نزدیک غلط ہے۔	۲۷۲
۱۲۱	جواب سوم۔	۲۷۴
۱۲۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھے جانے کا اظہار فرمایا۔	۲۷۴
۱۲۳	جواب چہارم:	۲۷۸
۱۲۴	علامہ محمد احمد عابد المولیٰ کا ایک بیان	۲۷۸
۱۲۵	جواب پنجم:	۲۸۰
۱۲۶	محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ذاتی رنجش کا بدلہ لیا۔	۲۸۰
۱۲۷	جواب ششم:	۲۸۱
۱۲۸	محمد بن ابی بکر ایک بزرگ ممانی معاویہ ابن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا	۲۸۱
۱۲۹	جواب ہفتم:	۲۸۵
۱۳۰	فتنہ کے دن عثمان رضی اللہ عنہ حق پر ہوں گے۔	۲۸۵
۱۳۱	محمد بن ابی عذریۃ کا انجام۔	۲۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۲	عبداللہ بن سبا کا حشر	۲۹۱
۱۳۳	عثمان رضی اللہ عنہ کی میت کے منہ پر تپھر مارنے والے کا حشر	۲۹۲
۱۳۴	عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی کے منہ پر تپھر مارنے والے کا حشر	۲۹۴
۱۳۵	مالک ابن اشتر کی موت	۲۹۶
۱۳۶	حکیم بن جبہ اور اس کے دیگر بصری باغیوں کا حشر	۲۹۹
۱۳۷	محدث ہزاروی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں میں امور پر مشتمل ایک فائدہ	۳۰۶
۱۳۸	علی حضرت کے مذکورہ فتوے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے	۳۱۱
۱۳۹	الزام نمبر ۱۶، دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجل باغی مبتدع ہے۔	۳۱۴
۱۴۰	علامہ آغا زانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے بلکہ ان کی غلطی اجتنابی کے بھی قائل ہیں۔	۳۱۵
۱۴۱	الزام نمبر ۱۷، معاویہ اپنے مذکورہ حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باغی خارجی ہیں۔	۳۱۹
۱۴۲	چیلنج:	۳۲۲
۱۴۳	الزام نمبر ۱۸ رسول خدا علیہ السلام کا حکم اذروئے قرآن و سنت یہ ہے کہ مَنْ أَظْلَمُ مِنْ كَثَرِ شَهَادَةِ عِشَّةٍ مِنَ اللَّهِ ۔	۳۲۲
۱۴۴	جواب	۳۲۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۵	الزام نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنَعَ	۳۲۶
	اَتَعَدُّكَ فِيْ اَمْرِ نَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَطَوَّرَكَ	
۱۴۶	جواب ۱	۳۲۶
۱۴۷	الزام نمبر ۲۰: اللہ تعالیٰ کا ذات کا حکم ہے۔ وَلَا تَكْلِبُ سُوْا الْحَقِّ	۳۲۸
	یا الیٰ طویل ۵: بقولہ آیت نمبر ۴۲ غلات راشدہ ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی	
	بغاوت باطل ہے۔ مسلمان گندے ستھرے بڑے بیلے کی	
	پہچان کریں۔	
۱۴۸	جواب اول ۱	۳۲۸
۱۴۹	الزام نمبر ۲۱: سات امور پر مشتمل ہے۔	۳۳۲
۱۵۰	محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے	۳۳۲
	میں جو درج ذیل ہیں۔	
۱۵۱	امرا اول ۱	۳۳۲
۱۵۲	حضور علیہ السلام نے امام کے بارہ میں فرمایا: اچھے شخص کو امام بناؤ	۳۳۲
۱۵۳	امروم ۱	۳۳۲
۱۵۴	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باقی	۳۳۲
	اور منافق ہے۔	
۱۵۵	امروم ۲	۳۳۳
۱۵۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی آل اور آپ کے اصحاب کو	۳۳۳
	گالی دینے والا ہے۔	
۱۵۷	امروم ۳	۳۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۸	اس نے معاویہ اور اہل بیت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔	۳۳۳
۱۵۹	امروم ۴	۳۳۳
۱۶۰	شراب پینے والا اور سود کا کاروبار کرنے والا	۳۳۳
۱۶۱	امروم ۵	۳۳۳
۱۶۲	امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔	۳۳۳
۱۶۳	امروم ۶	۳۳۳
۱۶۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے	۳۳۳
	اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور اس سے رشتہ نامعلوم	
	کر دیا جائے۔	
۱۶۵	”مذکورہ سات حد امور کے بالترتیب جوابات“	۳۳۳
۱۶۶	جواب امرا اول:	۳۳۳
۱۶۷	جواب امروم:	۳۳۳
۱۶۸	جواب امروم ۲:	۳۳۵
۱۶۹	جواب امروم ۳:	۳۳۶
۱۷۰	جواب امروم ۴:	۳۳۶
۱۷۱	جواب امروم ۵:	۳۳۸
۱۷۲	”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل“	۳۳۹
	چھ حد درشتے نام لے۔	
۱۷۳	الزام نمبر ۲۲: حضرت امیر معاویہ کو صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا کفری	۳۴۰
	کلام ہے۔	

سوال نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۴۱	”محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات عدد امور ہیں۔ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں۔	۱۷۴
۳۴۱	امیر اول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی، کافر و منافق تھے اور انہی اوصاف پر ان کا انتقال ہوا۔	۱۷۵
۳۴۲	امیر دوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معافی شمار کرنا کفر ہے۔	۱۷۶
۳۴۲	امیر سوم: قَدْ حَسَبُوا بِاللَّهِ كُفْرًا لِّغ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں اتری۔	۱۷۷
۳۴۲	امیر چہارم: امام اعظم کے نزدیک ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔ جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔	۱۷۸
۳۴۲	امیر پنجم: معاویہ پرستوں پر تمام الحرمین اور محارم ہند کے تمام فتوے لاگو ہوتے ہیں۔	۱۷۹
۳۴۲	امیر ششم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر ہے۔	۱۸۰
۳۴۲	معاویہ کو ماننے اور خدا اور رسول کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔	۱۸۱
۳۴۲	جواب امیر اول:	۱۸۲
۳۴۵	جواب امیر دوم:	۱۸۳
۳۴۸	جواب امیر سوم:	۱۸۴
۳۵۰	جواب امیر چہارم:	۱۸۵
۳۵۰	جواب امیر پنجم:	۱۸۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵۱	جواب امیر ششم:	۱۸۷
۳۵۲	جواب امیر ہفتم:	۱۸۸
۳۵۳	الزام نمبر ۲۲: فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حکمران تھے۔	۱۸۹
۳۵۴	رد محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں:	۱۹۰
۳۵۴	امیر اول، اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاق و اتحاد و ملت کی ضرورت ہے۔	۱۹۱
۳۵۴	امیر دوم: ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔	۱۹۲
۳۵۴	امیر سوم: فتح القدر میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو بعض ظلم کا لفظ مستعمل کیا، لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔	۱۹۳
۳۵۴	امیر چہارم: ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد و عہدہ نہیں پہنچتا۔	۱۹۴
۳۵۴	امیر پنجم: مرقات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق طاعی، باطنی اور ظالم کا لفظ موجود ہے۔	۱۹۵
۳۵۴	جواب امیر اول:	۱۹۶
۳۵۵	جواب امیر دوم:	۱۹۷
۳۵۶	جواب امیر سوم:	۱۹۸
۳۵۷	جواب امیر پنجم:	۱۹۹
۳۵۷	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صاحب مرقات علامہ قاری کے نظریات۔	۲۰۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۱	الزام نمبر ۱۲، بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہؓ نے علیؓ اور ان کی محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا بجواس خطبہ جمعہ میں سلسلہ سے جاری کیا اور کرایا۔	۳۷۰
۲۰۲	وہ محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ مدد اور پائے جاتے ہیں۔ ۳۷۱ جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں،	۳۷۱
۲۰۳	امراؤل: امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے غلیظ میں ^{نقل} ۳۷۱ پرعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔	۳۷۱
۲۰۴	امیر دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا (معاذ اللہ) رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر لعن طعن کا ایک علم کا فتوے کفر و ارتداد لگے گا۔ ان میں سے چارہ کوئی ادا نہ ہو یا اعلیٰ کسی کی استثناء نہیں۔	۳۷۱
۲۰۵	امیر سوم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معافی کہنے والا بھی اس کا فتوے کی زد میں ہے۔	۳۷۲
۲۰۶	امیر چہارم: بروگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معافی کہتے ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بہار شریعت کی بجائے بہار بغاوت ہونا چاہیے اور تکمیل کا انکار کفر ہے۔	۳۷۲
۲۰۷	امیر پنجم: ایک لاکھ ستر ہزار مسلمانوں کو قتل کرنے والے کو ^د ۳۷۲ کہنا قرآن کریم کی کھلی مخالفت ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کرنے والے کو دوزخی کہا گیا ہے۔	۳۷۲
۲۰۸	جواب امراؤل:	۳۷۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰۹	جواب امیر دوم:	۳۷۲
۲۱۰	جواب امیر سوم:	۳۷۵
۲۱۱	جواب امیر چہارم:	۳۷۵
۲۱۲	جواب امیر پنجم:	۳۷۵
۲۱۳	نمرۃ حق چار یا بدعت ہے۔ اور جاہلوں کا اختراع ہے۔ ۳۷۷ (محدث ہزاروی)	۳۷۷
۲۱۴	جواب:	۳۷۷
۲۱۵	محدث ہزاروی کی باطلان بھڑک کے رد میں تین مثالیں۔	۳۷۹
۲۱۶	محدث ہزاروی کے اس تہار کے اخذ و مراجعہ۔	۳۸۱
۲۱۷	چیلنج:	۳۸۲
۲۱۸	”محدث ہزاروی کے رسالہ بنام ”غیر نامہ“ کی مجدد و تحریر است۔“	۳۸۳
۲۱۹	تحریر ازل: علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علی اور صرف علی التقریٰ ہیں (غیر نامہ ص ۳)	۳۸۳
۲۲۰	تحریر دوم: امیر معافی بتقاضائے عشق اسی میدان میں تھا کہ اس کا دم پکارا جائے مگر دوسرے روز معلم کائنات نے اپنے وی والی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ (غیر نامہ ص ۵)	۳۸۳
۲۲۱	تحریر سوم: حضرت علی المرتضیٰ وہ سید الاولیاء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت و برکت سے یہ شان ملی کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام معافیہ کرام اور بالخصوص غلضاء ثلاثہ کے	۳۸۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۲۲	تحریر چہارم: عشق کی حقانیت ذات مصطفیٰ ہے یا ذات مرتضیٰ ہے۔	۳۸۲
	کہ جسے مصطفیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ایسی شان ملی کہ جو کسی نبی ولی کو نہیں ملی۔	
۲۲۳	تحریر پنجم: مولوی بہت کم ہی اب تو اتنے کم ہی کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ایسی ہی نہیں۔	۳۸۲
۲۲۴	تحریر ششم: امیر معاویہ باطنی منجی ہے جو پاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ)	۳۸۵
۲۲۵	چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید۔	
۲۲۶	تردید تحریر اول:	۳۸۵
۲۲۷	تردید تحریر دوم:	۳۸۶
۲۲۸	تردید تحریر سوم:	۳۸۷
۲۲۹	ربیع النضر کی عبارت سے منقبت علی ثابت ہوتی ہے یا منقبت صدیق	۳۹۱
۲۳۰	ایک منقبت اعتراضی۔	۳۹۱
۲۳۱	جواب اول:	۳۹۲
۲۳۲	جواب دوم:	۳۹۳
۲۳۳	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی	۳۹۵
	علم و فضل کا مقام۔	
۲۳۴	امام باقر کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل	۳۹۶
۲۳۵	تردید تحریر چہارم:	۲۹۸
۲۳۶	چیلنج:	۴۰۰
۲۳۷	تردید تحریر پنجم:	۴۰۰

۲۳۸	تردید تحریر ششم:	۴۰۱
۲۳۹	بنا بسم	۴۰۵
۲۴۰	نکاح ام کلثوم با حضرت عمر کے متعلق محمود ہزاری کے "بر عقیدہ بیانات"	۴۰۵
۲۴۱	محمود ہزاری کا بیان اول:	۲۴۱
۲۴۲	جواب:	۲۴۲
۲۴۳	کتب احوال سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عمر بنی الخطاب سے	۴۰۸
	نکاح کا ثبوت	
۲۴۴	حدیث مذکور کی تشریحات۔	۴۰۹
۲۴۵	حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثوم کے عقد کی	۴۲۰
	بہر پر رٹائی کی تھی۔	
۲۴۶	فاروق اعظم کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم کی اجازت سے ان کا	۴۲۲
	نکاح علی المرتضیٰ نے اپنے بھتیجے عون بن ثابت سے کیا	
۲۴۷	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت اپنے	۴۲۸
	ماہ جزادی ام کلثوم زوجہ عمر بن الخطاب کو تسلی دی۔	
۲۴۸	زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثومؓ کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔	۴۲۹
۲۴۹	کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت۔	۴۲۹
۲۵۰	کتب انساب سے نکاح ام کلثوم رحمہ کا ثبوت۔	۴۳۱
۲۵۱	بیانات شافعی: محمود ہزاری کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حوالہ	۴۳۸
	دیگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثومؓ کا کفر نہیں۔	



تَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - آمَنَّا بَعْدَ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے حضور علیہ السلام نے وحی کی کتابت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ السلام نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ فرمایا۔ لیکن کچھ مقلد و تبعیت کے اندھوں کو مخالفت برائے مخالفت کے پیش نظر ان کے اوصاف کی بجائے نقائص دکھائی دیتے ہیں۔ ان بد بختوں میں اس دور کا ایک نام نہاد محدث اور پیر المعروف محمود شاہ محدث ہزاروی سیر فہرست ہے۔ اس شخص نے سنی پیر کہلائے کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گستاخیاں لکھیں۔ جو دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یعنی رافضیوں کو بھی ان کے لکھنے کی ہمت نہ پڑی۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کے مرید ہیں۔ لیکن بعض نظریات و عقائد میں اس پیر کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کتب امارت و تاریخ کی بہت چھان بین کر کے اپنے مذمومہ و مذمومہ عقائد کے مطابق مختلف عنوانات کے تحت مذکورہ عبارات کی غلط تاویلات کر کے اس شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کچھ پڑا چھالا۔ اور ایسی گندی زبان استعمال کی۔ جو رافضیوں کی تحریرات میں بھی نہیں ملتی۔ مثلاً

وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی طور پر ناگاہ ہے۔ وہ منافق، باغی اور کافر ہے۔ اسے صحابہ بیت حاصل نہیں۔ اور جو اسے صحابی سمجھے اور ان کے نام کے ساتھ

رضی اللہ عنہ کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ اس نام نہاد سنی جو مسلمان نے اس قدر ہراگلا ہے۔ جس کی آج تک نظیر نہیں ملتی۔ اس نے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چالیس الزامات ایسی مکاری و عیاری سے دھرے۔ کہ انہیں پڑھ کر عام آدمی تو عام آدمی اچھا غامسا پڑھا لکھا بھی اس کے دایم تزییر میں آجاتا ہے۔ زیر نظر جلد میں ہم نے سب سے پہلے اس کے اشتہار کو بین و عن نقل کر کے پھر اس کے مندرجات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ یہ مکمل جلد اسی نام نہاد چیرا و سنی لما محدث کی ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قاری کو اس سے مستفید فرمائے۔

امین

باب اول

محمود شاہ محبت ہزاروی کا مترشحہ

اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے

قطعاً متصادم ہے

باب اول

مجموعہ محدث ہزاروی کا مرتبہ اشتہار

خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کا نظریہ اہل سنت سے قطعاً متصادم ہے چند دلوں کی بات ہے۔ کلک اشتہار میرے ہاتھ لگا جس کا عنوان یہ ہے

دو بائی لغات یزید کے باپ کے بحوالہ کارنامے یہ اشتہار میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر اس نام ہزارہ محدث نے جو میں الامات لکھے۔

اشتہار کے آخر میں خادم ملت گل محمد شاہ حنفی، محمد رفیع حنفی، محمد منیف قادری، سکند خان حنفی، اتھام اللہ قادری محمد حسین قادری، محمد فاضل کاشمیری حنفی، خادم ملاد و مشائخ صاحبزادہ منیف حنفی، یعنی مجاہدانہ فانی پشاوروی اور جعادون انجمن تحفظ ناموس اہل اصحاب پاکستان درج ہے۔ ذکرہ بالا اشخاص محدث ہزاروی کی ہوشی کے متوسلین میں سے ہیں۔ اور اس اشتہار کی ترتیب و تحریر یہی انہیں اپنے پیروم شدہ کی مکمل اعانت حاصل تھی۔ جس کا اقرار محدث ہزاروی کے بیٹے علی الدین نے بھی کیا ہے۔ یاد رہے یہ محمود شاہ المعروف محدث ہزاروی جو لیاں ضلع ہزارہ میں فائز آباد محبوب آباد کاتولی اور سجادہ نشین ہے۔ خود کو سنی کہوا تا ہے مگر یہ اشتہار اور علاوہ ازیں ایک کتاب نامہ خبر نامہ ۱۴۰۷ھ شعبان ۱۴۰۷ھ میں بھی ملا۔ جو ذکر محدث کا ہی تحریر شدہ تھا۔ ان تحریکات کے سامنے آنے سے پہلے شنیدہ تھی کہ محدث محدث سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر سنی نظریات کا معتقد ہے لیکن وہ شنیدہ کے پورا نام نہ دیدہ کے مصداق اس کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا لیکن

ان تحریکات کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ شخص واقعی قند ہے اور اس کی تحریرات اگر ہی کا پتہ نہیں اور بات بائبل عیاں ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی گندی زبان اور ایسے ناپاک خیالات اہل تشیع نے بھی نہ لکھے۔ بلکہ اس جرات پر خود اہل تشیع محدث ہزاروی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور الامات تقریباً اہل سنت کی کتب سے جہنم کیسے گئے ہیں۔ مختلف کتب سے عبارات لے کر ان کا محض انداز میں مطلب گھڑ کر عام شخص کو فریب دے کر امیر معاویہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی راہ ہموار کی گئی اس لیے مزوری معلوم ہوا کہ اس کی خبر لی جائے۔ اور حقیقت حال واضح کر کے اس پر ٹاٹے کئے دجل و فریب کے پردے ہٹائے جائیں۔ جو میں عدد الامات بالترتیب ذکر ہوں گے۔ اور ہر ایک کے ساتھ اس کا جواب ثنائی و کافی تحریر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

و باللہ المستعین

بانی بغاوت یزید کے باپ معاویہ کے

باحوالہ کا زمانہ

- ۱۔ یمن یزید کے باپ بانی بغاوت معاویہ نے کائنات کو یزید بیٹا یا دگلدیا۔
- ۲۔ بانی بغاوت معاویہ کا باپ جدی دشمن اسلام، ابو سفیان نے پیغمبر اسلام سے جنگ کی۔
- ۳۔ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے ہر وہ آدمی کا جنگ کیا جس میں حضور کے دشمن مبارک شہید ہوئے۔
- ۴۔ یزید کے باپ معاویہ کی ماں کہیے کھائی نے رسول خدا کے محترم چچا ہمزہ کا بعد شہادت کیلئے چچا یا۔
- ۵۔ یزید کا باپ معاویہ پشتی دشمن اسلام، دشمن رسول و آلِ اصحاب رسول ہے۔ (قرآن و سنت گواہ ہیں)
- ۶۔ یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین و ایمان فتح مکہ کے ان کاروں سے ہے جو ڈر کے مارے کمر پڑھ کر جان بچانے کو ایمان لائے۔
- ۷۔ معاویہ بن ابوسفیان اپنے باپ سمیت ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مؤلفہ القلوب ہے۔ (تواریخ)
- ۸۔ معاویہ ولد ابوسفیان منافق اور فحش مکہ کے در سے مارے سلطان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں۔ قرآن پاک ﷺ سجدہ آیت ۲۹ قرآن سے ثابت ہوا معاویہ اور اس کے گروہ کا ایمان مردود و بے نفع ہے۔

۹۔ معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں میں سے ہے جن کے حق میں قرآن کریم کی شہادت ہے۔ وہ کفر کے ساتھ ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے۔ اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے۔ پڑھو قرآن پاک ﷺ آیت ۶۱ ثابت ہوا یہ کافر آئے اور کافر گئے۔ اور کائنات ان پر جہالت میں مٹی اڑنے پڑھ کر ابو جہل بن وہب سے ہیں۔

۱۰۔ معاویہ منافق ابوسفیان کا بیٹا اسلام سے پہلا باغی ہے۔ (شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۳۰۶ طبع لاہور)

۱۱۔ معاویہ باغی نے اس عمار بدری معاہدے کو مفلین میں قتل کیا۔ جن کے حق میں حضور نے فرمایا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔ قَتَلْتَك الْفَيْتَةَ الْبَاطِلِيَّةَ تو بنتی ہے۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری) رسول اللہ کی شہادت سے ملو دوزخی اور باغی ہے۔

۱۲۔ معاویہ باغی کو تین بار اللہ کے رسول نے یہودیوں کو قتل کرنے کے لیے بلایا۔ یہ باغی روٹی کھا تا رہا نہ آیا ﷺ انفال آیت ۲۴ میں حکم ہے۔ ایمان کا دھڑا کرنے والے۔ جب رسول اللہ ﷺ تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہوا کہ وہ صبح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ میں ہے۔ یہ روٹی کھا تا رہا نہ آیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ لَا أَشْبِعُ اللَّهُ بَطْنَهُ اشد اس کا پیٹ نہ بھرے۔ اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

۱۳۔ معاویہ شراب پیتا اور بلا مائے مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۴ معاویہ سوکھا تا تھا (طحاوی ص ۴۲) نسا میں ایسے پر غضب و لعنت ہے۔

۱۴۔ معاویہ نے بغاوت کے ۹۹ جگہوں میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن و سنت قتل کیے۔

۱۵۔ دین و ایمان سے پہلے باغی معاویہ نے فضل الاصحاب صدیق اکبر کے حافظ

دستِ فرزندِ محمد بن ابی بکر والی معرقتل کر کے گھر سے کی کھال میں رکھ کر تیل ڈال کر
 جلوا دیا۔ اور قرآن پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے۔ جو مومن
 کو قتل کرے۔ فَحَبْرًا دُرًّا جَبَلًا مِمَّنْ خَالِدًا فِيهِمْ عَاثِمًا وَكَهَيْبًا اللَّهُ
 حَكِيمًا وَقَتْلُهُ قَاتِلُهُ هَذَا أَجَابَ ظَنِّيًّا۔ (پہ لاء آیت ۳۰) تو
 ایسے کی بگڑ جہنم ہے۔ ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہو گا۔ اور اس پر اللہ کا غضب
 ہے۔ اور لعنت اللہ کی۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذابِ عظیم تیار کر رکھا ہے
 تعجب ہے کہ قرآن نے نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں۔

فائدہ:

یہ تو ایک مومن کے قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار
 مومن انصار و مہاجرین قتل کیے اور کرائے۔ اس پر جو قاتل نے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں
 صاف معلوم ہوا کہ ایسے باطنی قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن و سنت کے ساتھ
 مخالفت اور کفر و جہالت ہے۔ اور اس کے متعلق جن قانون نے یہ کہہ کر دستخط کر دیئے
 ہیں۔ کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت اللہ و رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ ملادو
 مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے ہم مسلک سب قاتلے کا فرزندِ ندیق
 ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے اللہ و رسول کی اشد توہین کی۔ ان معمولوں پر
 حسام الموحین و موارم ہندیہ کے تمام فتوے لک گئے ایسا کہہ کے انہوں نے اللہ اور
 رسول کو گالی دی۔ اور مرتد ہو گئے۔ در ان کی امامت جائز رہی نہ درس و تدریس ان
 کی صورت صحیح ملائی ہو گئی۔ دکن اب المروج للہب سنی حنفی اور جہان کا ساتھ دے وہ بھی
 انہی کے حکم میں ہے۔ وَمَنْ يَشَوْ كَلَّمَ وَمَنْ كَلَّمَ فَانْهَ يَنْهَ۔ وَكَوْنَهُ
 إِلَيَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ قَدْ فَتَحَ بَصَّةَ الْكَرَامِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ

حسام الموحین موارم ہندیہ) جن قانون نے اللہ و رسول کا فیصلہ ناقابلِ تسلیم کیا۔ اور اللہ
 کا فیصلہ قابلِ تسلیم کیا۔ ایم حق کی ذمہ داری، ایم اللہ و تہ ایم ظہر الہی۔

۱۶۔ دین اسلام سے پہلا باطنی معاویہ بالاجماع باطنی مبتدع ہے۔ اور مبتدع کا حکم شرعی یہ ہے
 الْبَشْعُ وَالْمَدَامَةُ وَالْأَعْرَاضُ حَشَّةٌ قَالُوا فَاتَّعَ وَالْقَلْعُ
 وَالْقَلْعُ۔ (مناوی رضوی کتاب النکاح ص ۵۴ طبع بریلوی)

۱۷۔ معاویہ اینڈ کو کے حق میں تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے۔ وہ باطنی خارجی ہے۔
 حَاجِبَةُ أُمِّيهِمُ الْبَشْعُ وَالْعَرُوفُ ج۔ شرح متاخر المصنفی۔ خارجی ذابھی قاتل
 نے اس پر پردہ ڈالنے میں اور چھپاتے ہیں۔

۱۸۔ ایسوں کا حکم از روئے قرآن میں ارشاد ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَبَ شَهَادَةً
 بِيَدِهِ لَا يَمْنُ اللَّهُ إِلَّا بِهِ جملور نے فرمایا۔ جس سے شرعی علم و ریاست طلب ہوا
 اور اس نے اسے نہ بتایا و دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

۱۹۔ حضور نے مبتدع کے حق میں فرمایا۔ مَنْ أَخَذَ مِنْ فَا أُمُورَنَا هَذَا أَمَّا
 لَيْتَنِي وَنَهَ فَعَفُونَ وَ مَشْفُوقٌ عَلِيهِ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ اللہ فانی کائنات کا حکم ہے۔ فَتَكَلِّبُوا الْحَقَّ يَا أَيُّهَا طُلُوعُ بَقَرَةِ آيَةِ ۳۲
 گنورے متحرے بڑے بھلے کی پہچان کریں۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اِيْتَعَلُوا اَيُّهَ شَيْءٍ خِيَانَتُكُمْ۔ اپنی
 غماز کے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہتر ہوں۔ معاویہ اللہ و رسول کا باطنی اور منافق
 آل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت
 کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے
 والا خود کا بیو پار کرنے والا ہے۔ جو تباہی مولیٰ امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے
 ہیں۔ وہ دراصل اللہ و رسول کو گالیاں دینے والے اور اللہ کی رضا کا کفر کرنے والے

بتدرجہ کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں عمار بن یاسر والی حدیث کی شرح میں ہے۔ قَحَّحًا قَوَّحًا طَاغِيَيْنَ بَاغِيَيْنَ دِيْلَةً الْحَدِيثِ مبارقی الاثر بارشروع مشارقی الانوار ج ۲ ص ۱۷۱ طبع مصر میں ہے۔ وَكَافُوًا طَاغِيَيْنَ بَاغِيَيْنَ بَهْذَا الْحَدِيثِ معاویہ بنیہ کو اس مشہور مؤثر حدیث سے طاعی باغی ظالم بھٹکے ہوئے اور باغی ظالم بھٹکے ہوئے کا نام شرح مقاصد جلد دوم ص ۲۷۰ طبع لاہور پراور فتاویٰ رضویہ کتاب النکاح باب النکاحات ص ۵۳ طبع بریلی پریہ لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی ہے کہ اس سے لطیف و عداوت رکھیں۔ روگردانی کریں۔ اس کی تدریل و تفسیر کہا لائیں۔ اس سے لعن لعن کے ساتھ پیش آئیں۔

۲۴۔ باغی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے ملی اور ان کی محبت والوں پر لعن لعن اور ظلیفہ لگایوں کا جو اس خطرہ عہد میں سلسلہ سے جاری کیا۔ اور کرایا۔ اور حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا۔

مَنْ سَدَّ حَيْثُ هَاقَ سَعِيْجٍ وَمَنْ سَبَّغَتْ فَتَقَدْ سَبَّ اللّٰهُ جَسَدَ مَنْ مَلَّكَ دِي بِيْ شَكَّ اس نے بے شک اس نے مجھے گالی دی۔ اور میں نے مجھے گالی دی۔ بے شک اس نے اللہ کو گالی دی۔ جامع مغیرہ جلد دوم ص ۱۷۲ طبع بیروت۔ پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ موارم ہند پر عرب و عجم کے تین سو ایک ملاذ شائع صنفی شاعری، منبلی، دہلوی کے قطعی اجماعی فتوے ہر اس مجرم پر لگ گئے۔ جس نے اللہ رسول کی توہین، شک گالی، لعن لعن کے طبعیت جرم کا ارتکاب کیا ہے غیر القرون کا ہو یا بعد کا۔ چاہے عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی معاصی چاہے کوئی ملیط ہو یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابرہہ یا ہندہ چاہے حکم ہو یا مروان چاہے یزید ہو یا اس سے مزید چاہے مجتہد یا نادان چاہے دیوبندی

جو یا بروی چاہے تقلد ہو یا غیر تقلد چاہے اہل حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہوری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سنی ہو یا غیر سنی چاہے قادیانی ہو یا غیر قادیانی ہو یا اولیٰ چاہے لغت خوان ہو یا تبرا باز چاہے اپنا ہو یا بیگانہ چاہے نیا ہو یا پرانا ان پر یہی فتویٰ ہے۔

یکسی فرقہ یا فرد سے مذہب و عصب کی بنا پر نہیں۔ دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔

بِالْبُعْدَةِ قَطُّ لَوَا الطَّالِقِ حُكْمُهُمْ فَتَقَارَ مَرْتَدٌ وَنَاخَرِجَ عَنِ الْإِسْلَامِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَرَاءَةِ يَتَرَدُّ وَالْغُرَّةُ وَهَتَوَى الْخَيْرِيَّةُ وَمَجْمَعُ الْأَنْهَارِ وَاللَّامِ الْمَخْتَارِ وَحَلَّيْهِ قَامِينَ مَعْتَمِدَاتِ الْأَسْفَارِ فِي مَثَلِ هَلْ لَوَا الْكُفَّانِ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِمْ وَصَدَّاهُ فَتَقَدَّ كُفْرُهُمْ جَوَانُ كُفْرٍ وَمَذَابٍ فِي شَكِّ كَرَسِ عَمْدٍ كَارِيَّةٍ۔ فتاویٰ حسام الحرمین فتاویٰ موارم ہند پر ملگا کر خود پڑھو پھر سوچو۔ کیا ایسے مجرم پر مصابی کا اعتقاد کرنا اور ملامت کتاب سنت و احکام پر ہٹنا میں اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر ایسوں کی خواہش اعتقاد کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے بہار شریعت لکھنا اور اس قرآن کو جس میں اللہ کا فرمان ہے۔ اَلَيْسَ لَكُمْ اَحْكَامٌ لِّكُفْرِيَّتِكُمْ كُوْنِكُمْ اِيْمَانُ لَنَا اِيْمَانُ اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ان کا کیا قرآن پاک پر ایمان ہے یا کفر و معاندانہ ایک مومن کو عذر و تامل کر لے دے کہ حکم ہے۔ فَجَزَاؤُهُمْ قَالِدًا فَيُثَابُ وَطَعِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اَلَا يَرُءُ قَوْمٌ لَّا كَرِهَتْ لِمُؤْمِنِيْنَ مُسْلِمَانِ مَا جَرَيْنِ وَانْعَارَ تَقَلُّبُ كَيْفِ كَرَامَتِهِ اس پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن پاک کا حکم کھلا مقابلہ نہیں کیا اور کیا ہے۔

تاؤے کے بے علم و بے تقویٰ اشتہار باول کو شرم آنا چاہیے ان تمام لوگوں

ہے۔ اور مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ یہ جاہلوں کا لغو
بے تحقیق منکر بدعت ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے لیے خلاف ہے۔ لہذا مردود
ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے حضور کے سب یا رقی ہیں۔ جو تاقی ہیں۔ وہ
اپ کے یا نہیں بلکہ مطلقاً باہمی ہیں

محدث ہزاروی کے مذکورہ چوبیس الزامات کے بالترتیب دندان شکن جوابات

الزام نمبر (۱)

لعون یزید کے باپ بانی بناوت امیر معاویہ رحمہ
کائنات کو یزید جیسا بیٹا یا دگار دیا۔

جواب ۱۱ الزام ذکر کرتے وقت محدث ہزاروی اور اس کے ناما قبت اندیش
ہر وہ کی بدحواسی اور بغض و حسد ملاحظہ کریں۔ کہ یزید کی پیدائش موجب فتن بنائی جا
ئی ہے۔ یعنی امیر معاویہ پر اعتراض والزام یہ ہے۔ کہ ان کے گھر پر یہ پیدا ہوا۔ بھلا
یزید کی پیدائش اور اس کے کثرت کا بوجھ امیر معاویہ پر کیوں ڈالا جا رہا ہے۔ قرآن کریم
میں صاف صاف موجود ہے۔ وَلَقَدْ بَنَى الْكَلْبَاءُ ذَا الْقَوْفِ وَآخِرَآءُ۔ کوئی جان
دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک کے کثرت
اسے ہی اٹھانے پڑیں گے۔ اور یہ دو نام نہاد مسلمان "اس کے خلاف لکھ رہے

نے دباہیر کی تردید کر دی ہے۔ یہ نام اور فتوے سب بھڑک اور بھڑکاس ہیں۔ علماء و شائخ
فقیہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔ یہ ایک ملعون نامی خارجی منافق نے کیا پھر لکھا
ہے۔ اب مفور ہے۔ اس پر ایک لاکھ جرمانہ ہو چکا ہے۔ کوہاٹ، لاہور، کراچی، ایبٹ آباد
سے پتہ لگاؤ۔ سجادہ نشین علی پر شریف نے معاویہ کو باغی لکھا ہے۔ نام نہاد مافیائے
کہ پیر خانہ سے مردود ہونے پر معافی فقیہ نے دلائی۔ فقیہ نے اسے جہا جارت دی وہ
اب اس کے لائق نہیں وہ ہمارے مسئلہ سے خارج ہے۔ ہماری اجازتیں سب اس
سے منسوخ ہیں۔ ان کے ساتھ ملاپ، اکلام مجلس سب حرام ہے۔ جب تک ملائیر توبہ و
تجدید اسلام و تجدید نکاح نہ کرے۔

نعرہ تحقیق جاہل بے علموں اور دینا و ایمان سے ناما قبتوں کی ایجاد اور بدعت ہے۔
اور بدعت نہ قابل قبول ہے نہ لائق القیاد و منکومعروف نہیں۔ مومن کی شان ہے۔
يَا مُشْرِكُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْشُرُونَ حَقَّ الْمُنْكَرِ۔ حدیث میں ہے جنتیوں کی
۱۲ صفیں ہوں گی۔ ان میں انتہی میری امت کی اور چالیس باقی سب انبیاء کی امتوں
کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت اہل حق ہے جو جنت میں
اکثر ہوگی۔ یا اس سے مراد آل اصحاب ہیں تو وہ انبیاء کی امتوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار
کے برابر ہیں۔ ان میں سے صرف چار تاقی ہیں تو تاقی ایک لاکھ بیس ہزار تو سو پچاس
ہوئے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں تو صرف چار تاقی ہیں۔ مگر اللہ رسول کے
نزدیک تو ایک لکھ بیس ہزار تو سو سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی منکر لغو
اس کے خلاف ہے۔ جو مخالفی رد ہے۔ حدیث دوم باب فضائل سید المرسلین
محل اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکوٰۃ شریف طبع کراچی ص ۱۱۵ میں غور فرمایا۔

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اَلَا مَنِ بَعَا ذِيَوْمَ الْاٰخِرَةِ
کے دن میں سب انبیاء سے زیادہ تعداد امت والا ہوں۔ یہ جاہلوں کا لغو تحقیق

ہیں۔ ہاں اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان اور ان کے حکم سے یزید کی بد ملی وقوع پذیر ہوتی۔ تو پھر کچھ بوجھ اور دھڑلہ ہو سکتا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ذکر کیا۔ اور اس کے کرتوتوں کی بنا پر اسے دوزخی کر دیا گیا۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ربحیض روایات کے مطابق کافر ہونے کی وجہ سے طوفان میں غرق ہو گیا۔ کیا ان دونوں وقایع، کشتیاں (کی بد حالیوں) کی بنا پر حضرت آدم و نوح علیہما السلام پر الزام دھرا جائے گا؟ حالانکہ یہ دونوں بیٹے بالاتفاق کافر اور دوزخی ہیں۔ اور یزید کے بارے میں اختلاف ہے کچھ تو اسے درحقیقت اللہ عنہ، تک کہتے ہیں۔ اور کچھ اسے ملعون کہتے ہیں۔ اور بعض اس پر لعن ملعون کے بھی قائل ہیں۔ قارئین کرام آپ خود سوچیں کہ محدث ہزاروی وغیرہ کا امیر معاویہ پر مذکورہ الزام کس قدر بغض و حسد اور اندھی بصیرت کا شاہکار ہے۔ برائیں عقل و دانش بباہر گریخت۔

الزام نمبر (۲)

بانی بغاوت معاویہ کے باپ جدی دشمن اسلام
ابوسفیان نے پیغمبر سے نوجنگ کیے

الزام نمبر (۳)

معاویہ کے باپ نے بدر و احد کا جنگ کیا جس میں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا۔

دونوں الزاموں کا

مفصل جواب

یہ دونوں الزامات پہلے الزام کا دوسرا رخ کہہ لیں۔ اس میں بیٹے کے کرتوت کو الزام کی بنیاد بنایا گیا تھا۔ اور ان دونوں میں باپ کے رویہ کو قابل الزام قرار کیا۔ اس لیے ان دونوں کا ایک جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کا بوجھ و سر نہیں ڈالتا۔ لہذا ابوسفیان نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں لڑیں۔ تو اس کا غیظہ اسے بھگت پڑے گا۔ لیکن باپ یا بیٹے کے کفر و شرک اور زیادتیوں سے دوسرا لوٹ کر بوجھ کیا جا رہا ہے جہاں تک غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھار کا لانا اور باپ کا مدد ان مبارک شہید کر دینا اسے تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو اس کی ذمہ داری خالد بن ولید یا ثانی ہلے گی۔ کیونکہ یہ حملہ ان کی سرکردگی میں ہوا تھا۔ اگر ابوسفیان کا لڑائی میں شرکت کرنا امیر معاویہ کے کافر و منافق ہونے کی دلیل بنایا گیا ہے۔ تو یہ خود خالد بن ولید جو بنفس نفیس لڑے ان کے بارے میں محدث ہزاروی، کیا گل نشانی کریں گے؟ اور پھر اسی غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت و وحشی، نامی آدمی کے ہاتھوں ہوئی۔ یہ وحشی نامی آدمی اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد جب مجمع تو بہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی تو بہ قبول فرمالیتا ہے۔ ان کے بارے میں محدث ہزاروی، کیا فرمائیں گے؟ تو بلا واسطہ ثبوت ہیں۔ امیر معاویہ تو اس لیے ملزم ٹھہرے کہ ان کا باپ

ابوسفیان حضور کے مقابل میں آیا۔ خود امیر معاویہ نہیں۔ لیکن یہاں تو باپ بیٹا نہیں بلکہ
خالہ بن و لید اور وحشی خود مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے، آپ کی منطق کہاں سے
ڈوبے گی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ کے قاتل ”وحشی“ کی تو بے قیول ہونے کا ثبوت
ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری:

قَالَ يٰعِبَادِىَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اٰمِرٍ اَنَّهُ يَغْفِرَ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۗ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ ٤٢ ثَنَا ابْنُ سَعْدٍ قَالَ ثَنَا سَلَمَةُ قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ اسْحَاقَ عَنْ يَعْزُبِ اصْحَابِهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ الشَّلَاكُ بِالْمَدِينَةِ فِي رَحِيصِى وَاصْحَابِهِ يٰعِبَادِىَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ اَنْفُسِهِمْ اَلَا تَوَلَّوْا ۗ اِنَّ يٰٓاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

(تفسیر طبری جز ۲ ص ۱۰ مطبوعه مصر)

ترجمہ: حضرت عطار بن یار کہتے ہیں کہ یا عبادی الذین اسرقوا علی انفسہم سے ان یا تبکم العذاب بغتہ تمک تمین آیات میں منورہ میں نازل ہوئیں۔ اور ان کا نزول جناب وحشی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ہوا۔

توضیح:

کچھ لوگوں کو جب یہ خیال آیا کہ ہم زندگی بھر کفر و شرک اور بدکاریوں میں
مبتلا رہے۔ اب اگر ہم مسلمان ہو بھی جائیں۔ تو اسلام کا ہمیں کیا فائدہ

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

علاوہ ازیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ کسی کے باپ کے بڑا ہونے کی وجہ سے اس کے نیک بیٹے پر لعن طعن نہ کیا جائے۔

الاستيعاب:

كَانَ عِطْرَةً شَدِيدَ الْعَذَاوَةِ لِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ هُوَ وَأَبْنُوهُ وَكَانَ
 قَارِئًا مَشْهُورًا وَرَبُّ عِلْمٍ الْفَتْحِ فَدَحِقَ بِالْيَمْنِ
 وَلَحِيقَتِ بِهِ إِمْرَأَتُهُ أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ الْحَرْثِ
 بْنِ هَاشِمٍ فَأَمَّتْ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَلَمَّا نَأَاهُ قَالَ مَرْغَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ فَأَسْكَمَ
 وَذَلِكَ سَنَةَ ثَمَانٍ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَسَنَ إِسْلَامُهُ

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَابِيهِمْ إِنْ جَعَلْتُمْ
يَا نَبِيَّكُمْ قِيَادًا رَأَيْتُمُوهُ فَلَا تَسْبُوا أَبَاءَ قِيَادٍ
مَنْ أَمَرْتُمْ يُوْذِي الْعَمَى وَلَمَّا أَسْلَمَ عِكْرِمَةُ لَكَ قَوْلُكُمْ عِكْرِمَةُ
أَبِي جَبَلٍ قَتَلَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَقُولُوا أَعْكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَبَلٍ وَقَالَ لَا تَقُولُوا
الْأَحْيَاءَ بِسَبَبِ الْأَمْوَاتِ

(الا ستيعاب في معرفة الاصحاب جلد سوم ص ۱۶۶۲۸)
بہ حاشیہ الاصابۃ فی تمیز الصحابة

ترجمہ: دور جاہلیت میں حکمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت
تھی اسی طرح اس کے باپ ابو جہل کی حکمرانیت کے وقت بھاگ کر
بین چلا گیا۔ یہ ایک اچھا گھڑ سوار تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کی بیوی بھی بین گئی۔
اور یہ حکمران کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے جب
حکمران کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے مہاجر گھوڑے سوار اغوش آمدید پھر حکمران
مشرق باسلام ہو گیا۔ یہ فتح مکہ کے آٹھ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اسلام
بھی بڑا اچھا اور مضبوط قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا۔
کہ حکمران جب تمہارے پاس آئے۔ تو اس کے باپ کو گالی مت
دینا۔ کیونکہ تمہارے ہونے کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی
ہے۔ حکمران نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے ساتھی مہاجرین
کی شکایت کی۔ کہ یہ لوگ مجھے ابو جہل کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ
نے ان کو منع فرمایا۔ کہ انہوں کے لیے تم حکمران کو ابن ابی جہل کہہو
کہو گے۔ اور فرمایا۔ زندوں کو مردوں کی وجہ سے تکلیف و اذیت دو

توضیح:

بسمہ کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو سامنے رکھا جائے۔ کہ وہ ابو جہل
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا دشمن تھا۔ اور کفر پر ہی دنیا سے اٹھا۔ آپ نے اپنے قطعی
کافر کا نام لے کر یا اس کے کہ تو توں کو سامنے رکھ کر اس کے بیٹے حکمران کو بڑا بھلا
کہنے اور عار دلانے سے منع فرمایا۔ اُدھر محدث "ہزاروی وغیرہ" کی منطق دیکھئے
کہ امیرِ میان کی حالت کفر میں عادات کو لے کر ان کے بیٹے امیرِ مہاراجہ کو کوسا جا رہا ہے۔
مالا نکھیلی الامنیان بعد میں نائب ہوئے۔ نا اور مشرف باسلام بھی۔ اور حالت اسلام پر
دنیا سے رغبت ہوئے۔ اگر رشتہ داری کی وجہ سے باپ کا جرم اور وہ بھی
مالت کفر کا بیٹے کے لیے سببِ علامت ہے۔ تو پھر ابو لہب کی وجہ سے سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ ایسے کھٹو محدث "اللام وصرنے سے باز نہ آئیں گے
امیرِ میان کا نام لے کر جس طرح امیرِ مہاراجہ کو ایذا دی جا رہی ہے۔ اسی طرح اس
طریقہ سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچائی جا رہی ہے۔ کیونکہ جب
آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ تو پھر اس پھیل ذکر کے حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچایا جا رہا ہے۔ اور آپ کو ایذا پہنچانا نصی قطعی سے حرام
اور باعش من ہے۔

فَاَحْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ

حضرت ابوسفیان کا تعارف

کتب تاریخ و حدیث سے

اسد الغابہ

كَانَ أَبُو سَفْيَانَ حَدِيثَ الْعَبَّاسِ وَاسْتَمَرَ لَيْلَةَ
الْفَتْحِ وَقَدْ تَأَسَّلَا مَعَهُ فِي إِسْمَاعِيلَ وَخَبْرَهُ
عَيْنًا وَأَخْطَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمِنْ خَنَائِهِمَا مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْ قِيَّةً وَأَعْطَى
أَبْنَيْهِ يَزِيدَ وَمَعَاوِيَةَ كَهْلًا وَاحِدًا مِثْلَهُ وَ
ضَلَّهِ الطَّائِفَةُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَقِيَتْ هَيْلَةَ يَوْمَ مَيْدٍ وَفَقِيَتْ أَخْرَى يَوْمَ الْيَزْوَكَ
وَشَهِدَ الْيَزْمُوكَ تَحْتَ آيَةِ إِبْرَاهِيمَ يَزِيدُ
يُقَاتِلُ وَيَقُولُ يَا خَصْرَ اللَّهِ أَقْرَبُ وَكَانَ يَقِفُ
عَلَى الْحِجَرِ أَوْ يَسِيْقُصُ وَيَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ إِنَّكُمْ
ذَانُ الْعَرَبِ وَأَفْضَاؤُ الْإِسْلَامِ وَالْمُؤَدَّةُ الرُّومِ
وَأَنْصَارُ الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ هَذَا يَوْمٌ مِنْ آيَاتِكَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ صَرْفَكَ عَلَى بَارِكٍ
..... وَكَانَ مِنْ الْمَوَلَّغَةِ وَحَسَنَ إِسْلَامَةٍ

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابة جلد پنجم

ص ۲۱۶ ذکر ابوسفیان مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے دوست تھے۔ فتح
مکہ کی رات مشرف باسلام ہوئے۔ ہم نے ان کے اسلام لانے کا واقعہ
ان کے نام کے ضمن میں ذکر کر دیا ہے۔ غزوہ حنین میں شرکت فرمائی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مالِ غنیمت میں سے ایک سو اونٹ
اور چالیس اونٹ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار مالِ غنیمت ان کے
دونوں بیٹوں یزید اور معاویہ کو بھی عطا ہوا۔ طائف میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان بھی جنگ میں شریک ہوئے جس
میں ان کی ایک آنکھ گم گئی تھی دوسری آنکھ جنگِ یرموک میں کام آئی جنگِ یرموک
میں یہ پٹھن بیٹے یزید کی ماتحتی میں شریک ہوئے تھے۔

لڑتے تھے اور دعا کرتے تھے اسے اللہ کا مدد اُجھڑ سواروں
کے پاس کھڑے تھے۔ اور یہ جگہ بھی ان کی زبان پر تھی۔ اللہ اللہ
مسلمانوں کو اسلام اور عرب مسلمانوں کے معاون و مددگار ہو اور یہاں
درمقابل کفر اور مشرکین کے مددگار رہیں۔ اسے اللہ یہ دن تیرے دنوں
میں سے ایک دن ہے۔ اسے اللہ آج اپنے بندوں کی نصرت
فرما۔ ابوسفیان گرفتِ کلوب میں سے تھے۔ اور اسلام بہت قریب تھا

اسد الغابہ

وَاسْتَمَرَ لَيْلَةَ الْفَتْحِ وَشَهِدَ حَلَيْنًا وَالطَّائِفَةَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْطَاةَ
وَمِنْ خَنَائِهِمَا مِائَةَ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْ قِيَّةً وَأَعْطَى
أَبْنَيْهِ يَزِيدَ وَمَعَاوِيَةَ كَهْلًا وَاحِدًا مِثْلَهُ وَ
ضَلَّهِ الطَّائِفَةُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَقِيَتْ هَيْلَةَ يَوْمَ مَيْدٍ وَفَقِيَتْ أَخْرَى يَوْمَ الْيَزْوَكَ
وَشَهِدَ الْيَزْمُوكَ تَحْتَ آيَةِ إِبْرَاهِيمَ يَزِيدُ
يُقَاتِلُ وَيَقُولُ يَا خَصْرَ اللَّهِ أَقْرَبُ وَكَانَ يَقِفُ
عَلَى الْحِجَرِ أَوْ يَسِيْقُصُ وَيَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ إِنَّكُمْ
ذَانُ الْعَرَبِ وَأَفْضَاؤُ الْإِسْلَامِ وَالْمُؤَدَّةُ الرُّومِ
وَأَنْصَارُ الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ هَذَا يَوْمٌ مِنْ آيَاتِكَ اللَّهُمَّ أَنْزِلْ صَرْفَكَ عَلَى بَارِكٍ
..... وَكَانَ مِنْ الْمَوَلَّغَةِ وَحَسَنَ إِسْلَامَةٍ

لَقَدْ حَارَبْتُكَ فَكَيْفَ عَمِلَ الْمُحَارِبُ أَنْتَ وَلَقَدْ
سَأَلَهُ مُنْكَ فَكَيْفَ عَمِلَ الْمُسَالِمُ أَنْتَ جَبَلُكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
وَفَقِيتُ عَيْنَ آفِي سُدِّيَّانَ يَوْمَ الظَّالِمَاتِ وَاسْتَمَلَّه
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَجْرَانِ
فَمَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ إِلَى
عَلَيْهَا وَرَجَعَ إِلَى مَكَّةَ وَتَسَكَّنَهَا مَدَّةَ ثَمَرَةِ
إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَاتَ فِيهَا وَهَذَا الْيَوْمُ
وَمَاتَ هُوَ الْقَاضِي فِي جَيْشِ الْمُسْلِمِينَ يُعْرَضُ لَهُ
وَيُعْتَلَمُ عَلَى الْقَوْمِ.

(۱) اسد الغابہ جلد سوم ص ۱۲-۱۳ مطبوعہ پیر و قتبندین

(۲- الاستیعاب جلد دوم ص ۱۹۰ بر حاشیہ الاصابہ)

ترجمہ: جناب ابوسفیان فتح مکہ کی رات مشرف ہا سلام ہوئے۔ آپ غزوہ
حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک
ہوئے حضورؐ نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے ایک سو
اونٹ اور چالیس اونٹنیہ چاندی عطا فرمائی۔ اتنی ہی مقدار میں بقیہ
تمام مولفہ قلوب کو بھی عطا فرمایا۔ ابوسفیان کے بیٹے یزید اور
معاویہ کو اسی قدر عطا فرمایا۔ یہ دیکھ کر ابوسفیان ہوئے۔ خدا کی قسم!
آپ بہت کریم ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میں آپ
لڑا تو آپ کو بہترین لڑنے والا پایا۔ میں نے آپ کے صلح کی۔ تو اس
میں بھی آپ بہت خوب صلح کرنے والے نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابوسفیان کی ایک آنکھ غزوہ طائف

یہ کام آگئی۔ اہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحران پر عامل مقرر فرمایا۔ پھر صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال شریف کے وقت بھی یہ بحران کے عامل تھے:

پھر مکہ واپس آکر کچھ مدت وہاں قیام کیا ماس کے بعد مدینہ منورہ آگئے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔۔۔۔۔ یہ مومک کی جنگ میں بھلا شریعت فرمائی، اس جنگ میں مسلمان فوج میں ایسی تعظیم دینے والے تھے اپنی تقریر کے ذریعہ یہ مسلمانوں کو بہادر پر ابھارنے اور انہیں جوش و جذبہ دلانا کرتے تھے۔

تبلیغ اسلام کے ابتدائی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیانؓ نے

براعتماد و تھا

الاصابة:

قال جعفر بن سليمان الضبي عن ثابت البناني
أَنَّ قَالِ الْبَيْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ
دَارَ الْإِنْسَانِ قَدْ هَوَّاهُ مِنْ لَدُنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى بِمَكَاتٍ دَخَلَ دَارَ إِبْنِي
سُفْيَانَ - (الاصابة جلد دوم ص ۷۹ مطبوعه بيروت جديد)
ترجمہ ثابت البنانی سے جعفر بن سلیمان ضبی بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ
کے دن حضور علیہ السلام نے جویہ اعلان فرمایا تھا کہ جو انسان کے
گھر میں داخل ہو جائے گا۔ وہ بھی اس کے پاس آئے گا۔ یہ آپ نے اس وجہ

ہے (نمایا تھا کہ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مکہ تشریف لاتے اور شہر کے کارا وہ ہوتا تو آپ کا قیام ابوسفیان کے گھر ہی ہوتا تھا۔

ہجرت کے بعد اور ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے حضور
نے ان سے تجارت کی

الاصابة:

روى ابن سعد ايضا باسناد صحيح عن حكومة
أن النبي صلى الله عليه وسلم أخذني إلى أبي سفيان
بن حرب تمر عتيقة وكتب إلي يوشك هديته
أذ ما مع عمرو بن أمية فأنزل عمرو علي إحدى
إمرائي أبي سفيان فقامت ذوقته وقيل ابوسفیان
المدية فآخذني إليه أذ ما.

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ (سیرت)

ترجمہ: ابن سعد نے بعد صحیح حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی طرف ہجرت کجور (کچھ مقدار میں) بھیجا۔
اور رقم بھی ساتھ دیا کہ ان کجوروں کے بدلے تم مجھے چڑا بیج دو یہ کام
عمرو بن امیہ نے سرانجام دیا۔ جب یہ سامان لے کر عمرو بن امیر مکہ میں
ابوسفیان کی کسی ایک بیوی کے پاس حاضر ہوا تو وہ بیچے ہٹ کر مہمانانہ
کی تیاری کرنے لگی۔ ابوسفیان نے کجوریں لے کر ان کے بدلے میں چڑا
بھیجا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان سے
جنت کا وعدہ

الاصابة:

روى الزبير بن سفيان عن طريق سعيد بن الشقي قال
رأيت أبا سفيان يوم القايظ فاصبته
عنيته فآقني النبي صلى الله عليه وسلم
فقال هذا وعني أصيبت في سبيل الله
قال إن شئت عوت فرة عليك وإن
شئت فالجئة قال الجئة.

الاصابة جلد دوم ص ۷۹ (مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: اسعد بن سید ثقفی سے زبیر راوی کریم نے غزوہ طائف میں ابوسفیان
کی طرف تیر بھینکا۔ وہ ان کی آنکھ کو جالگا۔ (اور وہ ضائع ہو گئی۔ پس
ابوسفیان نے ماہر بارگاہ رسالت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ امیر میری
آنکھ لٹکے دستہ میں کام آگئی ہے۔ فرمایا۔ اگر چاہو تو میں دعا کروں
اور پھر تمہاری آنکھ تمہیں واپس مل جائے۔ اور اگر چاہو تو صبر کرو اور اس
آنکھ کے کام آنے کے بدلے میں جنت پاؤ۔ عرض کی حضور جنت پائے
توضیح:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دو باتوں میں ایک کا اختیار

دیا۔ اگر وہ آنکھ کی دالپی کا مطاہر کرتے۔ تو بوجب وعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آنکھ واپس کر دیتے۔ جب ابوسفیان نے اس کے بدلے جنت پسند فرائی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس وعدہ کو پورا نہ فرمائیں گے۔ جب پورا فرمائیں گے۔ اور یقیناً فرمائیں گے۔ تو ابوسفیان بالیقین جنت میں ہونگا اب جسے جنت میں لے جانے کا وعدہ فرمائیں۔ اُسے اگر کوئی جنتی زمانے یا سرے سے اس کے اسلام کا ہی انکار کر دے۔ تو اُس سے بڑھ کر بد بخت اور کون ہوگا۔ اور کیا اس کے اس ہلے نظریے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچے گی۔

حضرت ابوسفیان کی ایک نہیں دونوں آنکھیں راہِ خدا میں کام لاتی تھیں یک غزوہ طاعت کیا اور دوسری جنگ یرموک میں اس مومن میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کراہی ہے۔ کہ جس کی دونوں آنکھیں راہِ خدا میں کام آئیں گی۔ بروحِ شہداء اللہ تعالیٰ اُسے ان سے کہیں بہتر نوری آنکھیں عطا فرمائے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تو قیامت میں دونوں آنکھوں کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہوں گے۔ اور ان کے بغیر وہ میرانِ شہداء و عذابِ الہی میں گرفتار ہوں گے۔ پھر ہمیں اپنی غلطی اور بد عقیدگی کا پتہ چل جائے گا۔

جنگ یرموک میں ابوسفیان اور ان کی اولاد

کا کردار

تاریخ طبری:

عن شعیب عن سیف عن ابی حمیل عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابی امامۃ وکان شہیداً لیلۃ فوگ

مَوَّ وَحَيَاةُ دُ بْنُ الصَّامِتِ إِنَّ السَّاءَ هَا تَلَّتْ لَيْلِمَ الْيَوْمِ
فِي حَقِّ لَوْ فَخَرَحَتْ حَيْفَ نِيرِيهِ ابْنَةُ آفِي سَفِيَانِ
فِي حَقِّ لَوْ وَحَقَاتُ مَعَ رَوْحَهَا بَعْدَ قِتَالٍ شَدِيدٍ
وَأَصْدَبَتْ يَوْمَ مَسَدٍ عَيْنِ آفِي سَفِيَانِ فَالْخُرُجِ السَّلَامِ
وَمِنْ قَلْبِهِ أَبُو حَتْمَةَ - دتاریخ طبری جلد چہارم
ص ۳۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم

ترجمہ: ابوامرؤہ کو جنگ یرموک میں جہاد بن صامت کے ساتھ شریک تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس جنگ میں عورتوں نے بھرپور حصہ لیا۔ ابوسفیان کی بیٹی جو یہ بھی اپنے فائدہ کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھی۔ اس نے بڑی بہادری سے لڑائی کی۔ اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں تیر لگا۔ جس سے آنکھ جاتی رہی۔ اس میر کو ابو حاتم نے نکالا تھا۔

ابوسفیان بن کے بیٹے یزید کو جنگ یرموک میں صدیق اکبرؐ

نے سپہ سالار مقرر کیا تھا

تاریخ طبری:

حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمة عن
محمد بن اسحاق عن صالح بن عیسان
أن أبابکر رحمة الله علیه حين سار القوم
خرج مع يزيد بن ابی سفیان يومئذ
أبو بكر يمشي ويزيد راكب فلما فرغ

مِنْ وَصِيَّتِهِ قَالَ أَقْبِرْ نَتْلِكَ السَّلَامَ وَاسْتَوْجِدْكَ
اللَّهُ ثَمَّ انْصَرَفَ وَمَضَى يَزِيدُ فَتَاخَذُ الْبَتَوَكِيَّةَ
ثُمَّ تَبْعُهُ شَرْجِيلُ بْنُ حَسَنَةَ ثَمَّ أَبُو عُبَيْدٍ
بَنُ جِرَاحٍ مَدَّ ذَا الْقَعَمَاءَ -

(تاریخ طبری جلد چہارم ص ۲۹)

ترجمہ (محدث اسناد) صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابیہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے وقت جب فوج روانہ ہونے لگی۔ تو یزید بن ابی سفیان کو وصیت کرنے کے لیے باہر تشریف لائے۔ آپ نے چلتے چلتے یزید کو وصیت فرمائی۔ یزید اس وقت سوار تھا وصیت سے فراغت پر سلام کیا۔ اور خدا مافلا کہا۔ اور آپ واپس آگئے۔ جب یزید بن ابی سفیان یرموک کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس کے پیچھے شرجیل بن خستہ اور ان کے پیچھے ابو عبیدہ بن جراح بھی بطور معاون یرموک کی طرف تشریف لے گئے۔

مقام غور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے بنتی ہونے کا وعدہ فرمایا۔ کیا آپ کو ابوسفیان کی اسلام قبول کرنے سے قبل کی جنگیں یاد ہیں۔ آپ نے ان جنگوں کی بنا پر اسے ٹھکرایا نہیں۔ اسی طرح حضرات صحابہ کرام جن میں بھارہ طبری ترکے قریب بدری صحابہ شریک تھے۔ جنگ یرموک میں ابوجہر صدیق پر کسی نے یہ اعتراض نہ کیا۔ کہ اسے خلیفہ رسول! آپ اس شخص کے بیٹے کو چار سالہ مقرر کر رہے ہیں جس کے باپ نے ہمارے خلاف فوجوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور جب ابو عبیدہ بن جراح اور شرجیل بن حسنہ کو صدیق اکبر نے جنگ یرموک میں یرید بن ابی سفیان

کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ تو ان حضرات نے بھی یہ نہ کہا کہ ہم ابوسفیان کے بیٹے کی مدد کو ہرگز نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اس کے باپ نے ہمارے خلاف بہت سی جنگیں لڑیں۔ جب کہ ابوسفیان کی جنگوں کی یاد ان لوگوں کے ابی دل میں تھی۔ لیکن صدیاں گزرنے کے بعد محدث ہزاروی کو امیر معاویہ کے باپ کی جنگیں ستاروی میں۔ اور مجتہدی دشمن اسلام، کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی جا رہا ہے۔ ابوسفیان بنی انھیں فی سبیل اللہ قربان کر دیں۔ لیکن محدث ہزاروی کو پھر بھی ان کے اسلام پر متین نہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس قربانی پر جنت کی بشارت دیں۔ اور محدث کو اس پر اعتبار نہ آئے۔ ابوسفیان کا بیٹا اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر ہوا اور ان کی بیٹی جنگ یرموک میں داؤد شہادت کے ساتھ (بعض روایات کے مطابق) درجہ شہادت بھی پائے۔ لیکن ان تمام کمالات کے پیچھے محدث کو ابوسفیان کا رشتہ نظر آنے کی وجہ سے ایک آنکھ نہ بجائیں۔ اس سے قارئین کرام آپ بخوبی یہ جان لیں گے۔ کہ یہ محض عداوت اور ضد و نفی کا کمرہ ہے۔ اس سے محدث اپنے کمپنی کا اپنا ہی منہ کالا ہوا ہے۔ ابوسفیان کی گردنہ کو بھی ان کی ولایت اور مولویت نہ پہنچ سکی۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی اور اسے قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

فاحتبروا یا اولی الابصار

بیکہ فاطمہ کو تھپڑ مارنے والے ابو جہل ابوسفیانؓ

نے بدلہ لے لیا

فقوش ماہنامہ:

مکہ میں ایک دل اشراک کی رشتہی جب کبھی آوارہ لڑکے بڑوں کے ایمان پر گلیوں میں معزور کا تعاقب کرتے ان پر پتھر و چیز پھینکتے۔ اس وقت رسول خدا اگر ابوسفیان کے گھر کے قریب ہوتے تو حضور اس گھر میں پناہ حاصل کرتے تھے۔ ابوسفیان خود آوارہ چوکروں کو مار بھاگتے تھے۔ جب یہ آوارہ لڑکے بھاگ جاتے تو حضور اکرم اپنی راہ لیتے۔ ایک روز بزدل اور کینے ابو جہل نے رسول خدا کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء کو (جو چھوٹی سی تھی) دیکھا۔ اس نے حضرت فاطمہ سے ایسا رویہ اختیار کیا کہ وہ اس ملعون کو کوسے بغیر نہ سکیں۔ پس ابو جہل حضرت فاطمہ کے منہ پر تھپڑ مارا وہ ملنے لگیں ابوسفیان اور اسے گور رہے تھے۔

انہوں نے بھی سے رونے

کا سبب پوچھا جب حضرت فاطمہ نے انہیں مابرا بتایا۔ تو ابوسفیان نے بھی کو یاد دوسے بچہ لیا وہ سیدھے ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اس کے دونوں ہاتھ قابو کر لیے۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ ابو جہل کے منہ پر تھپڑ ماریں۔ اور اپنا بدلہ چکائیں۔ سیدہ نے ابو جہل کو تھپڑ لگایا۔ اور مسکراتی ہوئی چلی گئیں فطری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ تو وہ ابوسفیان کے لیے اظہارِ شکر کے بغیر نہ رہ سکے۔ (فقوش کا رسولِ مہرِ شفیع)

محسنہ فکریہ:

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ جس کی تفصیل مورخہ اوراق میں دی جا چکی ہے۔ (زمان لانے سے بموجب جہد باری تعالیٰ پچھلے سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں معاف فرما کر رحم دلی کا اظہار فرمایا جس کی بدولت انہیں ایمان نصیب ہوا۔ اور پھر ایمان واسلام بھی ایسا کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں۔ سیدہ خاتونِ جنت پر زیادتی کے بدلہ لینے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شکریہ ادا کیا۔ اب جسے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس سے خوشی کا اظہار فرمائیں۔ ان کے احسانات کو یاد رکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر کیے گئے مظالم معاف کر دیں۔ تو پھر کسی اور کو نقطہ پہنچنے کرنے کا موقع کہاں رہ جاتا ہے۔ اس لیے محدث ہزاروی ایذا کبھی خواہ مخواہ اپنی آخرت برباد کرنے پر تکتے ہوئے ہیں۔ خدا اگر ہدایت کر دے تو مہربانی ہوگی اس کی۔ ورنہ دونوں پر مہر تو پڑی ہوئی ہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

✦

جنگ یرموک میں جناب البوسفیان

کے چند ایمان افروز خطابات

البدایة والنهاية:

فَجَاءَ الْيُوسُفِيَّانَ وَقَالَ مَا كُنْتُ أَظُنُّ إِيَّيْ أَغْمِيضَ
حَتَّى أَدْرِكَ قَوْمًا يَجْتَمِعُونَ لِحَرْبٍ وَلَا أَحْضُرُ
مَنْزَعًا أَشَارَ أَنْ يَتَجَلَّ إِذَا الْعَجِشَ ثَلَاثَةَ أَجْرَاءَ
فَيَسِيرُ ثَلَاثَةَ نَفَافٍ يَبْثُرُونَ وَيَجَاءُ الرُّومُ ثُمَّ
فَيَسِيرُ أَلَا تَقَالُ وَاللَّهِ رَأَيْتُ فِي الثَّلَاثِ الْآخِرِ
وَيَتَأَخَّرُ خَالِدٌ بِالثَّلَاثِ الْآخِرِ حَتَّى إِذَا وَصَلَتْ
الْأَثْقَالُ إِلَى أَوَائِكَ سَارَ بَعْدَهُمْ وَكَرَّحُوا أَفْ
مَكَانٍ تَكُونُ الْبَرِّيَّةُ مِنْ وَرَاءِ ظُهُورِهِمْ تَصِلُ
إِلَيْهِمْ الْبَرَّةُ وَالْمَدَدُ فَاثْتَشَكُّوْا مَا أَشَارَ بِهِ
وَيَغْمِرُ التَّرَاوِيُّ هُوَ (البدایة والنهاية جلد ۵ ص ۶)
ترجمہ البرسینان آئے۔ اور کہنے لگے۔ میں یہ گمان نہیں کر سکتا کہ میری
زندگی میں لوگ اگلے کے لیے کہیں جمع ہوں۔ اور میں ان میں شریک
نہ ہوں۔ پھر اشارہ کیا۔ اور مشورہ دیا کہ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا
جائے۔ ایک حصہ رومی فوج کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو۔ دوسرا
حصہ اپنے مال متاع اور اہل و عیال کی حفاظت کرے۔ اور تیسرا حصہ

فالدین ولید کی سرکردگی میں عقب کی طرف رہے۔ یہاں تک کہ جب
پڑاؤ ڈالیں۔ تو ایسی جگہ کہ جہاں جنگل بلی کی سی لانی علاقہ بھی ہو۔ تاکہ رسد و
ذاک کا انتظام بھی میسر ہو سکے۔ آپ کی اس رائے پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مشورہ
بہترین مشورہ تھا۔

البدایة والنهاية:

وَقَالَ أَبُو سُوَيْبَةَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أَتُكْمَرُ
الْعُسْرُ وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي ذَا أَيْ الْعَجْشِ وَمَنْطِقِ طَبِيعِينَ
عَنِ الْأَهْلِ تَابِعِينَ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأْسِهِ
الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ وَاللَّهِ أَصْبَحْتُمْ بِأَنْ أَعْدَدُوْ
كَثِيرٌ عَدَدٌ: شَدِيدٌ عَلَيْكُمْ حَقِيقَةٌ وَقَدْ وَ
تَرْتُمُوهُمْ فِي الْفُسُحِ وَلَا دُحُورٍ وَلَا دُحُورٍ وَلَا دُحُورٍ
وَاللَّهُ لَا يَنْجِيكُمْ مِنْهُ لَوْلَا الْقُرْآنُ وَلَا يَبْلُغُ
بِكُمْ رِضْوَانُ اللَّهِ عَدَا إِلَّا بِمُيَدِّ الْقِيَامِ وَالْقِيَامِ
فِي الْمَرَاظِنِ السَّكْرِ وَهَلَا وَكَلَامُ سَكْرَةٍ لَا رَمَّةَ
وَأَنَّ الْأَرْضَ وَرَأْسَكُمْ بَيْتَكُمْ وَبَيْتَكُمْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
وَجَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ صَعَارَى وَبَرَارَى لَيْسَ بِأَحَدٍ
فِيهَا مَعْقِلٌ وَلَا مَعْدَلٌ إِلَّا الصَّبْرُ وَبِجَاءِ مَا
وَعَدَ اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ مَعْقِلٍ فَاثْمَنُ عَوَامِ مَشُوقٍ فَيَكُونُ
وَقَعَا وَكُتُوَا لَتَكُنْ هِيَ الْعُصْرُونَ ثُمَّ دَا هَبَ إِلَى
النَّسَاءِ قَوْمًا هُنَّ ثَمَرُ عَادَى فَنَادَى يَا عَائِشَةُ
أَهْلِي الْإِسْلَامِ حَضَرُوا قَرَفُونَ فَلَمَّا ارْتَسَلُوا اللَّهُ

وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْرُومُ الشَّيْطَانِ وَالنَّارُ خَلَقَكُمْ كَمَا تَحْسَبُونَ
إِلَىٰ مَرْقِيَةٍ رَّحِمَهُ اللَّهُ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۱)

ترجمہ: جنابِ ابرہہ نے کہا۔ اے جماعتِ مسلم! تم عرب ہو۔ اور اب
تم نے دارِ عجم میں بیٹھ کر اپنے گمراہ سے بکھڑے ہو گئے ہو
امیر المؤمنین سے دور ہو۔ اور مسلمانوں کی مدد بھی تم سے کافی دور ہے۔ خدا
کی قسم! آج تم ایسے دشمن کے مقابل میں ہو جس کی تعداد بہت زیادہ ہے
اس کی گرت مضبوط ہے۔ اور تم ان کے دلوں میں ان کے شہروں میں
اور ان کی غارتوں کے بارے میں کھٹکتے ہو۔ خدا کی قسم! کل بوقتِ مقابلہ ان
دشمنوں سے تمہیں مدد ہی نیت سے لڑائی کرنے اور مصیبت کے وقت
مہر کرنے کے علاوہ اللہ کی رضا مدد کسی اور طریقہ سے نہیں مل سکتی بخیر!
یہ سنتِ الہیہ ہے۔ لیکن تمہارے پیچھے ہے۔ تمہارے اور امیر المؤمنین
و مسلمان جماعت کے مابین صراحت و جنگلات ہیں جن میں کسی کو سمجھ بوجھ اور
ادھر ادھر پر ہونے کی مہر و امید کے بغیر کوئی حالت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وعدہ
بہترین امانگا ہے۔ اپنی تلواروں کو تیز کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد
کرو۔ اور یہ تمہارے لیے نکلے ہو جانے چاہئیں۔ یہ کہہ کر پھر آپؐ ہاتھوں
کی طرف گئے۔ اور انہیں بھی اسی طرح جو شہید غلبہ دیا۔ واپس آکر بلند
آواز سے کہا۔ اے جماعتِ مسلم! جس کی تم امید کرتے ہو۔ وہ موجود ہے
دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور سو جنات تمہارے سامنے ہے
شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے ہیں۔ یہ کہہ کر آپؐ اپنے مورچہ کی طرف روانہ
ہو گئے۔

البدایۃ والنہایۃ:

ثُمَّ تَحَكَّمُوا أَبُو سَفْيَانَ فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى الْقِتَالِ
قَابَلَهُ فِي حَلَامٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ لِمَنْ قَوْمَ اجَّةِ
النَّاسِ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ حَضَرَ مَا تَرَوْنَ فَلِذَا
رَسُولُ اللَّهِ وَالْجَنَّةُ أَمَّا مَكْرُومُ الشَّيْطَانِ وَالنَّارُ
خَلَقَكُمْ وَحَضَرَ أَبُو سَفْيَانَ النَّسَاءُ فَقَالَ مَنْ رَأَيْتَهُ
هَازًا فَحَاضِرُ بَنِي بِلْدٍ وَالْأَحْبَارُ وَالْعَصَى حَتَّى
يَبْرُجَ

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۱)

ترجمہ: پھر جنابِ ابرہہ نے گفتگو کی۔ اور بہت اچھی گفتگو کی۔ لڑائی پر ابھارا
ایک طویل بیضا مدِ خطاب فرمایا۔ پھر جب لوگ لڑنے کے لیے متوجہ
ہوئے۔ تو کہا۔ اے جماعتِ مسلم! میں کو تم چاہتے ہو وہ معاویہ ہے
یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنات تمہارے سامنے ہے اور
شیطان و دوزخ تمہارے پیچھے ہے۔ اوسدیان نے عورتوں کو بھی جوش
دلایا۔ اور فرمایا۔ تم میں مرد کو جنگ سے منہ پھیرنا دیکھو۔ تو اس کی پتھروں
اور لاطیروں سے خوب مرمت کرنا۔ یہاں تک کہ وہ واپس آجائے

البدایۃ والنہایۃ:

وَقَبَلَتْ يَوْمَ مَيْدٍ بَنِي سَفْيَانَ وَقَاتِلَ
قَتَالًا شَدِيدًا وَذَلِكَ أَنَّ أَبَاهُ مَرَّ بِهِ فَقَالَ لَدَا
يَا بَنِي عَمَلِكُ يَتَّقُوا اللَّهَ وَالصَّابِرِينَ فَإِنَّهُ لَيْسَ
رَجُلٌ بِهَذَا الْوَدَعِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا مَحْشُوظًا
بِالْقِتَالِ فَكَثِفَتْ يَدُكَ وَبِأَشْبَاهِكَ الَّذِينَ دَوَّ

أَمُورَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ لَيْتَكَ أَتَى النَّاسَ بِالْقَبْرِ وَالْمَقْبَرَةِ
خَافِي اللَّهِ يَا تَحِيَّ وَلَا يَكُونَنَّ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ
يَأْتِي عِبَ فِي الْأَجْرِ وَالصَّبْرِ فِي الْحَرْبِ وَلَا أَجْرَاءَ
عَلَى عَمَلٍ وَلَا سَلَامٍ وَمَنْكَ فَقَالَ أَوْ مَلِكًا شَاءَ اللَّهُ
فَقَاتَلَ يَوْمَئِذٍ قِتَالًا شَدِيدًا

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۶ ص ۱۲)

ترجمہ: یزید بن ابی سفیان نے جنگ یرموک میں ثابت قدمی سے شہید ہوا
لڑا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا باپ جب اس کے پاس گیا
تو کہا۔ اسے بیٹے! تمہارے لیے اللہ کا خوف اور صبر بہت ضروری
ہے۔ مسلمانوں میں سے اس وادی میں وہی محفوظ رہے گا۔ جو لڑے گا۔
لہذا تم اور تمہارے وہ ساتھی جو مسلم افواج کے ذمہ دار بنائے گئے ہو
ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لیے تم لوگ میرا نصیحت
کے زیادہ متوجہ ہو۔ لہذا اسے بیٹھے! اللہ کا خوف رکھو۔ اور دیکھو تمہارے
لشکروں میں سے کوئی شخص اجرو ثواب میں اور دشمنوں پر کاری ضرب لگانے
میں تم سے نہ ہٹنے پائے۔ یہ سنی کر چیرے نے کہا۔ ان شاء اللہ آپ ہی کا
رکھیں۔ اس کے بعد اس نے یرموک کے میدان میں طرب لڑائی کی۔

خلاصہ کلام،

حافظ ابن کثیر نے ابوسفیان کے مختلف مواقع پر یہی سے عطیات کا ذکر
کیا۔ اور ان کی سوانح میں یہ بھی لکھا۔ کہ شاید ہی کوئی ایسا موقع ہے۔ کہ مسلم افواج سے
ابوسفیان شریک نہ ہوتے ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے ان لوگوں کی مستفید نہ کیا ہو
اور مسلمانوں نے ان کی تدبیر عمل کر کے کامیابی حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ عورتوں

تک کہ خطاب کے ذریعہ ایسا جذبہ دلایا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان تمام باتوں سے
معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام کو ان کی جنگی مہارت اور فن سپہ گیری کی واقعیت
پر بھرپور اعتماد تھا۔ اور ایک صحابہ اور کچھ مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے ہر وقت انتظار
کرتے تھے۔ پھر ان کے گھروالے (بیٹی اور بیٹا) بھی مختلف جنگوں میں شریک ہوئے
اگر محدث ہزاروی کے باطل نظریہ کے مطابق ان کا ایمان معنی بنا دئی ہوتا۔ اور کفر و
نفاق دل میں رچا بسا ہوتا۔ تو پھر کسی نہ کوئی ایسا شور مچتے۔ جو فتح کا سبب بنتے
اور نہ ہی اپنے بیٹے کو دشمنان اسلام کے خلاف لڑنے کے لیے ایسی جذباتی تقریر
کرتے۔ بلکہ اس کی بجائے ہر وہ تجویز سامنے رکھتے جس سے مسلمانوں کی فتح شکست
میں تبدیل ہو جاتی۔ اور بیٹے کو فاک و خون اور موت کے میدان میں سے نکل بھاگنے
کا مشورہ دیتے۔ ان شواہد کی موجودگی محدث ہزاروی کی بے پڑکی اڑانا اور بیعت
کے باپ پر بوجہ امیر معاویہ کے باپ ہونے کے نادرہ الفاظ کہنا محمد اپنے
منہ پر قہر کے کے منظر ارف ہے۔

فاحمد وایا اولی الابصار

لغات نامی بت کے ٹکڑے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی
سرکردگی میں کئے گئے

تاریخ ابن ہشام،

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا حَرَّ عُنُومُهُمْ أَحَدُهُمْ وَقَوَّ
جَمْعُهُمْ إِلَى بِلَادِهِمْ رَاجِعِينَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ رَأْسَ ابْنِ سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَالْمُخَيَّرَةَ ابْنِ

شعبہ فی مقدم الطایفہ۔ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَ
يَقُولُ أَبُو سَفْيَانَ وَالْمُخِيزَةُ يَضْرِبُهَا بِالْقَاسِ
وَأَهْلُكَ فَلَمَّا مَدَّ مَهَا الْمُخِيزَةُ وَاتَّخَذَ مَا لَهَا
وَحِيلَتِهَا وَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي سَفْيَانَ وَحِيلَتِهَا
مَجْمُوعٍ وَمَا لَهَا مِنَ الدَّمِ وَالْجَرِّ وَقَدْ
كَانَ أَبُو مَلِيحَ بْنِ عَدُوٍّ وَ قَارِبُ بْنُ
الْأَسَدِ قَدِيمًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَبْلَ وَقَدْ
ثَقِيفٌ حِينَ قُتِلَ حَدَّثَهُ بَرِيدُ بْنُ هَرَاقَ
ثَقِيفٌ قَاتِلٌ لَا يُجَاوِزُهُ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا قَاتِلًا
فَقَالَ لَمَّا رَسُوهُ اللَّهُ قَوْلًا مَنْ يُشْتَمُّمَا فَمَاتَا
فَقَوْلِي اللَّهُ وَرَسُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَا
لَحْمًا أَبَا سَفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ! فَقَالَ وَخَا لَنَا أَبَا
سَفْيَانَ فَلَمَّا أَسْكَمَ أَهْلُ الطَّائِفِ وَوَجَّهَ رَسُوهُ
أَبَا سَفْيَانَ وَالْمُخِيزَةُ إِلَى هَدَمِ الطَّائِفِ سَأَلَ
رَسُولُ اللَّهِ أَبُو مَلِيحَ بْنِ عَدُوٍّ أَنْ يَقْضِيَ
عَنْ أَبِيهِ عُرْوَةَ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِ
الطَّائِفِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ تَعَمَّرَ فَقَالَ لَهُ
قَارِبُ بْنُ الْأَسَدِ وَهِيَ الْأَسْوَدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَاقْضِ رَعْدَةً وَأَوَّلَ الْأَسْوَدِ أَخُوَانِي لِأَبِ
قَامَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ الْأَسْوَدَ مَاتَ مُشْرِكًا
فَقَالَ قَارِبُ بْنُ سَفْوَانَ لَكِنَّ تَصِلُ مَسْلَمًا

ذَا قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفْسَهُ إِيْمَا الدِّينِ عَلَى
وَأَيْمًا النَّوْفِ أَطْلَبَ بِهِ قَامَرَ رَسُولِ اللَّهِ أَبَا
سَفْيَانَ أَنْ يَقْضِيَ دَيْنَ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ مِنْ
مَالِ الطَّائِفِ فَلَمَّا جَمَعَ الْمُتَعَيِّرَةُ مَا لَهَا قَالَ
لَا فِي سَفْيَانَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَمَرَ لِي أَنْ تَقْطَعَ
عَنْ عُرْوَةَ وَالْأَسْوَدَ دَيْنَهُمَا فَقَضَى عَنْهُمَا۔

(ابن مشام جلد ۱ ص ۱۰۹۴)

توجہ! ابن اسحاق نے کہا۔ جب ثقیف اپنے کام سے فارغ ہوئے
اور اپنے اپنے گروں کو جانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب اور میز بن شعبہ کو بھیجا۔ تاکہ
لات بہت کو ہندم کریں۔ ابن اسحاق کہتا ہے۔ کہ ابوسفیان اور میز
اس بہت کو توڑتے وقت وہاں ایک ایک کھیتے جاتے تھے۔ جب
میز نے اسے ہندم کر دیا۔ اور اس کے زیورات و نقدی وغیرہ
آٹھار لی۔ اور ابوسفیان کے پاس بھی دیا۔ وہ سونے اور کھیتے سے
بھر پور تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثقیف کے وفد کے
آنے سے پہلے ابو مہج بن عروہ القارب بن اسود اچکے تھے عروہ
اس دھت خبیہ ہو چکے تھے۔ ان دونوں کا مطالبہ تھا۔ کہ ثقیف سے
ہماری جدائی کر دی جائے۔ اور ان کے ساتھ کسی معاملہ میں شریک
نہ کیا جائے۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ ان کو فرمایا جس سے تمہاری
مرضی ہو دوستی کر لو۔ کہنے لگے۔ ہمیں اللہ اور اس کی رسول کا تقدس
کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیا اپنے خالو (ابوسفیان) سے

دوستی نہیں کرو گے؟ کہنے لگے ہم اپنے فالتو سے بھی دوستی کریں گے۔ پھر جب اہل طائف مسلمان ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور مغیرہ کو لات بنت کے گمانے کے لیے بھیجا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابویہ بن مردہ لے عرض کیا کہ میرے باپ مردہ کا قرضہ ادا کر دیجئے۔ اور وہ بھی لات بنت کی رقم سے ادا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ یہ سن کر قارب بن اسود بولا۔ میرے باپ کا قرضہ بھی؟ مردہ ادا اسود دونوں بھائی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسود حالت شرک میں مر گیا۔ اس پر قارب بولا۔ حضور آپ نے ایک مسلمان (یعنی اپنے متعلق) کو مذکور کیا ہے۔ کیونکہ وہ قرضہ اب بھر رہا ہے۔ اس کا مطالبہ مجھ سے ہی ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو حکم دیا۔ کہ مردہ اور اسود دونوں کا قرض لات بنت کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ پھر جب مغیرہ نے اس کا مال ابوسفیان کے پاس جمع کرایا۔ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے۔ کہ مردہ اور اسود دونوں کا قرض ادا کر دینا۔ انہوں نے ادا کر دیا۔

لحمہ فکویہ

ابوسفیان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے درج بالا واقعہ کو بار بار پڑھیں۔ کیا کوئی اپنے خدا کو بھی اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کرتا ہے؟ کیا اس پر لگائی کوئی اتار کر اللہ کے رسول کے حکم سے قرض کی ادائیگی میں مرنے کرتا ہے؟ ہر ازدی اور اس کے پیروں کی طاقت اور بے بسی کا مظاہرہ دیکھئے۔ کہ نکما۔ وہ کہ یزید کے باپ معاویہ کے باپ نے بدر اور احد کا جنگ کیا؟ ابوسفیان کیا بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ وہ تو سمیرہ کے کنارے کتا سے

واپس مکتہ آگئے تھے۔ لیکن عداوت کے ماروں نے بدر میں ابوجہل کے ساتھ ان کی شرکت پر بھی ممانہ کر دیا۔

فَاخْتَبَرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

الزائد غنبر (۴)

یزید کے باپ معاویہ کی ماں کلیجہ کھائی نے،
رسول خدا کے محترم چچا امیر حمزہ کا بعد شہادت
کلیجہ چھایا

جواب:

دین اسلام کا ایک مسلم قانون ہے۔ کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے۔ تو قبل از اسلام کے اس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اس بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ وحشی اور ان کے ساتھی جب ملتہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور اسلام سے قبل ان سے کئی ایک کبیرہ گناہ ہو چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ اسلام قبول کر لے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ ہم نے ایسے جرائم کیے ہوئے ہیں۔ جن کی معافی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لیے فرمایا۔ لا تقنطروا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً الخ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ سبے شک وہ تمام

گنہ معاف کر دے گا۔ یہ وہی وحشی ہے۔ جس نے حضرت حمزہؓ کو قتل کیا تھا۔ اور کچھ روایات کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو نے جناب حمزہؓ کا گلوہ پہنایا۔ جیسا کہ ازام میں بھی مذکور ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے حبشی اعلان کے ساتھیوں کے کچھلے تمام گنہ معاف کر دیئے کا اعلان فرمایا۔ تو ان میں ہندو بھی شامل ہے۔ اب اگر کوئی ہندو وحیہ کے گنہ معاف ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اکتب مار یخ میں نفرو ڈرائی جائے۔ تو واقعات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

اسد الغابۃ:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ابن بن عبد شمس بن عبد مناف
القرشیہ العاصمیہ امراۃ ابی سفیان بن حرب
وفیہا ام معاویہ اسلمت فی الفتح بعد اسلام
ذو جحش ابی سفیان واقتر ما رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی نکاحہا کما بینتہما فی الاسلام
لیلۃ واحدۃ وکانت امراۃ لثانیین والیفة
ورأی وعمل۔۔۔ ان ہذا اسلمت یوم الفتح وعین
اسلامہا فلما بايع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
النساء فی البیتۃ ولا تشرطن ولا تنزیفۃ قالت
ہذا و ہذا تنزیفی العزۃ و کسرق فلما
قال ولا یقتلن اولادہن قالت ریتنا ہن
صغاراً و کفئنا ہن کباراً و شکت الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زوجہما ابی سفیان و قالت
انہ شحیح لا یعطینیا من المظالم ما یخففہا

و کذا حدیثی مشام بن عروۃ عن ابیہ قال قالت
ہذا لا فی سفیان ابی اریہ ان ابایع محمد اقال
قد رأیتک تکذبین ہذا التحدیث امس
قالت واللہ ما رأیت اللہ عیبہ حق عیبا ذہب
فی ہذا التحدیث قبل اللیلۃ واللہ اذیا قرأ الا مملین
قال فیا تک قد فعلت ما فعلت فادھنی یرجل
من قلوبک وعلک قد مہت الی عثمان بن عفان
وقیل الی اثینہا ابی حذیفۃ بن عتبہ فذہب
معا کما ستأذن لہا قد خلعت وھن منیۃ فقال
تبایعنی علی ان لا کشر فی ہا للہ شینا و کشر ہما
تقدّم یقوی لہا للذی صلی اللہ علیہ وسلم
وشہدت الیک مؤک و حرسہ علی قتال الترم
مع ذو جحش ابی سفیان۔

را اسد الغابۃ جلد ۵ ص ۵۶۲ تذکرہ ہند بنت
عتبہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ:

ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور معاویہ کی والدہ ہے۔ فتح مکہ کے
وقت اس نے اپنے فامند ابوسفیان کے بعد اسلام قبول کیا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسلام کے بعد ان دونوں کا نکاح برقرار رکھا۔ ان
کے اسلام لانے میں صرف ایک رات کا فرق تھا۔ ہند ایسی عورت
تھی۔ جو بہت سخی اور عقل و فہم کی مالک تھی۔ ہند فتح مکہ کے روز

اسلام لائی۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ جس میں یہ وعدہ بھی تھا کہ عورتیں نہ چوری کریں گی۔ اور نہ ہی بدکاری۔ ہندو بولی۔ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے اور چوری کرتی ہے؟ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری شرط یہ کہ عورتیں اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ ہندو بولی۔ ہم نے انہیں بچپن میں پالا۔ اور بڑے ہو کر ان کو قتل کریں گی؟ ہندو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے خاندان ابرسیان کی شکایت کی۔ کہ وہ بخیل اور گنہگار ہیں۔ وہ اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے۔ جو میرے اور میری اولاد کے لیے کفالت کرتا ہو۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہندو نے ابرسیان سے کہا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابرسیان نے کہا۔ کل تو تو اس بات کی تکذیب کر رہی تھی۔ بولی۔ خدا کی قسم میں نے اس مسجد میں آج رات اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت ہونی دیکھی جو کبھی نہ دیکھی۔ خدا کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے ساتھی آئے سب ناری ہی تھے۔ یہ سن کر ابرسیان لے کہا۔ کہ جو تیری مرضی ہے۔ جا اپنے کسی رشتہ دار کو ساتھ لے۔ یہ اٹھی اور عثمان بن عفان یا اپنے بھائی حذیفہ بن عتبہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب اجازت ملنے پر اندر آئی۔ تو سر جھکا ہوا تھا حضور نے فرمایا۔ تمہاری بیعت اس شرط پر ہوں گا کہ تم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرے گی۔ بدکاری نہ کرے گی الا۔ اس کے بعد وہی باتیں ذکر کیں۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ جگہ جگہ

میں ہندو حاضر ہوئی۔ اور اپنے خاندان ابرسیان کے ساتھ روم کی روانگی میں مجاہدین اسلام کے جوش و جذبہ بھر کاٹنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

ہندو نبت عقبہ کے ایمان لانے کا واقعہ

جب حضور نے مرجا فرمایا۔ اور اس نے اپنے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا

الطبقات الکبریٰ لابن سعد:

اخبرنا محمد بن عمرو عن ابی سیرہ عن موسیٰ بن عقبہ عن ابی حذیفہ مولى الزبیر عن عبد الله بن الزبیر قال لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ اسَلَمَتِ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ وَبِئَاءَ مَعَهَا وَ اتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلَّا يَطْلُبَ قَبَائِعَهُمْ فَتَكَلَّمَتْ هِنْدُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْتَارَ لِيْ نَفْسِيْ لِيَتَّقَنِيْ رَعِيْلَكَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَمْسَاةٌ مُّؤْمِنَةٌ يَا اللّٰهُ مَصْدَقَةٌ يُّرْسُوْلُهُ لَمْ تَرَ كُفَّةً عَنْ حَقَائِمِهَا وَقَالَتْ اَنَا هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِكِ فَقَالَتْ وَاللّٰهُ مَا كَانَ عَلَيَّ اَرْضٌ اَهْلُ خِيَابٍ

احب الی من ان یرتوا من حیاءک ولقد اصیبت
وما علی الارض اقل خیبا احب الی من ان یرتوا
ون خیباک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ویر یادہ وقرآ علیہم القرآن ویا یعون فقال
ہند من بیئہن یارسول اللہ نعم اسعدک فقال
الی لا اصاحیح النساء ان قوی لیماتہ امراؤ ومثل
قوی لا امراؤ واحده قال محمد بن عمر لما
اسلمت ہند جعلت تضرب منما فی بیئہا بالثوب
حتی فلذتہ فلذت لکذک وھن ققول کنا ومن شرفی عروہ
الصیقات الکبریٰ لابن سعد جلد نمبر ۵ ص ۲۳۶

ذکر ہند بنت عتبہ

ترجمہ:

عبد اللہ بن ربیع کہتے ہیں کہ یوم الفتح کو ہند بنت عتبہ مسلمان ہوئی۔ اور
اس کے ساتھ وہ بھی عورتیں مسلمان ہوئیں۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضور مقام الطبع میں آئیں۔ اور آپ بیت
کر لی۔ ہند اس وقت گفت گو کرتے وقت کہا۔ یا رسول اللہ اقام
تعزینیں اس انہ پاک کے لیے جس نے اس دین کو ظہر عطا فرمایا جو اس کا
پسندیدہ ہے۔ تاکہ وہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ مستفید کرے۔ یہ ہند
میں اللہ پر ایمان لانے والی اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی
عورت ہوں۔ پھر اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹایا۔ اور
بولی۔ میں ہند بنت عتبہ ہوں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا

بولی خدا کی قسم اگلے تک مجھے روئے زمین پر سب سے بڑا گھر آپ کا گنا
نقا۔ اور آج جب میں بیچ کر اٹھی۔ تو تمام زمین کے گھروں سے صرف
آپ کا گھر مجھے محبوب لگا حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ فرمائے گا۔
آپ نے ان عورتوں کو قرآن سنایا۔ اور بیعت کر لی۔ ہند بولی۔
یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہاتھوں کو چھونا چاہتی ہیں۔ فرمایا میں عورتوں
سے معاف نہیں کیا کرتا۔ بے شک میری بات سوورت سے بھی
وہی ہی ہے۔ میرا کہ ایک عورت سے محمد بن عمر بیان کرتا ہے۔ کہ
جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو اپنے گھر میں رکھے
ہوئے بت کو کھٹا مار مار کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور کہتی جاتی تھی ہم تیری
طرف سے دھوکہ میں تھے۔

تطہیر الجنان:

فَقَضَىٰ عَلَيْهِ فِي غَيْبَتِهِ سَيِّدُ الْإِلَهِ لِيُعْلِمَ بِرِضَاةِ
بِهِ..... وَ عَلَى قَدَرٍ إِشْلَاحًا إِذْ وَنَ بَعَثَهُ الْكَوَلِ
لَهَا عَلَيْهِ أَنْ مَكَّةَ لَنَا وَ تَرَعَتْ دَخَلَتْ الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ لَيْدًا فَرَأَتْ الْمَرْعَابَةَ قَدْ مَكُوهُ وَ إِنْ كَمُ
عَلَى غَايَةِ وَنَ الْوَجْهَتَا فِي الْمَلَكَةِ وَ يَوَاقُ الْقُرْآنِ
وَ الْكَلَوَاتِ وَ الذِّكْرِ وَ غَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْبَيِّنَاتِ
فَقَالَتْ وَ اللّٰهُ مَا رَأَيْتُ اللّٰهُ عَمِيدَةً فِي عِبَادَتِهِ فِي هَذَا
الْمَسْجِدِ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَ اللّٰهُ إِنْ يَأْكُلُ الْآمُصِلِينَ
قِيَامًا وَ رُكُوعًا وَ سُجُودًا فَتَظْمَأُ نَفْسُ الْوَلَدِ
لِحَيْثُ خَشِيتُ إِنْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْ يَكُونَ بِحَقِّهَا عَلَى أَفْعَلَتْهُ مِنَ الْمَثَلِ الْقَبِيلَةِ بَعِيَا
حَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَاوَتْ إِلَيْهِ بِبَيْتِ رَجُلٍ مِنْ
قَوْمِهَا لَتَبَا بَعِيَةً فَوَجَبَتْ خُثَّةٌ مِنْ الرِّجَبِ
وَالْبُعْدَةِ وَالْعُظُورِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يُحِطْ بِهَا لِحَاثَرِ
شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تَنْزِي فَقَالَتْ وَهَلْ تَنْزِي الْخُثَّةِ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ تُجِبْهُ وَفُتُوغَ الزَّيْنَانِ إِلَى
الْبَغَايَا الْمَعْدَاتِ إِلَيْكَ كَثَرُ شَرَطَ عَلَيْهَا أَنْ لَا
تُسْرِقَ فَأَمْسَكَتْ..... وَلَمَّا أَمْسَكَتْ كَانَتْ
عَلَى غَايَةِ مِنَ التَّثَبُّتِ وَالْيَقَظَةِ فَبَاتَ مَا
أَثَرُ الْبُعْدَةِ وَهَبَتْ إِلَى صَنِيعِ لَهَا فِي بَيْتِهَا
فَجَعَلَتْ تُضْرِبُهُ بِالْقُدُومِ حَتَّى كَسَرَتْهُ
قِطْعَةً قِطْعَةً وَهِيَ تَقُولُ كُنَّا وَمَنْكَ فِي
نَحْوِ ثَوْبٍ -

(قطبیر الجنان ص ۸ تا ۹ تذکرہ فی اسلام معاویہ)

ترجمہ

حضور علیؑ و سلم نے ابرسیان کی عدم موجودگی میں ہند کو اس
کے مال سے کچھ لے لینے کا فیصلہ کر دیا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ
ابرسیان اس سے راضی ہوا ہوگا۔ اور آپ کو ہند کے پختہ اسلام
کا بھی علم تھا۔ کیونکہ اس کے ایمان لانے کے اسباب میں سے
ایک یہ تھا کہ جب مکہ فتح ہوا تو یہ ایک رات مسجد حرام میں گئی اس
نے دیکھا کہ مسجد صحابہ کرام سے بھری پڑی ہے۔ اور وہ انتہائی حضور

قلب اور جوش و جذبہ کے ساتھ قازم پڑے، قرآن کی تلاوت کرنے
روک و سجدہ کرنے، طواف و ذکر کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر بول
کہ خدا کی قسم! آج کی رات سے پہلے کبھی میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی بات
جو اس کا حق ہے ہوتے نہیں دیکھی۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے نماز
قیام، رکوع اور سجدہ میں ساری رات گزار دی۔ یہ دیکھ کر اسے اسلام
پر اطمینان آگیا۔ لیکن اسے یہ خوف تھا کہ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس گئی تو آپ مجھے سخت ڈانٹ پلائیں گے۔ کیونکہ میں نے آپ
کے چچا حمزہؓ کا بڑا شلہ کیا تھا۔ بہر حال وہ اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تاکہ بیعت کرے۔ آپ
نے اسے مرجھا کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ آپ کی ذات میں درگزر
سانی اور کشادہ دلی اتنی ہے جس کا دل تصور ہی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ایک شرط پیش فرمائی کہ تو رانا
جہیں کرے گی۔ بولی یا رسول اللہ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟
وہ سمجھتی تھی کہ بکاری موت وہی عورتیں کرتی ہیں۔ جو ہمیشہ درہوتی ہے
پھر آپ نے چوری ذکر کرنے کی شرط لگائی۔ وہ رگ گئی۔ جب
مسلمان ہو گئی۔ کیونکہ اس کا بیعت کرنا حقیقت پر مبنی تھا۔ وہ پھر
اپنے گھر کے بت کے پاس کھٹاڑے کرائی۔ اور اسے مار مار کر
ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور کہتی جاتی تھی۔ ہم تیری وید سے دھوکہ
میں تھے۔

الناہیہ:

اخرج البخاری فی صحیحہ عن عائشۃ

قَالَتْ جَاءَتْ هُنْدُ بْنُ عَتَبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَنْحِصِ مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ أَحَبَّ
لَكَ أَنْ يَبْذُرُوا مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ شَرَّ مَا أَصْبَحَ
الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَنْحِصِ أَهْلُ خَبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيْكَ أَنْ
يَبْذُرُوا مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ نِكَ قَالَ وَ أَيْضًا وَ الَّذِي كُنْتُ
بِئْسَ دِمٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَفِيَّانَ رَجُلٌ
مِنْكَ فَمَنْ عَلَى حَرَجٍ أَنْ أَطْعِمَهُ مِنَ الَّذِي لَهُ
حَيَالُهُ قَالَ يَا كَعْبَرُؤْنِ وَ لِلْحَدِيثِ طَرَقَ كَثِيرٌ
وَقِي حَوَالِهِ وَ أَيْضًا وَ الَّذِي كُنْتُ بِئْسَ دِمٍ
لَمَّا وَ أَخْبَاءٌ يَزِيدُ وَ حَتَّى هَابَتْ ذَاكَ وَ مَنْ قَدِ
الْعَكْسُ فَقَدْ مَسَّ

(الناحية عن طعن المعاو ية ص ۲۴)

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی مجلس میں یہ حدیث لکھی ہے کہ سیدہ عائشہ مدینہ
بیان فرماتی ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ماھر ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! آئی سے پہلے میرے نزدیک آپ کا گھر
روئے زمین کے تمام گھرانوں سے زیادہ حقیر و ذلیل لگتا تھا۔ پھر آئی
ایسا ہے۔ کہ زمین پر بسنے والا کوئی گھرانہ آپ کے گھرانے سے مجھے
زیادہ عزت و توقیر والا نہیں لگتا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان
ایک جاہلیت ہی بخیل شخص ہے۔ تو کیا میں اس کی بہانت کے بغیر
اس کے زیر تربیت افراد پر خرچ کر لیا کروں؟ فرمایا ہاں معروف طریقے
کے ساتھ اس حدیث کی روایت کئی طریقوں کے ساتھ ہے

”وَالَّذِي كُنْتُ بِئْسَ دِمٍ“ کے الفاظ ہند بنت عتبہ کی تصدیق اور
اس کی ریاقت و محبت کی خبر دیتے ہیں۔ اور جس نے اس کا عکس سمجھا اس
نے وہ ہم کیا۔

مذکورہ عبارات سے درج ذیل امور معلوم ہوئے

۱۔ ہند بن عتبہ قتل درائے والی تھی۔

۲۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو حسن طریقہ سے اپنایا۔

۳۔ ایمان کی مضبوطی کی ایک درجہ صحابہ کرام کا دل جی سے اللہ کا عبادت کرنا تھا۔

۴۔ قبول ایمان کے بعد اپنے گھر میں رکے بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور اس کو
فریہ ہی کہا۔

۵۔ قبول اسلام کے آشد کا شکوہ کر کے بھگے کہا۔ کہ اللہ نے دین کو عبد اس لیے
عطا فرمایا۔ تاکہ ہم اپنی رحمت سے نوازے۔

۶۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب چہرے سے نقاب ہٹا کر اپنا تعارف کروایا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرعوب فرمایا۔

۷۔ جب ہند بنت عتبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کی مجلس اسلام لایا
اسلام اپنے دل میں پائی جانی والی کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے اس محبت
کی دیادگی کی دعا فرمائی

۸۔ ابوسفیان کی فیہ موجودگی میں اس کا مال خرچ کرنے کی اجازت دینا اس امر
کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے
بارے میں اعتماد تھا۔ کہ وہ میرے حکم سے ناراضگی کا اظہار نہیں کرے گا

وہاں یہ بھی احتیاد تھا کہ اس کی بڑی آٹنا ہی خرچ کرے گی۔ جتنی ضرورت ہوگی۔

۹۔ صحابہ کرام کی غمازیں، تلاوت قرآن، طواف کعبہ اور ذکر و دعا کا کوئی کچھ کر ہند نے کہا کہ اس گھڑی ایسی عبادت کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ گویا ان لوگوں نے عبادت کا حق ادا کر دیا ہے۔

۱۰۔ ایمان لانے سے قبل یا اظہارِ ایمان سے قبل ہند کے یہ شبہ تھا کہ میں نے چوتھ آپ کے چچا حمزہ کا مثلہ کیا ہو ہے۔ اس لیے آپ فرودِ سرزنش فرمائیں گے۔ لیکن سامنے آنے پر آپ نے ہند کے لیے مرجا فرمایا۔ اور مدد گور فرمایا۔ یہ سلوک دیکھ کر وہ ذرا مسلمان ہو گئی۔

۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں ہند کے قبل اسلام اور بعد اسلام متغیبات و خیالات و کیفیات کتب و روایات میں کئی طریقوں سے مروی ہیں۔ اور یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو آپ نے ہند کے لیے محبت کی و برائی کی دعا مانگی۔ وہ اس کے پختہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے خلاف وہم ہے۔

لمحہ فکریہ

ہندو متِ قبلہ کے ایمان لانے اور پھر اس کے عبادت قدم پہنے کی فہارت آپ مختلف حالات و عبادت سے حاصل کر چکے ہیں۔ ایسی کامل الایمان عبادت کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرجا فرمائیں۔ اس کے حق میں دعا غیر فرمائیں ایک نام نہاد محدث "کلیجہ چبائی" ایسے حقارت آمیز الفاظ کہتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے در رسول اللہ کی تعلیمات و ارشادات کا پس ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین۔ جب اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں

کے سابلہ گناہوں کے بارے میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ فرما کہ عام معافی و مغفرت کا اعلان فرمائے۔ تو دوسرا کہ ہے کہ وہ ایسے شخص کے سابلہ گناہوں کو الزام بنا کر پیش کرتا ہے۔ ہند نے اگر کلیجہ چبایا تھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا۔ اس کا وہ بھی آپ کی ہی ہو سکتا تھا۔ تبھی تو ہند نے یہ بھیجا کہ آپ میری توبیخ فرمائیں گے۔ لیکن جن کا چچا اور جس سے توبیخ کا غلط تھا انہوں نے تو معلوم ہے سرزنش بھی نہ فرمائی۔ اور نہ ہی کلیجہ چبایا یا دکرایا۔ بلکہ مرجا اور دعاؤں سے نوازا۔ لیکن محدث ہزاروی کو کس بنا پر دیکھ ہو رہا ہے۔ کہ وہ معاف شدہ ظیلوں کو صدیوں بعد لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اور اگر یہ دیکھا جائے کہ اللہ اور اس کا رسول دلوں کے حالات پر مطلع ہوتے ہیں۔ تو جب ہند نے کہا کہ اب آپ کا گھر ادبجے تمام دنیا کے گھرانوں سے پیارا لگتا ہے آپ اگر اس میں بناوٹ یا اتفاق پاتے تو فرماتے۔ جھوٹ کہہ رہی ہو۔ یا اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی ارشاد فرمادیتا۔ محبوب ایہ جھوٹی ہے۔ جب ان کی طرف سے اس قسم کا کوئی اشارہ ملے نہیں۔ بلکہ ماحبت کے ساتھ ایمان قبول کر لینے کی غیبتیں ہیں۔ کہ پھر محدث ہزاروی کو آج یہ کہاں سے علم ہو گیا کہ ہندو متِ قبلہ مسلمان نہیں تھے۔ اور منافقہ تھے۔ آج اگر ہندو متِ قبلہ کہیں سے آجائے۔ اور محدث ہزاروی کی اپنے بارے میں یہ باتیں پڑھے۔ تو ممکن کہ جو شش ایمان میں آکر اسی طرح اس کا کلیجہ چبا ڈالے۔ جس طرح حالت کفر میں اس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزائد فی باب (۵)

یزید کا باپ معاویہ شپٹنی دشمن رسول دشمن
آل و اصحاب رسول ہے (قرآن و سنت
گواہ ہے)

جواب نمبر ۱۔

جس اشتہار کے اقتباسات میں سے یہ ایک اقتباس ہم نے پیش کیا۔
اس کے مزید لے یہ استلزام کیا تھا۔ کہ ہم بانی بنادست یزید کے باپ معاویہ
کے باحوالہ کارنامے درج کریں گے۔ ان کارناموں میں سے تین کارنامے اس
الزام میں بھی مذکور ہیں۔ اور ان کے حوالہ کے لیے صرف یہ لکھ دیا گیا۔ ذکر قرآن و سنت
گواہ ہیں (الزام کا حوالہ دینے کا یہ طریقہ کونسا طریقہ ہے۔ چاہیے قرآن تھا کہ قرآن کریم
کا کم از کم ایک ایک آیت میں ان الزامات پر پیش کی جاتی۔ اور کم از کم تین
اعادیت بھی اس کی تائید و توثیق میں ذکر باتیں۔ خود محدث ہزاروی تو شارح
ہے نہیں۔ کہ اس کی بات قرآن و سنت بن جائے۔ جب حوالہ کوئی نہ پیش کیا۔
اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ تو پھر ہی کہا جائے گا کہ حسد و بغض کی آگ نے یہ اگلنے
پر مجبور کیا تھا۔ اور ان کے سینوں میں جو کیس ہے۔ یہ سب اس کی کرم فرمائی ہے

اور قرآن و سنت میں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ
ہیثمیہ، وان طائفان من المومنین اقتتلوا کے عمومی حکم میں
یہ بھی داخل ہیں۔ کاتب دمی تھے جنہو علی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ہادی اور مہدی
کی دعا فرمائی۔ ان تمام مناقب عمومی اور خصوصی سے محدث ہزاروی کی آنکھیں بند
ہیں۔ انداز سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر (۱)

یزید کا باپ معاویہ جدی دشمن دین ایمان فتح
مکہ کے ان کافروں سے ہے جو ذکر کے مارے
مسلمان ہوئے

الزام نمبر (۲)

معاویہ ابن ابوسفیان اپنے باپ سمیت
ان منافقوں سے ہے جن کا لقب مٹی لفظ ظہور ہے

ان دونوں الزامات کا جواب

جہاں تک عبارت مذکورہ کی گنجائش کا معاملہ ہے۔ وہ دھکی جی نہیں
امیر معاویہؓ کو دشمن دین و ایمان کہنا اور مکہ کے کافروں میں سے کہنا خلاف اصل
بھی ہے۔ امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے وقت اسلام لانے والوں
میں شمار کرنا واقعات سے جہالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ

امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ اس سے قبل مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔
قطب میر الجنان

عَلَى مَا حَكَاهُ الْوَاقِدِيُّ بَعْدَ الْعَدْيِيَّةِ
وَحَكَمَ إِسْلَامَهُ عَنْ أَبِيهِ وَآلِهِ حَتَّى أَهْلَسَهُ
يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَرَفَ فِي عُمَرَةَ الْقَضِيَّةِ الْمَتَاخِرَةِ عَنِ
الْعَدْيِيَّةِ الْوَاقِعَةِ سَنَةَ سَبْعٍ قَبْلَ
فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةٍ كَانَ مُسْلِمًا وَتَوْبَةً مَا
أَخْرَجَتْهُ أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقِ مَعْمَدِ الْبَاقِرِ بْنِ
عَلِيٍّ بْنِ الْعَابِدِ بْنِ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ مَعَاوِيَةَ قَالَ قَصَصْتُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ وَ
أَهْلِ الْعَدْيِ فِي الْبُعَاثِ مِنْ طَرِيقِ طَاوُسٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ يَنْقُلُ عَنْ أَبِي سُرَيْجٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَاهُ الْوَاقِدِيُّ أَنَّ لِمَنْ حَضَرَ فِي الْأَوَّلِ
الذَّلَالَةَ عَلَى أَنَّكَ كَانَ فِي عُمَرَةَ الْقَضِيَّةِ مُسْلِمًا
أَمَّا الْأَوَّلُ فَهُوَ أَضَحُّ لَا شَكَّ أَنَّكَ إِذَا الْكَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ
وَهَذَا يَتَعَيَّنُ أَنَّكَ الْتَقَصُّصُ كَانَ فِي الْعُمَرَةِ
لَا شَكَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَقَّقَ
وَيَقْتَضِي حَقَّقَ الْوَدَاعِ أَصْلًا لَا يَمُكِّدُ
وَلَا يَمْنِي فَتَعَيَّنَ أَنَّكَ الْتَقَصُّصُ

إِنَّمَا كَانَ فِي الْقُصْرِ

(قطب امیر الجنان ص ۷۷ فصل اقل)

تقریباً ادا قدی کے قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ مدینہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور دوسروں کا کہنا ہے کہ مدینہ کے دین سلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنے والدین سے اسلام چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز ظاہر کر دیا۔ ایمان لانے کے وقت امیر معاویہ عمرہ القضاء میں شریک تھے جو صلح مدینہ کے بعد جو رسالت ہجری میں ہوا تھا۔ سے ایک سال قبل ادا کیا گیا تھا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام احمد نے امام محمد باقر سے ان کے آباؤ اجداد کے ورید ابن عباس سے روایت کی۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مروحہ پہاڑی کے قریب بال شریف کاٹے علاوہ ازیں صاحبانِ حدیث کی روایت جو بخاری میں ہے۔ اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ روایت جناب ابن عباس سے طاؤس نے بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے کینچی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے۔ اس روایت میں مروحہ کا ذکر نہیں ہے۔ تائید اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ عمرہ القضاء میں مسلمان ہو چکے تھے۔ پہلی روایت تو اس امر کی واضح تائید کرتی ہے کہ چونکہ اس میں مروحہ کے پاس بال کاٹنے کا ذکر ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بال کاٹنا۔ عمرہ میں واقع ہوا تھا۔ کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بالا جماع سرانور منی میں منڈوایا۔ دوسری روایت میں تائید اس طرح سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں

بال کاٹے ہی نہیں۔ نہ مکہ میں اور نہ منی میں۔ لہذا یہی متعین ہوا کہ واقعہ

عمرہ القضاء میں ہوا۔

توضیح:

(روایت مذکورہ کی ترویج و تشریح حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "امیر معاویہؓ میں ذیل الفاظ سے کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امیر معاویہ:

میں یہ ہے کہ امیر معاویہ فاضل مدینہ کے دن مسیح میں اسلام لائے۔ مکہ والوں کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رہے۔ پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے ہے۔ جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پردہ جنگ بدر کے دن ہی ایمان لاپکے تھے۔ مگر امتیازاً اپنا ایمان چھپائے رہے۔ اور فتح مکہ میں ظاہر فرمایا۔ تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کر دیا۔ حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ بدر میں بھی کفہ مکہ کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لیے نبی پاک نے ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی مسلمان عباس کو قتل نہ کرے۔ وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔ امیر معاویہ کے مدینہ میں ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد نے امام باقر اسم زین العابدین ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ امام باقر سے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ ان سے امیر معاویہ نے فرمایا کہ میں نے حضور کے احرام سے فارغ ہونے وقت حضور کے سر شریف کے بال کاٹے مروحہ پہاڑ کے پاس۔ نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جو بخاری نے روایت طاؤس عبد اللہ بن عباس سے روایت فرمائی۔ کہ حضور کی یہ حجامت

کرنے والے امیر معاویہ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حجامتِ عمرۃ القضا میں واقع ہوئی۔ جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۶۱۰ھ میں ہوا۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا تھا۔ اور تھارن مردہ پر حجامت نہیں کرتے۔ بلکہ منیٰ میں دوسری ذی الحجہ کو کرتے ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ و داع میں بال نہ کھائے تھے۔ بلکہ سر منڈوا لیا تھا۔ ابو طلحہ نے حجامت کی تھی۔ تو لامیاد امیر معاویہ کا یہ حضور کے سر شریف کے بال تراشنا۔ عمرۃ قضا میں فتح مکہ سے پہلے ہوا نہ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔ اور مدرد مجہوری ناواقفیت کی حالت میں ایمان ظاہر نہ کرنا مجرم نہیں۔ کیونکہ حضرت عباس نے قرینا چوبیس اپنا ایمان ظاہر نہ کیا۔ مجہوری کی وجہ سے۔ نیز اس وقت ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسلام کا اعلان ضروری ہے۔ لہذا اس ایمان کے غمی رکھنے میں امیر معاویہ پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ حضرت عباس پر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہماری اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ د فتح مکہ کے کوشش میں سے ہیں۔ مؤلفۃ القلوب میں سے۔ (امیر معاویہ تصنیف مفتی احمد یار خان مرحوم ص ۳۸ تا ۳۹)

نوٹ:

”مؤلفۃ القلوب“ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام کی طرف دل مائل کرنے کے لیے مالی دکرہ میں سے ان کی مدد کرنا محدث ہزاروی نے وہ مؤلفۃ القلوب کا امیر معاویہ کو داخل کر کے ان کا کفر ثابت کیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت امیر معاویہ کو سواوٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔ اب اس عطا پر مذکورہ سوال آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کو جو مذکورہ مالی امداد دی تھی۔ وہ تالیف قلب کے لیے نہ تھی۔ کیونکہ تالیف قلب اس شخص کی مطلوب ہوتی ہے۔ جو ابھی مسلمان نہ ہوا ہو۔ اور عاتقہ

ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس العام دیئے جانے سے قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے اور امداد اسی قسم کی تھی۔ جیسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو عطا فرمائی تھی۔ وہ اس قدر تھی۔ کہ حضرت ابن عباس اسے اٹھا بیٹھ سکے تھے۔

جب حضرت عباس اس امداد کی وجہ سے مؤلفۃ القلوب میں مشاغل نہیں تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان میں شامل کرنا کس طرح درست ہے۔ اگر یہ بات تسلیم ہی کر لی جائے۔ تو پھر بھی محدث ہزاروی ایندلیکنی کے محرمات باطلہ کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کی تالیف قلب فرمائی ساور وہ اس کرم سے مشرف باسلام ہو گئے کیا وہ اتنی غییر رقم ملنے کے بعد مرتد اور کافر ہو گئے تھے۔ یا اسخانی الایمان ہو گئے تھے یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بعد والی زندگی ان کے دستا فی الایمان ہونے کی تیہ دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب دی مقرر فرمایا۔ ان کے لیے اللہ سے دعائیں مانگیں۔ اعلان کے دور فلاح میں ان کو غیر مسلم مشرف باسلام ہونے اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین و اسلام کا دشمن اور تالیف قلب کی وجہ سے کافر و منافق ثابت کرنا یہ بتلا تاسے کہ اس لکھنے کے قائل خدا ایمان و اسلام سے بہت دور ہیں۔ اور اپنی آخرت برباد کرنے والے ہیں

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزامِ عقیدہ

معاویہؓ لہذا بوسیفان منافق فتح مکہ کے ڈر کے مارے

مسلمان ہونے والے کفار سے ہے جن کا ایمان نافع نہیں

قرآن پاک ﷻ سورہ بقرہ میں ہے قرآن سے ثابت ہوا اور اس گروہ کا ایمان مودب ہے لہذا
جواب:

آیت مذکورہ جو سورہ بقرہ میں ہے۔ محدث ہزاروی اور اس قش کے درویشوں
موردوں اور نام نہاد پیروں نے اس سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔ یہ تفسیر کئی وجہ سے غلط
ہونے کے علاوہ کسی متداول تفسیر سے مطابقت نہیں رکھتی۔ ان لوگوں کا خیال ہے
کہ آیت مذکورہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے
اور ان میں سے صرف انہیں دو نظر آتے ہیں (یعنی بوسیفان اور ان کے بیٹا امیر معاویہ)
باقی ایک ہزار کے قریب مشرف باسلام ہوئے فلسفے یا تو انہیں نظر نہیں آتے یا ان
طرح ایک تاریخی حقیقت کو جھٹلایا جا رہا ہے اور اگر نظر آتے ہیں۔ تو چہ آیت کے
حکم سے خارج کرنے کے لیے شامان کے پاس جبریلؑ کوئی پیغام لایا ہو۔ اور
اگر یہ دونوں احتمالات نہیں۔ تو چہ کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ اور بوسیفان کو قرآن میں
ایمان لانا قطعاً مفید نہ ہوا۔ دوسروں کو مفید ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اگر آیت سے
مراد فتح مکہ کے روز اسلام لانا ہو۔ تو ایک ہزار صحابہ کرام کے لگ بھگ کو غیر مسلم قرار
دیا جا رہا ہے۔ علاوہ انہیں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ دونوں حضرات فتح مکہ سے

قبل ہی مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ اس لیے ان کے تحقق اس آیت کے مطلوبہ مفہوم
میں داخل ہی نہیں۔

ایک اور حقیقت یہ ہے کہ آیت مذکورہ کا شان نزول بانفاق مفسرین جو بیان کیا
تہ۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ اے کافرو! ہمارے اور تمہارے درمیان جلد
فیصلہ ہو جائے گا۔ اور وہ فیصلہ دویم مفتوحہ کہ ہو گا۔ اس پر کفار اور اہل مذاق کہا کرتے تھے۔
وہ یوم الفتح کب آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں آیت اتاری۔ فَعَلَّ يَوْمَ الْفَتْحِ
لَا يَنْفَعُ الْكَافِرِينَ كَفَرُوا اَجْمَاعًا فَهَمُ الْفَتْحِ۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ یوم الفتح کو کافروں کا ایمان لانا قطعاً نافع نہ رہے گا۔ اور نہ ہی
انہیں ہمت دی جائے گی۔

آیت مذکورہ میں جو یوم الفتح کو کسی کا ایمان لانا قطعاً ناقابل قبول قرار دیا گیا تو
اس بنا پر اس سے مراد یہ لی گئی کہ یوم الفتح یا تو قیامت کے لیے استعمال ہوا یا وہ دن
کو جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوئے کا حکم ہو۔ قیامت کے دن بھی کسی
کافر کا ایمان نامقبول اور عذاب الہی کے حکم کے بعد بھی ایمان مردود۔ ان کچھ مفسرین کرام
نے اس سے مدفع مکہ، مراد لیا۔ لیکن وہ ایمان کی عدم قبولیت کی شرط کی وجہ سے
اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز کسی کفار کے وقت کسی کافر کا ایمان لانا سودمند
نہ ہو گا۔ ان تینوں احتمالات سے ہٹ کر چوتھا احتمال جو محدث ہزاروی وغیرہ کا ہے۔
یہ احتمال صرف انہی کو سوجھا۔ ان کے سوا کسی مفسر نے یہ احتمال بیان نہیں کیا۔ اور اہل تشیع
کا طریقہ بھی یہی چلا آ رہا ہے۔ کہ وہ آیات جو کفار و منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں
انہیں حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ ان کی پیروی میں
محدث ہزاروی وغیرہ نے آیت جو کفار کے جواب کے طور پر نازل ہوئی تھی۔ اسے
امیر معاویہ اور بوسیفان پر چسپاں کر دیا۔ اگر بالفرض یہ تفسیر موضوع تسلیم کر لی جائے

تو پھر آیت کے آخری الفاظ **وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ** کو انہیں مہلت نہ دی جائے گی۔ اس کی تفسیر یہ کہ جسے میں یہ نازل ہوئی۔ انہیں یہ مہلت ملے گی کہ بعد مہلت نہ مل سکے گی۔ یعنی زندہ نہ چھوڑے جائیں گے۔ تو اس بنا پر امیر معاویہ اور اہل بیت ان کو بھی مہلت نہ ملے گی۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔

امیر معاویہ

نے حضرت علیؑ کو غلامی کا دور خلافت دیکھا۔ حتیٰ کہ خود غلام مقرر ہوئے۔ اسی بنا پر عیسیٰ ہزاروں انہیں باطنی طاعنی بتدریج وغیرہ کہہ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ کا شان نزول اور ہے۔

اب ہم چند مثالیں آیت مذکورہ کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر:

(قُلْ يَوْمَ الْقِيَامِ) آفَى إِذَا حُلَّ بِحُكْمٍ بِأَمْرِ اللَّهِ وَ
مُعْظَمُهُ وَحُكْمُهُ فِي الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَ لَا يَنْفَعُ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانَهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ) كَمَا
قَالَ تَعَالَى (فَلَمَّا جَاءَ قَوْلُهُمْ رَأَيْتُمُوهُ فَجَاءُوا
بِمَاعِيذٍ مُّخْتَلِفَةٍ أَلَمُوا أَتَيْنَهُمُ الْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ
فَوَجَعْنَا آلَ الْفِرْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكَّةً فَكَانُوا
أَبْعَدَ النَّجْوةِ وَ انْقَطَعَتْ فَاطِحَتُهُمْ فَلَمَّا قِيلَ يَوْمَ الْقِيَامِ
قَدْ قِيلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ فَهَلْكَتُمْ
فَلَمَّا قِيلَ قَدْ كَانُوا قَرِيبًا مِنَ الْفَيْزِ وَ لَوْ كَانَتْ
الْمَرَادُ فَتَحَ مَكَّةَ لَمَّا قِيلَ الْإِسْلَامُ لَقَوْلُهُ تَعَالَى
قُلْ يَوْمَ الْقِيَامِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانَهُمْ

وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ وَ إِيمَانَهُمُ الْمَرَادُ الْفَتْحُ الَّذِي
هُوَ الْقَضَاءُ وَ الْفَضْلُ كَقَوْلِهِ (وَ كَمَا فَتَحَ بَيْنَهُمْ وَ
بَيْنَهُمْ فَتَحًا) الخ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۲۶۲ سورہ بقرہ آخری آیت)

منجھانہ

یوم الفتح سے مراد ایسا دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس
کا غضب اُن پر پڑے۔ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ تو ایسے دن کا قول
کا ایمان لانا ہرگز سود مند ہو گا اور نہ ہی مزید مہلت دی جائے گی۔ جیسا
کہ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا۔ "پھر جب ان کے پاس اُن کے پیغمبر
بینات لے کر آئے۔ تو وہ اپنے علم پر غشی کا اظہار کرنے لگے۔ اور جس
نے اُس دن کو گمراہ۔ اور فتح مکہ کا دن" یہ ہے تو وہ مقصود سے
بہت دور ہے اور اس کی غلطی بڑی فاحش غلطی ہے۔ یہ کہ فتح مکہ کے
دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام لوگوں کا اسلام قبول فرمایا جو اسلام
لائے۔ اور وہ تقریباً دو ہزار تھے۔ اگر مراد فتح مکہ کا دن ہو تا۔ تو اس
آیت کے حکم کے مطابق آپ اُن کا ایمان و اسلام ہرگز قبول نہ فرماتے
تو معلوم ہوا کہ مراد فتح سے مراد قضا و الہی اور فیصلہ کا دن ہے۔ جیسا کہ یہی
لفظ اسی معنی میں فَاخْتَجَّ مَبِينِي وَ بَيَّنَّهُمْ فَتَحًا وَ غَيْرَ كُنِي
آیات میں استعمال ہوا ہے۔

تفسیر طبری:

خَدَّ مَبِينِي يَذْهَبُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانَهُمْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامِ الْفَتْحُ إِذَا

جاء العذاب عن مجاهد يوم الفتح يوم القيامة...
وقوله ولا هم ينظرون يقول ولا هم ينظرون
للتوبة والمبرأ جعلا

(تفسیر طبری ج ۲ ص ۴۳، مطبوعہ بیروت) سرفہرہ آخری آیت

ترجمہ ابن زبیر نے اس آیت کے متعلق کہا کہ یوم الفتح سے مراد "مذاب آئے
کادون" ہے۔ مجاہد سے ہے۔ کہ یوم الفتح سے مراد "قیامت کادون"
ہے۔ اور لا ینظرون کا معنی یہ ہے کہ انہیں توبہ کرنے کے لیے ٹھیل
نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی کفر سے رجوع کرنے کا وقت۔

تفسیر در منثور:

عن مجاهد في قوله قل يوم الفتح قال يوم القيامة
وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر
وابن أبي شامة عن قتادة في قوله قل يوم الفتح
قال يوم القضاء وفي قوله لا ينظرون أنهم منتظرون
قال يوم القيامة۔

(تفسیر در منثور جلد پہلے ص ۷۹، سرفہرہ آخری آیت)

ترجمہ: مجاہد نے کہا ہے کہ یوم الفتح سے مراد "قیامت کادون" ہے۔
جناب قتادہ سے مروی کہ اس سے مراد "فیصلہ کادون" ہے۔
اور آیت کے اندر انکار سے مراد "قیامت کے دن کا انتظار ہے"

تفسیر مظہری:

يوم الفتح الخ المتبادر منه ان المراد بيوم الفتح
يوم القيامة لان ايمان ذلك اليوم لا ينفع

التيمة ومن حمل على الفتح مكة أو يوم بدر قال
معتاه لا ينفع الذين كفروا أو قتلوا أو ما كانوا
على الكفر أياما لهم حين رأوا العذاب بعد
موتهم ولا هم ينظرون أي يعمهلون۔ (تفسیر

مظہری جلد ۲ ص ۲۷۹) سرفہرہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے متبادر "یوم القیامت" ہے۔ کہ لکھ قیامت کے دن
ایمان لانا یقیناً ناقبول ہوگا۔ اور جس نے اس سے مراد فتح مکہ یا بدر کا
دن لیا ہے۔ اس نے معنی یہ کہا ہے۔ کہ ان لوگوں کو کفار کا ایمان قبول
نہ ہوگا۔ جو کفر کی حالت پر رہ گئے۔ یا قتل کر دیئے گئے۔ اور بعد موت جس
وقت انہوں نے عذاب دیکھ لیا۔ اور نہ ہی انہیں ہلکت دی جائے گی
تفسیر کبیر:

قل يوم الفتح الخ أي لا يقبل إيمانهم عرف
تلك الحال ولا الإيمان المقبول هو الذي
يكون في دار الدنيا ولا ينظرون أي لا يعمهلون
بالإعانة والى الدنيا ليسوا أحياء قبل
إيمانهم۔ (سرفہرہ آخری آیت مطبوعہ مصر)
(تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۸۸)

ترجمہ: ان کفار کا ایمان اس حالت (قیامت) میں مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ
ایمان مقبول وہ ہوتا ہے۔ جو دنیا میں لایا جائے۔ اور نہ ہی ان کو
ہلکت دی جائے۔ کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیجیں جائیں۔ پھر ایمان
لا لیں۔ اور ان کا پھر ایمان قبول کر لیا جائے۔

تفسیرِ جمل:

قَوْلُهُ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ الْفَتَحَ هَذَا أَكْثَرُهُمْ عَلَى تَقْدِيرِ
 أَكْثَرُهُمْ يَوْمَ الْفَتْحِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 لِأَنَّ الْإِيمَانَ الْمَقْبُولَ هُوَ الَّذِي يَكُونُ
 فِي دَارِ الدُّنْيَا وَلَا يُقْبَلُ بَعْدَ خُرُوجِهِمْ
 مِنْهَا وَلَا مَعَرُفَتُهُمْ وَأَنْ أَتَى يَمْلِكُونَ بِالْإِيمَانِ
 إِلَى الدُّنْيَا لَيْسَ مِثْلَهُ وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ
 عَلَى يَوْمٍ بَدِيٍّ أَوْ يَوْمٍ فَتَحَ مَكَّةَ قَالَ مَفْهُومُ
 لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانَهُمْ إِذَا جَاءَ
 هُمُ الْعَذَابُ وَقِيلُوا لَا إِيْمَانَهُمْ حَالِ
 الْقَتْلِ إِيْمَانُ اضْطِرَّابٍ وَلَا مَعَرُفَتُهُمْ وَأَنْ
 أَتَى يَمْلِكُونَ بِتَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ وَلَمَّا
 فَتَحَتْ مَكَّةَ مَرَبَتْ هَرَمٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ
 قَالُوا هَذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ كَلِمَ
 يَقْبَلُهُمْ بِاللَّهِ قَتَلَهُمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
 لَا يَنْفَعُ الْخ

د تفسیرِ جمل مشہور ص ۲۲۰) سورہ سجدہ آخری آیت

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد اگر یوم القیامت لی جائے۔ عزابت واضح ہے
 کیونکہ ایمان مقبول وہی ہوتا ہے۔ جو دنیا میں رہتے ہوئے لایا
 جائے۔ اور دنیا سے اٹھ جانے کے بعد مقبول نہیں ہوتا۔ ایسے
 لوگوں کو دنیا میں دوبارہ آنے کی ہمت نہیں دی جائے گی۔ بلکہ انہیں

ایمان لانے کا موقع دیا جائے۔ اور جس نے یوم الفتح سے مراد بدر کا دن
 یا فتح مکہ کا دن لیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یہ بیان کیا کہ کافروں
 کا ایمان لانا اس وقت کا امر نہ ہوگا جب عذاب ان پر پہنچا اور وہ
 قتل کر دیئے گئے۔ کیونکہ قتل کی حالت میں ایمان لانا اضطرری ایمان
 ہے۔ اور ان لوگوں کو عذاب مؤخر کر کے ہمت بھی نہ دی جائے گی۔
 جب مکہ فتح ہوا تھا تو بنی کنزہ کی ایک جماعت بھاگ کر دی ہوئی۔
 خالد بن ولید نے انہیں ہار پڑھا۔ انہوں نے اپنا اسلام لانا ظاہر
 کیا۔ لیکن خالد بن ولید نے قبول نہ کیا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ تو یہ ہے
 تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول لا یفیع الا کی۔

تفسیرِ صاوی:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) يَأْتِي إِلَى الْعَذَابِ يَوْمَ
 لَا يَنْفَعُ الْكَاذِبِينَ كَفَرُوا إِيْمَانَهُمْ وَلَا هُمْ
 يَنْفَعُونَ (يَمْلِكُونَ) يَمْلِكُونَ لَيْسَ بِيَوْمٍ أَوْ مَعْدِيَةٍ
 د تفسیرِ صاوی جلد سوم ص ۲۲۹)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد کفار پر عذاب اترنے کا دن ہے اس
 دن انہیں توبہ اور معذرت کی ہمت نہ دی جائے گی۔ اور نہ ہی
 اس دن کا ایمان لایا ہوا مفید ثابت ہوگا۔

تفسیرِ خازن:

(قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) يَتَعَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَنْفَعُ
 الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانَهُمْ أَيْ لَا يُقْبَلُ وَيَقْبَلُ
 الْإِيْمَانُ وَمَنْ حَمَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى فَتْحِ مَكَّةَ

أَوِ الْمُثَلَّىٰ يَوْمَ تَذِيقُ السَّالَ مَعْقَاهُ لَا يَتَمَنَّاهُ الَّذِينَ
كَفَرُوا وَآلِهِمَا لَتَهْلِكُنَّ الْجِبَالُ فَهُمُ اللَّعَابُ رَقَسِيرِ
بخاری جلد سوم ص ۵۸۲ (سورۃ سجدہ آخری آیت)

ترجمہ

یوم الفتح سے مراد یوم القیامت ہے۔ یعنی قیامت کے دن کفار کا
ایمان نامقبول ہو گا۔ اور جس نے یوم الفتح کو فتح منکر یا بدر کے دن بد
عقول کیا ہے۔ اس نے اس آیت کا معنی یوں بیان کیا ہے جب
کافروں پر عذاب آن پہنچا تو اس وقت ان کا ایمان ٹوٹ نہ رہا ہو گا۔
تفسیر مدارک ۱

رَقَلْ يَوْمَ الْفَتْحِ) أَمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَوْمُ الْقَضَىٰ
بَيِّنُ الْمُؤْمِنِينَ وَاعْدَاؤِهِمْ۔ (تفسیر مدارک
بوحاشیہ بخاری جلد سوم ص ۵۸۲)

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور یہی دن مسلمانوں اور ان
کے دشمنوں کے درمیان فیصلے کا دن ہے۔

تفسیر روح المعانی:

رِیَوْمَ الْفَتْحِ) یَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَاهِرٌ عَلَى الْقَوْلِ
بِأَنَّ الْمُرَادَ بِالسَّخِ الْفَتْحُ لِلْخُصُومَةِ فَقَدْ
قَالَ سُبْحَانَهُ إِنَّ تَبْلَاةَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
یَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲
ص ۱۴۱) سورہ سجدہ آخری آیت۔

ترجمہ: یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے۔ کہ جو فتح کا معنی بظاہر

فصل ہے۔ یعنی مسلمانوں اور کفار کے امین حق و باطل کے بھگڑنے میں فیصلہ
کا دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے شک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت
کے روز فیصلہ فرمائے گا،

ملحد فکریہ:

ان کس متداول تھا سیر میں = یوم الفتح، کا معنی قیامت کا دن
مذاب کا دن اور فتح منکر کا دن لیا گیا۔ لیکن آخری معنی کے درست ہونے کے لیے
بنا گیا۔ کہ اس آیت کا مصداق بنی کنانہ ہیں۔ یا وہ کفار جو لڑائی کے وقت حالت
کفر میں مارے گئے۔ ان تین معانی کے علاوہ چوتھا معنی جو محدث ہزاروی کو
سوجھا ہے کسی مفسر نے نہیں کیا۔ ان بے وقوف اور جاہل نام نہاد مولویوں
پیروں اور محدثوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی بھی یاد نہ رہا۔ جو
اپنے فتح منکر کے دن فرمایا تھا۔ مَنْ دَخَلَ دَارَ آفٍ شَفِیَئَاتٍ فَهُوَ آفٍ
ابن ہشام جلد چہارم ص ۱۲۶) مَنْ آفٍ مَسْجِدَ آفٍ دَارَ آفٍ شَفِیَئَاتٍ أَوْ
أَخْلَقَ بَابًا فَهُوَ آفٍ (۱) (مردوں جلد دوم ص ۴۰) جو شخص البسفیان کے گھر
میں داخل ہو جائے گا۔ مسجد میں آجائے گا۔ یا اپنا دروازہ بند کرے گا تو امن میں ہے
ان کفریہ حاشیات ائمہ مفسرین کے باوجود یہ رٹ لگائی جا رہی ہے۔ کہ یہ آیت فتح منکر
کے دن مسلمان ہونے والوں کے لیے نازل کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ ان کا ایمان
ہرگز نفع بخش نہیں۔ اور نہ ہی انہیں جہنم دی جائے گی۔ اور ان دو ہزار اسلام
قبول کرنے والوں میں سے موف اور موف دو صحابی بھی اس آیت کے حکم کے تحت
آئے ہیں کہ کوئی ذی ہوش ایسی تفسیر کو قبول کرے گا؟ معلوم ہوتا ہے کہ محدث
ہزاروی، مورودی اور دیوبندی و سنی نماز قضا کے دل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
مسدود نفس سے لبریز ہیں۔ جس کی بنا پر انہیں حق نظر نہیں آتا۔

الزاور مخبر (۹)

معاویہ ابوسفیان منافق کا بیٹا ان منافقوں
میں سے ہے جن کے حق قرآن کی شہادت
ہے جو کفر سے ڈر کر اسلام میں داخل ہوئے

اور کفر کے ساتھ بغاوت کر کے اسلام سے نکل گئے پڑھو
قرآن پاک پارہ ملا رکوع ۳۱ سورہ مائدہ آیت ۵۴ ثابث ہوا کہ
یہ کافر آئے اور کافر گئے اور اجہل مٹانے ان پر جہالت میں رہیں
پڑھ کر اجہل بن رہے ہیں

جواب ۱

الزام بالائیم تین امور کہے گئے ہیں۔

- ۱۔ امیر معاویہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما دونوں منافق ہیں۔
- ۲۔ امیر معاویہ ڈور کے بارے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور پھر بغاوت کر کے اسلام
چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا۔ یعنی وہ سرے سے مسلمان ہوئے ہی نہ تھے۔
- ۳۔ ان کو رضی اللہ عنہ کہنے والے جاہل نکلاں ہیں۔ اور وہ ابوجہل کے ساتھی ہیں۔

تردید امر دوم

امیر معاویہ اور ان کے والد پر منافق نہ ہونے کا الزام اور اس کا تفصیل جواب

غلام حسن نقادری

مختار دار العلوم جزالہ اختلاف

نہ شہداء وراثت میں دیا جا چکا ہے۔ البیاض والنبایہ، اسد الغابہ اور لطیفہ الجنان وغیرہ کی تصدیق
لاحظہ کر چکے ہیں ان میں احسن اسلامہ، الفاطان کے بہترین مسلمان ہونے پر
ولایت کرتے ہیں۔ جنگ یرموک میں جناب ابوسفیان کے کارنامے، جنگ حنین
میں ان کی ثابث قدمی اور انکھ کا شہید ہونا اور پھر کس کے صلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے جنت ملنے کی خوشخبری، فتح مکہ کے دن ان کے گھر کو دارامن قرار دینا کیا یہ تمام
مقائق ان کے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے پر ولایت نہیں کرتے؟ ادھر امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت وحی کی ذمہ داری سونپنا، اپنا راز دان بنانا
اور ان کے پیسے اللہ تعالیٰ سے ادا دی و جہدی کی دعا کرنا کیا ان کے نفاق کو ثابث
کرتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حضرات کے بارے میں
محدث ہزاروی سے کہیں بڑھ کر علم تھا۔ نہیں نہیں بلکہ محدث ہزاروی ایڈیٹنگنی تو جاہل
مربک ہیں۔ لہذا ان کی واہی تباہی باتوں کو تسلیم کرنا بھی پرے درجے کی حماقت ہے
تردید امر دوم:

”حضرت امیر معاویہ کفر کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے“ اس امر کی تفصیل
جو پہلی ہے۔ اس کی دوسری شق ”بغاوت کر کے اسلام سے نکلنا“ ہم اس موقع
پر محدث ہزاروی سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ کہ کیا ہر باغی ان کے نزدیک
مسلمان نہیں رہتا اور کافر ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی دلیل ہو تو ثابثات پر پیش کی جائے۔
ہم کہتے ہیں کہ ہر باغی کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ خود قرآن کریم میں بغاوت کرنے والے
کو مومن ہی کہا ہے۔ وَإِنْ كَلَّا فَيَقْتُلُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ
اگر مومنوں کی دو جماعتیں باہم لڑیں۔ تو ان کے درمیان صلح کر دیا کرو۔ اور اگر ان میں
ایک جماعت دوسری پر بغاوت کرے۔ تو باغی جماعت کے خلاف لڑو۔ حتیٰ کہ
اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف وہ لوٹ آئے۔ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے

ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔ کہ ان دو وجہاتوں سے مراد جنگِ جمل اور جنگِ صفین (بطور پیش گوئی) ہیں۔ دیکھئے اس میں اللہ تعالیٰ نے باطنی کو کافر نہیں کہا۔ توجیب اثر اس کا رسول اور اہل بیت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن فرمائیں۔ تو پھر محدث ہزاروی ایٹھ لکھنی کی ڈکڑگی بھانا کون سنئے گا۔ اب آئیے اس آیت کی طرف کہ جس سے محدث ہزاروی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر منافق ہونے کا فتویٰ چڑھایا اہمیت کے سیاق و سباق کو دیکھ کر قارئین کرام آپ اس کے مضمون اور محدث ہزاروی کی قرآن دانی یقیناً سمجھ جائیں گے۔

سورة المائدة:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْتَفِعُونَ بِاللَّهِ إِلَّا آتَا أَمَّا
بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَ
كُفْرِهِمْ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ هَلْ أَنْتُمْ بِخَيْرٍ مِنْ
ذَٰلِكَ مَشْرُوبَةٍ مِّنْهُ فَتَعْلَمُونَ كُنْتُمْ اللَّهُ وَخُفِيبَ
عَلَيْكُمْ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَ وَالْخَنَازِيرَ وَ
عَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ
هَدًى سَوَاءَ السَّبِيلِ وَإِذَا أَجَاؤُكُمْ فَاعْلَمُوا
أَمَّا قَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَمَتَرَقَعُوا
بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ (سورة المائدة

آیات ۵۹، ۶۰، ۶۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اسے کہ یہ تمہیں ہمارا کیا برا لگا۔ یہی ناکہ ہم ایمان لائے اس پر
جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پیچھے اترا۔ اور یہ کہ تم میں اکثر بے علم
ہیں۔ تم فرما دو کیا میں بتا دوں جو اللہ کے ہاں اس سے بدتر درجہ میں۔

وہ جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور ان پر غضب فرمایا۔ اور ان میں سے کوئی
بندہ اور سودا و رشیطان کے پر جاری، ان کا ٹھکانہ زیادہ بڑا ہے۔ یہ
یہ بھی راہ سے زیادہ لمبے۔ اور جب تمہارے پاس اُمیں تو کہتے ہیں۔ ہم
مسلمان ہیں۔ اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر
اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہو۔

ذکر دین آیات اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو خطاب کرتے ہوئے نازل
فرمائی۔ اور ان آیات میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی دیرینہ دشمنی کو ایک اچھوتے
انڈاز میں بیان کیا گیا۔ پھر ان کے زعم کو توڑنے کے لیے ان کے کھیلوں کی مسخ شدہ
صور میں یاد دلانے۔ اسی طرح یہاں متواتر کس آیات میں انہی لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے
یہود و منافقین کی ایک روش اس آیت میں بیان فرمائی۔ جسے محدث ہزاروی ایٹھ لکھنی
نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کر دیا۔ وہ روش یہ تھی۔ کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور آتے۔ تو ایمان کا اظہار کرتے۔ تاکہ دھوکہ دیں۔ جس طرح محدث
ہزاروی ایٹھ لکھنی سنی بن کر دھوکہ دیتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان کی حالت بیان فرمادی کہ یہ
لوگ اوپر سے ہی "رائی" کہتے ہیں۔ درحقیقت جیسے کھریے ہوئے آٹے ویسے ہی کھنر
کے ساتھ آپ کی بارگاہ سے اٹھ کر چلے گئے۔ محدث ہزاروی وغیرہ کو اپنا مطلب سمجھنا
کے لیے جہاں کہیں لفظ کفر و نفاق نظر آتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کس کے حق
میں اترا۔ فرماتا ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں
آیت مذکورہ کے ساتھ ہی انہوں نے یہی سلوک روار کھا۔ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ
مفسرین کرام بالاتفاق ان آیات کو یہود و منافقین کے بارے میں نازل ہونا
تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر طبری

حد ثنا سعید بن قتادہ قمر لہ کہ اذ اجازو
کثر کثرتا انما الخ اناس من الیہود کثروا
یذخلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فیخبرونکہ انتم مؤمنون من السدی واذ اجازو
الایۃ قال هو لا یؤمن من المؤمنین کثروا الیہود
یقول دخلوا کفاراً وخرجوا کفاراً۔

(تفسیر طبری جلد ششم ص ۱۹۲)

ترجمہ:

سعید بن قتادہ نے واذ جاء و کثر الخ آیت کے بارے
میں فرمایا کہ یہودیوں کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو یہ خبر
دیتے کہ ہم مومن ہیں۔ سدی سے ہے کہ آیت مذکورہ یہودی منافقین
کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کافرانہ حالت میں آئے اور اسی حالت
میں ہٹ جاتے۔

امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

تفسیر قرطبی

قال الحارث بن الاعور سنید

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ و هو القدر و قد عمن
قتال اهل البقی من اهل الجمل وقسیر
امشیر کون هو قال لا من الشریک ضرراً
حقیر امنا فقول قال لا لان المنا فقیین
لا یذکر من الله الا قلیلاً قیل لہ فما
حالہم قال اخواننا یغوا علینا۔

(۱۔ تفسیر قرطبی جلد ۱ مطبوعہ مصر)

(۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱)

ص ۲۵۶) سورة حجرات آیت نمبر ۱۰

ترجمہ: مارٹا امر کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا
گیا جو جنگ جمل اور صفین میں آپ کے مقابل تھے۔ کیا وہ مشرک ہیں؟
فرمایا نہیں۔ وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ پوچھا کیا وہ منافق ہیں۔
فرمایا نہیں۔ کیونکہ منافق اللہ تعالیٰ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ پوچھا کیا
پھر ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے غلامان
مخالفت و بغاوت پر آ کر آئے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان
یقول لا اهل حربہ انما لہم خفا یلہم علی التکفیر
ولہم نقایلہم علی التکفیر لنا والیہم کثرتا انما
علی حقی وراؤ انتم علی حقی۔ (قرب الاسناد ص ۳۵
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجہ کیا، حضرت علی المرتضیٰؑ کہا کرتے تھے کہ جن لوگوں نے ہم سے لڑائی کی۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے یا ہم انہیں کافر کہتے تھے۔ بلکہ ہم نے سمجھا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور انہوں نے سمجھا کہ وہ حق پر ہیں۔ کفر و اسلام کی جنگ دینی۔

مقام غوی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جن سے جنگ ہوئی۔ اور جن کے خلاف بغاوت کا جہر پایا جاتا ہے۔ وہ یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں نہ مشترک ہونے کا فتوے دیے۔ اور نہ انہیں منافق کہیں۔ ہاں کہتے ہیں تو دینی بھائی کہتے ہیں۔ اور دونوں کے اختلاف کا سبب اختلاف رائے فرماتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی وغیرہ کو اعرابوں پریشانیوں میں پڑتے ہیں۔ نہ اس کے باپ و والد سے امیر معاویہ کی لڑائی ہوئی۔ اور نہ اس سے کچھ چھینا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمارؓ یا سرزمی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھے تاثرات دیکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

عن زیاد بن العمار قال كنت الى جنب عمار
يا سر بن صديقين و كعبتي قمش كعبته فقال
نجل كثر اهل المقام فقال عمار لا تقربوا
ذالك سيئتنا و يئسهم و اخذ و قبكتنا و
قبكتهم و اخذ و اخذهم قوم معسوكون
جاؤا عن الحق فحق عكستنا ان

نقائهم حتى يرجعوا الى (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۹۰) ۱۹۴۸

ترجہ کیا، زیاد بن العمارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں عمار بن یاسر کے سپہوں میں تھا۔ یہاں تک کہ میرا گھٹنا اُن کے گھٹنا سے چھو رہا تھا اتنے میں ایک آدمی نے کہا شامیوں نے کفر کیا ہے۔ یہ سن کر عمار بولے یوں مست کہو۔ کیونحنان کا اور ہمارا نبی اور قبلہ ایک ہے لیکن یہ لوگ اُرشفس میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ حق سے تجاوز کر گئے۔ لہذا ہم پر لازم ہے کہ ان سے لڑیں۔ حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

لہذا جس شخصیت کو علی المرتضیٰؑ مومن کہیں۔ امام باقرؑ مسلمان سمجھیں۔ امام جعفرؑ نبی بھائی۔ اور اہل سنت کی تمام معتبر کتب انہیں صحابہؓ رسولؐ کا تابع، ولی، خلیفہ المسلمین، جنتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب کا پیکر کہیں۔ انہیں محدث ہزاروی (معاذ اللہ کافر، منافق اور مرتد کہہ کر رہا ہے۔ اس سے اُن کا کیا بگڑے گا۔ خود اپنا دین و اسلام ہاتھ سے گنوا لیا۔ آخر میں جنگ صفین کے خاتمہ پر علی المرتضیٰؑ کا ایک اعلان نقل کر کے ہم اس الزام کی تردید کو ختم کرتے ہیں۔

نیرنگ فصاحت ترجمہ فتح البلاغت

اکثر شہدوں کے معزین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے جس میں اجوائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے۔ جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں ویسے ہم بھی، ہم خدا پر ایمان لاتے، اس کے رسول کی تعمیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری

عائشیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدائی ہوتی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بڑی تھے۔ (نیز رنگ فصاحت ترجمہ بیچ البلاغ ص ۴۷)

قریبیہ امروہ

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والے
الوجہل ہیں

اس جملہ خبیثہ کی زو میں دو چار کیا تمام اکابرین امت آجاتے ہیں۔ مرف محمد شہزادہ اینڈ کمپنی کے چند نامیاری شاگرد بچ جائیں۔ رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے چند ایک حقوت کے اسناد گرامی درج ذیل ہیں۔

امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والے چند اکابرین امت کے باحوالہ نام

(۱) امام غزالی

شواہد الحق

وَاعْتَقَادَ أَهْلَ الشَّيْخَةِ تَرْكِمَةَ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ
وَالْتَمَنَّا مَرْعِيَهُمْ كَمَا أَتَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
وَقَدْ سَوَّلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَزَنَ بَيْنَ
مَعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى
الْوُجْهِمَا لَا مَنَازَعَةَ مِنْ مَعَاوِيَةَ فِي الْأَمَانَةِ

دشواہد الحق تصنیف امام ابو سعید نسہانی ص ۴۴۲

توجہ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو عادل اور گناہ کبیرہ

سے دور رکھیں۔ اور ان کی تعریف ہی کیا کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ثنار کی۔ اور جو لڑائیاں علی المرتضیٰ و امیر معاویہ کے مابین ہوئیں۔ ان کا دار و مدار اجتہاد پر تھا۔ امیر معاویہ کا کوئی امت یہی جھگڑا نہ تھا۔

امام غزالی نے علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ دونوں کو اکٹھا و رضی اللہ عنہما ذکر کر کے اپنا مسلک واضح کر دیا۔ وہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ بھی مانتے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔ اور جو شخص امیر معاویہ کو (جو جملہ صحابہ کرام میں سے ہی ہیں) قابل تعریف و ثناء کہیں سمجھتا اور ان کے تزکیہ کا قائل نہیں ہے۔ امام غزالی کے نزدیک وہ اہل سنت میں سے نہیں۔

(۲) سرکار غوث اعظم

شواہد الحق

وَتَحْقِيقِي قَدُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
التَّحْسِنِ رَأَى ابْنِي هَذَا اسْتَدَّ يَصْلَحُ اللَّهُ تَعَالَى
بِهِ بَيْنَ فُلُكَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْفُجِيئَةِ
إِمَامَتُهُ يَعْقِدُ الْحَسَنُ لَهُ فَسَوَّى عَامَّةَ عَامِ الْجَمَاعَةِ
لَا رِقَاعَ الْخِلَافَةِ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاقْتِبَاعِ الْكُلِّ
لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - دشواہد الحق منکاش
الغوث الجبیلانی

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کے بارے میں فرمایا۔

”بے شک میرا بیٹا سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ

دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ لہذا جب امام حسن نے خلافت سے دستبرداری فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ کی امامت لازم ہوگئی اس سال کو وہ عام الجماعت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام حضرات کے مابین واضح اختلاف اٹھ گیا اور سب نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آہستہ کر لی۔

(۳) ابن الہمام

شواہد الحق،

وَمَا جَزَىٰ بَيْنَ مَعَاوِيَةَ وَ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ الْكُفْرِ وَبِإِسْبَاطِ
تَسْلِيمِ قَتْلِهِ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ مُبِيدًا عَلَى الْأَجْتِهَادِ لَا مَنَازَعَةَ
مِنْ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
فِي الْإِمَامَةِ.

(شواہد الحق صفحہ نمبر ۲۷۶، اٹکل بن الہمام)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰؓ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا سبب تھا تھان عثمان کا سپرد کرنا تھا۔ اور یہ اختلاف اور جنگ اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے امامت کے مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہ تھا۔

امام قزوینی شواہد الحق،

وَأَمَّا مَعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَقْرُونُ الْعَدُولِ
الْفَضْلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النَّجَبَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
(شواہد الحق ص ۲۷۶ قولہ الامام القزوینی)

ترجمہ:

بہر حال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل صحابہ کرام اور فاضل و اعلیٰ آدمی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام شعرانی شواہد الحق،

وَقَالَ أَبُو مَامٍ الشَّعْرَانِيُّ أَيْضًا فِي كِتَابِ الْإِثْبَاتِ
وَالْجَوَاهِرِ الْمُبَاحِثِ الرَّابِعِ وَالْأَرْبَعُونَ فِي
بَيَانِ وَجْهِ الْحَقِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الْقَعَابَةِ
وَجَبْوَهِ إِيْتِقَادِ الْكُفْرِ مَا جَزَىٰ ذُنُوبُكَ الْكَ
لَا تُدْرِكُ حُلْمُكُمْ وَلََّا يَأْتِيَنَّ أَهْلُ الشُّكْلِ سَوَاءٌ
مَنْ لَا بَيْنَ الْبَيِّنَاتِ أَوْ مَنْ لَمْ يَلِدْ بِشَقَا.

(شواہد الحق ص ۲۷۸ الامام القطب الشعرانی)

ترجمہ: قطب ربانی امام شعرانی نے ایواقیت و الجواہر بحث چوالیس میں فرمایا۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین اختلافات کے بارے میں خاموش رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس بحث میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک اللہ کے ہاں ثواب کا حق دار ہے۔ کیونکہ وہ تمام عادل ہیں۔ اور اس پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ چاہے ان میں سے صحابی ہوں۔ جو باہم لڑائی میں پڑے

یا اس سے بچے رہے۔ (سب عادل ہیں۔)

خلاصہ رکلاؤ۔

امام غزالی عزتِ اعظم، ابن ابیہام، امام نووی اور امام شرفی رحمۃ اللہ علیہم جمیع یہ وہ اکابر امت ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضی اللہ عنہ کہا ہے۔ بطور اختصاص ارکانِ حضرت کا ذکر کیا گیا۔ وگرنہ ہر قابلِ ذکر مسلمان ہی عقیدہ رکھتا ہے۔ محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق یہ سب (معاذ اللہ) الجہل ہیں۔ ان تمام نے اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہی بیان کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ عادل و صحابی اور مؤمن خالص ہیں۔ اسی بنا پر ان حضرات نے ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا جملہ دعائیہ لکھا اور کہا ہے۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ محدث ہزاروی خود اہل سنت میں سے نہیں۔ کیونکہ اس نے اجماعی عقیدہ اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ پھر اس کے باوجود اسے ہزاروں مریدوں کا پیر کامل ہونے کا دعویٰ عجیب طریقہ مذاق ہے محمد و العتہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سر کا ٹوٹ پاک رضی اللہ عنہ کی وساطت کے بغیر کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ اور خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری رقی درجہات بھی عزتِ اعظم کے وسیلہ جلیہ سے جوتی۔ اب محدث ہزاروی کے فتوے کے مطابق سر کا ٹوٹ پاک (معاذ اللہ) الجہل ہوئے۔ اگر ان سے محدث کو کچھ رومانیت ملی تو اپنے جہل رومانیت نہیں بلکہ الجہل کی ولایت ملی۔ اور اگر ان سے نہیں ملی۔ تو پھر ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہوا۔ اور مریدوں کو شیطان بنانے کا ٹھیکیدار ہوا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزائغ خبر (۱۰)

معاویہ البغیان کا بیٹا دین اسلام سے پہلا

باعی ہے

(شرح مقدمہ جلد دوم)
اس ۳۰۶ ص ۱۰

جواب ۱۔

شرح المقامہ علامہ تفتازانی کی تصنیف ہے۔ جو علم الکلام یعنی عقائد پر لکھی گئی۔ ہے۔ جہاں اس میں مقامہ سے متعلق مختلف ابھات ہیں۔ ان میں ایک بحث مذکورہ موضوع کے متعلق بھی ہے۔ اجمالی طور پر یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ علامہ موصوف نے باطنی جو کسی دلیل درائے سے اختلاف کر کے امام برحق سے بغاوت کرتا ہے اور وہ باطنی جو بغیر منقول دلیل کے امام برحق کی مخالفت کرتا ہے۔ دونوں کا فرق بیان فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلے باطنی کی مثال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور دوسرے قسم کے باطنی کا اعلان عثمان قتلائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اگرچہ علامہ موصوف نے یہ الفاظ لکھے۔ اِنَّ اَقْوَلَ مَقْصِدٌ يَتَّبَعُ فِي الْاِسْلَامِ مَعْتَاوِيَةً لِسَلَامِ فِي سَبِّ سَبِّهِ بَقَاوَتِ كَرْنِ مَا لَمْ يَحَاوِيْهُ سَبِّ سَبِّهِ لِيَكُنْ اس کا مفہوم اور مراد وہ نہیں۔ جو محدث ہزاروی نے لی ہے اور جس کی بنا پر اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کفر و فحاشی وار تہاد کے فتوے لگھا دیئے۔ اگر علامہ تفتازانی کی اس بحث کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا۔ تو ان کی مراد خود بخود واضح ہو جاتی۔ لیکن ان کی عبارت میں سے اسے مطلب کی ایک سطر محدث ہزاروی

نے لے کر پھر اسے اپنا مطلب پہنکا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کی ہے۔
اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ شرح مفاد کی مذکورہ عبارت وہاں تک ذکر کریں جہاں
تک وہ اپنا مطلب واضح کر سکے۔ اگرچہ عبارت طویل ہے لیکن ہم بقدر ضرورت
ذکر کریں گے تاکہ صحیح مراد معلوم ہو سکے میں آسانی ہو جائے۔

شرح مقاصد:

وَالْمَخَالِفُونَ نِعَاةً لِيُخْرُوجُوا عَلَى الْإِسْلَامِ
الْحَقِ بِشِبْهِهِ هِيَ تَرْكُ الْإِقْصَاصِ مِنْ قَتْلِكَ
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلِيَقُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَعَنَ ابْنُ قَتْلِكَ الْبَغَايَةَ وَقَدْ قَتَلَ
قِيَوْمَ صَفَيْنَ عَلَى يَدِ أَهْلِ الشَّامِ وَلِيَقُولَ عَرَفِي
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَعَنُوا ابْنًا بَعَثُوا عَلَيْنَا وَكَيْتُوا كَفَرًا
وَلَا فَسْخَةَ وَلَا ظُلْمَةَ لِمَا لَمْ يَمُوتِ مِنَ النَّاسِ وَنِيلَ
وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَخَايَةَ الْأَمْرِ أَتَمُّ أخطاءً وَ
فِي الْإِجْتِهَادِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ يُوجِبُ التَّفْسِيْقَ فَضْلًا
عَنِ التَّكْوِينِ وَلِهَذَا مَتَّحَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَسْمَاءَ بِنَةَ أَبِي لَهَبٍ أَهْلَ الشَّامِ وَقَالَ لَعَنُوا ابْنًا
بَعَثُوا عَلَيْنَا كَيْفَ وَفَدَّ صَبَّحَ بَدَمَ طَلْعَةٍ
وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالنُّصْرَةِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْحَرْبِ وَاشْتَهَرَ
بَدَمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالْمَحْقُوقُونَ
مِنْ أَصْحَابِنَا عَلَا أَنْ حَرْبَ الْجَمَلِ كَانَتْ قُلَّةً

مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ مِنَ الْغَرِيقَيْنِ بَلْ كَانَتْ نَبِيحًا
مِنْ قَتْلِكَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ صَارُوا
قَرَقَتَيْنِ وَاحْتَلَطُوا بِالْمُسْكِرَةِ وَأَقَامُوا
الْحَرْبَ عَرَفِي مِنَ الْقِصَاصِ وَقَصْدَ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِضْلَاحُ الْقَاتِلَيْنِ
وَتَسْكِينُ الْيَتَامَى قَوْلُكَ عَرَفِي الْحَرْبِ وَمَا
ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّيْخَةُ مِنْ أَنَّ مَعَارِفِي

كَفَرًا وَمَعَالِفُهُ فَسْخَةُ كَمَسْخَا يَقُولُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبُكَ يَا عَلِيٌّ حَرْبِي
وَيَا أَهْلَ الطَّاعَةِ وَاجِبَةٌ وَتَرْكُ الْوَاجِبِ نُسُوقٌ
فَمِنْ إِبْرَازِ لِيُخْرُوجُوا لَمْ يَمُوتِ حَيْثُ لَمْ
يُقْتَلَ قَوْمًا سَبِيحًا مَا يَكُونُونَ بَتًا وَيَلِي وَاجِبُهُ
وَبَيْنَ مَا لَا يَكُونُ لَعَنُوا قَوْلًا بِحَقِّ الْوَارِثِ
يُنَاءً عَلَى تَكْفِيرِ مِيرَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ
يَبْعَثْ لِكَيْفَ بَعَثَ اخْرُفَاتٍ قِيلَ لَا كَلَامَ
فِي أَنْ عَلِيًّا أَعْلَمَ وَأَفْضَلُ وَفِي بَابِ الْإِجْتِهَادِ الْمَلُ
لِجَنِّ مِنْ آيِنَ لَكُمُ أَنْ إِبْتِهَا ذَهَبَ فِي هَذِهِ السَّلَاةِ
وَحَمَتُهُ بِعَدَمِ الْقِصَاصِ عَلَى الْبَاطِلِ أَوْ بِالْمُسْتِرَاطِ
ذَوَالِ الْمُنْعَةِ صَوَابٌ وَاجِبُهُ الْقَاتِلَيْنِ بِأَكْرَمِ
خُبْرٍ خَطَا لِيَصْبَحَ لَهُ مَقَاتِلُ لِيُخْرُجَ قَوْلُ
هَذَا إِلَّا كَمَا إِذَا اخْرُجَ طَائِفَةٌ عَلَى الْإِسْلَامِ

وَطَلَبُوا مِنْهُ الْإِقْتِصَاصَ يَمْنَنَ قَتَلَ مُسْلِمًا
بِالْمُسْقِلِ قُلْتُ لَيْسَ قَطَعْنَا بِعَطَائِهِمْ فِي
الْإِجْتِهَادِ عَائِدًا إِلَى حَكِيمِ الْمَسْئَلَةِ كَقِسْمِ بَن
إِلَى إِبْتِهَادِهِمْ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعْرِضُ
الْمَسْئَلَةَ بِأَحْيَائِهِمْ وَيُشِيرُ عَلَى الْقِصَاصِ مِنْهُمْ
كَحَيْثُ وَقَدْ كَانَتْ عُرْكَ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الرِّجَالِ يَلْبِسُونَ الْأَسْلَاحَ
وَيَتَأَدُّونَ أَكُنَّا حَكَمًا قَتَلْنَا عَشْمَانَ وَبِهِدَا
يُظَلِّمُ قَسَادَ مَا دَقَبَ إِلَيْكَ الْبَعْضُ مِنْ أَنْ كُنَّا
الْقَائِلِينَ عَلَى الصَّوَابِ يَتَأَدُّ عَلَى تَصْوِيبِ كُلِّ
مُجْتَهِدٍ وَوَإِلَهُ لَا تَكُنْ الْخِلَافَ لِمَا هُوَ فِي مَا إِذَا
كَانَ كُلٌّ مِنْهُمَا مُجْتَهِدًا فِي الدِّينِ عَلَى الشَّرَاطِ
الْمُسَدَّ طُورَهُ وَالْإِجْتِهَادُ لَا فِي كَيْفٍ مَنْ يَتَحَدَّثُ
شُبُهَةً وَآوِيَةً وَيَتَأَوَّلُ تَأْوِيلًا قَائِدًا أَوَّلًا
وَهَبَ الْأَحْقَرُونَ إِلَى أَنْ أَقُولَ مَنْ بَغَى الْأَوَّلَ
مَعَاوِيَةَ لَا تَقْتُلْهُ عَشْمَانَ لَمْ يَكُونُوا أَبْعَادًا
بَلْ ظَلَمَةٌ وَغَتَاكَ لَعْنَةُ الْوَعِيدِ أَوْ لِيُشَبِّهَهُمْ
وَلَوْ كُنْتُمْ بَعْدَ كَثُفِ الشُّبُهَةِ أَصْرًا فَاصْرَا
وَأَسْتَحْكُمُوا إِلَى تَكْبَرَاتِكُمْ - ر شرح مقاصد

جلد دوم ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کی جن
لوگوں نے مخالفت کی وہ باغی تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام برحق

پر خروج کیا اور یہ خروج ایک شب پر مبنی تھا۔ اور شب پر تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے
عثمان غنی کے قاتلوں سے قصاص لینا چھوڑ دیا ہے۔ ان مخالفانِ
علی المرتضیٰ کو باغی اس لیے بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عمار بن یاسر کو ایک مرتبہ فرمایا تھا تجھے باغی گروہ قتل
کرے گا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں
شاہیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اور ملاوہ ازہر ایک
وجہ یہ بھی ہے کہ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین کے
بارے میں فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف
بغاوت کی ہے۔ لیکن مخالفانِ علی المرتضیٰ کو اس کے باوجود کوفرو
فاسق کہنا چاہیے۔ اور نہ ہی ظالم۔ کیونکہ ان کی بغاوت تاویل پر مبنی
تھی۔ اگرچہ ان کی تاویل خلاف حق تھی۔ زیادہ سے زیادہ ان کے ہاں
یہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ان سے اجتہادی خطا ہوئی۔ اور اجتہادی
خطا سے فسق لازم نہیں آتا۔ چہ باوجود اس کے کہ وہ کفر کا قول کیا جائے
یہی وجہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت بھیجنے سے
منع فرمادیا۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے طلعت بلد
پر آئے ہیں۔ اس لیے ان پر کفر کا فتوے کیونکر درست ہو سکتا
اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت طلحہ اور زبیر نے نہایت کامیابی سے
زہر میدان جنگ سے پلے گئے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام
ہونا بھی مشہور ہے۔ ہمارے محققین کا یہ فیصلہ بھی ہے۔ کہ جنگ جمل
فریقین کے درمیان بلا ارادہ ہو گئی۔ بلکہ یہ طوائف عثمان غنی کے قاتلوں
نے شروع کی۔ وہ اس طرح کر آن میں سے کچھ حضرت عائشہ

اور کچھ دوسرے علی المرتضیٰ کے ساتھی بن گئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے پر تیر اندازی شروع کر دی۔ تو لڑائی چھڑ گئی۔ انہوں نے یہ حربہ اس لیے استعمال کیا۔ کہ انہیں مخلوق تھا۔ اگر لڑائی نہ ہوئی۔ تو ہم سے قصاص ضرور لیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی ارادہ تھا۔ کہ وہ لوں گرد ہوں میں صلح و صفائی ہو جائے۔ اور حالات پر کن ہو جائیں۔ لیکن تقدیر سے وہ اس فتنہ میں پڑ گئیں۔ اہل تشیع کا نظریہ یہ ہے۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنے والا کافر اور ان کی مخالفت کرنے والا فاسق ہے۔ دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "اے علی! میرے ساتھ لڑائی و راصل میرے ساتھ لڑائی ہے" دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ خلافت امیر واجب ہے اور واجب کو جھوٹا ناحق ہے۔ تو یہ نظریہ بعدہ و فاکل ان کی جہالت اور دین پر حرامت کرنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کسی کی مخالفت دلیل کے ساتھ یا بغیر دلیل کے ساتھ تاویل و اجتہاد کے ساتھ اور بیزبان دونوں کے دونوں مخالفتوں کو برا سمجھا۔ ہاں اگر ہم خارجیوں کے کفر کا قول کوستے ہیں۔ اور وہ بھی اس بنا پر کہ وہ علی المرتضیٰ کو کافر کہتے ہیں۔ تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہوگی۔ لیکن یہ اور بحث ہے۔ اگر کہا جائے کہ علی المرتضیٰ اپنے مخالفین سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور اجتہاد میں ان سے زیادہ کامل تھے۔ تو اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد دریک بحث مسئلہ میں یہ کہ قاتلان عثمان سے جو بافی ہیں قصاص نہیں لینا چاہیے۔ اور

اس کے پیچے یہ سب مرد مقرر کرنا کہ باغیوں کے دور ٹوٹ جانے پر قصاص لیا جانا چاہیے۔ یہ اجتہاد درست تھا۔ اور آپ کے مقابلہ میں وجوب قصاص کے قائل اپنے اجتہاد میں غلطی پر تھے۔ بنا کہ یہ کہا جاسکے۔ کہ ان مخالفین کے ساتھ جنگ جائز تھی۔ اور اس کی کیا یہ مثال نہیں بنتی کہ ایک جماعت نے امام سے اس لیے خروج کیا۔ کہ وہ ایک سلطان کو بھاری ہتھیار سے قتل کرنے والے کے قصاص کا مطالبہ کرتے تھے۔ (اور امام اسے پر راکر نے کے لیے آکارہ نہ تھا) ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کی اجتہاد غلطی ہے تو یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قاتلان عثمان کو مانتے ہیں۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ان کا اعتقاد صحیح نہ تھا۔ کیونکہ کس ہزار آدمی مسلح ہو کر یہ آواز دے دے رہے تھے۔ کہ ہم سب قاتلان عثمان ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا۔ کہ عمر بن عبید اور واصل بن عطاء وغیرہ جو یہ کہتے ہیں کہ دونوں گروہوں یعنی قاتلان عثمان اور اہل اسلام) میں سے ایک حق پر تھا۔ لیکن ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ یہ فاسد ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی فاسد ہے۔ کہ جو لوگ دونوں گروہوں کو حق پر سمجھتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ نظریہ ہے۔ کہ ہر مجتہد صاحبِ برہنہ ہے۔ یہ وہاں نظریہ مل سکتا ہے جہاں دونوں میں سے ہر ایک مجتہد ان شرائط پر پورا اترتا ہو۔ جو اس کے لیے مقرر ہیں۔ یہ جنس کہ ایک نے شدید تاویل فاسد کو سامنے رکھا ہو۔ جو محض اس کے خیال کی پیداوار ہو۔ اس لیے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے بغاوت کرنے والا امیر معاویہ ہے

کیونکہ عثمان غنیؓ کے قاتل باغی نہیں بلکہ سرکش اور ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان باغیوں کا شبہ غیر معتبر تھا۔ اور شبہ دور کیے جانے کے باوجود وہ اس پر ڈٹے رہے۔ اور اسی پر اسرار و تبصر کیا۔

حوالہ مذکورہ سے رُج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ علی المرتضیٰؑ حق پہ تھے۔ اور آپ کے مخالفین تیج و جہالت کی بنا پر باغی تھے۔
اولیٰ یہ کہ امام برحق کے غلامت خروج کیا دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے بنی اسر کے قاتلوں کو باغی کہا۔ اور قاتل علی المرتضیٰؑ کے مخالفت شامی لوگ تھے سوم یہ کہ خود حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنے باغی بھائی فرمایا۔

۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ دو علی المرتضیٰؑ کے مخالفت ہیں اور کافر، فاسق اور ظالم نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت علی المرتضیٰؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باغیوں کو اپنا بھائی کہہ کر ان پر لعنت کی اجازت نہ دی۔

۴۔ حضرت امیر معاویہ اور علی المرتضیٰؑ کے مابین جنگ قاتلان عثمان کی سلاش سے ہوئی۔ انہیں مسلح کی صورت میں اپنی جان بطور قصاص چلے جانے کا خطرہ تھا۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ کو کافر یا فاسق کہنے والے شیعہ ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا ہی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کہ انہوں نے مخالفت بالائتاد علی اور مخالفت بغیر تاول میں فرق نہ کیا۔

۶۔ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلوں سے فوری قصاص کو علی المرتضیٰؑ بائوڑ

سمجھتے تھے۔ اور آپ کے مخالفین اس کی فوری ضرورت پر زور دے رہے تھے۔ دونوں میں سبقت و تاخیر تین سببت تھے۔ کہ علی المرتضیٰؑ کو قاتلان عثمان کا علم بھی ہے۔ اور ان سے قصاص لینے کی قدرت بھی ہے۔ حالانکہ وہ اس میں غلطی پر تھے۔

۷۔ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتل ایک کمزور تاویل سے لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ جس کی کمزوری ان کو بتائی دی گئی۔ لیکن انہوں نے اس کے باوجود بغاوت ترک نہ کی اس لیے انہیں تاویل کے بغیر بغاوت کرنے کی وجہ سے ظالم اور فاسق کہا جائے گا اس کے مقابلہ میں امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس دلیل قوی تھی۔ اس بنا پر ان کو باغی تو کہا جاسکتا ہے۔ لیکن فاسق و کافر نہیں کہا جائے گا۔

موت قاتلان عثمان باغی نہیں بلکہ فاسق ہیں۔ اور امیر معاویہ فاسق نہیں باغی ہیں۔ اس فرق کے پیش نظر اسلام کے سب سے پہلے باغی امیر معاویہ کو کہا گیا ہے۔ جن کی بغاوت تاویل پر مبنی تھی۔ اور تاویل کے ہوتے ہوئے وہ فاسق و فاجر نہیں۔ بلکہ باجوں ہوں گے۔ اور یہی امام شعرائی، امام غزالی اور ابن الہمام وغیرہ کا نظریہ ہے۔

ملحوظ فکریا

”محدث ہزاروی“ نے علامہ تفتازانی کی ایک آدھ سطر سے اپنا مقصد پورا کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کے حوالہ سے امیر معاویہ کو سب سے پہلا باغی قرار دے کر ان پر کفر و نفاق کا فتوے جڑ دیا۔ حالانکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہ فاسق و خیرہ باتا دے کر ان کے فسق و فجور کی ماحتر نفی کر رہے ہیں۔ اور یہ فرما رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و خیرہ کہنے والے شیعہ ہیں۔ اب وہی کام اور وہی نظریہ محدث ہزاروی نے دیکھنی کا ہے۔ اس سے ہر قاری یہ سمجھ جائے گا کہ یہ لوگ نام نہاد سنی اور مصنوعی پیرو مرید اندر سے رافضی ہیں۔ اور ان کے

نظریہ کے مبلغ ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۱

حدیث نبوی کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باغی ہیں۔

معاویہ باغی بنے اس عمار بدری کو مبین میں قتل کیا جس کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھے دوزخی باغی گروہ قتل کرے گا۔
تَقْتُلُكَ هَذِهِ بَاغِيَةً تَوْبَتِي هِيَ۔ وہ دوزخی ہوں گے (بخاری)

رسول اللہ کی شہادت سے معاویہ دوزخی اور باغی ہے۔

نوٹ:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس کی اہمیت عمار بن یاسر کی شہادت کا واقعہ بخاری شریف سے لیا گیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے فرمایا تھا۔
کہ اے عمار تم اپنے مخالفین کو جنت کی طرف بلاؤ گے۔ اور وہ باغی گروہ نہیں دوزخ کی طرف بلائے گا۔ اور تم ان کے ہاتھوں قتل ہو گے۔ اس واقعہ کے الفاظ سے محدث ہزارہی نے عمار بن یاسر کے قتل کرنے والے گروہ کے تمام افراد کو دوزخی قرار دیا ہے۔ تحفہ جعفریہ جلد سوم میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کئے گئے

اس الزام کا جواب ہم تفصیل کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے اس کی تردید تب شیعہ سے کی تھی۔ کیونکہ الزام ہی انہی کی طرف سے تھا۔ لیکن اب الزام ایک نئی منانام نہاد پیر کی طرف سے ہے۔ لہذا اب اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔
ناس کر سب امام بخاری کے حوالے سے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ تو قارئین کرام کی تسلی و تسکین کے لیے ہم انشاء اللہ اس روایت اور اس کے تعلقات کی ضروری بحث کرتے ہیں۔

جواب اول

یہ حدیث ضعیف ہے

جس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (اور ان کے ساتھیوں) کو دوزخی ثابت کیا گیا ہے۔ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ پہلے ہم بخاری شریف سے یہ حدیث مع سند ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس کے راویوں پر بحث ہوگی۔
بخاری شریف:

حدَّثَنَا مَسَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ هَنْبَلٍ

قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَزَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ.....

قَبِيْلُ الشَّرَابِ عَنْهُ وَيَقُوْلُ وَيَبْعُ عَمَّارَ تَقْتُلُكَ

الْبَغِيَّةُ الْبَاغِيَّةُ يَذْعُوْنَكَ اِلَى النَّارِ۔ بخاری شریف

جلد اول، کتاب الصلوٰۃ۔ باب التعاون فی بناء المسجد

ترجمہ ہمد کہتے ہیں، میں عبد العزیز بن ہنبل سے بتلایا۔ عبد العزیز کہتے ہیں۔

خالد حزام نے عمار سے روایت کرتے ہوئے بتلایا کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے دوران حضرت عمار کو زیادہ انہیں

اٹھاتے دیکھ کر افراتے گئے جب کہ اسے اپنے کپڑے بھاڑ رہے تھے
عمار کا بھلا ہوا سے باغی گروہ قتل کرے گا وہ انہیں جنت کی طرف بلائے
گا۔ اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے۔

قطبیر الجنان:

وَجَوَابُهُ أَنَّ ذَٰلِكَ إِكْتِمَالٌ لِمَقَرِّ قَوْلِهِ الْحَدِيثُ
وَلَمْ يُذَكِّرْ تَأْوِيلَهُ أَقْمًا إِذَا الرِّصِيعُ فَلَا يَسْتَدَلُّ
بِهِ وَالْأَمْرُ بِحَدِّكَ فَإِنَّ فِي سَنَدِهِ ضَعْفًا
يَسْتَقْطِ الْأَسْتِدْلَالَ بِهِ وَكَوْثُ شَيْخِ ابْنِ حَبَّانٍ
لَا يُقَادِرُ عَلَى تَضْعِيفِ مَنْ عَدَّالَهُ لَا يَسْتَعْمَلُ وَهُوَ
أَعْيَقُ ابْنَ حَبَّانٍ مَعْرُوفًا عِنْدَ مَنْ رِبَا لِنَسَاطِلِ
فِي الشَّوْشِيْقِ

(قطبیر الجنان ص ۳۵ پانچویں جواب کا اعتراض)
ترجمہ اس کا جواب یہ ہے کہ الزام مذکور مکمل اس وقت ہوگا جب حدیث
صحیح ہو۔ اور اس کی تاویل ناممکن ہو۔ لیکن اگر یہ صحیح نہ ہو تو پھر اس سے
استدلال درست نہ ہوگا۔ اور معاذ کہہ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ اس کی سند
میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے استدلال ساقط ہو گیا۔
ابن حبان کا اس کی توثیق کرنا تو وہ اس کی تضعیف کرنے والاں
کا ہم پو نہیں ہو سکتا۔ خاص کہ اس اعتبار سے بھی کہ ابن حبان توثیق میں
بہت سخت شمار ہوتا ہے۔

توضیح:

علامہ ابن حجر نے حدیث زیر بحث کو تضعیف کہا۔ اور اس کی وجہ سند میں

صحت قرار دیا۔ اور ابن حبان نے جو اس کے بارے میں پختہ ہونے کا قول کیا تھا۔
اسے کمزور قرار دیا۔ قرابن حجر کے مرتب اس قدر کہ دینے سے حدیث میں ضعف پیدا
ہوگا۔ کیونکہ اصول حدیث میں سے ایک اصل یہ بھی ہے کہ جرح وہی مفید ہوگی۔
جو غیر مبہم ہو۔ ابن حجر کی جرح مبہم ہونے کے اعتبار سے ناقابلِ توجہ ہے۔ تو ہم
اس بارے میں اس جرح کی وضاحت کر کے ایہام کو ختم کیے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ
حدیث زیر بحث کے رواتب سے مسند و عبد العزیز اور خالد وغیرہ مجرد ہیں۔
ان پر جرح ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال:

علامہ ذہبی نے مسند کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔
قَالَ الْقَطَّارِيُّ فِيهِ تَسَاهُلٌ قَطَّالِيٌّ نَعَى كَمَا مَسَدَرِيٌّ رَوَاتِ
حدیث میں تساہل یعنی سستی پائی جاتی ہے۔ (اور تساہل کی صفت محدثین
کے نزدیک حدیث کو نامتبر کر دیتی ہے۔) (میزان الاعتدال جلد سوم
ص ۱۶۲)

میزان الاعتدال:

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ زُهَيْرٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ -
(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۱۲۹)

ترجمہ: میں نے احمد بن زہیر سے سنا کہ وہ عبد العزیز بن مختار کے بارے
میں کہتے تھے۔ کہ وہ کوئی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ ابْنُ أَبِي خَيْشَمَةَ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ -

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۳۵۶)

ترجمہ ابن مبین سے ابن خثیر بیان کرتا ہے کہ عبد العزیز بن مختار کوئی چیز نہیں۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِي كِتَابِ الْعِلَالِ
عَنْ أَبِيهِ لَمْ يَسْمَعْ خَالِدَ الْحَزَّاءَ مِنْ أَبِي عَثْمَانَ
نَهْدِي شَيْئًا وَقَالَ أَحْمَدُ ابْنُ
لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الْعَالِيَةِ وَذَكَرَ ابْنُ خُزَيْمَةَ مَا
يُؤَافِقُ ذَلِكَ وَيَقْتَضِيهِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ فِي الْمَرَاثِلِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ مَا أَرَاهُ سَمِعَ مِنَ الْكُوفِيِّينَ
مَنْ تَجَلَّى أَقْدَمَ مِنْ أَبِي الصُّحَيْ وَكَدَّ حَدَّثَ
عَنِ الْقُحَيْبِيِّ وَمَا أَرَاهُ سَمِعَ مِنْهُ..... قَالَ
يَحْيَى وَقُلْتُ لِحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ فَخَالِدُ الْحَزَّاءِ
قَالَ قَدِيمٌ عَلَيْكَ قَدِيمَةٌ وَمِنْ الْقَامِ فَكُنَا نَا الْكُرْنَا
حَفْظُهُ..... وَحِكْمِي الْعَقِيلِي مِنْ طَرِيقِ أَحْمَدَ
بْنِ حَنْبَلٍ قِيلَ لَا بِنَ عَلَيْهِ فِي حَدِيثٍ كَانَ خَالِدُ
يُنْ وَيُهِ فَلَكَرْ يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ ابْنُ عَلَيْهِ وَضَعَتْ أَمْرُ
خَالِدُ..... قُلْتُ وَالْقَلَامُ مَرَانٌ كَلَامٌ طَوَّلًا
فِيهِ وَمِنْ أَحْبَلٍ مَا أَشَارَهُ إِلَيْهِ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ مِنْ
تَغْيِيرِ حَفْظِهِ بِالْخَيْرِ أَوْ مِنْ أَحْبَلٍ دُخُولِهِ فِي
عَمَلِ السُّلْطَانِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ رَقْمُ ذِيْبِ التَّهْذِيبِ

جلد سوم ص ۱۲۲ (مقطوعہ خال)

ترجمہ احمد رضا بن امام احمد بن حنبل کتاب العیال میں اپنے والد کی طرف سے

ناقل کہ خالد خزاز نے ان کے باپ عثمان بن حنیس سے کوئی روایت نہیں
سنی۔ امام احمد بن حنبل نے یہ بھی فرمایا کہ خالد خزاز نے ابو العالیہ سے
بھی سماع حدیث نہیں کیا۔ ابن خزیمہ نے بھی اسی کے موافق لکھا۔ ابن
ابی عاتم نے مراسیل میں امام احمد سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے
انہیں دیکھا کہ جو روایات خالد خزاز نے کوئیوں سے بیان کی ہیں وہ
ان سے سنی ہوں شیبی سے بھی مدام سماع منقول ہے یہ بھی نے کہا کہ
میں نے حماد بن زید سے خالد خزاز کے بارے میں پوچھا کہنے لگے وہ
شام کی طرف سے ہمارے پاس آیا تھا تو ہمیں اس کے حفظ پر ہنکار ہوا
عقیلی نے احمد بن حنبل کے ذریعہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ابن میلہ سے
کہا گیا کہ جب ان کے سامنے خالد خزاز حدیث بیان کرتا تو وہ اس کی
طرف کوئی توجہ نہ کرتے۔ اور اس کو ضعیف کہتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ
ان حضرات کا کلام بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حماد بن زید نے خالد خزاز
کے حفظ میں تبدیلی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس نے سلطان
کے عمل میں شرکت کر لی تھی۔

میزان الاعتدال:

أَمَّا أَبُو حَاتِمٍ فَقَالَ لَا يَنْجُحُ بِهِ..... قَالَ أَحْمَدُ
قِيلَ لَا بِنَ عَلَيْهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ كَانَ خَالِدُ
يُنْ وَيُهِ فَلَكَرْ يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ ابْنُ عَلَيْهِ وَضَعَتْ أَمْرُ
خَالِدُ..... قُلْتُ وَالْقَلَامُ مَرَانٌ كَلَامٌ طَوَّلًا
فِيهِ وَمِنْ أَحْبَلٍ مَا أَشَارَهُ إِلَيْهِ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ مِنْ
تَغْيِيرِ حَفْظِهِ بِالْخَيْرِ أَوْ مِنْ أَحْبَلٍ دُخُولِهِ فِي
عَمَلِ السُّلْطَانِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ رَقْمُ ذِيْبِ التَّهْذِيبِ

ص ۱ تا ۳۰۲

ترجمہ ابو عاتم نے کہا کہ خالد خزاز قابل احتجاج نہیں ہے۔ احمد بن حنبل

کہتے ہیں کہ ابن علیہ کو اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ کہا کہ خالد
اس کی روایت کرتا رہا۔ اور ہم نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ ابن
علیہ نے خالد خزاز کو ضعیف کہا ہے۔

تہذیب التہذیب

وَقَالَ أَبُو خَلْفَةَ الْخَزَّازُ عَنْ يَحْيَى الْبَكَّارِ سَمِعْتُ
أَبْنَ عَمْرٍو يَقُولُ لَنَا فِيهِ أَنَّ اللَّهَ وَيَعْنِيكَ يَا تَافِعُ
وَلَا تَكْذِبْ عَلَى كَمَا كَذَبَ عَمْرٍو عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّكَ كَانَتْ
يَقُولُ لِعَمْرٍو يَا بَنِي دَلَا تَكْذِبْ عَلَى كَمَا
يَكْذِبُ عَمْرٍو عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ
حَرِيدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ
وَحَدَّثْتُ عَلَى عَيْنِي بِابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمْرٍو
مَعْنِي عَلَى بَابِ الْحَشِيِّ قَالَ قُلْتُ مَا لِهَذَا قَالَ
إِنَّكَ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي وَقَالَ هُشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ
عطاء الخراساني قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ إِنَّ
عَمْرٍو مَنِّي عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُعْرِضٌ فَقَالَ كَذِبٌ
مُعْرِضٌ قَالَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ
تَجَلَّى ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي وَمِنْ الْقُرَّانِ فَقَالَ لَا تَسْأَلُنِي
عَنِ الْقُرَّانِ وَ سَأَلَ عَنْهُ مَنْ يَزَعُمُ أَنَّكَ لَا تَخْفَى
عَلَيْهِ وَمَنْ يَخْفَى عَمْرٍو قَالَ فَطَرِ ابْنُ

خليفة قُلْتُ لِعَمْرٍو أَنَّ عَمْرٍو يَقُولُ سَبَقَ الْكِتَابُ
الْمَسْحَ عَلَى الْخَلْفَيْنِ فَقَالَ كَذِبٌ عَمْرٍو سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ يَقُولُ مَسْحَ عَلَى الْخَلْفَيْنِ وَإِنْ خَرَجْتَ
مِنْ الْخَلَاءِ وَقَالَ اسْرَأَيْلُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ
الْحِزْرِيِّ عَنْ عَمْرٍو أَنَّكَ جَعَلْتَ كِرَاءَ الْأَرْضِ
قَالَ قَدْ كَرَرْتُ ذَلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ جَبْرِ فَقَالَ
كَذِبٌ عَمْرٍو سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ أَمْلَكَ
مَا أَنْتُمْ مَا يَقُولُونَ اسْتَيْجَارَ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ
سَنَةً بِسَنَةٍ وَقَالَ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ يَحْيَى
ابْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ كَانَ كَذَّابًا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ
بْنُ الْمُنْذَرِ عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى وَخَيْرُهُ كَانَ مَالِكُ
لَا يَرَاهُ عَمْرٍو ثَمَّةً وَيَا مُرَّانَ لَا يُوْخَذُ عَنْهُ
وَقَالَ الدَّوْرِيُّ عَنْ ابْنِ مَعْنٍ كَانَ مَالِكُ يَكْرَهُ
عَمْرٍو قُلْتُ فَقَدْ رَوَى عَنْ رَجُلٍ عَنْهُ قَالَ
تَعَمَّرْتُ يَسِيرًا وَقَالَ الرَّبِيعُ عَنْ الشَّافِعِيِّ وَ
هُوَ يَعْنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ سَمِعْتُ الرَّأْيِيَّ فِي عَمْرٍو
قَالَ لَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَقْبَلَ حَدِيثَهُ

وتہذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۶۷

ترجمہ: کہی بگا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو اپنے غلام تافیس سے یہ کہتے
سنا۔ اسے نافیہ پر انورس! محمد پر عبور نہ باندھ جیسا کہ محمد نے
ابن عباس پر باندھا۔ سعید بن مسیب اپنے غلام کو کہا کرتے تھے۔ محمد

پر بھوٹ نہ باندھیں طوطی کو کہ جس پر باندھا تھا۔ یزید بن ابی
زیاد کہتا ہے کہ میں علی بن عبداللہ بن عباس کے ہاں گیا۔ تو دیکھا کہ حکمر
دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا۔ اسے کیا ہوا؟ کہنے
لگے۔ یہ میرے باپ پر بھوٹ باندھا ہے۔ عطاء غراسانی کہتے ہیں
کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا۔ حکمر کا خیال ہے کہ جب حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ یحییٰ سے شادی کی تو آپ اس وقت
حالت احرام میں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ وہ غیبت ہے۔ عمرو بن مردہ کہتے
ہیں کہ کسی نے سعید بن مسیب سے کہی قرآنی آیت کے بارے
میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھ سے نہ پوچھو۔ اس سے پوچھو جس کا دعویٰ
ہے کہ قرآن کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ یعنی حکمر سے۔ فطران ابن
علیف نے عطاء سے کہا۔ کہ حکمر کہتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں موزوں پر
سج کا ذکر نہیں ہے۔ نہ کہنے لگے۔ حکمر بھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس
سے سنا ہے کہ۔ کہ موزوں کا معنی ثابت ہے۔ اگرچہ تو بیت اللہ سے نکلے سیدہ یحییٰ
نے حکمر سے روایت کی۔ کہ وہ زمین کو گولہ پر دینا مکروہ کہتے تھے
کہتے ہیں کہ میں نے ہی سند جناب سعید بن جبیر سے پوچھا۔ کہنے
لگے۔ حکمر بھوٹ بولتا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سنا ہے۔ کہ
بہترین صورت زمین کو گولہ پر دینے کا یہ ہے۔ کہ سال بہ سال
روپوں کے بدلہ گولہ پر دی جائے۔ یعنی بن سعید انصاری بھی
حکمر کو جھوٹا کہتے تھے۔ امام مالک سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا
کہ وہ بھی حکمر کو ثقت نہیں سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ اس کی کوئی روایت
نہی جائے۔ ابن مہین نے بھی امام مالک سے بیان کیا ہے۔ کہ

وہ حکمر کو نفرت سے دیکھتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر کوئی آدمی سے سنا
کہ اس نے فرمایا۔ ہاں بالکل معمولی۔ امام شافعی سے بھی ہے۔
کہ مالک بن انس کی حکمر کے بارے میں رائے بھی نہ تھی۔ اور کہا کہ میں
اس کی روایت کو قبول کرنے والا کوئی نہیں دیکھتا۔

میزان الاعتدال

عن یزید بن ابی زیاد عن عبد اللہ بن الحارث
قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَيَاةَ إِسْكَرْمَةٍ
فِي وَثَاقٍ حِينَئِذٍ بَابُ الْحَسَنِ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ
فَقَالَ إِنَّ هَذَا الْعَبِيثُ يَكْذِبُ عَلَى آفِي وَ يَنْفَعُ
حَتَّى ابْنِ الْمُسْتَبِيبِ أَنَّ كَلْبَ عَمْرٍاءَ وَالْعَبِيثِ بْنِ
نَاصِحِ آفِيَا فَخَالِدُ بْنُ خَدَّاشٍ شَهِدَتْ حَقَّاهُ
بَنَ زَيْدٍ فِي أَخِيرِ قَبْرِهِ مَاتَ فِيهِ

فَقَالَ أَحَدُ شُكْرٍ بِحَدِيثِ مَا
أَخَذْتُ بِهِ تَهْطُلُ فِي أَكْرَهُ أَنَّ الْقَبِيَّ اللَّهُ وَلَمْ أَحَدِثْ
بِهِ سَمِعْتُ الْيُؤَبَّ يُعَذِّثُ عَنْ عَمْرٍاءَ مَا قَالَ إِنَّمَا
أَنْزَلَ اللَّهُ مَثَلًا يَمَّا الْقُرْآنَ لِيُضِلَّ بِهِ قُلْتُ مَا
أَسْرَأُ لَهَا عِبَادَةٌ بَلْ لَعَنَتْهَا بَلْ أَنْزَلَ لِيَهْدِي
بِهِ قُلْتُ لِيُضِلَّ بِهِ الْفَاسِقِينَ ابراهيم بن
المنذر حدثنا هشام بن عبد الله المغزوي
سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي ذَرْبٍ يَقُولُ رَأَيْتُ عَمْرٍاءَ
وَكَانَ عَمْرٍاءُ يَقُولُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ

عُكْرِمَ كَثِيرًا الْعِلْمُ وَالْحَدِيثُ بَعَثَ مِنَ الْبُحُورِ
وَلَيْسَ يَحْتَجُّ بِكَدٍ شَيْئًا.....الفضل الشيباني في
عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ عِكْرِمَةَ قَدْ أَقْنَمَ فِي لَعَبِ
النَّرْدِ.....وقال مصعب الزبيري كَانَ
عِكْرِمَةُ يَرَى رَأْيَ الْخَوَارِجِ.....سَمِعْتُ أَحْمَدَ
بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ كَانَ عِكْرِمَةُ مِنْ أَكْبَرِ النَّاسِ
وَلِكُنْهَ كَانَ يَرَى رَأْيَ الضَّعِيفَةِ وَلَمْ يَدَعْ
مَوْضِعًا إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ خَرَّاسَانٌ وَالشَّامُ
وَالْيَمَنُ وَمِصْرُ وَأَفْرَيقَةُ كَانَ يَأْتِي الْأَمْرَاءَ
فَيُطْلَبُ حَقَّ أَيْرُ هُتْرٍ حَرَّةٍ عَيْنٍ.

(میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۰۸-۲۰۹ تذکرہ

عکرمہ)

تقریباً عبد اللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ کے پاس گیا
تو دیکھا کہ عکرمہ دروازے پر بندھا ہوا ہے۔ میں نے علی بن عبد اللہ
سے کہا تجھے خدا کا خوف نہیں؟ انہوں نے کہا۔ یہ بیٹھ میرے والد
پر جھوٹا بندھتا ہے۔ ابن المیثقی بھی مروی ہے کہ عکرمہ کو انہوں نے
بھی جھوٹا کہا نصیب بن تاج نے ہیں غبردی کہ خالد بن خداش ایک
مرتبہ حاد بن زید کے پاس گئے جب وہ زندگی کے آخری لمحات پر
کر رہے تھے کہنے لگے میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس
کو میں نے کبھی بھی قابل اعتبار نہ سمجھا لیکن میں اس بات کو اچھا نہیں
سمجھتا کہ اس کو روایت کیے بغیر میں اللہ سے جا لوں۔ میں نے ایوب

سے سنا وہ حکمر سے بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مشاہدات
اس لیے نازل کیے تاکہ ان کے ذریعہ ہدایت دے اور صرف فاسقوں
کو گمراہ کرے۔ ابن ابی ذئب کا قول ہے کہ میں نے عکرمہ کو فریقہ
پایا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں عکرمہ بہت علم دار تھا اور حدیث کا ایک بڑا
تقوا اس کی حدیث قابل احتجاج مذمتی فضل شیبانی ایک آدمی
سے بیان کرتا ہے کہ میں نے عکرمہ کو کبوتر بازی کرتے دیکھا۔
مصعب الزبیری کا قول ہے کہ عکرمہ خوارج کا نظریہ رکھتا تھا میں
نے احمد بن حنبل سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ عکرمہ بہت بڑا عالم تھا۔
لیکن بازیاب بیڑا تھا جہاں کہیں اس کا اسے علم ہوتا ادھر ہی چل پڑتا
خراسان، شام، یمن، مصر اور افریقہ میں گیا۔ امیروں کے پاس جا کر ان
سے انعام و اکرام طلب کرتا۔

خلاصہ

مذکورہ حالات سے حدیث زیر بحث چار راویوں پر آپ نے جرح
لاحظہ فرمائی مستند عبد العزیز ابن منتار خالد بن ہرمان اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس، حدیث
مذکورہ کے کل چھ راوی ہیں۔ ان مجروح چار راویوں میں سے کوئی تو "لا شئی"
ہے۔ کوئی اپنے شیخ سے سنا ہی نہیں رکھتا، کوئی اپنے شیخ پر جھوٹا بندھنے
والا ہے۔ ان حالات میں ان کی روایت کردہ حدیث کہاں قابل استدلال ہے
گی۔ یہ بھی تفصیلی جرح کہ جس کی بنا پر علامہ ابن حجر نے اسے مجروح قرار دیا تھا۔ ایسی
حدیث سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ساتھیوں کو دوزخی
قرار دینا قطعاً درست نہیں۔ ایک طرف حدیث مذکورہ جو سخت مجروح ہے
اور دوسری طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کو کاتب وحی مقرر

فرمانا، ان کے حق میں ہادی اور مہدی کی دعا مانگنا، کیا مجروح کسے کر ان ارشادات کو پس پشت ڈالنا عقل مندی ہے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی وغیرہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں کچھ مخالفت کر کے آپ کو تنبیہ کیا۔ اور دنیاہ آخرت میں اپنے لیے لعنت کا طوق خرید لیا۔

پوری حدیث:

عن عكرمة قال لما بن عباس وليرثه علي
انطلقا الى ابي سعيد فاسمعنا من حدِيثه
فانطلقنا فاذا هم في حائط يصلحونه فآخذ
رء امره فاحتجب ثوبا فاشاء يحذوننا حتى
آتى على ذكربنا المسجد فقال لانا نعمل
لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين فكراه
النبي صلى الله عليه وسلم فينفض الثوب
عنه ويقول ويح عمار تقتلك الفئة الباغية
يذعنهم الى الجنة ويدعونهم الى النار
قال فيقول عمار اعوذ بالله من الفتن

فتح الباری جلد اول باب التعاون فی بناء المسجد ۴۲۲ (۵۲)

ترجمہ: حکمران نے مجھے اور اپنے بیٹے کو کہا ابو سعید کے پاس جاؤ

اور ان سے حدیث سنو ہم گئے تو وہ باغ کو درست کر رہے تھے انہوں نے اپنی چادر کا اعتبار کیا اور پھر میں حدیث بیان کرنی شروع کی یہاں تک کہ مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر کیا اور کہا ہم ایک ایک پتھر اٹھاتے اور عمار دو دو پتھر اٹھاتے نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھا اور ان سے

مٹی بھاڑی اور فرمائے گئے کہ عمار تجھے باغیوں کا گروہ قتل کرے گا جبکہ تو انہیں جنت کی طرف اور وہ تجھے جہنم کی طرف بلائیں گے عمار کہنے لگے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔

جواب دوم

اس حدیث کا کچھ حصہ الحاقی ہے

حدیث مذکورہ کے آخری حصہ کے دو مضمون ہیں۔ ایک یہ کہ عمار بن یاسر کو باغیوں نے قتل کیا جس میں امیر معاویہ بھی شامل تھے۔ لہذا بقول حدیث یہ سب لوگ باغی ہیں۔ دوسرا یہ کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اپنے مخالف گروہ کو جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ یہ دونوں باتیں بخاری شریف کے اصل متن و نسخ میں موجود نہیں۔ اور دہری شریف بخاری پر اترتی ہیں۔ بلکہ ان دونوں کو علامہ ربکاوی وغیرہ نے داخل بخاری کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شایعین نے ان دونوں کو تین بخاری سے نکال دیا ہے۔ لہذا امام بخاری کا نام لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکورہ الزام دھرنادرست نہ رہا۔ اس سے بناوٹی محدث ہزاروی کا حدیث دانی بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس زیادتی کو ذکر کیا ان کے ذکر کرنے اور اس زیادتی کی ہم وضاحت کیے دیتے ہیں

العواصم من القواصم

وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةَ يَعْزِفُ مِنْ قَتْلِهِمْ أَنَّهُ
لَمْ يَكُنْ مِنْهُ الْبَغِيُّ فِي حَرْبِ صَفِيِّينَ لِأَنَّهُ لَمْ
يَرِدْهَا وَلَمْ يَجْتِدِ فِيهَا قَلَمِيَّاتٍ لَهَا لَا يَبْدَأُ مَخْرَجَ

قَتَلَ بِسَبَبِهَا كَثْرًا مَّقْتُولٍ وَفِي وَفَعَتِي الْجَمَلِ
وَصَفَّيْنِ وَمَا تَقَرَّرَ عَنْ عَثْمَانَ

در حاشیہ العراضہ من القواصص ص ۵۰ مطبوعہ بیروت

نتیجہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے خیال کے مطابق اپنے آپ کو باغی نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ منین کی لڑائی میں نہ تو ان کا ہلنے کا ارادہ تھا نہ ہی لڑائی کی ابتداء انہوں نے کی تھی۔ اور اس وقت تک نہ لڑے جب تک حضرت علی المرتضیٰ فوج کو لے کر نجد سے نکل کر شام کی طرف روانہ نہ ہوئے۔ جیسا کہ ص ۱۳۲ تا ۱۶۲ پر گزر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمار کو قتل کر دیا گیا۔ تو جناب معاویہ نے کہا تھا۔ اس کو مارنے والے دراصل وہی ہیں۔ جو اس کے ساتھ لائے والے ہیں۔ میری ذاتی رائے اور عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت عثمان کی شہادت سے لے کر اب تک جتنے مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ان تمام کا گنہ قاتلان عثمان پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس فتنہ کا دروازہ کھولا۔ اور انہوں نے ہی اس آگ کو بھڑکا دیا۔ ابتدا کی۔ اور یہی وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے دل ایک دوسرے کے خلاف کر دیئے۔ لہذا یہ جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ قاتل ہیں۔ اسی طرح ان تمام مسلمانوں کے بھی قاتل ہیں۔ جو اس کے بعد قتل ہوئے۔ ان مقتولین میں سے عمار اور طلحہ و زبیر بھی ہیں۔ ان قاتلان عثمان کا شروع کیا ہوا فتنہ حضرت علی کی شہادت پر ختم ہو رہا ہے۔ یہی لوگ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور انہی

عَلَى مِنَ الْكُوفَةِ وَحَسَبَ مُعَسَّكَهٗ فِي النَّوْخِيلَةِ
يَسِيرُ إِلَى الشَّامِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي ص ۱۶۲-۱۶۳ وَلِذَا الْوَلَدُ
لَنَا قَتَلَ عَمَّارًا قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّمَا قَتَلَهُ مِنْ
أَخْرَجَهُ وَفِي إِحْتِقَادِي الشَّخْصِيَّ أَنَّ كُلَّ مَنْ
قَتَلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِأَيْدِي الْمُسْلِمِينَ مُنْذُ
قَتَلَ عُثْمَانَ فَإِنَّهُمَا إِنَّمَا عَلَى قَتَلَهُ عَثْمَانَ
لَا كَلِمَةٍ فَتَقَرَّرُوا بِابَابِ الْيَمْنَةِ وَلَا تَقَرَّرُوا صَلَواتُ
تَسْبِيحَ تَارِهَا وَلَا تَقَرَّرُوا الَّذِينَ أَوْ عَسَرُوا
صُدُّوا الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَكَمَا
كَانُوا قَتَلَهُ عُثْمَانَ فَإِنَّهُمْ كَانُوا الْقَاتِلِينَ
يَكُلُ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهُ قَتَلَ مُعَاوِيَةَ وَوَجَّهَ
هُمْ أَفْضَلَ مِنْ عَمَّارٍ مَطْلَعَةً وَالزُّبَيْرِ إِلَى
أَنَّ الْكَلِمَاتِ فِي شَكْلِهِمْ بِقَتْلِهِمْ عَلَيْنَا نَفْسَهُ وَقَدْ
كَانُوا مِنْ جُحْدِهِمْ وَفِي الْقَائِلَةِ الَّتِي كَانَتْ كَائِمًا
عَلَيْهَا فَالْحَدِيثُ مِنْ أَعْلَامِ الْكِبَرَةِ وَالْقَائِلَتَانِ
الْمُقَاتِلَتَانِ فِي صَلَاتَيْنِ كَانَتَا حَالًا لِمُسْلِمِينَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
وَعَلَى أَفْضَلَ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَحَالِي وَمُعَاوِيَةَ
مِنْ صَعَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمِنْ دَعَايِهِ دَوْلَةِ إِسْلَامٍ وَكُلُّ مَا وَقَعَ
مِنَ الْفِتَنِ فَإِنَّهُ عَلَى مُوَرِّثِي تَارِهَا لَا تَقَرَّرُوا
السَّبَبُ إِلَّا وَلَ فِيهَا قَتَلَهُ الْبَاغِيَةُ الَّتِي

کا قول یعنی ان کے باطنی ہر نے پر ولایت کرتا ہے۔ وہ یہ کہ فرمایا، وہ ہے اے
بھائی میں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی۔ وہ کافر، فاسق اور ظالم نہیں
کیونکہ ان کے پاس رٹنے کی دلیل تھی۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ:

حدیث زیر بحث کے پہلے معنوں کی بہت سی تاویلات صفوت شریک علی
نے پیش فرمائی ہیں۔ جن میں چند آپ نے پڑھیں۔ علامہ محب الدین الخطیب
نے: "العواصم فی القواصم کے ماثیہ پر لکھا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں
تھے۔ کیونکہ نہ تو انہوں نے امام برحق کے خلاف رٹنے کا پروگرام بنایا تھا اور
نہ ہی لڑائی کی ابتداء کی۔ کوفہ کے لشکر کی تیاری کے پیش نظر انہوں نے تیاری
کی۔ اس لیے عمار بن یاسر کے قتل کا بوجہ امیر معاویہ پر نہیں بلکہ اس غلطی کی ابتداء
کرنے والوں پر ہے۔ اور انہی کو "بانی جماعت" کہا گیا ہے۔ لہذا حدیث پاک
"اعلام النبوة" کے طبقہ سے ہے۔ ابن حجر مکی نے اس کی تاویل یہ بیان کی۔
کہ علماء امیر معاویہ کے قتل کی ذمہ داری امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر نہیں۔ بلکہ جماعتوں کے کچھ لوگوں نے
شرارت سے عمار بن یاسر کو ان کے فوجیوں کے نیزوں اور تلواروں کے سانچے
لا کھڑا کر دیا۔ اس لیے اصل قاتل وہی ہیں جو انہیں ساتھ لے کر آئے۔ علامہ
تفتازانی نے اگر وہ بانی "کے لفظ کا اطلاق امیر معاویہ اور ان کی جماعت پر درست
قرار دیا۔ لیکن ان کی بغاوت امام برحق کے خلاف بلا وجہ بغاوت نہ تھی۔ بلکہ
ایک تاویل و دلیل پر مبنی تھی۔ اس لیے ان کی تکفیر و تنسیخ کرنا ہر گز درست نہیں
ہے۔ حصہ اول کی توضیح کے بعد اب حدیث زیر بحث کے دوسرے حصہ
کی طرف آئیے۔ جس کی بنیاد یہ الفاظ ہیں۔ يَدْعُوْهُنَّ اِلَى الْحَبَشَةِ
وَيَدْعُوْنَ اِلَى الْاَنْصَارِ۔ عمار یا سر اپنے مقابلہ میں کہنے والوں کو حبش

کہ حرف اور یہ انہیں دوزخ کی طرف بلا تے ہیں لیکن توضیح سے قبل کہ یہ جملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ پہلے ہم یہ کہتے ہیں کہ ثبوت بالفرض کے بعد عمار بن یاسر کے مخالفین میں سے صرف امیر معاویہ کو روزِ قیامت قرار دینا اور دوسروں کا ذکر نہ کرنا یا انہیں جنتی نہ سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ حدیث کے الفاظ پوری مخالفت جماعت کے لیے ہیں۔ تو ساری جماعت کو دوزخی سمجھنا چاہیے۔ ان میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں (یعنی علی المرتضیٰ کے مخالفین میں)۔ حالانکہ یہ دونوں

مشترکہ مشرور میں سے ہیں۔ اسی طرح علی المرتضیٰ کے مخالفین میں سے سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ بھی ہیں۔ ان حضرات کے بارے میں محدث ہزاروی کا کیا خیال ہے؟ اگر حبیب علی اتنی سوار ہے کہ ان کو دوزخی کہتا ہے۔ تو پھر ام مہتابی کا نجوم اے، قول دارشاد رسول کریم کی واضح مخالفت کر کے خود جنہی بنا جا رہا ہے اور اس کا نہیں بنتی تسلیم کرتا ہے۔ تو پھر میرے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی سمجھنا پڑے گا۔ بہر حال اسب ہم دوسرے حقیقہ کی وضاحت کی طرف آتے ہیں۔

فتح الباری،

تَعَثَّلُوا الْفِتْنَةَ الْبَاطِنِيَّةَ يَدْعُوهُمُ الْخَوَسِيَّاتُ
الَّتِي بَيْنَهُنَّ عَلِيٌّ فَإِنْ قِيلَ كَانَ قَتْلُهُ بِصَفِيٍّ وَ
مَعَهُ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مَعَاوِيَةَ وَكَانَ
مَعَ صِبَاغَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُودُ
عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ قَالَ حَيَّوَابُ أَأَلْهَمَكُمْ كَلَامًا
ظَالِمًا أَأَلْهَمَكُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ
مُتَجَاهِدُونَ لَا تَوَدُّهُمْ عَلَيْهِمْ فِي إِيْتَابِ ظَنُونِهِمْ

فَالْمُرَادُ بِالْدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلَى سَبِيلِهَا
وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَلِكَ كَانَ هَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ
إِلَى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةَ
إِذَا ذَكَرَكَ كَانُوا أَهْلُ يَدْعُونَ إِلَى خِلَافِ
ذَلِكَ الْحِكْمَةُ مَعْدُورُونَ لِلتَّائِبِينَ الَّذِي
ظَهَرَ لَهُمْ

درختح الباری جلد اول باب التعاون فی هذا المسجد ۴۴
ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ وہ انہیں جنت کی طرف بلاتے
ہوں گے۔ اے اس پر مقرب نبیہ آئے گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ عمار
بن یاسر کا قتل جنگ صفین میں ہوا۔ اس وقت یہ علی المرتضیٰ کے ساتھیوں
میں تھے۔ اور ان کے قاتل امیر معاویہ کے ساتھ تھے۔ اس جماعت
میں بہت سے صحابہ کرام بھی تھے۔ لہذا ان سے یہ توقع کیونکر کی
جاسکتی ہے کہ وہ دوزخ کی طرف بلا تے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ ان لوگوں کا ظن تھا کہ وہ جنت کی طرف بلا تے ہیں۔ اور مجتہد
ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے ظن کی اتباع کرنے پر کوئی لامت
نہیں ہو سکتی۔ لہذا جنت کی طرف بلا تے سے مراد جنت کے سبب
کی طرف بلانا ہے۔ اور وہ ہے امام کی طاعت کرنا۔ اسی طرح
جناب عمار بھی انہیں علی المرتضیٰ کی طاعت کی دعوت دیتے تھے
کیونکہ واجب الطاعت امام وہی تھے۔ اور ان کے مخالف
اس کے خلاف کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن وہ اس میں لوم
تاویل کے معذور ہیں۔

ارشاد الساری:

رَبِّدْعُوهُمْ (أَفِي يَدِ عَمَّارٍ الْفِتْنَةُ الْبَغِيَّةُ
وَهُمْ أَصْحَابُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِينَ
قَتَلُوهُ فِي وَقْعَةِ صِفِّينَ لِلرَّحْلِ سَبَبِ الْجَنَّةِ)
وَهُوَ طَاعَةُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةَ إِذَا ذَكَرَكَ يَدْعُونَكَ
إِلَى سَبَبِ (النَّارِ) الْحِكْمَةُ مَعْدُورُونَ لِلتَّائِبِينَ
الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ لَا تَلْمِزْهُمْ بِمَا كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فَلَا يَكُنْ
أَلْمُومٌ يَدْعُوكَ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ فِي
نَفْسِ الْأَمْرِ بَخْلَافٌ ذَاكَ فَلَا تَلْمِزْهُمْ
فِي إِقْبَاعِ ظُهُورِهِمْ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا أَصَابَ
فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

ارشاد الساری جلد اول ۴۴ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر اس باغی جماعت یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ساتھیوں کو کہ جنہوں نے جنگ صفین میں انہیں قتل کر دیا تھا کہ جنت
کے سبب کی طرف بلا تے تھے۔ اور وہ علی بن ابی طالب کی طاعت
میں تھے۔ کیونکہ اس وقت آپ واجب الطاعت تھے۔ اور ان کے
مخالف (امیر معاویہ کے ساتھی) انہیں آگ کے سبب کی طرف
بلا تے تھے۔ لیکن وہ اس دعوت میں ایک تاویل کی وجہ سے

معذور تھے۔ کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ اور انہیں یہ یقین تھا کہ وہ جنت کی طرف ہی بتلا رہے ہیں۔ اگرچہ نفس الامر میں معاملہ اس کے خلاف تھا۔ لہذا ان پر کوئی ملامت نہیں کر انہوں نے اپنے عقول کی اتباع کیوں کی۔ کیونکہ مجتہد اگر مصلحت ہو تو تب بھی اور اگر غلطی ہو تو توبہ بھی اسے اجازت ہے۔

شارعین بخاری نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہیں بھی امیر معاویہ پر دوزخی ہونے کا قول نہیں کیا۔ بلکہ امام قسطلانی نے تو انہیں اجر و ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کو ہمارا چیلنج ہے کہ بخاری شریف کی کسی شرح سے یہ ثابہت کر دکھائیں کہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کسی نے امیر معاویہ یا ان کے ساتھیوں کو دوزخی کہا ہو۔ تو بیس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

فاعتبروا بالاولى الابصار

يَذْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ كَمَا الْفَاعِلُ
بخاری شریف کے اصل متن میں سے نہیں
ہیں بلکہ الحاقی الفاظ ہیں

فَتْحُ الْبَارِي:

وَأَعْلَمُوا أَنَّ هَذَا الزِّيَادَةَ لِعُرَيْبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
فِي الْجَمْعِ وَقَالَ إِنَّ الْبُخَارِيَّ لَعُرَيْبٌ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
وَحَدَّثَنَا قَالَ أَبُو سَعْدٍ قَالَ الْعُمَيْدِيُّ وَ
لَعَلَّهَا لَمْ تَخُصَّ بِالْبُخَارِيِّ أَوْ وَقَعَتْ فَحَدَّثَهَا
عَنْهُ أَقَالَ وَهَذَا أَخْرَجَهَا الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَالْبَزْزَاقِيُّ
فِي هَذَا الْحَدِيثِ ثَلَاثٌ وَيُظْهَرُ لِي أَنَّ الْبُخَارِيَّ
حَدَّثَهَا عَنْهُ أَوْ ذَاكَ لِيُكْتَفَى بِخَفِيفَةٍ وَهِيَ
أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ إِعْتَرَفَ أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ
هَذَا الزِّيَادَةَ مِنْ الشَّيْخِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَلَّ عَلَى أَنَّهَا فِي هَذَا الزِّيَادَةِ مَذْرُوعَةٌ
وَالزِّيَادَةُ الَّتِي بَيَّنَّكَ ذَلِكَ لَيْسَتْ عَلَى شَرْطِ
الْبُخَارِيِّ وَهَذَا أَخْرَجَهَا الْبَزْزَاقِيُّ مِنْ طَرِيقِ
دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي قُضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
فَدَكَرَ الْحَدِيثَ فِي بَيِّنَاتِ الْمَسْجِدِ وَحَصَّلَهُ
لُبَّةً لُبَّةً وَفِيهِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَحَدَّثَنِي

أَصْبَحَ فِي قَلْعِ أَسْمَعَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ أَقْبَلُ قَالَ
يَا بَنَ سَمِيَّةَ قَتَلْتُكَ الْبَيْتَةَ الْبَاغِيَةَ -

۱- فتح الباری جلد اول ص ۵۲۲ حدیث ۴۴۷ باب التعلو
فی بناء المسجد

۲- ارشاد الباری جلد اول ص ۴۴۲ مطبوعہ بیروت

۳- حمدۃ القاری جلد چہارم ص ۲۰۹ باب التعاون
فی بناء المسجد

فزیجھاں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ذکرہ الفاظ کی زیادتی حمیدی نے اپنی جہے
میں ذکر نہیں کی۔ اور کہا کہ بخاری نے اسے بالکل ذکر نہیں کیا۔ یہ نہیں ایسوی
نے بھی کہا۔ حمیدی کا کہنا ہے۔ کہ ہر ممکن ہے کہ بخاری کو یہ زیادتی ملی ہی
نہ ہو۔ یا ملی ہو لیکن جان بوجھ کر اسے حذف کر دیا ہو۔ ہاں اسامیٰ اور
برقانی نے اس حدیث میں ذکرہ زیادتی کی ہو۔ میں کہتا ہوں۔
کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام بخاری نے اسے جان بوجھ کر حذف
کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے ایک بارویہ نکتہ کے لیے کیا ہے۔ وہ
یہ کہ ابو سعید خدری نے اعتراف کیا کہ یہ زیادتی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے نہیں سنی۔ کہ یہ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ذکرہ زیادتی اس روایت میں
بعد میں درج کی گئی۔ اور جس روایت میں یہ زیادتی ذکر کی ہے۔ وہ بخاری
کی شرط پر پوری نہیں اترتی۔ اس زیادتی کو بخاری نے داؤد بن ابی
ہند عن ابی نضر عن ابی سعید کی سند سے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث مسجد کی
تعمیر میں اور ایک ایک اینٹ اٹھانے وقت ذکر ہوئی۔ اور اس میں
یہ بھی ہے۔ کہ ابو سعید کہتے ہیں مجھے میرے ساتھیوں نے یہ زیادتی

بیان کی۔ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی۔ کہ آپ نے فرمایا ہو۔
اسے ابن سیرہ اچھے یا خلی جاحوت قتل کرے گی۔

فتح الباری:

فَاتَّخَصَّ الْبَخَّارِيُّ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي سَمِعَهُ
أَبُو سَعِيدٍ مِنَ النَّبِيِّ قَوْلَ عَلَيْهِمْ وَهَذَا إِذَا
حَلَّى دَقَّةَ هَلِيمِهِمْ وَتَبَخَّرَهُمْ فِي الْوَحْطِ
عَلَى عِلَالِ الْحَدِيثِ -

فتح الباری جلد اول ص ۵۴۳ باب التعاون
فی بناء المسجد

ترجمہ:

امام بخاری نے اسی قدر الفاظ حدیث پر اقتصار فرمایا۔ جس قدر ابو سعید
خدری۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے۔ اُن کے علاوہ
الفاظ کو ذکر نہ کیا۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ کہ وہ کس قدر
زرک تھے۔ اور حدیث کی حلقوں پر انہیں کتنا عبور تھا۔

محسوس فکریات:

يَدْعُوهُمْ إِلَى الْحَقِّ وَيَسْأَلُهُمْ إِلَى النَّارِ بَخَّارِي
الفاظ کہ جن کی بات پر محدث ہزاروی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر
باغی اور کافر و دوزخی ہونے کا الزام لگا رہا تھا۔ یہ سب سے حدیث بخاری
کے الفاظ ہیں ہی نہیں۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ سنے ہی نہیں۔ اس لیے امام بخاری نے اپنی
شرط کے منقود ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کو حدیث میں ذکر نہ کیا۔ ان کی شرط

ہے کہ راوی کے لیے مروی سنہ سے سماعت بلا واسطہ ضروری ہے) اسی لیے ابن جریر متلفی امام بخاری کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے ہزاروی کے حالات پر گہری نظر رکھی ہے۔ لہذا محدث ہزاروی کا الزام میں امام بخاری کا نام لینا سراسر بے کار ہو گیا۔ اور بریت کا گھروندا بن گیا۔

یاد رہے اس زیادتی کو امام بخاری نے تو نقل نہیں کیا البتہ اسماعیلی اور مالطہ ابو نعیم وغیرہ نے بعض معاصروں کی زیادتی کو ذکر کیا ہے لیکن یہ زیادتی تمام شارحین کے نزدیک مؤذکر ہے یعنی عاصم بن علی سرکوتی نے دسے امام حق حضرت علی سے بنات کریں گے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے اور وہ اپنے اجتہاد اور گمان میں حق پر ہوں گے۔ اگرچہ حقیقت میں وہ غلطی پر ہوں گے۔ لیکن وہ اس اجتہادی غلطی کی وجہ سے دوزخی نہیں ہوں گے بلکہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔

قابل توجہ

تحفہ جعفریہ جلد ثالث کی اشاعت سے قبل محدث ہزاروی کی طرف سے بری پہلی دو جلدوں کی ان کی طرف سے تعریف کی گئی۔ اور مجھے تعریفی خط لکھے۔ پھر تیسری جلد میں یا عمار تقتلک الفتنۃ الباغیۃ والی طویل حدیث کے بارے میں جب یہ پڑھا کہ امام سیوطی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس پر محدث صاحب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا کہ تمہارا یہ لکھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں ضعیف احادیث تو ہو سکتی ہیں۔ لیکن موضوع نہیں۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ ہم نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ اگر تم پڑھ لیتے تو تم یہ نہ لکھتے۔ اور آخر میں لکھا کہ اس کا اگر کوئی جواب ہو۔ تو لکھو۔ میں اس خط کے ملنے کے بعد پارسین کی وجہ سے ایک سال تک کچھ نہ کر سکا۔

مت یاب ہونے پر میں نے رابطہ قائم کیا۔ اور مذکورہ رسالہ بھیجئے کو کہا۔ لیکن ایک دور رسالہ مجھے ذیل سکا۔ پھر ایک خط کے جواب میں محدث ہزاروی نے مجھے با استعداد آدمی کہہ کر اپنے ہاں آنے اور ملاقات کی دعوت دی۔

مختصر یہ کہ میں اگرچہ رسالہ کے مندرجات سے تو آکا نہ ہو سکا۔ لیکن ان کے پیروں کے اشتہار سے اس کے مضمون کا اندازہ ہو گیا۔ سر دست یہاں مجھے اس بات کا تذکرہ کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث امام بخاری نے ذکر کی۔ اور بخاری میں کوئی حدیث موضوع نہیں کیا یہ واقعہ ہے۔ علامہ سیوطی نے "لآلی المصنوعہ" فی احادیث الموضوعہ میں زیر بحث حدیث کو ذکر کیا۔ ہم اس کی عربی عبارت طوالت کے پیش نظر چھوڑ کر صرف اردو ترجمہ پر اختصار کر رہے ہیں۔ پھر اس کے مضمون ہونے یا نہ ہونے پر گفتگو ہوگی۔

لآلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ ترجمہ:

(مذوف اسناد) جناب ابراہیم حضرت علقمہ اور اسوسے روایت کرتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت ابوالیوب الصاری کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جب وہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تھے۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بہت سی باتیں عطا فرمائیں جو باعث تحریم و تنظیم ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ تمہارا طائے ان لوگوں کے قتل کے ورپے ہو گئے۔ جو لا الہ الا اللہ الخ پڑھنے والے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ یاد رکھو۔ فوج کا ہر اول دستہ کہیں بھی اپنے لشکر سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کی معیت میں ہیں تین اقسام کے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے اول ناکثین، دوم قاسطین اور تیسرے ارتقین۔ جہاں تک ناکثین کے

ساتھ لڑائی کی بات ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ دی تھی۔ ہم جنگ جمل میں لاکران سے فارغ ہو چکے ہیں۔ جن میں طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ اور دوسرا گروہ قاسطین کا جو حق کو چھوڑ کر باقی پر چلنے والے ہیں۔ تو ہم ان سے لڑ کر فارغ ہو چکے ہیں۔ یعنی جنگ صفین سے کہ جس میں امیر معاویہ اور عمرو بن العاص شامل تھے۔ اور تیسرا گروہ مارقین کا جو مسلم اکثریت سے کٹ جائیں۔ یہ ان لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ جو طرقات، سفیفات، خیالات اور نہروانات کے باشندے ہیں۔ خدا کی قسم ایسی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں۔ انشاء اللہ ان سے مزور لڑائی ہوگی۔ میں نے رسول اللہ کو حضرت عمار سے کہتے سنا اسے عمار ابجے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور اس وقت تو حق پر ہوگا۔ اسے عمار اگر تو کسی وقت دیکھے کہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف دوسرے راستہ پر چل رہے ہیں اور حضرت علی کا راستہ اور ہو۔ تو ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے راستہ پر چلنا ہو گا۔ کیونکہ وہ جیسے یقیناً کسی تباہی میں نہ دھکیلیں گے۔ اور نہ ہی غلط راستہ پر ڈالیں گے۔ اسے عمار! جس نے تلوار اٹھائی اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کی۔ اور ان کے دشمنوں کے خلاف لڑا۔ تو ایسے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن موتیوں کے جڑاؤ والے ڈو ہار پہنائے گا۔ اور جس نے تلوار اس لیے اٹھائی۔ کہ وہ اس سے حضرت علی اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں ان کے دشمن کی مدد کرے اسے اللہ تعالیٰ بروز قیامت آگ کے انگاروں کے ڈو ہار پہنائے گا جب ابوالیوب نے جناب طلحہ اور زبیر سے یہ گفتگو کی۔ ان دونوں نے کہا۔ ابوالیوب! جس کیجئے ٹھہر جاسیئے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔

علامہ السید علی رحمۃ اللہ علیہ اتنا واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ سب من گھڑت روایت ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند میں المعلیٰ نامی ایک ایسا راوی ہے۔ جس کی روایت کو متروک کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی طرف سے حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ تو سرے سے جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے جو اس روایت کے مرکزی کردار ہیں۔

(الآلئی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ جلد اول)

(ص ۲۱۲ تا ۲۱۳)

توضیح ۱

خطیب کی نقل کردہ روایت کو علامہ السید علی نے دو طرح قابل اعتراض ٹھہرایا۔ اول یہ کہ اس کا ایک راوی المعلیٰ کذاب اور فحاش ہے۔ خود اس نے مرتے وقت اقرار کیا تھا کہ میں نے ستر احادیث حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں اپنی طرف سے بنائیں۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شریک ہی نہ تھے۔ اب محدث ہزاروی کو دعوت ہے کہ المعلیٰ نامی راوی پر جرح و فن رجا کی کتب سے غلط ثابت کر کے اس کا ثقہ ہونا ثابت کرے۔ اور ابوالیوب انصاری کا بھی جنگ صفین میں شریک ہونا ثابت کرے۔ تب جا کر روایت مذکورہ کی صحت کا پتہ چلے گا۔ را معاویہ کہ بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ بخاری شریف میں مفصل واقعہ کے ساتھ جیسا کہ سید علی نے لکھا المصنوعہ الخ میں ذکر کیا کیا یہ حدیث موجود ہے۔ اب انصاف تو یہ تھا۔ کہ یا تو اعتراضات اٹھائے جاستے یا پھر اسی تفصیل کے ساتھ حدیث بخاری میں دکھائی جاتی۔ پھر یہ الفاظ کہ عمار! نہیں جنت کی

طرف بلائے گا۔ اور وہ اسے وزن کی طرف، کیا یہ الفاظ واقعی بخاری کے ہیں؟ محدث صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ پہلے اس کی تحقیق اور چھان بین کرتے۔
 (کیونکہ محدث کہلاتے ہیں) کہ کیا واقعی یہ الفاظ بخاری کے ہیں؟ ہم تحقیق پیش کر چکے ہیں کہ شرائط بخاری پر یہ پورے ذاتر نے کی وجہ سے امام بخاری کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ برقانی وغیرہ کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ اس پر تمام شاہین بخاری متفق ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر محدث صاحب کو اذراہ انصاف اپنی ضد پر قائم رہنے کی بجائے حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اگرچہ اس کے باوجود بھی وہ کوئی اس کی صمت کی محقول دلیل رکھتے ہوں۔ تو اس سے ضرور انکسار کریں۔ تاکہ اسحق حقی اور ابطالی باطل ہو جائے۔

درايت کے اعتبار سے حديث مذکور سے
امير معاويه اور ان کے ساتھیوں کو دوزخی قرار دینا
باطل اور غیر صحیح ہے

جس عبارت کو محدث ہزاروی نے امیر معاویہ کے باطنی ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ آئیے غزوہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اپنے مخالفین کے بارے میں یہی نظریہ رکھتے ہیں؟ اس کے جواب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ اعلانات ملتے ہیں۔

مرصفت ابن ابی شیبہ :

يزيد بن هارون عن شريك عن أبي العباس

عن ابى البخترى قال سئل عَنِ اهْلِ الْجَمَلِ
قَالَ قِيلَ اَمْشِرْكُمْ هُمْ قَالِ مِنَ الطَّرِيقِ فَسَرُّوا
قِيلَ اَمْتَنِعُوا هُمْ قَالِ اِنَّ الْمَنَافِقِينَ لَا يَدْعُرُونَ
اللَّهَ اِلَّا قَلِيلًا قِيلَ فَمَا هُمْ قَالِ اخْوَانُنَا بَعَثُوا
عَلَيْنَا -

(مصنعت ابن ابی شیبہ جلد ۱۹ ص ۲۵۶ تا ۲۵۷ کتاب الجمل
حدیث نمبر ۱۹۶۰۹ مطبوعہ کراچی)

تَرْجَمَہٗ، ابراہیم بنی کبیرا ہے کو ملی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل کے شریک لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا وہ تو شرک سے دور بھاگ گئے۔ کہا گیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا۔ منافق تو اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (اور یہ لوگ تو بکثرت یاد الہی میں مصروف رہتے ہیں) پوچھا گیا۔ پھر یہ کیا ہیں؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی ہیں ہمارے غلام محاذ آرائی پر اترا آئے۔

مصنف ابن ابی شیبہ :

حدثنا عمر بن ابيوب الموصلي عن جعفر بن
برقان عن يزيد بن الاصم قال سئل قال
عن قتلى يوم صفين فقال قتلنا ومثلهم في الجنة
ويصير الامم الى والى معاوية.

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۵ ص ۳۰۳ مطبوعہ کراچی)

قرچک:

یزید بن الامم کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین

میں قتل ہونے والوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ ہمارے مقتولین اور امیر معاویہ کے مقتولین دونوں جنتی ہیں مولانا اور امیر معاویہ کی طرف لڑتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ

حدیثنا یزید بن ہارون عن الحسن بن الحکم بن زید بن العمار قال کُتِبَ اِلَى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصَلَتَيْنِ وَرُكْبَتَيْنِ ثُمَّ رُكِبَتْ فَقَالَ رَجُلٌ مَقْعَرٌ أَهْلُ النَّطَامِ فَقَالَ عَمَّارٌ لَا تَقْرَأُوا ذَٰلِكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَاجْلِسُوا قَبْلَ كُنُوتِنَا وَقَبْلَ تَقَرُّبِنَا إِلَى الْحَقِّ فَتَحَقَّقْ عَلَيْنَا أَنَّا نَعْمَا لَكُمْ حَتَّى يَنْجُمُوا إِلَيْنَا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ ص ۲۹۰ تا ۲۹۱)

ترجمہ:

یزید بن عمار کہتے ہیں کہ جنگ منین میں میں حضرت عمار بن یاسر کے پہلو میں تھا۔ اس طرح کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے سے ٹکراتا تھا۔ ایک آدمی بولا شاید میں نے کفر کیا۔ اس پر عمار بن یاسر بولے۔ یوں نہ کہہ۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہمارا اور ان کا تہلیل ایک ہے۔ لیکن وہ لوگ فتنہ کی نظر ہو گئے اور حق سے ہٹ گئے۔ لہذا جب تک وہ واپس حق کی طرف نہیں آتے۔ ہم ان سے لڑنے کا حق رکھتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ تینوں احادیث اور بخاری کی وہ حدیث جو درج ہے۔ دونوں کا مقابل کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علامہ السیوطی جتنا دلیل

کاتب موعود کتنا ہیایت مغبوط ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقابلہ میں لڑنے اور قتل ہونے والوں کو اپنا بھائی اور مسلمان قرار دیں۔ جناب امیر معاویہ سر اپنے مخالفین کے شعلہ نسبت کفر کرنے پر ڈانٹ پلائیں۔ اور محدث ہزاروی انہیں باغی اور دوزخی کہیں۔ اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قیام ہونے کا دعویٰ ۹ درحقیقت ان دونوں حضرات کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اس لیے ہر سنی کو وہی مسلک اختیار کرنا چاہیے۔ جو مجبور کا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام کے باہمی تنازعات اور اختلافات تقدیر پر مبنی تھے۔ کسی طرف سے کوئی خود غرضی اور اسلام دشمنی نہ تھی۔ اپنے اپنے اجتہاد کے اعتبار سے دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ کر مخالفت کرتے رہے۔ اور جب بھی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ تو اس پر غور و فکر کیا۔ کسی نے اپنے مقابل کو نہ کفر کہا۔ نہ فاسق و منافق۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو بھی منع کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو کافرو منافق نہیں سمجھتے تھے

نوٹ:

یاد رہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں صحیح اسناد کے ساتھ کتب شیعہ میں کافرو منافق ہونے کا فتوہ نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب قرب الاستاد کے یوں الفاظ موجود ہیں۔

قرب الاستاد:

جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام حکان یقولون

لَا أَهْلَ حَرَبٍ بِهِ إِنَّكَ لَمُتَّقَاتُكُمُ عَلَى التَّكْفِيرِ لَكُمْ وَكَلِمَةُ
تَقَاتُكُمُ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلِحِثَارِ أَيْنَا إِنَّا عَلَى حَقِّ
وَرَأَوْا لَكُمْ عَلَى حَقِّ.

(قرب الاسناد جلد اول ص ۳۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ
فرمایا کرتے تھے: اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں ہم نے
ان سے جنگ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی انہوں
ہمارے ساتھ ہمارے کافر ہونے کی وجہ سے کی لیکن ہم اپنے آپ کو حق
پر سمجھتے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

قرب الاسناد:

جعفر عن ابيه أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا رُبِعُكَ يَنْسِبُ
أَحَدًا وَنَ أَهْلَ حَرَبٍ بِهِ إِلَى الشُّرْكِ وَلَا إِلَى الْإِنْفَاقِ وَ
لِحِثِّ يَقُولُ هُوَ رَاغِبًا أَمَّا بَعَثُوا عَلِيًّا.

(قرب الاسناد جلد اول ص ۳۵)

ترجمہ: امام جعفر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارہ میں شرک
اور منافق ہونے کی نسبت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن فرماتے تھے وہ
ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی۔

ملحاحِ فکر یہ:

تاریخ کرام عذر فرمائیں شیعوں کے ایک بہت بڑے مہمید عبداللہ ابن جعفر
قی جو کہ امام حسن عسکری کے اصحاب سے ہے۔ وہ سردار امیر بیت کے ساتھ

دو دشمن نقل کرتا ہے جن کو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا
فرمان ہیں۔ آپ نے امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں واضح الفاظ میں
کہہ دیا ہماری اور ان کی لڑائی اس لیے نہیں تھی کہ وہ ہمیں کافر جانتے یا ہم انہیں کافر
جانتے بلکہ اس بنا پر ہوئی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے بارہ میں ان کا ہمارے
ساتھ جھگڑا ہوا وجود اس بات کے کہ ہم اس میں بے قصور تھے۔ جیسا کہ نیز گنج حقیقت
باز میں بیان ہے ۱۶۴ میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ ہماری لڑائی صرف خون عثمان
کی وجہ ہوئی۔ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔
جس کا واضح معنی یہ ہے کہ انہوں نے ہم سے لڑائی کی ہے وہ خطا و اجتہاد کی
وجہ سے کی ہے۔ یعنی وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود کہ وہ حقیقت
میں حق پر نہیں تھے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ان کو کافر اور نہ
مشرک کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ لیکن انہیں ہم پر خدشہ ہو گیا۔ کہ
عثمان غنی کے قتل میں ہمارا ہاتھ ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بغاوت کی۔ اب
تو انہیں کرام ہی فیصلہ کریں کہ شیعہ۔ لوگوں کا ایک بڑا مہمید عبداللہ ابن جعفر قی تو
امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہوئے نہ
انہیں کافر اور منافق سمجھتا ہے اور نہ ہی ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ بلکہ ان
کی خطا و اجتہاد کی کافرائی ہے۔ اس کے مقابلہ میں محمود ہزاروی امیر معاویہ اور ان کے
ساتھیوں کو کافر و منافق سمجھتا ہے۔ آپ ہی فیصلہ کریں کیا محمود ہزاروی شیعہ ہے۔ یا
شیعوں کا بھی امام ہے۔ آخر میں ہم ایک عمر بن عبدالعزیز کی روایت اور خواب کا ذکر کر
کے اس الزام کے جوابات کو ختم کرتے ہیں۔

امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان اللہ

اور اس کے رسول کی عدالت سے فیصلہ

کتاب الروح:

وقال سعيد بن ابی عمرو به عن عمر ابن عبد العزيز رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم والابو بكر وعمر رضي الله عنهما جالساين عنده فسلمت وجلست فبينما أنا جالسا اذ أتني بعلبي ومعاوية فآذوا جلا بيتنا وأجفعت عليهم الباب وأما أنقلتر فمما حقا وأما من أن عرج علي وهو يقول قضيت في ودي الحقة واما كان بأمر من أن أخرج معاوية علي آخره وهو يقول خفي في ودي الحقة.

(کتاب الروح مصنفہ ابن قیم ص ۲۶ مطبوعہ

میر و تاجدید)

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں سیدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ اور ابو بکر و عمر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ کو لایا گیا۔ انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا۔ اور دروازہ

بند کر دیا گیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا۔ قہوڑی دیر بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ اور کہہ رہے تھے۔ خدا کی قسم! میرے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے پھر قہوڑی سی دیر کے بعد امیر معاویہ بھی آگئے۔ اور وہ کہہ رہے تھے۔ رب کعبہ کا قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

محکم فکریہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز کو ملائے واخذ علیہ کہا۔ مالک بن انس کا کہنا ہے کہ میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی قاز پڑھنے والا پایا۔ ایسی طبیعت اپنے خواب کے ذریعہ یہ انکشاف کرے۔ کہ علی المرتضیٰ اگرچہ حق پرست تھے۔ اور فیصلہ اسی لیے ان کے ارے میں ہوا۔ لیکن امیر معاویہ کے رسول کے امیر معاویہ کو بھی معافی مل گئی۔ وہاں سے تو معافی مل گئی۔ لیکن محدث ہزاروی سے معافی نہ مل سکی۔ تمارین کرام آپ بالآخر اپنی تہمت اخذ کر لیں گے۔ کہ ان حضرات کی لغزشوں کو غلوں کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول نے معاف کر دیا۔ لیکن محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی ہرنہ سرائی اور ان حضرات کی بارگاہ میں گستاخی قابل گرفت ہے۔ اور انہیں منافق، کافر اور ظالم و فاسق قرار دینے والے خندان القاب کے مستحق ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعا، کہ معاویہ کا پیٹ نہ

بھرے

معاویہ بائیں کو تین بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خط لکھنے کو بتلایا۔ یہ بائیں روٹی کھاتا رہا نہ آیا۔ سورۃ انفال پارہ ۹ رکوع ۱۴ میں ہے۔

ایمان کا دھڑلے کرتے والو! جب اللہ کا رسول تمہیں بلائے تو سب کچھ چھوڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۲۵ پر ہے۔ یہ روٹی کھاتا رہا نہ آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا أَتَّبِعُ اللَّهَ بَقَطَّةً۔ اللہ اس کا پیٹ دھیرے اسی طرح دنیا سے بھوکا مرا۔

جواب اول:

گفت ہزاروی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واقعہ جس اعزاز میں بیان کیا۔ وہ سراسر جھوٹ اور کذب پر مبنی ہے نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو تین مرتبہ آواز دی۔ اور نہ ہی انہوں نے ہر مرتبہ انکار کیا۔ اور روٹی کھانا نہ چھوڑی۔ بلکہ مسلم شریف کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی عبارت اور واقعہ کچھ اس انداز میں مذکور ہے۔

مسلم شریف:

عَنْ ابْنِ حَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْتَبُّ مَعَ الصَّهْبَيَّانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَتَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَقَّنَا فِي خَطَاءٍ ثُمَّ قَالَ إِذَا هَبْ أَدْعُ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ مَرَّتِي كُلُّ قَالَ لَمْ

قَالَ لِي إِذَا هَبْ فَادْعُ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هَسُو يَأْكُلُ فَتَالَ لَا أَتَّبِعُ اللَّهَ بَقَطَّةً۔

مسلم شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۲۵

تو جب کہ نبیؐ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ کھیل رہا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے مجھے باہر کیا۔ اور فرمایا جاؤ معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں گیا تو وہ اس وقت روٹی کھا رہے تھے۔ میں واپس آگیا۔ آپ نے دوبارہ بلائے کو بھیجا۔ میں نے واپس آکر پھر کہا۔ وہ روٹی کھا رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو سیر نہ کرے۔

مسلم شریف سے ہی حوالہ شد ہزاروی نے دیا تھا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ معاویہ روٹی کھاتا رہا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ کی۔ آپ قارئین بتائیں، اگر کیا مسلم شریف میں وہ مضمون ہے۔ جو محدث ہزاروی نے پیش کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کے دل میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض و حسد اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ کہ وہ اس کی خاطر احادیث کو توڑنے سے بھی باز نہیں آیا۔ اسی حدیث کو بعد تشریح ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے منیے۔

تطهير الجنان:

رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ كَانَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّهْبَيَّانِ فَمَاءٌ لَهُ الدُّرُّ لَبِئْتُ فَتَلَرَّبَ وَتَوَارَى مِنْهُ فَجَاءَ لَهُ وَمَضَرَبَ ضَرْبَةً بَيْنَ كَتَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِذَا هَبْ فَادْعُ لِي مَعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ

هَذَا يَأْكُلُ شَرَفًا اِنْ اَذْهَبَ قَاعًا فِي مَعَاوِيَةَ فَمَا لَمْ
فَجِئْتُ فَقُلْتُ هَذَا يَأْكُلُ قَالَا لَا اَشْبَعُ اِنَّهُ جَمَلٌ وَلَا
تَقْصُرْ عَلٰى مَعَاوِيَةَ فِي مَذَاجِ الْعَدِيَّةِ اَمْ لَمْ اَقْصُرْ
فَلَا قَوْلَ لَيْسَ فَيَسِّرْ لَنَا ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ
رَسُولُ اللَّهِ يَدْعُو لَكَ فَكَبَا طَاءَ فَرَأَى مَا يَحْتَمِلُ اَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا رَأَى يَأْكُلُ اسْتَعْيَزَ اَنْ يَدْعُوهُ فَجَاءَ
وَأَشْبَعَهُ السَّيِّئُ يَا بَنِي يَأْكُلُ وَكَذَلِكَ فِي الْمَثَرَةِ
الْثَّانِيَةِ.

ترجمہ امیر الجنان ص ۲۸ / الفصل الثالث

ترجمہ: اے اسم سلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ذکر کی کہ یہ ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضور تشریف
لائے آپ کو دیکھ کر ابن عباس بھاگ کھڑے ہوئے اور چھپ گئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ امدان کے کندھوں
کے درمیان کھپکی دسے کر فرمایا۔ جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ اسے
عباس لگئے۔ اور واپس آکر اطلاع دی۔ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے
دوبارہ بلائے کے لیے بھیجا۔ ابن عباس نے اس مرتبہ بھی عرض کیا۔
وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اس کے پیٹ کو
میر نہ کرے۔۔۔۔۔۔ اس حدیث سے معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی
اعتراض و نقص نہیں آتا۔ کیونکہ اس میں کہیں یہ موجود نہیں کہ ابن عباس نے
نے جا کر معاویہ سے کہا ہو۔ آپ کو حضور بلا رہے ہیں۔ اس پیغام
کے سننے کے بعد انہوں نے کھانا چھوڑا نہ ہو۔ بلکہ یہ احتمال بہ شک

ہے کہ جب ابن عباس انہیں بلائے گئے۔ اور دیکھا کہ وہ کھانا
کھاتے ہیں معروف ہیں۔ تو ارد سے شرم انہیں پیغام پہنچانے بغیر
واپس آکر حقیقت حال بیان کر دی ہو۔ اسی طرح دوسری مرتبہ بھی
ہوا ہو۔

جواب ثانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو محدث ہزاروی
امیر معاویہ کے حق میں بددعا سمجھ بیٹھا

حدیث مذکورہ میں آپ نے ابن عمرؓ کی تشریح دیکھی۔ انہوں نے امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ پر اس حدیث سے الزام و اعتراض کرنا بے سود قرار دیا۔ دراصل سند و
بعض نے محدث ہزاروی کی آنکھیں ان حقائق سے اندھ سی کر دی ہیں۔ اس لیے
اسے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ حدیث مذکورہ سے جب یہ ثابت کیا گیا۔
کہ امیر معاویہ نے حضور کا ارشاد نہ مانا۔ تو پھر اس پر سورہ انفال کی آیت پیش کر کے
اس کی مخالفت کا الزام دھرمارا۔ اور یہاں تک لکھ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی آواز پر بیک نہ کہنے کی وجہ سے آپ نے جو کام کرنے کی بددعا دی۔ اور پھر
امیر معاویہ کا انجام ایسا ہی الزام سلم نے اسی حدیث کو مناقب امیر معاویہ میں ذکر
کر کے محدث ہزاروی کے عزائم پر فاک ڈالی۔ محدثین کرام اسے ان کی منقبت
کہیں۔ اور محدث ہزاروی کو نظر آجائے۔ یہ حدیث جس باب میں درج ہوئی۔

امام مسلم نے اس باب کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَعَنَهُ السَّيِّئُ أَوْ ذَعَا عَلَيْهِ وَلَتَيْنِ هَوَّ أَهْلًا ذَا إِلَهِكَ كَانَ لَهُ لَكُورَةٌ وَأَحْبَرُ أَوْ رَحْمَةً۔

اس باب میں وہ احادیث مذکور ہیں گی۔ جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کے لیے رحمت کی دُوری یا بددعا نظر آتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ شخص اس کا اہل نہیں۔ لیکن اس کا ایسا کرنا اس شخص کے گنہگاروں کی معافی، ثواب اور رحمت کا موجب ہو جاتا ہے۔

شرح کامل للنووی علی المسلم:

وَقَدْ هَبَّ مُسْلِمٌ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنْ مَعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحَقًّا لِلدَّعَا عَلَيْهِ بِقَوْلِهِ هَذَا إِذْ خَلَعَهُ فِي هَذَا الْبَابِ وَجَعَلَهُ عَسِيرًا مِنْ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ لَا كُنْ فِي الْحَقِيقَةِ يُصَيِّرُهُ عَاقِلًا۔

(شرح کامل للنووی علی المسلم ص ۲۲۵)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ امیر معاویہ اس ہمارے ستم کرنے والے۔ اس لیے امام مسلم نے اسے اس باب میں ذکر کیا۔ لیکن دوسرے محدثین نے اسے امیر معاویہ کے مناقب میں شمار کیا۔ کیونکہ درحقیقت یہ ان کے لیے وعاد بن گئی۔

امد الغابة فی معرفة الصحابة:

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ لِمَعَاوِيَةَ وَاتَّبَعَهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِشْرَافَتِ عَلِيٍّ فَقَالَتْ أَلَمَّا نَبَشَّرُ أَنْ صُنِيَ كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ

وَأَعْصِبُ كَمَا يَغْضِبُ الْبَشَرُ ضَائِعًا أَحَدٌ صَعِقَتْ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِذَعْوَةٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ ظُهُورًا وَرَأْسًا وَفَرْجًا وَفَرْجًا يَقْرَبُ بِهَا نَوْمَ الْقِيَامَةِ (امد الغابة فی معرفة الصحابة جلد چہارم ص ۲۸۶ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ: امام مسلم نے اس حدیث کو امیر معاویہ کے بارے میں ذکر کیا اور اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ذکر کیا جو میں نے اپنے رب پر یہ شرط رکھی ہے۔ کہ میں بھی ایک بشر ہوں۔ اور مجھے بھی عام بشروں کی طرح خوشی یا کسی پر غم آتا ہے۔ سو جس کس امتی پر میں بددعا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس امتی کے حق میں کیا امت کے دن پاکیزگی لکھا اور اپنے قرب کا سبب بنا دے گا۔

البدایہ و النہایہ:

عن ابن عباس قال كُنْتُ أَلْبَسُ رَجُلًا الْكَمَانَ حِلَا ذَا رَسُولِ اللَّهِ قَدْ جَاءَ فَكَلَّمْتُ مَا جَاءَهُ إِلَّا إِلَى فَاسْتَبَانَ عَلِيَّ بَابَ قَبَائِلِي فَخَطَّابِي خَطَابًا أَوْعَظَاءَ تَبَيَّنَ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبُ فَأَتِي مَعَاوِيَةَ وَكَانَ يَكْتُبُ الرِّسَالَةَ فَقَالَ قَدْ قُبِيتُ قَدْ مَوْتُهُ لَهْ قَتِيلٌ إِنَّهُ يَا كُتْلُ فَا تَمِيتَ رَسُولَ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ قَادِمُهُ فَاتَمِيتَ الشَّانِيَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ لَا أَتَمِيتُ اللَّهَ بَطْنُهُ قَالَ كَمَا يَسْبَحُ بَعْدَ هَذَا قَدْ انْتَفَعَ مَعَاوِيَةَ بِهِ وَالدَّعْوَةُ فِي ذُنُوبِهِ وَآخِرَاهُ إِنَّمَا فِي ذُنُوبِهِ قَبَائِلُهُ لَمَّا صَارَ إِلَى الشَّامِ أَمِيرًا كَانَ يَا كُتْلُ فِي الْيَوْمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ يَجَاءُ بِرِصَصَةٍ

فَإِنَّ الْبَحْرَ كَثِيرٌ وَبَصُلٌ كَثِيرٌ يَأْكُلُ فِي الْبَحْرِ
 سَبْعَ أَكْثَابٍ يَلْخِمْ وَمِنْ الْعُلَى وَالْقَا كَلِمَةً
 شَيْئًا كَثِيرًا أَرَادَ قَوْلُ وَاللَّهُ مَا أَتَى سَبْعَ وَالْقَا أَتَى
 وَهَذَا فِي رِغْمَةٍ وَجَعَدَ يَرْجُبُ فِيهَا كُلَّ السُّكُوكِ
 وَأَشْفَى الْأَخْرَجَ فَقَدْ أَتَى سَبْعَ مَسَلِّقٍ هَذَا الْحَدِيثُ
 بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُمَا
 وَثُمَّ عَنَّا مِنْهُ عَنْ جَعْلَةٍ مِنَ الْقَحَابِ أَنْ
 رَسَلَنِي اللَّهُ قَالَ اللَّهُ لِي أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّمَا بَشَرٍ
 سَبَّحْتَهُ أَوْ جَلَلْتَهُ أَوْ دَعَوْتَهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ إِلَهُ إِلَّا
 أَنَا هَذَا جَعَلَ ذَلِكَ كَفَارَةً وَفَرَبَةً فَقَرَّبَهُ بِهَا
 عِشَّةً لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَرَّمَ مَسَلِّقَهُ مِنَ الْحَدِيثِ وَهُوَ الْأَوَّلُ
 وَهَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ خَصْنِيلَةٌ بِمَعْنَى يَوْمٍ

الابن ابیہ والنہایۃ جلد ۲ ص ۱۱۶ تا ۱۲۰ مطبعہ ماہیروت

جدید

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ مکہ میں مشغول
 تھا کہ چاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں سمجھا کہ آپ میری
 طرف آئے ہیں۔ لہذا میں ایک دروازے کے نیچے چھپ گیا۔ آپ میرے
 پاس تشریف لائے۔ اور مجھے ایک یاد دہنکیاں دیں۔ پھر فرمایا: جاؤ
 جا کر معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ معاویہ وہی لکھ کر آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ
 میں گیا اور آواز دی۔ تو کہا گیا کہ وہ کھا نا کھا رہے ہیں۔ میں نے جب میری
 مرتبہ بھی الفاظ اکر دیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس کا

پیٹ نہ بھرے۔ کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد معاویہ کا پیٹ نہ بھرا۔

اس دعا کا نفع انہوں نے دنیا میں ہی اور آخرت میں بھی اٹھایا
 دنیا میں اس طرح کہ جب وہ شام کی طرف بحیثیت امیر روانہ ہوئے۔ تو وہ
 روزاز سات مرتبہ کھا نا کھا یا کرتے تھے۔ بہت بڑے پیالہ میں بھرت گزشت
 ہوتا۔ اور بسن و پیاز ہوتا۔ وہ کھاتے تھے۔ اور دن میں سات مختلف
 خوراکیں کھاتے کسی گزشت کہی ملوہ کبھی چل اور دوسری بہت ہی اشیاء اور
 کہتے۔ خدا کا قسم: پیٹ نہیں بھرا۔ لیکن ٹھیک گیا ہوں۔ یہ ایسی نعمت ہے
 کہ بادشاہوں کی مغرب و مغرب ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اس کا
 فائدہ یوں کہ امام مسلم نے اس حدیث کے بعد ایک اور حدیث ذکر فرمائی
 جسے امام بخاری وغیرہ نے کئی طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحابہ کرام کی ایک
 جماعت اس کی راوی ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
 سے عرض کی۔ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں۔ لہذا اتفاقاً مجھے بشریت
 کے مطابق اگر کسی بندے کو بڑا جھلا کہوں یا اس کو کوڑے سے ماروں
 یا اس کے لیے بددعا کروں۔ لیکن وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ تو اس کو اس
 بندے کے لیے قیامت کے دن گناہوں کا کفارہ اور اپنی قربت کا ذریعہ
 بنا دینا۔ امام مسلم نے حدیث اول کے ساتھ دوسری حدیث اس لیے
 ذکر کی۔ تاکہ اس کو نفیلت معاویہ کا کھا جائے۔

ملحہ فکریہ:

قارئین کرام! یہی حدیث جس کی تشریح مختلف محدثین کرام سے نقل کی ہے
 حقیقت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نفیلت کی دلیل ہے۔ لیکن محدث
 ہزاروی و احمد محدث ہے۔ جسے اس میں امیر معاویہ کی توہین یا بے عزتی نظر

آئی۔ اپنے سوا اگر کوئی اور محدث اس کا ہم نوا ہو تا۔ تو حضور اس کا نام بھی لیا جاتا۔ حضرت کرم نے چند وجوہ سے اسے منقبت معاویہ کی دلیل بنایا اور اس کے خلاف کی تردید کی۔ پہلی بات یہ کہ امیر معاویہ قابلِ نفرت تب چوتھے کبابیں عباس جا کر انہیں توڑیں عرض کرتے۔ وہ آپ کو باہر اللہ کے رسول کھڑے بلا ہے ہیں۔ پھر اس کے جواب میں وہ نہ اٹھتے اور کھانے میں مشغول رہتے۔ ابن عباس نے روئی کھاتے دیکھ کر واپسی کا راستہ لیا۔ اور اگر واقعہ حضور کی بیان کر دیا۔ دوسرا یہ کہ ابن عباس نے جب آپ کا ارشاد سن کر امیر معاویہ کے دروازہ پر جا کر آواز دی۔ تو کہی نے جواب دیا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ بس یہی جواب سن کر واپس لوٹ آئے۔ جواب دینے والے کو یہ نہ کہا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد ہے یہی تیسرا کہ امام مسلم نے اس حدیث کے ساتھ ایک اور حدیث ذکر فرمائی۔ جو ایسی احادیث کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بتاتی ہے۔ یعنی امیر معاویہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ان کے لیے باعثِ نفع ہوا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کی اس بدعا سے وہ بہرہ ور ہوئے۔ یہ اس طرح کہ ایک مرتبہ آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا جو آدمی گلہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ جنتی ہوگا۔ ابوذر نے عرض کی۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو آجین مرتبہ اسی کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ اگرچہ وہ زانی اور چور ہو۔ اور پھر فرمایا۔ ابوذر کی ناک ٹال دیا ہو۔ یہ ان کے لیے بد عبادہ تھی۔ بلکہ محبوب کی طرف سے ایک پیار بھرا کلام تھا۔ اسی لیے ابوذر جب بھی یہ روایت بیان کرتے ساتھ ہی رحم اللہ انہی قدر بڑے پیار سے بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہرست عطا فرمائے۔ اور حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۱۳

معاویہ شراب پیتا اور پلاتا تھا

مسند امام احمد جلد ۵ ص ۳۴ معاویہؓ کو کھاتا تھا طحاوی جلد ۶ ص ۶۲

۱۱ نادمی ایسے پر غضب و لعنت ہے۔ مذکورہ الزام میں دو حدیثیں دیئے گئے ہیں

طعن اول کا جواب اول

دو نیک الزام ذکر میں دراصل دو حدیثیں ہیں۔ ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے اور پلاتے تھے۔ جو اس مسند امام احمد اور دوسرا یہ کہ وہ سوخا کرتے۔ بھلا طحاوی ان دونوں کا ہم بالترتیب جواب دیتے ہیں۔ پہلے الزام کا جواب دینے سے قبل مسند امام احمد کی مذکورہ عبارت مکمل طور پر درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے پہلے وہ ملاحظہ ہو۔

مسند امام احمد بن حنبل:

حد ثنا عبد اللہ بن شداد بن ابی حد ثنا زید بن الجباب
حد ثنا حسین بن شداد بن عبد اللہ بن بریدہ
قَالَ دَخَلْتُ أَكَاوِءَ أَبِي عَلَى مَعَاوِيَةَ فَأَجَلَسَنَا عَلَى الْفُرْشِ
شَرَبْنَا تَتْنًا بِالْقَلْعَامِ فَآكَلْنَا شَرَبًا تَتْنًا بِالْقَلْعَامِ

فَشَرِبَ، مُعَاوِيَةَ ثَمَّ قَالَ أَفِي ثَمَّ قَالَ مَا شَرِبْتُ شَيْئًا
مُنْذُ خَرَجْتُكَ رَسُولًا اللَّهُ تَعَالَى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

مسند امام احمد بن حنبل جلد پنجم ص ۳۴
مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ: امیر معاویہ نے بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد ایک مرتبہ
امیر معاویہ کے پاس گئے۔ انہوں نے ہمیں خوشنما میں پر شربا یا پھر کھانا
لایا کیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ معاویہ نے اسے پیا۔ پھر میرے
والد کو پیالہ پکڑ لیا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے کہا جب سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے حرام کیا۔ میں نے نہیں پیا۔

حدیث کی سند میں تین راوی مجروح ہیں۔ یعنی زید بن حباب، حسین بن واقد اور عبد اللہ
بن بریدہ۔ ان تین راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے یہ حدیث اس درجہ کی نہیں۔ کہ اس
سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شراب نوشی کا الزام لگایا جاسکے۔ ان تینوں پر بالترتیب
جرح لا عقلہ ہو۔

زید بن حباب

میزان الاعتدال:

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَعِينٍ أَحَادِيثُهُ عَنِ الثَّوْرِيِّ
مَقْلُوبَةً وَقَالَ أَحْمَدُ ضَعْفٌ وَفِي كَثِيرٍ
الْخَطَاءِ (میزان الاعتدال جلد اول ص ۳۶۲ مطبوعہ مصر قدیم)

ترجمہ: ابن معین نے کہا کہ زید بن حباب کی امام ثوری سے بیان کردہ احادیث
میں تصحیح و تاویل نہیں ہے۔ اور امام احمد نے اس کے بارے میں کہا آدمی
آسپاہ ہے۔ لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے۔

لسان المیزان:

زید بن حباب ذکرہ البَنَانِي فِي الْحَافِلِ وَقَالَ يَزِيدُ
عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ يَخَالِفُ فِي حَدِيثِهِمْ قَالَ قَالَ السَّبْتِي
الْبَنَانِي يَعْنِي (بن حباب) وَفِيهِ نَظَرٌ

لسان المیزان جلد دوم ص ۵۰۳ حروف الزاء مطبوعہ بیروت
طبع جدید

ترجمہ: زید بن حباب کے بارے میں بنانی نے الحافل میں ذکر کیا۔ اور
کہا کہ وہ ابو معشر سے روایت کرتا ہے۔ اور اس کی حدیث میں مخالفت
کرتا ہے۔ بنانی نے کہا اس میں نظر ہے۔

لہذا یجب التہذیب:

وَكَمَا يَضْمُرُ الْكَفَّ طَعْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ الْكَفَّ
كَانَ كَثِيرًا الْخَطَاءِ وَقَدْ كَرِهَ ابْنُ حَبَّانٍ
فِي الْبَيِّنَاتِ وَقَالَ يُغْلِبُنِي يُغْنِي بَعْضُ حَدِيثِهِ إِذَا رَوَى
عَنِ الْمَشْرِيقِ كَأَنَّهُ رَوَاهُ عَنْ الْمَكِّيِّ هَبِ لِقَائِهِ كَمَا
الْمُتَأَكِّلُ

ترجمہ: زید بن حباب النافذ حدیث معاویہ بن صالح سے ضبط کرتا تھا
لیکن غلطیاں بکثرت کرتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں
نہیں کیا ہے۔ اور کہا کہ غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کی وہ
روایات کو معتبر ہوں گی جو مشہور حضرات سے روایت کرے گا

ترجمہ: زید بن حباب النافذ حدیث معاویہ بن صالح سے ضبط کرتا تھا
لیکن غلطیاں بکثرت کرتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں
نہیں کیا ہے۔ اور کہا کہ غلطیاں بھی کرتا ہے۔ اس لیے اس کی وہ
روایات کو معتبر ہوں گی جو مشہور حضرات سے روایت کرے گا

لیکن پھر لوگوں سے اس کی روایت قرآن میں منکر ہیں۔

حسین بن واقد

میزان الاعتدال،

وَأَسْتَنْكَرَ أَحْمَدُ بَعْضَ حَدِيثِهِمْ وَحَدَّثَكَ
أُسْدُكَانَهُ لَمْ يَذْكُرْهُ لَعَنَ قَائِدُ رِثَاةِ رَوَا
هَذَا الْحَدِيثُ.

میزان الاعتدال جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ مصر
قدیم

ترجمہ امام احمد نے حسین بن واقد کی بعض احادیث کو منکر بتایا اور
اپنا سر ہلا کر یہ بتایا کہ وہ اس سے طعنی ہیں یہ اس وقت کیا جب انہیں
کہا گیا کہ حسین بن واقد نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تہذیب التہذیب،

وَقَالَ ابْنُ حَبَّانَ كَانَ عَلَوًا فَضَاءً مَرُّو وَكَانَ
مِنْ خِيَارِ النَّاسِ وَوَبَّعًا أَخْطَاءَ فِي التَّوَايَاتِ.....
وَقَالَ الْعَقِيلِيُّ أَكْثَرَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَدِيثَهُمْ
وَقَالَ الْأَزْهَرِيُّ قَالَ أَحْمَدُ رَفِيَ أَحَادِيثُهُ بِإِذَا ذَا مَا
أُذِرْنِي أَقْ شَيْئًا وَتَقَطَّرَ يَدَا وَقَالَ الشَّامِيُّ
رَفِيَ وَقَطَّرَ.

تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۲۷۲-۲۷۳ حروف الحد
مطبوعہ بیروت جدید

ترجمہ ابن حبان نے کہا کہ حسین بن واقد مرد کا قاطعی تھا اور اچھے لوگوں میں
سے تھا۔ اور بیا اوقات روایات میں غلطی کرنا تھا عقیل نے کہا کہ
امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو منکر کہا اور اثر م نے امام احمد کا قول
نقل کیا کہ ان کے نزدیک حسین بن واقد احادیث میں زیادتی کرتا تھا مجھے
اس کی وجہ معلوم نہیں۔ اور اپنا لفظ جھوٹا دیا۔ ساجی نے کہا اس میں نظر ہے۔

عبداللہ بن بریدہ

تہذیب التہذیب:

قَالَ أَبُو زُرْعَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمْرِو بْنِ قُتَيْبَةَ الدَّارَقُطْنِي فِي كِتَابِ
الْبَيْضَاقِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.....
احمد بن حنبل سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِيهِ شَيْئًا
قَالَ مَا أَذْرَعُنِي حَاتِمًا مَا يَرْوِي عَنْ بَرِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ حَدَّثَنِي
وَقَالَ ابْرَاهِيمُ الْعَرُوفِيُّ عَبْدُ اللَّهِ أَمَّ مِنْ سُلَيْمَانَ وَلَمْ
يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِمَا وَفِي مَا رَوَى عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ
أَحَادِيثًا مُنْكَرَةً.

تہذیب التہذیب جلد پنجم ص ۱۸۵ حروف حین
ترجمہ ابو زرعہ کہتا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ نے عبداللہ بن عمر سے کچھ نہیں
سنا۔ اور دارقطنی نے کتاب البیضا میں اس سے (فرمایا کہ اس نے حدیث
عائشہ سے کچھ بھی نہ سنا۔ محمد بن علی جوزجانی نے کہا کہ میں نے امام احمد
بن حنبل سے پوچھا کہ کیا عبداللہ نے اپنے باپ بریدہ سے حدیث
کی سماعت کی ہے؟ امام احمد نے جواب دیا کہ وہ جو عام روایتیں اپنے

باب سے بیان کرتا ہے۔ میں ان کو نہیں جانتا۔ امام احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابراہیم حربی کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن بریدہ اپنے بھائی سلیمان بن بریدہ سے اقم تھے لیکن ان دونوں نے اپنے باب سے کچھ نہیں سنا۔ عبداللہ بن بریدہ جو احادیث اپنے باب سے روایت کرتا ہے۔ وہ منکر ہیں۔

لمحمد فکریا :

جس حدیث کے زور سے محدث ہزاروی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شراب طلبت کرتا ہے۔ اس کے راویوں میں سے ایک وہ جو کثیر الخطا دوسرے کی احادیث کا امام احمد بن حنبل اٹھا کرتے ہیں۔ اور میرے کی یا کو سماعت تک ثبات نہیں اور اگر ہے تو انہیں مناکیر کی ہر بار۔ ایسے راویوں کی حدیث سے ایک صحابی رسول پر اتنا بڑا الزام نہ شرم آنی چاہیے تھی۔ خاص کر جب حضرت علیؓ کا امیر معاویہ کے بارے میں ہادی اور ہدی ہونے کی دعا مانگنا احادیث میں ثابت ہے۔ کہ پھر اس سنت مجروح حدیث کی حدیث میں کے مقابلہ میں کیا وقعت تھی۔ اس پر میں قدرالہ کی کیا جائے کہ ہے۔ ایک شخص "محدث" ہونے ہوئے پیر جان بوجھ کر کاتبِ ولی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی گھٹیا حرکت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس بغض بڑے بڑے دانشوروں کو اندھا کر دیتے ہیں۔

✽

طعن اول کا جواب دوم

حدیث کے الفاظ میں مطابقت نہیں ہے

ہم نے پہلے حدیث ذکر کی تھاکر اس کے راویوں پر گفتگو کی تھاکے۔ اب نص روایت پر بحث کرتے ہیں۔ آپ اگر تھوڑا سا بھی تامل فرمائیں گے۔ تو روایت مذکورہ میں غلط طوطی جائے گا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جن تین راویوں پر ہم نے جرح ذکر کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے اس امر کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک کثیر الخطا اور دوسرا مجتہد زیادتی کرنے والا اور میرے کی احادیث میں مناکیر کی ہر بار۔ ان سے الفاظ حدیث میں کمی بیشی اور غلطی ہر ایک ضعیف ممکن ہے۔ اور حدیث زیر بحث میں یہ ہے بھی جو مردیکھے۔ وہ امیر معاویہ نے شراب پیا۔ اور پھر میرے والد کو پیش کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں نے اس وقت سے شراب نہیں پی جب سے حضور نے اسے حرام قرار دے دیا۔ یعنی پی بھا رہے ہیں۔ اور انکار بھی کر رہے ہیں۔ یہ تناقض اس حدیث میں بالکل موجود ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس میں زیادتی ہوئی ہے۔

دوسری بات یہ کہ امام احمد بن حنبل نے روایت مذکورہ کو جس باب کے تحت درج کیا اس کا عنوان یہ ہے۔ ملجاء فی اللبن وشربه وحلبه۔ یعنی وہ احادیث جو دودھ کے پینے اور دوہنے وغیرہ کے متعلق ہیں۔ جو کچھ یہ باتیں حلال و جائز ہیں اس لیے اس باب میں شراب کا پینا پلاناکان اچھکا۔ اس سے بھی اس امر کی تقویت ہوتی ہے

کر یہ زیادتی کسی راوی نے داخل کر دی ہے۔ اصل میں نہ تھی۔

تیسری بات یہ کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل نے ہی ذکر کیا۔ ان کے بعد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر نے مجمع الزوائد میں اسے ذکر کیا۔ لیکن وہاں اس کی عبارت کچھ چھوڑ دی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ وہ عبارت یہی ہوگی۔ مجمع الزوائد میں مذکور اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

مجمع الزوائد

عن عبد الله بن بريد قال دخلت مع أبي عاصم معاوية فاجلسنا على الفرائض فقرأت علينا بالقطع بم فاحكنا فقرأت علينا بالشراب فشرب معاوية فقرأت قال معاوية حكنت أحمد بكتاب شرقي و أخبره ففغرا و ما جئت شئاً أبعد له لذة كما حكنت أبعد و أنا شارب خيرا اللبن و انفسان حسن الخدين يشي تحذ ثنى وفي حكاية معاوية شئاً تركت له

مجمع الزوائد جلد پنجم ص ۴۲ مطبوعہ بیروت

طبع جدید

ترجمہ: عبد اللہ بن بريد بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہوا امیر معاویہ کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا۔ پھر کھانا لایا گیا۔ ہم نے کھایا۔ پھر شراب لائی گئی۔ تو امیر معاویہ نے اسے پیا۔ پھر میرے والد کو دی۔ پھر معاویہ نے کہا۔ میں قریش کا خوبصورت نوجوان تھا۔ اور بہت خوش لمبے تھا۔ میں اپنے جوانی کے عالم میں وہ جیسی لذت کسی اور چیز میں نہ پاتا

اور خوش گنت راوی کی جگہ سے باتیں کرنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ معاویہ کے کلام میں کچھ حقیقت میں لے چھوڑ دیا ہے۔

توضیح

مجمع الزوائد کی مذکور عبارت میں ”ما شر بقاء منذ حرمہ رسول اللہ“ کے الفاظ موجود نہیں۔ ساتھ ہی حافظ نور الدین حنبلی نے تصریح کر دی ہے کہ اس روایت میں امیر معاویہ کے کلام میں زیادتی تھی جسے میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ زیادتی تقابلی جائزے سے یہی نظر آتی ہے۔ جو امام احمد بن حنبل کی سند میں تو ہے لیکن یہاں نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا یہ کہنا کہ جس شراب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا امیر معاویہ نے اسی کو پیا۔ بالکل اپنی طرف سے ”حرام شراب“ پینا ثابت کہ امیر معاویہ پر الام تراشی کی ہے۔

طعن اول کا جواب

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ”ما شر بقاء منذ حرم رسولہ“ کے الفاظ کسی راوی نے زیادہ کیے ہیں۔ تو باقی راویہ معاویہ کو ”فسرأتینا بالشراب“ میں جس شراب کا ذکر ہے۔ پھر وہ کون سی تھی۔ تو لفظ شراب کا لغت میں معنی دیکھنے سے یہ عتدہ بھی مل جاتا ہے۔ ”المنجد“ نے لکھا ”الشراب“ ہر ایک ایسی شئی جو پی جاتی ہو۔ اس کی جمع اشربة ہے۔ اس لہجہ معنی کے پیش نظر عبارت کا مفہوم یہ ہوا۔ ”پھر ہمیں کوئی شے کی چیز دی گئی اس کو معاویہ نے بھی پیا“ اس صورت میں امیر معاویہ پر شراب (حرام) پینے کا الزام کس طرح درست ہوا۔ اور اگر شراب

سے مراد معروف شراب بھی ہو۔ تو اس کی کئی اقسام ہیں۔ گندم، جو، انگور، اور کھجور سے تیار کی گئی شراب۔ ان میں سے احناف کے نزدیک انگور سے تیار کی گئی نشہ آور شراب حرام ہے۔ دوسری شرابوں میں اگر شکر کی مدد نہ پی جائے۔ تو حجاز کا قول ہے یہ بڑیل، تنزیل، ہم نے اس لیے کہا کہ محدث ہزاروی کو بھی اپنے حنفی ہونے کا اقرار ہے۔ اس لیے وہ اپنا مسک خوب سمجھتے ہوں گے۔ لہذا اگر جو، گندم یا کھجور سے تیار کردہ شراب منگو اگر امیر معاویہ نے غرضی پی۔ اور ہمالیوں کی بھی دی۔ خود شکر سے کم کا استعمال کرنے میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احمد عبدالرحمن شارح مسند امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے کہ انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کی گئی شراب تقویٰ مقدار میں کس سے نشہ زہر جائز ہے۔ اس کے جواز کے قائل ابو بکر صدیق، فاروق اعظم اور ان کی اقتداد میں امام ابو نعیم ہیں۔

الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل:

يَتَعَمَّلُ أَنَّ هَذِهِ الشَّرَابُ كَانَ مِنَ النَّبِيذِ السَّاخِرِ وَمِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ وَأَنَّ مَنَاقِبَهُ شَرِبَ وَهُوَ قَدْ رَأَى لَا يَسْكُرُ وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَبِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ إِنَّ مَا اسْكُرَ كَثِيرٌ مِنْ غَيْرِ الْعَيْبِ يَتَعَمَّلُ مَا لَا يَسْكُرُ مِنْهُ۔

(الفتاح الربانی شرح مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱۵)

ص ۱۱۵ مطبوعہ قاہرہ طبع جدید

ترجمہ: ایہ احتمال ہے کہ شراب امیر معاویہ نے منگوئی اور خود بھی پی۔ وہ ایسی شراب ہو جو انگور کے علاوہ کسی اور چیز کی بنائی گئی ہو۔ اور پھر امیر معاویہ نے اسے اس قدر پیا جو کہ اس سے نشہ نہ آیا ہو۔ تحقیق ابو بکر و عمر

سے مروی ہے۔ اور یہی امام ابو نعیم کا قول ہے۔ کہ انگور کے علاوہ کسی چیز کی بنی ہوئی شراب اس قدر پینا جائز ہے۔ جس سے نشہ نہ آئے اور اگر نشہ آئے تو ممال نہیں ہے۔

لحمی فکر یہاں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر حرام شراب پینے چاہنے کی اہمیت جس روایت سے محدث ہزاروی نے لگائی تھی۔ اس کا تعصیل رد آپ نے دیکھا ہوا تو شراب کے بارے میں جو پی گئی یہ الفاظ: سَخَرْتُمْ رَسُولُ اللَّهِ، راوی کے اضافہ کردہ تھے۔ اور جن تین دلوں کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ ان سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے لہذا جب تک اس شراب کے بارے میں یہ امر معلوم نہ ہو کہ وہ واقعی حرام تھی۔ یعنی انگور سے مخصوص طریقہ سے بنائی گئی تھی۔ تو ایک ممالی اور کاتب وحی پر بغیر سوچے کچھ اتنا بڑا الزام لگانا بے ایمانی سے کم نہیں۔ جب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ہادی ہمدی ہونے کی دعاء بھی فرمائی ہو۔ دوسرا یہ کہ لفظ شراب اگر عام لغوی معنی میں لیا جائے۔ تو محدث صاحب بھی بار بار یکہ معذرت یہ چیتے چلاتے ہوں گے۔ اور اس سے مراد نشہ آور ہی نہیں تو پھر بھی انگور کے سوا دوسری اشیاء سے تیار کردہ شراب جبکہ نشہ کی مدد استعمال دکی جائے۔ تو اسے پینا ابو بکر صدیق و عمر فاروق جائز سمجھتے ہیں۔ بہر حال انگوری شراب کا استعمال روایت ذکر و سے ثابت کرنا بہت بعید ہے۔ اس لیے اس روایت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطلق کرنا غلط فہم ہونے کے مترادف ہے۔

طعن دوم کی اصل عبارت

طحاوی کے حوالے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سو غور ثابت کیا گیا ہے۔
اور پھر سو غور پر قرآن کریم کی آیات سے لعنت اور غضب کا استحقاق ثابت کر کے انہیں
معاذ اللہ لعن اور غضب ملے کہا گیا طحاوی کی مذکور عبارت ملاحظہ ہو۔
طحاوی شریف:

حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني
ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة السبائي عن ابي
تميم الجيشاني قال اشكرى معاوية بن ابي سفيان
قلادة فرفيتها يتر ولا يتر حبد وكنو كوة ويا قوت
يسيرها ثوبه دينار فقام عبادة بن الصامت حين
طلى معاوية العنبر او حين سلى الكلبر فقال
دا لك معاوية اشكر طرا بيا واخله الا انك
في النار الى حلقك طحاوی شریف جلد ۱ ص ۵، مطبوعہ

بیروت جدید باب القلادہ تباع بذهب
ترجمہ: (بمذمت اسناد) تميم جيشاني سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفيان
نے ایک ارطریاء جس میں سنا، زبرجد، عقیق اور یاقوت لگے ہوئے
تھے۔ اس کو چھ سو دینار قیمت ادا کی۔ پھر جب امیر معاویہ منبر پر چڑھے یا
جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ زجاجہ بن الصامت نے اٹھ کر کہا۔
”وایکھ ہر جاؤ معاویہ نے سو غور اور اسے کھایا۔ خبردار وہ طعن تک آگ میں ہے“

طعن دوم کا جواب ہے اول

روایت مذکورہ مجروح ہے۔ کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ”ابن لہیعہ“
پر جرح کی گئی ہے۔ (ابن لہیعہ کا نام عبد اللہ بن لہیعہ بن ابی ہے۔)
تہذیب التہذیب:

قال البخاري عن الحميد بن كان يحيى بن سعيد
لا يراه شيئا وقال ابن المديني عن ابن المديني
لا أحمل عنه قليلا ولا كثيرا..... وقال محمد بن المنذر
ما سمعت عبد الرحمن يحدث عنه قط وقال نعيم
ابن حماد سمعت ابن مديني يقول لا اعتد بشئ سمعته
من حديث ابن لهيعة..... وقال ابن قتيبة كان
يقراء عليه ما ليس من حديثه يعني فضعفت بسبب
ذلك وحكى الساجي عن احمد بن صالح كان ابن لهيعة
من الثقات الا انه اذا لقن شيئا حدث به وقال
ابن المديني قال لي بشر بن السري لورایت ابن
لهيعة لم تحمل عنه وقال عبد الكريم بن
عبد الرحمن النخعي عن ابيه ليس بثقة وقال
ابن معين كان ضعيفا لا يحتج به حدثه كان
من شاء يقول له حدثنا وقال ابن خراش كان

يَكْتَبُ حَدِيثَهُ إِذَا تَرَفَّتْ كَتَبَهُ فَكَانَ مَنْ جَاءَ بِشَيْءٍ
قَرَأَ عَلَيْهِ حَتَّى نَوَّضَحَ أَحَدُ حَدِيثَنَا وَجَاءَ بِهِ إِلَيْهِ
قَرَأَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ الْغُلَيْبِيُّ لَوْ تَرَفَّتْ لَنَا كَيْفَ فِي رِوَايَةِ تِلْكَ أَهْلِهِ
..... وقال مسعود عن العاصم لم يفتنه بالكذب
وَأَتَمَّ أَحَدُ ثَوَاتٍ مِنْ حِفْظِهِ بَعْدَ احْتِرَاقِ حُكْمِهِ
فَأَخْطَأَ. وقال العجوز جافى لا يوقف على حديثهم
وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُعْتَجَّ بِهِ وَلَا يُخْتَرَبَ بِرِوَايَتِهِ.

(تلمذ یب التلمذ یب جلد ۵ ص ۳۷ تا ۳۸)

ترجمہ: امام بخاری حمیدی سے نقل کرتے ہیں کہ کچھ ایسے ہیں جو حدیث کو لاشی بہت تھکا دیتا ہے اور ان میں مدنی ابن ہدی سے ذکر کرتا ہے کہ ابن ابیہ
تھوڑی زیادہ کسی مقدار میں حدیث کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔
محمد بن ثنی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن سے یہ دیکھا کہ اس نے کوئی حدیث
ابن ابیہ کو سنائی ہو، نعیم بن حماد کا قول ہے کہ ابن ہدی نے فرمایا مجھے
اس حدیث پر کوئی اعتبار نہیں جو ابن ابیہ بیان کرتا ہو۔ ابن قتیبہ نے کہا
کہ ابن ابیہ کے سامنے کچھ ایسی روایات پڑھی جاتی تھیں جو اس کی روایت
کردہ حدیث سے نہ ہوتیں۔ اسی وجہ سے ابن قتیبہ نے اس کی حدیث
کو ضعیف قرار دیا ہے۔ صاحبی ابن صالح سے بیان کرتا ہے کہ ابن ابیہ
اگرچہ ثقہ تھا لیکن ایک کمزوری یہ تھی کہ جب بھی کوئی روایت اس سے بیان
کرتا تو بلا سچے سچے آگے بیان کر دیتا تھا۔ ابن مدینی نے کہا کہ مجھے
بشر ابن سری نے کہا کہ اگر تو ابن ابیہ کو دیکھے تو اس کی کسی روایت
کو نہ سے۔ امام نسائی اپنے باپ سے ناقل کہ ابن ابیہ کو انہوں نے

نہیں کہا۔ ابن معین نے ضعیف کہا۔ اور اس کی کسی حدیث سے حجت
نہیں پکڑی جاسکتی۔ کیونکہ وہ جرحا ہوتا ہے کہہ دیتا ہے۔ ابن خراش کا کہنا
ہے کہ ابن ابیہ ماوریش کو نکھایا کرتا تھا جب اس کی کتاب میں نقل کرتے۔
تو پھر جو کیا وہ کہہ دیتا تھا جتنی کہ اپنی طرف سے بنا کر بھی حدیث بتا دیا
کہتا تھا غیلب نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کی روایات میں بکثرت مناکیر ہیں
اس سے جرمہ میں غلط طبع بیان ہوئی۔ انہیں قبول نہ کیا جائے مسعودی
سے نقل کرتا ہے کہ ابن ابیہ نے جھوٹ کا قیہہ کر دیا۔ لیکن اپنی کتاب میں
بل جانے کے بعد اس نے اپنی یادداشت کے مطابق جو روایت کرنا چاہی کہ
دی۔ اس بنا پر اس میں غلط ہوئی۔

لمعان فکر میں:

یہ تھی اس روایت کی منزلت کہ جس سے محدث ہزاروی ایک طویل القدر صحابی پر
مرد خور ہونے کی ہمت لگا رہے۔ اس نے ایک راوی کا یہ مال کہ قول ابن ہدی سے
تلیل و کثیر کسی طرح پر بھی کوئی روایت ذکر کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اپنی کتاب میں ضائع ہو جانے
کے بعد یہ غیر محتاط ہو گیا تھا۔ ایسے راوی کی روایت کس طرح حجت بننے کی صلاحیت
رکھتی ہے۔ اور پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف اس قول کی نسبت کرنا
کیونکہ درست ہو سکتا ہے۔ یہی بات عبادی شریف کے ماضیہ میں مرقوم ہے۔

حاشیہ طحاوی شریف:

لَا يَتَوَقَّعُونَ عِبَادَةً وَهُوَ صَحَابِيٌّ جَلِيلٌ كَسَبَ أَكْثَرَ
التَّحْقِيقِ وَهُوَ كَذِبٌ مِّنَ الْكِبَرِ الْكَبِيرِ إِلَى مَعَاوِيَةَ
وَهُوَ مِنْ كِبَائِرِ الصَّحَابَةِ وَخِيَارِهِمْ وَفَقَّهَاهُمْ
مَعَ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَذِبٌ عُدُولٌ مُّجْتَهِدُونَ

عَلَى مَا خَلَقْنَا - (طحاوی شریف جلد ۵ ص ۷۵)
 ترجمہ: یہ وہم مرکز نہ کیا جائے کہ حضرت عبادہ ایسا جلیل القدر صحابی سرور حبیب
 اکبر البکاء ترک نہ کر اس شخص کی طرف نسبت کرتا ہے جو بزرگ، فقیہ اور بہترین صحابی
 ہے۔ حالانکہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ مجتہد ہیں۔ جیسا کہ علماء کا ارشاد ہے۔

طعن دوم کا جواب دوم

بصورت تسلیم اس حدیث کا مفہوم یہ ہو گا کہ اگر اری صرف سونا کے مقابل میں دینا نہیں
 تاکہ ایک مجلس ہونے کی صورت میں زیادتی کو متذکرہ کیا جائے۔ فقہ حنفی میں ایک اصول
 اسی بارے میں ہے کہ اگر اری سونا، موتی وغیرہ لگے ہوں۔ تو اس بار کو ایسی چیز کے بدلہ
 میں خریدنا جائز ہے جس کی قیمت سونا چاندی سے زائد ہو۔ تاکہ سونے کے برابر سونا
 اور لقیہ اشیاء کے لیے بھی کچھ عوض بن جائے۔ معنایہ میں اس کی وضاحت یوں ہے۔
 عنایۃ شرح ہدایہ:

أَلَا تَوَلَّى أَنْ يَكُونَنَّ وَرَثَةُ الْفِضَّةِ الْمَفْرُودَةِ أَنْ يَدَّ
 وَرَثَةُ الْفِضَّةِ الَّتِي مَعَ غَيْرِهَا وَهُوَ جَائِزٌ
 لِأَنَّ مَقْدَارَ مَا يُقَابَلُهَا وَالْقَائِدُ يَقَابِلُ الْغَيْرَ
 فَلَا يُفَضِّلُ إِلَى الْبَرِّ جَوَاباً

(عنایۃ شرح ہدایہ بر حاشیہ فتح القدیر جلد ۵
 ص ۳۷۵ مطبوعہ مصر جدید)

ترجمہ: اول صورت یہ ہے کہ چاندی اکیلی کا وزن اس چاندی سے
 زیادہ ہو جس کے ساتھ اور چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔

کہ کچھ چاندی کے مقابل میں چاندی ہو جائے گی۔ اور نہ اندان دوسری اشیاء
 کے مقابل میں آجائے گا۔ لہذا سود نہ بنے گا۔
 مذکورہ حدیث میں جو لکھا اس بات کی تصریح نہیں کہ اس میں سونا، چھ سو دینار کے
 وزن کے برابر قیام و بیش: اس لیے ممکن ہے کہ حضرت عبادہ بن ماسم رضی اللہ عنہ
 ہمارے گلے سونے کو چھ سو دینار سے زائد یا کم سمجھ کر اسے رد کیا قرار دیا ہو۔ اور
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچا ہو کہ اس کے سونے کے بدلہ میں سونا اور نہ اشیاء کے
 مقابل میں کچھ زائد رقم۔ اسی کی تائید میں طحاوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔
 طحاوی شریف:

حد ثنا ابن مرزوق قال حدثنا ابو حاصم عن مبارک
 عن الحسن أنه كان لا يترى بآسا أن يبيع الشئ من الفضل
 باند زاهير بأكثر مما يفيو تكون الفضة والثمن
 بالفضل.

(طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۶ تا ۷۷ مطبوعہ بیروت)
 ترجمہ: ابن مرزوق نے کہا کہ ہمیں ابو حاصم نے مبارک عن حسن سے یہ
 روایت سنائی کہ وہ (حسن) اس خرید و فروخت کو برا نہیں سمجھتے تھے
 کہ کوئی شخص ایسی چیزیں جس پر چاندی چڑھی ہوئی ہو اس کے بدلہ میں
 اتنی رقم (دو درہم) طلب کرے۔ جو وزن میں اس سے زائد ہو۔ یہ جائز اس
 لیے ہے کہ چاندی کے بدلہ میں چاندی ہو جائے گی۔ اور زائد درہم چاندی
 کا معاوضہ بن جائیں گے۔ (لہذا سود نہ بنے گا۔)

طعن دوم کا جواب سوم

امام محمدی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن الصامت کے اچھوتوں کا پس منظر قوں بیان کیا۔

طحاوی شریف

حدثنا اسماعیل بن یحییٰ المزنی قال حدثنا محمد بن ادريس قال سمعنا عبد الوهاب بن عبد المجيد عن ايوب السخيتي عن ابی قلابه عن ابی الاشعث قال حدثنا في غزاة علينا معاوية فاستبنا ذهابا وخيعة فامر معاوية رجلا ان يبيعها الناس في عيالتهم فقال فتنناهم فيها فقام عباد فتنهم فرددوها فاقى الرجل معاوية فشق الىه فقام معاوية خيليا فقال ما بال رجال يحدون عن رسول الله احاديث يكدبون فيها عليهم اسمعها فقام عباد فقال والله لنحدثن عن رسول الله وان كره معاوية قال رسول الله لا تبيعوا الذهاب بالذهب ولا الفضة بالفضة ولا البر بالبر ولا الشيعر بالشعير ولا التمر بالتمر ولا المالح بالمالح الا سواء يستواء بيننا وبينكم

طحاوی شریف جلد چہارم ص ۷۴ باب الرجاء

ترجمہ

ابراہیم ثقفی کہتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں تھے۔ اور امیر معاویہ ہمارے سردار تھے۔ ہمیں اس جنگ سے بہت مایوس ہونا چاہی تھا۔ امیر معاویہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں سے عطیات کے بدلے میں ان کے پاس یہ بیچا جائے اس میں لوگوں نے جھگڑا کر دیا۔ پس حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روکے ہوئے۔ اور انہیں اس سے روک دیا۔ لوگوں نے سونا چاندی واپس کر دیا۔ وہی شخص امیر معاویہ کے پاس آیا۔ اور شکایت کی۔ امیر معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اور وہ ان حدیثوں کو رسول اللہ کی کہہ کر آپ پر بھڑکے باندھ رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے وہ حدیثیں سنی ہیں کہ انہیں ہوتیں۔ یہ سننے ہی حضرت عبادہ بن صامت کھڑے ہو گئے۔ اور بڑے فدا کی قسم! ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بیان کریں گے۔ اگرچہ معاویہ کو اچھا لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا، سونے کے بدلے، چاندی، چاندی کے بدلے، گندم، گندم کے بدلے، اجڑا ہوا کے بدلے۔ کھجوریں، کھجوروں کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر بیچے جائیں۔ اور دست بدست بیچے جائیں۔

توضیح:

اس دعا سے پس منظر یہ نظر آیا کہ دونوں محابیوں کے نزدیک سونا چاندی وغیرہ مذکورہ اشیاء کا لین دین ضرور برابر برابر ہونا چاہیے۔ ورنہ سود بن جائے گا۔ لیکن ممکن ہے دست بدست کی شرط حضرت عبادہ بن صامت کے نزدیک نہ ہو اور امیر معاویہ اس شرط کو نہ مانتے ہوں۔ اس اختلاف کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ

الزام نمبر ۱۲

معاہدہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی ۹۹ جنگوں
میں ایک لاکھ ستر ہزار مسلمان حافظ قرآن سنت
شہید کروائے

جواب ۱

مذکورہ الزام میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ اول ۹۹ جنگیں اور دوم ایک لاکھ ستر ہزار
معاہدہ شہادت۔ جہاں بالائیں محدث ہزاروی نے زبانی جمعہ خروج سے کام لیا
ہے۔ اور دونوں باتوں کا ثبوت کسی مستند حوالہ سے نہیں دیا۔ اسی لیے ایسے آلات
کوئی وزن نہیں رکھتے۔ بہر حال حد و دفع کی پٹی چڑھ جانے کی وجہ سے محدث مذکور کو
حقیقت حال ہرگز دکھائی نہ دے گی۔ بیک جہش قلم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو باغی قرار دے کر ان تمام شہداء کا خون ان کے سر قہو پیا گیا جو مختلف لڑائیوں میں
شہید کر دیئے گئے۔ لیکن ان لڑائیوں کی اصل وجہ اور جہاد کی حق و کاش اسے بھی بیان کیا
جاسا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چالیس دن تک پانی بند رکھا گیا۔ اور پھر پانی بند
کرنے والوں نے جس بے دردی سے انہیں شہید کر دیا۔ اور ان کے کفن و دفن تک
فعل اندازیاں کیں۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کی نشان دہی بہت ہروری ہے۔ کیونکہ انہی
کارستانیوں کی وجہ سے جنگ جمل و صفین ہوئیں۔ ایسے عظیم المرتبت خلیفہ رسول کے

عبادہ بن صامت کے پاس ”دست بستہ“ کی شرط حدیث سے ثابت ہوا اور امیر معاویہ
نے جو حدیث سنی ہو۔ اس میں ”یذکرہ“ کی قید نہ ہو۔ یا پھر دونوں نے اس صورت میں اپنے
اپنے اجتہاد کو سامنے رکھا ہو۔

قابل توجہ:

حضرت عبادہ بن الصامت کے ساتھ ابتداء میں امیر معاویہ کا اختلاف تو
موجود ہے۔ لیکن جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک
”دست بستہ“ کی شرط ذکر فرمائی۔ تو اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے
خاموشی منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قبل ازیں انہوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یہ الفاظ ”یذکرہ“ شائع نہ کیے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ دونوں کے درمیان اصل اختلاف ہوا اور اس کے معاوضہ میں پھر سو دینار دینے
پر نہ تھا۔ بلکہ اس شرط کے ہونے اور نہ ہونے پر تھا۔

فاعتبروا بالاولیٰ الابصار

خون کے پیاسوں کا ذکر کر کے محدث ہزاروی نے بڑی اتنی کی ہے۔ امیر معاویہ کی فات ہر سب دشتم سے پہلے ان وجوہات کا ذکر بھی ضروری ہونا چاہیے۔ تقدیر کی وجہ سے معاویہ اس قدر خراب ہوا۔ لیکن سارا زور امیر معاویہ کو کافر و منافق کہنے پر صرف کیا گیا۔ قاتلان عثمان سے چھپ سادھے رکھی۔ شاہدان سے رشتہ داری تھی۔ اور ممکن کہ عقیدت میں وہ محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کے امام ہوں۔ نیز نیکان کے نزدیک قاتلان عثمان زبانی ہیں۔ نہ ہی قاتل عثمان ہیں ان کا کوئی برم قصور ہے۔ افرس مدافسوس اگر ان لوگوں نے یہ الزام نہ تھا عثمان پر دھرنے کی بجائے حضرت امیر معاویہ پر دھریا۔ محدث ہزاروی کے برعکس ان شہداء کی وجہ شہادت جو جلیل القدر صحابہ کرام نے بیان فرمائی۔ ذرا اسے ملاحظہ کر لیں۔

ہزار با مسلمان شہداء کی شہادت کا سبب طویل القدر صحابہ کی نہانی سنیں
عبداللہ بن سلام، طبقات ابن سعد،

قال اخيرنا عمرو بن العاص قال اخيرنا هم
قال حدثني قتادة عن ابي المليح عن عبد الله
بن سلام قال ما قُتِلَ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا قُتِلَ بِهِ سَبْعُونَ
أَلْفًا مِنْ أُمَّتِهِمْ وَلَا قُتِلَ خَلِيفَةٌ قَطُّ إِلَّا قُتِلَ بِهِ مِائَةٌ
وَلَا شُعْرَتَانِ أَلْفَا.

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت)
(طبع جدید)

مذبح تک پہنچا: (مذخرف اسناد) جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 کہ جب کبھی کسی پیغمبر کو قتل کیا گیا۔ تو اس کی امت میں سے ستر ہزار لوگ
 قتل کیے گئے۔ اور جب کبھی کسی علیہ کو قتل کیا گیا۔ تو اس کے بدلہ میں ۲۵ ہزار
 اشخاص کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

توضیح:

یہذا عبد اللہ بن مسعودؓ اُن صحابہ کرام میں سے ہیں جو عظیم المرتبت تھیں۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے قتل میں جو لوگ شریک تھے۔ بعد میں خمیر جوئے والوں کے یہی سرکردہ تھے۔ لیکن ہزاروی کو اتنی جرات کہاں کہ ان لوگوں کے نام سے جنہوں نے جنگ جمل اور صفین میں شرکت کی۔

حذیفہ بن الیمان: طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا هكثير بن هشام قال اخبرنا جعفر بن
برقان قال حدثني العلاء بن عبد الله بن رافع عن
ميهمون بن مهران قال لما قتل عثمان قال حذيفة
فسكرا وخلق بيد ميعنى عقد عشرة فتيق في الاسلام
فتيق لا يرفقه جبل

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۰ ذکر مقال الصحاب
رسول الله عليه السلام

ترجہ کشا (بمخزن اسناد) حبیب عثمان عینی رضی اللہ عنہ کو رشید کروایا۔ ترجمہ جناب
مذہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے انگلیوں کو اٹھوٹے سے ساتھ ملا کر دائرہ
بنا کر فرمایا کہ اسلام میں اب اس طرح کا سوراخ پڑ گیا ہے کہ جس کو پہاڑ ملے
نہیں بند کر سکے گا۔

توضیح:

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہما راوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے شہادت عثمان کو ایسا فرما دیا۔ جو کسی بڑے سے بڑے پہاڑ کے ڈالنے سے بھی بڑھ کر بڑا تھا۔

مطلب یہ کہ آپ کے بعد میں اسی واقعہ پر لڑنے والے جنگوں میں یہی واقعہ کارفرما تھا۔

قاضی ابی بکر بن عربی: العواصر من القواصر

وفي اعتقادي الشخصي ان كل من قتل من المسلمين
بأيدي المسلمين منذ قتل عثمان فاقبائمه على قتلة
عثمان لا لهم فتحوا باب الفتنة ولا لهم واصلوا
كسعي نارها ولا لهم الدينار وخر واحد والمسلمين
بعضهم على بعض فكما كان قتل عثمان فاقبهم
كافوا القاتلين لكل من قتل بعدة ومنهم عقار ومن
هم افضل من عقار كطلحة والزبير الى ان انتهت
قتلتهم بقتلهم عليا فضله وقد كانوا من جند
وفي القتل فة القواصر كان قاضيا عليها.

(العواصر من القواصر ص ۱۰۰ مطبوعه بيروت
طبع جدید)

ترجمہ: میرے ذاتی اعتقاد کے مطابق یہ بات ہے کہ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جو مسلمان دوسرے مسلمانوں کے ہاتھوں
دناحق قتل کیے گئے۔ ان تمام قاتلوں کا مجرمی گناہ حضرت عثمان کے قاتلوں
پر بھی ہوگا۔ کیونکہ اس فتنہ کے دروازے کو انہوں نے سب سے پہلے
کھولا۔ اور اس فتنہ کی آگ سب سے پہلے انہوں نے جلائی۔ اور انہوں نے
مسلمانوں کے درمیان بغض و حسد کی ابتدا کی۔ تو جب وہ عثمان غنی کے
قاتل ٹھہرے تو پھر ان کے بعد قتل ہونے والوں کے بھی وہ قاتل قرار

پائیں گے۔ ان میں سے حضرت عمر اور ان سے بھی بہتر جیسا کہ ظلو اور زبردستی
بھی تھے۔ یہی فتنہ چلتے چلتے حضرت علی المرتضیٰ کے قتل تک آن پہنچا۔ حالانکہ
یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اور ان پر آپ
نگران بھی تھے۔

ملحس فکریہ:

ذکورہ عبارات میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے باہم قتل و غارت
کے بانی وہ لوگ تھے جو قتل عثمان غنی میں شریک تھے۔ انہی لوگوں کی بنا پر اس طویل
افراق و اختلاف کا شکار ہوئی۔ اور بہت سی لڑائیاں اسی بنیاد پر ہوئیں جس پر
عثمان غنی کے قاتلوں کے بارے میں حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر اور عمر بن العاص وغیرہ
صحابہ کرام کا مطالبہ یہ تھا کہ ان سے غلیظہ وقت درآقصاں ہے۔ لیکن غلیظہ وقت
حضرت علی المرتضیٰ نے بطور سیاست کچھ تاخیر بہتر سمجھی۔ دونوں طرف سے اختلاف
وینے ہو گیا۔ حتیٰ کہ جنگ جمل اور صفین اور پھر وفد الجندل کے فیصلہ پر عدم اتفاق کی وجہ سے
باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اگر قتل عثمان غنی نہ ہوتا۔ تو یہ اختلاف بھی رونما نہ ہوتا۔ اور نہ ہی باہم
مناکرہ و مقابلہ کی فضا قائم ہوتی۔ ان تمام خرابیوں اور نقصانات کی ابتدا قاتلان عثمان
بنے۔ اس لیے بعد میں اختلاف کی بجائے چڑھنے والے معاہدہ ذابغین انہیں کے کاتے
پڑیں گے۔ ذکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے قاتل قرار پائیں گے۔ ان حالات میں
محدث ہزاروی و غیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو مورد الزام ٹھہرانا اور قاتلان عثمان
سے چشم پوشی کرنا ناجائز و ناجائز نہیں۔ اگر دیکھا جاسکتا ہے۔ امیر معاویہ سیدہ عائشہ صدیقہ
طلحہ اور زبیر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمالات جو سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دئے
انہیں پیش نظر رکھ کر اور محدث ہزاروی کے ”تبرکات“ کو دیکھیں۔ تو معاملہ الٹ ہی نظر آئے گا
اللہ تعالیٰ تعصب کی پٹی اُٹار کر حق دیکھنے اور سمجھنے کی حریت عطا کرے۔ آمین

الزام نمبر ۱۵

امیر معاویہؓ نے محمد بن ابی بکر کو کھولتے ہوئے

تیل میں ڈال دیا

دین اسلام سے پہلے بائبل معاویہ نے افضل الامحاب مدین اکبر کے حافظ قرآن
ملت فرزند محمد بن ابی بکر والی معرکہ قتل کر کے گھر کی کھال میں تیل ڈال کر جلوا دیا۔ اور قرآن
پاک میں ایک مومن کے قتل کرنے والے کا قطعی حکم ہے جو مومن کو عموماً قتل کرے فَجَزَاءُ
حَبْلٍ مِّنْ حَبْلِ آدَمَ اَوْ حَبْلٍ مِّنْ حَبْلِ الْوَقْدِ وَاعْتَدَ لَهُ عَذَابًا
عَظِيمًا ۝۹۳۔

قرآن کے ہر جہنم سے ہمیشہ اسے اس میں رہنا ہو گا۔ اور اس پر اللہ کا غضب
ہے۔ اور لعنت اللہ کی اور اس نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔
توبہ ہے کہ تم اس نے ذیہ پڑھتے ہیں۔ اور نہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ایمان لاتے
ہیں۔

فائدہ ۱۵

یہ قرآن مومن کے قتل کی سزا ہے۔ اور معاویہ نے ایک لاکھ ستر ہزار مومن کا خا
ہما جہنم قتل کیے اور کرائے۔ اس پر جو قرآن نے رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں صاف معلوم ہوا
کہ ایسے باطل قاتل المومنین پر رضی اللہ عنہ پڑھنا قرآن کے ساتھ مخالفت اور کج رجحانات

ہے۔ اور اس کے متعلق جن لوگوں نے یہ کہہ کر متحفظ کر دیئے ہیں کہ معاویہ کے متعلق ہم قرآن و سنت
اور رسول کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے۔ علماء و مشائخ کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کے ہم مسلک
تھانے کا فروغ دینا و ترویج ہو گئے۔ ایسا کہنے کرنے میں انہوں نے رسول اللہؐ کو گالی دی۔
اور مرتد ہو گئے۔ زبان کی امامت جائزہ و سرس و تدریس۔ ان کی حکومت کے خلاف ہو گئی۔
دکتاب الفراج ذہب سنی حنفی اور جہان کا ساتھ دے وہ بھی انہی کے حکم میں ہے۔
وَمَنْ يَسْتَوْفِ الْمَوْتُ مِنْكُمْ فَلَا يَنْفَعُهُ وَلَا يَنْفَعُهُ وَلَا يَنْفَعُهُ وَلَا يَنْفَعُهُ وَلَا يَنْفَعُهُ
فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الْمَوْتِ مَعَ الْمُتَقَرِّبِينَ إِلَى اللَّهِ حَتَّى تَحْصِيَ الْحَرْمِ صَوَامِ مِمْتَدِ
ان قاتلوں نے اللہ رسول کا فیصلہ ناقابل تسلیم کیا۔ اور میرا قدر کا فیصلہ تسلیم کیا۔ (ایم حماد نواز
میانوالی۔ ایم اللہ تہ۔ ایم ظہور الحق)

جواب اول

الزام ۱۵ کی روح و ماحول یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے والدین
محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا اگر گھر کی کھال میں ڈال کر جلوا دیا تھا۔ اس قتل ناحق کی وجہ سے قرآن حکیم
کے ارشاد کے مطابق ابدی جہنم ہو گئے۔ یہ ایک قتل نہیں بلکہ ہزاروں ایسے قتل کرنے پر
لوگ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مگر شرات نہیں ہے واقعہ قتل کئی ایک کتابوں میں موجود ہے لیکن
محض کسی کتاب میں کسی واقعہ کے درج ہونے سے اس کی صحت نہیں ہو جایا کرتی کیونکہ
تاریخی واقعات میں بہت سے ایسے واقعات درج ہیں جو تحقیق کے میدان میں صحیح نہیں
ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حافظ ابن کثیر ایسا اعلیٰ پایا کا ناقد واقعات کو بلا لکھنے کے بعد یہ لکھنے پر
مجبور ہو گیا۔ کہ یہاں سے یہ واقعات صرف اس لیے لکھے۔ کہ نہ طبری میں موجود تھے حالانکہ
مجھے ان سے اتفاق نہیں اب مذکورہ واقعہ قتل کی طرف آئیے۔ مختلف کتابوں میں صرف اقر
مذکور ہے۔ لیکن سند کا نام و نشان نہیں۔ ہاں صاحب طبری نے اس کی سند ذکر کی ہے
سندی کسی واقعہ کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کیا کرتی ہے۔ طبری کی سند میں سب پہلا

محمد بن ابی بکر کو عثمان غنی کے قتل کے بارے میں قتل کیا گیا

عثمان غنی کی شہادت کی مختصر خاکہ

روایت سے اول : طبقات ابن سعد
قال أخبرنا محمد بن عمر حشد ثنی
عبد الرحمن بن عبد العزيز عن عبد الرحمن
بن محمد بن عبد الله بن محمد بن أبي بكر قسور
علي عثمان من داير عمرو بن حزم و عطاء كدانة
بن بشر بن عتاب وسودان بن حمران و عمرو
بن الحمق قو حشد في عثمان عند امرائهم نائلم
و هو يقرأ في المصحف سورة البقرة فنقده هم
محمد بن أبي بكر فأخذ يلحونه فنقده هم عثمان فقال فقد
أخبرك الله يا لعشيل فقال عثمان لست بتعشيل
و لكن سيدي الله و أمير المؤمنين فقال محمد ما
أعطى عليك معاوية و فلان و فلان فقال عثمان

يا ابن أبي دح عنك لعيتي فما كان أباك ليقيص علي
فقبضت عليه فقال محمد ما
أشد من قبضتي علي لعيتك فقال عثمان استنصر الله
عليك و استعين بهم فخرطعن جبينه يوم شقص في يده
و رقع مكانة ابن بشير بن عتاب مشاقص كانت في
يدهم فوجاء بها في أصل أذن عثمان فمضت حتى دخلت
في حلقه فخرعلاء بالسيف حتى قتله.

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۳۷ باب ذکر قتل عثمان
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ : راوی بیان کرتے ہیں کہ مروان حرم کے گھر سے دیوار چادر کھینچ کر
ابن بکر، حضرت عثمان کے گھر داخل ہوئے۔ اور ان کے ساتھ کنز بن بشر
بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحکم تین آدمی اور بھی تھے۔ جب
داخل ہوئے تو حضرت عثمان کو دیکھا۔ کہ وہ اپنے اہلیہ نائلہ کے پاس بیٹھے
قرآن کریم سے سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان حلو آوروں میں
سے محمد بن ابی بکر اگے بڑھا اور جناب عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور
کہنے لگا۔ اے لعشیل! اشد تجھے رسوا کرے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ میں
نفس نہیں ہوں بکہ اندک بندہ اور مومن کا امیر ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر بولا
اے عثمان! تمہیں معاویہ فلاں فلاں نے کیا فائدہ دیا۔ حضرت عثمان بولے
برادر داد سے! میری داڑھی چھوڑ دے۔ یہ جرات تو تیرا باپ ابو بکر بھی
دکھ سکتا تھا جس کا مظاہرہ آج تو نے کیا۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ داڑھی پکڑنے
سے تو کہیں بڑھ کر ایک کام کرنے کا ارادہ ہے۔ (یعنی قتل کرنے کا) حضرت عثمان

سے استغفر اللہ کہی۔ اور اس سے طلبِ روکی۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر نے
 ہاتھ میں پتھر لے کر قنسی سے عثمان غنی کی پیشانی زدنی کر دی۔ اور کناز بن بشیر نے
 ان تینوں سے آپ کو زخمی کرنا شروع کر دیا۔ جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ آپ
 کے کانوں کی جڑ پر زخم لگائے۔ جو ملنے لگے۔ پھر تلوار لے کر آپ
 پر حملہ آور ہوا۔ پھر اس وقت چھوڑا جب آپ قتل رشید ہو گئے۔

روایت دوم البدایہ والنہایہ،

وَرَوَى الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرٍ أَنَّ عَثْمَانَ لَمَّا عَزِمَ عَلَى
 أَهْلِ الدَّارِ فَأُلِيَ خُصْرَافٍ وَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُ سِوَى
 أَهْلِهِ تَسْتَوُّوْا عَلَيْهِ الدَّارَ وَأَخْرَجُوا الْبَابَ وَخَلُّوا
 عَلَيْهِ وَلَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْمَحَابِيَةِ وَلَا ابْنَايَهُمَا
 مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَبْنَعُهُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى
 خَشِيَ عَلَيْهِ وَصَاحَ الْفِرَّةُ فَانْرَعَرُوا وَخَرَجُوا وَدَخَلَ
 مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَكْفُؤُ أَثَرَهُ فَذَقِلَ حَكَمَتَانِ
 فَذَاقَ قَاتَلَ عَلَى آقِي دِينَ أَنْتَ يَا لَمُتْشَلُّهُ قَالَ عَلِيٌّ
 دِينُ الْإِسْلَامِ وَلَسْتُ بِمُعْتَلٍ وَالْحَقُّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
 حَقَّقَ عَلَيْهِ رِكَابُ اللَّهِ فَقَالَ كِتَابُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ
 حَتَّمْتُ إِلَيْهِ وَأَخَذَ بِلِيْعَتَيْهِ وَقَالَ إِنْ قَالَا يُقْبَلُ
 مِنَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ فَعُولَ رَبَّنَا نَا أَطْعَمَنَا سَادَتَنَا
 وَكَبَّرَنَا نَا فَاسْتَوْنَا السَّيْلَةَ وَفَضَّلَنَا بِسِيْدِهِ مِنْ
 الْبَيْتِ إِلَى بَيْتِ الدَّارِ وَهُوَ يَقُولُ يَا ابْنَ إِيْحَى مَا كَانَ

أَيُّوْكَانَ لِيَا حُذِّ بِلِيْعَتَيْهِ

البدایہ والنہایہ جلد ۱ ص ۱۸۵ ذکر صفۃ قتله
 رضی اللہ عنہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: حافظ ابن عساکر نے روایت بیان کی۔ کہ جب حضرت عثمان
 نے اپنے گھر رہنے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ کے ساتھ صرف آپ کی
 اہلیہ رہ گئی۔ تو کچھ لوگ دیوار بھانڈ کر آپ کے گھر داخل ہوئے۔ دروازے
 بلا دیئے۔ ان حملہ آوروں میں صحابہ کرام اور ان کی اولاد میں سے مسوا محمد
 بن ابی بکر کے اور کئی نہ تھا۔ پھر ان حملہ آوروں میں سے بعض نے آپ
 کو اتنا زد و کوب کیا۔ کہ آپ پر زنی طاری ہو گئی۔ عورتوں نے شور
 مچایا۔ جس پر یہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں محمد بن ابی بکر آیا۔ اس کا خیال
 تھا کہ عثمان غنی فوت ہو چکے ہوں گے۔ لیکن ابھی انہیں انا قد تھا کہنے
 لگا۔ اسے نکل! تم کس دین پر ہو؟ فرمایا دین اسلام پر ہوں۔ میں نکلش
 نہیں ہوں۔ بلکہ مومنوں کا امیر ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ تم بے کتابا
 کو تبدیل کر دیا ہے۔ فرمایا اللہ کی کتاب میرے اور تمہارے درمیان
 ہے۔ (یعنی اس بات کا فیصلہ اللہ کے سپرد) یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے
 اسے براہِ کر عثمان غنی کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہنے لگا۔ کہ اگر کل قیامت
 کو ہم یہ کہیں۔ اے اللہ! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت
 کی انہوں نے ہمیں مراستقیم سے بہکا دیا۔ تو ہمارا یہ بہانہ ہرگز قبول نہ
 کیا جائے گا۔ پھر اس نے آپ کو کمرے سے نکال کر حویلی کے دروازے
 تک گھسیٹا۔ اس دوران عثمان غنی یہ کہہ رہے تھے۔ بیٹھے اترا باپ
 ابی میری داڑھی پکڑنے کی جرات نہ کرنا اگر زندہ ہوتا)

روایت سوم: ازالۃ الخفاء

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي تَلْفِ عَشْرٍ حَتَّى
إِنَّمَا إِلَى عَثْمَانَ فَآخِذٌ يُلْحِقُهُ فَقَالَ بِيَدِي
سَمِعْتُ وَفَعَّ أَصْرًا مَاءً وَقَالَ مَا أَخَذْتُ عَنْكَ مَتَابِعَةً
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَخَذْتُ عَنْكَ ابْنَ عَامِرٍ مَا أَخَذْتُ عَنْكَ
كُتُبَكَ فَقَالَ أَرْسِلْ لِي لِيُعَيِّنِي يَا ابْنَ أَرْسِلْ لِي
لِيُعَيِّنِي يَا ابْنَ أَرْسِلْ لِي فَإِنَّهُ اسْتَعْدَّ لِي جَلَدًا مِنْ الْقَوْمِ
يُعَيِّنُهُمْ فَهَاجَمُوا إِلَيْهِ بِمِثْقَالِ عَسِيٍّ وَجَاءَهُ فِي رَأْسِهِ
كَاسُ بَنَدٍ قَالَ تَمَرٌ تَمَرٌ وَخَلُّوا عَلَيْهِ حَتَّى
قَتَلُوهُ.

(ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۲۶۱۔ ذکر شہادت عثمان
حنفی۔ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں سے ایک تھے۔ (جو عثمان غنی پر حملہ کرتے)
یہاں تک کہ جب محمد بن ابی بکر، حضرت عثمان غنی کے پاس پہنچا۔ تو
ان کی داڑھی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر ان کو خوب جھوٹا دیا کہ
کہ حضرت عثمان کے دانت آپس میں جکھنے لگے۔ اور محمد بن ابی بکر
نے کہا۔ اسے عثمان! اذ معاویہ تمہارے کوئی کام کیا اور نہ ابن عمر
اور نہ ہی تمہارے رفقاء کچھ کام آئے۔ یہ سن کر عثمان غنی نے کہا
بھئیے! میری داڑھی چھوڑو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے دیکھا

محمد بن بکر نے ایک مخصوص شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور اس نے تیلی
سے عثمان غنی پر حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ اور سر میں چھپا چھوڑا کر باہر گیا۔ پھر
دوسرے حملہ آور آئے۔ اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کو قتل کر دیا۔

روایت چہارم: الاستیعاب

وَكَانَ وَمِنْ حَضَرَ قَتْلَ عَثْمَانَ وَقِيلَ إِنَّهُ شَاقَ لَكَ
فِيهِ وَمِنْ وَكَانَ نَفَى جَمَاعَةً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْخَلِيفِ
أَخَاهُ شَارِكُ فِيهِ وَمِنْ وَكَانَ لِقَاءَ لَكَ عَثْمَانَ كَوْرًا كَ
الْبُرْكَ لَمْ يَزَعْ مِنْ هَذَا الْمَقَامِ مِنْكَ حَرَجٌ عَقْلُهُ وَتَرْكُهُ
قَتْلُهُ خَلَّ كَيْفَ مِنْ قَتْلِهِ وَقِيلَ إِنَّهُ أَشَارَ حَتَّى مَنْ كَتَبَ
مَعَهُ فَقَتَلُوهُ.

(الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ فی تمیذ الصعابة
جلد ۲ ص ۳۹ حروف المیم۔ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

محمد بن ابی بکر ان لوگوں میں سے ہے جو قتل عثمان کے وقت موجود تھے۔
اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ ان کی خورجی میں بھی شریک تھا۔ اہل علم وغیر
کی ایک جماعت کا کہنا ہے۔ کہ محمد بن ابی بکر عثمان غنی کے قتل کرنے میں
شریک تھا۔ اور جب حضرت عثمان غنی نے اسے یہ کہا۔ کہ اگر تیرا باپ
داہر بکر! آج تجھے اس حالت میں دیکھ پاتا تو وہ قطعاً غرض نہ ہوتا
یہ سن کر محمد بن ابی بکر وہاں سے نکل گیا۔ اور عثمان غنی کا پیچھا چھوڑ دیا

پھر وہ لوگ اندر آ گئے۔ جنہوں نے عثمان غنی کو شہید کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن ابی بکر کے اشارے پر لوگوں نے عثمان غنی کو قتل کیا۔

لہذا یہ فکریدہ

محمد بن ابی بکر کا قتل عثمان کے موقع پر موجود ہونا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا بلکہ اندر داخل ہونے کے بعد عثمان غنی کی داڑھی پکڑنے والا، انہیں نیشل کر کرنا اور کھانے والا، انہیں زخمی کرنے والا، اور ان کے قتل میں خوش ہونے والا یہ باتیں۔ تاریخ کی کتاب سے ثابت ہیں۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس نے ہنسر نفیس قتل کرنے میں حصہ لیا یا نہ لیا۔ لہذا قتل عثمان سے محمد بن ابی بکر کو بالکل بری ثابت کرنے والا کذاب ہے۔ اور ان افعال میں محمد بن ابی بکر کو یہ تصور اور غیر مرم قرار دینا پہلے درجے کی حماقت ہے۔ ایک طرف محمد بن ابی بکر کا تارکین کردار اور دوسری طرف امیر معاویہ کے متعلق یہ حقیقت کہ انہوں نے محمد بن ابی بکر کو زبردستی قتل کیا۔ اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور نہ ہی ترمین آمیز سلوک کیا۔ ان دونوں کرداروں کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر محمد بن ابی بکر کے بارے میں محدث ہزاروی کی زبان گنگ ہے، تو پھر امیر معاویہ کے بارے میں زیادہ خاموشی ہونی چاہیے تھی۔ اور اگر ایک اور پہلو دیکھا جائے تو بات اور بھی واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ وہ یہ کہ ایک طرف قتل ہونے والے عثمان غنی ہیں۔ اور دوسری طرف محمد بن ابی بکر ہے۔ عثمان غنی کے کردار کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ تاکہ ایسے حکیم کردار کے حامل شخص کے قتل میں شریک یا معاون اور گستاخ کی جرات کا پکا اندازہ ہو سکے۔

ۛ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْرَ

صحابہ کی نظر میں

ریاض النضرہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ أَشَيْتُ عُثْمَانَ وَ قَصَرَ
مَحْضُورًا اسْلَمَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ
أَفَلَا أَعَدَّكَ مَا آتَتْ اللَّيْلَةُ فِي الْمَنَامِ قُلْتُ بَلَى قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ النَّعْجَةِ
وَإِذَا خَوَّضَتْ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ حَضَرُوا نَكْ فَقُلْتُ نَعَمْ
فَقَالَ حَضَرُوا نَكْ فَقُلْتُ لَمْ يَمُرَّ قَدْ لِي بِذَلِكَ مِنْ مَا
فَشَرِّتُ حَسْبِي رَأَيْتُ قَائِمًا لِأَحَدٍ بَرْدًا بَيْنَ كَتِفَيْ
وَسَبِيْنِ شَدَّ يَدَيْهِ قَالَ إِنْ شِئْتُ كَسَرْتُ عَلَيْهِمُ وَاِنْ
شِئْتُ أَفْطَرْتُ عَنْهُمْ قَالُوا فَاهْتَمَزْتُ أَنْتَ
أَفْطَرْتَ عَنْهُمْ فَقِيلَ فِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجَ الْوَالِخِيرِ
الْعَاكِ الْقَزْوِينِي رِيَاضُ النَّضْرِ جُلْد سَوْم ص ۷۷ ذَكَرَ

رَوَى النَّبِيُّ - مطبعة بيروت طبع جدید

توجہ کیا، عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ میں عثمان غنی کے پاس حاضر ہوا۔ جب آپ کا مہارو کیا گیا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اخی فرمایا۔ پھر فرمایا: کیا میں تجھے آج رات کا خواب نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور۔ فرمائے گئے۔ رات میں نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کمرہ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے تمہیں محصور کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: پیاس لگی ہے۔ میں نے عرض کیا: جی حضور! آپ نے پانی کا ایک ڈول میری طرف بڑھایا میں نے پیا۔ یہاں تک کہ سیلاب ہو گیا۔ اس کے پینے کے بعد میں اب تک اپنے کندھوں اور پستان کے درمیان ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد آپ نے فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کروں! اور اگر تمہاری خواہش ہو کہ روزہ ہمارے ہاں اگر افطار کرو۔ میں نے عرض کیا حضور! میں یہی پسند کرتا ہوں۔ کہ روزہ آپ کے ہاں اگر افطار کروں۔ اس خواب کے بعد عثمان غنی کو اسی دن شہید کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ مَسْلُومٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهَبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي حَلَفَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكِنْدِيِّ قَالَ كَانَ عُمُتَانِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْخُمُوعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنِّي قَتَلْتُ النَّاسَ تَمَتُّتُ عُمَتَانِ الْمَنِيَّةَ لَعَدَّ نُسُكُكُمْ حَيْثُ قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثَنَا

أَصْلَحَكَ اللَّهُ فَلَمَّا عَلَيَّ مَا يَقُولُ النَّاسُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي هَذِهِ أَقَالَ إِنَّكَ شَاهِدٌ فِيمَا الْجُمُوعَةُ۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۵۵، ذکر قتل عثمان مطبوعہ بیروت طبع جدید)

توجہ کیا: ابعدت اسناد اکثر بن الصلت کنندی بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان غنی کو شہید کیا گیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن آپ نے خواب دیکھا۔ بیدار ہوئے پر فرمایا: اگر لوگوں کی طرف سے اس قول کا مجھے فخر نہ ہوتا۔ کہ عثمان غنی قتل ہونا چاہتا تو میں نہیں خواب بیان کر دیتا۔ ہم نے عرض کیا۔ اللہ آپ کا جھٹلا کرے۔ بیان کر دیجئے۔ ہم ایسی باتیں نہیں کرتے والے جو دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ اس پر عثمان غنی نے کہا۔ میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے۔ اے عثمان! تو جمعہ میں ہمارے ساتھ حاضر شریک ہو جا۔ دینی جمعہ کے وقت میری شہادت ہو چکی ہو گی۔

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَانُ بْنُ سَلَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَهَبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حَقِيْبَةَ عَنْ أَبِي حَلَفَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ الْكِنْدِيِّ قَالَ كَانَ عُمُتَانِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ الْخُمُوعَةُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ قَالَ لَوْلَا أَنِّي قَتَلْتُ النَّاسَ تَمَتُّتُ عُمَتَانِ الْمَنِيَّةَ لَعَدَّ نُسُكُكُمْ حَيْثُ قَالَ قُلْنَا وَحَدَّثَنَا

أَقْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ أَوْ عَلَانَا الْإِسْكَ كَقَطْرِ عِنْدَنَا
الَّيْلَةَ -

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۵، ذکر فضل عثمان
(مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عثمان غنی کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ عثمان غنی سو کر اُٹھے۔ نوکھنے لگے۔ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یا امیر المؤمنین! کہنے لگے میں نے خواب میں رسول اللہ، ابو بکر اور عمر کو دیکھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ آج رات افطار ہمارے پاس کرنی ہوگی۔ یا فرمایا۔ کہ تم آج افطار ہمارے پاس کرو گے۔

انالة الخفاء:

عن ابن عمر رضي الله عنه ان عثمان اصبح كعدت
فقال افي رايك النبي صلى الله عليه وسلم في المنام
الليلة فقال يا عثمان اقطر عندنا فاصبح
عثمان صائما قتيلا من يومه رضي الله عنه اعرجه
الحاكم. وعن ابن عباس قال كنت قاعدا عند النبي
صلى الله عليه وسلم سلسرا اذا قبل عثمان بن عفان رضي الله عنه
فلما د في وجهه قال يا عثمان تقتل وانت تسوء
البشرة فتكع قطرة من دملك على فسيكفيناكهم الله
يفيطك أهل المشرق وأهل المغرب وتشفع
في عهدي ربيعة ومضر وشعبه يوم القيامة

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فخرہ - ازالۃ الخفا ج ۴ ص ۲۵۳-۲۵۴ مولانا قلی محمد چغتوی

ترجمہ ۱۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی صبح اُٹھے۔ اور بیان فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے عثمان! آج ہمارے اس افطار کرنا۔ صبح عثمان غنی نے روزہ رکھ لیا۔ اور پھر اسی دن آپ قتل کر دیئے گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ اچانک عثمان بن عفان اُٹھکے۔ جب او قریب آ گئے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ اے عثمان! تو تلاوت کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اور تیرے خون کے قطرے سورۃ البقرہ کی آیت **كَفَيْكُمْ اللَّهُ** پر گر گئے۔ اہل مشرق و اہل مغرب تم پر رشک کریں گے۔ ربیعہ اور منقر کے الزام کی تردید برابر تیری شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے۔ اور تو قیامت کے دن ہر ذلیل پر امیر المؤمنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔

الخروج الحاكم

خلاصہ،

ذکرہ حوالہ بات سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور و محبوب تھی۔ اور ان کی شہادت واصل بارگاہ رسالت میں ماضی کے مترادف تھی۔ مغرب و مشرق میں ان کی شہادت اپنا مثال آپ تھی۔ اسی منصب کی وجہ سے بے شمار لوگ ان کی شفاعت کی وجہ سے جنت جائیں گے۔ ایسے فضائل و مناقب کے ہوتے ہوئے ان کا قتل کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اور ان کے قاتل کو قی معمولی مجرم نہ تھے یہ تو حق ان کے قتل ہونے سے پہلے کے کچھ واقعات اب چند ایسے اقوال

میں نے شام میں ساطہ ہزار بزرگ حضرات دیکھے جو عثمان غنی کی قمیص کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ وہ قمیص دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر رکھی ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ نے کہا۔ وہ مجھ سے بھلا یہ مطالبہ تعاص کیوں کرتے ہیں۔ کیا میں ان کے معاملہ میں عثمان کی طرح پریشان نہ ہوا تھا۔ پھر دعا مانگتے ہوئے کہا۔ اے اللہ! میں عثمان غنی کے خون سے تیری بارگاہ میں برکت کرتا ہوں۔

۴: سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن سعيد بن زيد قال لو أن أحدنا قُتل ليُقتل عثمان لكان محققاً أن يُقتل

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۱۸ ذکر استعظام محمد قتله مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: سعید بن زید کہتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کی بد اعمالی پر اُمید پڑ ان کی پیٹھ پر آپڑے۔ تو بجا ہے۔ جنہوں نے عثمان غنی کے قتل میں شرکت کی۔

۵: طاؤس رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن طاؤس رضي الله عنه قال له رجل ما آيت

أحدًا أجرا على الله من قتلي قال إنك لم ترقنا بين عثمان - أخرجه البخاري.

ترجمہ: طاؤس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا۔ میں نے فلاں آدمی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر حرارت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ تو نے حضرت عثمان غنی کے قاتل نہ دیکھے۔ (وہ حرارت میں اس لٹاں سے کہیں بڑے ہوئے تھے)

۶: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

ریاض النضرہ:

عن عبد الله بن سلام قال لقد فرّج الناس على أنفسهم بقتل عثمان باباً ومُنْذِرَ لا يُلْقَى حَتْفُهُمْ إلى قيام الساعة.

ریاض النضرہ جلد سوم ص ۱۷ ذکر استعظام محمد قتله مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی کو قتل کر کے (لوگوں نے قیامت تک کے لیے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول دیا۔ جو کبھی بند نہ ہو گا۔

۷: حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ

ازالة الخفاء:

روى عن حماد بن سلمة أنه كان يقول كان عثمان

أَفْضَلُهُمْ مِثْلَهُ يَوْمَ وَكَانَ يَوْمَ قَتْلِهِ أَفْضَلَ مِنْهُ يَوْمَ وَكَثْرَةٍ.

ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۳۴۸ مطبوعہ آرام باغ (کراچی)

ترجمہ: محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عثمان غنیؓ ان لوگوں میں افضل تھے جن میں سے آپؐ کو قلعہ بنا لیا۔ اور جس دن انہیں قتل کر دیا۔ اس دن وہ اور بھی زیادہ افضل تھے

اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قتل عثمان کا معاملہ

ازالۃ الخفاء،

وَمِنْ أَقْوَالِ الشَّيْخِ السُّجَّيْدِ السُّجَّيْدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى أَنَّهُ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ رَأَيْتُمْ أَبَارِئَةَ فِي مَنْامِيٍّ مَجْبَرًا رَأَيْتُمُ التَّوْبَةَ تَعَالَى هُوَ قَدْ خَرَّضَهُمْ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ يَوْمَئِذٍ فَاتَمَّتْ مِنْ قَوْلَائِمِ الْعُرْشِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَخَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَشْكَبِ رَسُولِ اللَّهِ تَفَرُّجًا مَقْصُورًا خَضَعَ يَدَهُ عَلَى مَشْكَبِ أَبِي بَكْرٍ تَفَرُّجًا عَثْمَانُ فَكَانَ بَيْنَهُمُ رَأْسُهُ فَقَالَ سَلِّ عِبَادَكَ فِيْمَ قَتَلْتَنِي فَأَلْقَسَبَ مِنَ السَّمَاءِ مِثْرًا بَابًا مِنْ دَمٍ فِي الْأَرْضِ قَالَ فَتَسِيلُ

لِعَلِّي إِلَّا تَرَى مَا يَحْدُثُ بِوَالْحَسَنِ قَالَ يُحْدِثُ بِمَا رَأَى وَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مِنْ دَارِ عَثْمَانَ جَرِيحًا

(۱- ازالۃ الخفاء جلد ۴ ص ۳۵۷ تا ۳۵۸ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

(۲- ریاض النضرہ جزء ثالث ص ۷۷)

ترجمہ: بزرگ و محترم جناب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول ابو علیؓ کی روایت کے مطابق یوں ہے کہ آپؓ نے ایک دفعہ دوران خطبہ کہا۔ لوگو! میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ وہ یہ کہ میں نے عرش پر رب کریمؐ کو دیکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور عرش کے تنوں میں سے ایک کے قریب قیام فرمایا۔ برابر بڑھتی آئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ بعد میں عمر بن الخطابؓ نے اگر ابو بکرؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔ اس کے بعد عثمان غنیؓ تشریف لائے۔ اور ان کا سر ان کے ہاتھوں میں تھا عرض کرنے لگے۔ اے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھئے کہ انہوں نے مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ پھر زمین کی طرف آسمان سے غن کے دو پر نالے بہہ نکلے۔ اس قول کے بعد کسی نے حضرت علیؓ کے ہاتھوں پر انہوں سے پوچھا۔ کیا آپؓ کو اپنے بیٹے حسنؓ کی اس بات کا علم ہے؟ فرمایا اس نے جو کچھ دیکھا بیان کر دیا ہے۔ ماکم نے بروایت قتادہؓ ایک شخص سے بیان کیا۔ کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو جناب عثمانؓ کے گھر سے نکلے دیکھا۔ آپؓ اس وقت زخمی تھے۔

قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں
ریاض النضرۃ

وَعَنْ قَنَسِ بْنِ عُبَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُمْتَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَلِيٌّ يَوْمَ قَتْلِ عُمْتَانَ وَاسْتَكْرَتْ لَفْسِي وَجَارَتْ فِي الْبَيْتَةِ فَقُلْتُ أَلَا أَسْتَعِي مِنْ اللَّهِ أَنْ أَبَا يَحْ قَتَلَ مَا قَتَلْتُمْ أَرْحَلًا قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَلَا أَسْتَعِي مِنْ اللَّهِ وَمَنْ قَتَلْتَنِي مِنْهُ الْمَلِيكََةَ وَإِنِّي لَا أَسْتَعِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَبَا يَحْ وَعُمْتَانِ قَتِيلٌ فِي الْأَرْضِ لَمْ يُدْ كُنْ بَعْدُ قَالَ صَرَفْتُ أَحْلَمًا دِينَ رَجَعَ النَّاسُ يُسْأَلُونَ الْبَيْعَةَ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي مَنِيْعٌ وَمَا أَقْدَمَ عَلَيْهِ لَوْ جَاءَتْ عَزِيْزَةُ قَبَا يَمُتُ قَالَ فَقَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ كُنَّا مَعَكَ قَلْبِي وَقُلْتُ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِيْ حَتَّى تَرْضَى.

خریجہ ابن السمنان فی المواقفۃ وَالْخَبَرِی
فی الاربعین۔

ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۶۱

مذبح جہش: قنیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے جنگ جمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا۔ اے اللہ! میں تیرے سامنے دم عثمان سے بیزار ہوں گا اور کرتا ہوں۔ جس دن عثمان کو قتل کیا گیا میری عقل اڑ گئی تھی اور میری روح بے چین ہو گئی تھی۔ لوگ میرے پاس آئے تاکہ بیعت کریں۔ میں نے انہیں کہا۔ کیا مجھے اللہ سے شرم نہیں آتی کہ ایسی قوم کی بیعت کروں جنہوں نے ایک ایسے شخص کو قتل کروایا۔ کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کیا میں اس سے شرم نہ کروں۔ جس سے فرشتے بھی بیزار کرتے ہیں۔ اور میں (علی) اس بات سے شرماتا ہوں کہ ایک طرف عثمان غنی زمین پر قتل ہو کر پڑے ہوئے ہوں۔ اور دوسری طرف یہ بیعت پینا شروع کر دوں۔ پھر لوگ واپس چلے گئے۔ جب عثمان غنی کو دفن کر دیا گیا۔ تو لوگوں نے پھر بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ! جو کچھ میں کرنے والا ہوں۔ اس سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ پھر جب تنہا ہو گئی۔ تو میں نے ان لوگوں سے بیعت لے لی۔ پھر لوگوں نے مجھے امیر المؤمنین کہا۔ تو عثمان غنی کی یاد کی وجہ سے یہ لفظ سن کر میرا دل کانپ اٹھا۔ اور اللہ سے میں نے دعا مانگی۔ اے اللہ! مجھ سے اپنی رضا کے مطابق کام لے۔ یہ واقعہ ابن السمنان نے موافقہ میں اور جنزی نے اربعین میں نقل کیا ہے۔

ملحوظ فکریں:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو امور سامنے آتے ہیں۔ ان کو دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب اور اس کی تائید حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تائید اور خود کو اپنے رب کے حضور قتل عثمان سے

براست اور اس پر قلی مدبر کا اظہار وہ شواہد ہیں کہ شہادت عثمان کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، اب اس واقعہ میں محمد بن ابی بکر کا طوط ہونا کوئی اختلاقی امر نہیں، لیکن عرش بزار وئی، اس کے ذہن باطنی میں اس عظیم واقعہ نے ایک بھی کردار نہ لی، اور حضرت امیر معاویہ پر اعتراض کرنے کے لیے محمد بن ابی بکر کا طوطا رہنا بار بار ہے۔ حضرت عثمان غنی کے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ کی حقیقت اور اصلیت اگر جاننا چاہتے ہو تو پھر کوشش عثمان غنی کا مطالعہ کریں، تاکہ اس آئینہ میں شہادت عثمان کی عظمت کا انداز آجائے۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت

شان پرچند احادیث

عثمان غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متقی رفیق

ریاض النضرہ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ
يَوْمَ خُيْبَرَ وَكَوُنَا نَحْنُ حَتَّى نَرَى قَيْسَ بْنَ
رَافِعٍ رَجُلًا قَرَأَتْ عُثْمَانُ فَكَشَرَتْ مِنَ الْعَوَظَةِ
الَّتِي سَلَّى مَقَامَ حَبْرَاءَ نِيلَ عَلَى النَّابِ وَقَالَ

يَطْلَعَةُ أَشْهَدُكَ اللَّهُ أَشْهَدُكَ يَوْمَ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَكَذَا
لَتَيْنِ مَعًا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ خَيْرٌ مِنِّي وَخَيْرُكَ
قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا طَلْحَةُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنِّي شَيْءٌ إِلَّا وَ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ
وَفِيكَ هَذَا الْحَقُّ وَإِنَّ عُثْمَانَ يَغِيثُنِي رَحْمَتِي
فِي الْجَنَّةِ قَالَ طَلْحَةُ اللَّهُمَّ نَعَمْ لَمْ أَصْرِفْ
خُرْجِيهِ أَحَدًا۔

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۲۶ مطبوعہ بیروت)

(طبع جدید)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جس
دن عثمان غنی کا محاصرہ کیا گیا، وہاں گیا، اتنے آدمی تھے کہ اگر کوئی
پتھر پھینکتا، تو وہ نیچے زمین پر گرنے کی بجائے کسی دیکھی کے سر پر
پڑتا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کھڑکی
سے جھانکا، جو کہ مقام جبریل سے ملی ہوئی ہے۔ اور کہا۔ اے طلحہ تجھے
اللہ کی قسم ولا تا ہوں۔ کیا تجھے وہ دن یاد نہیں، جب میں اور تود و زون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میں تھے۔ اور فلاں فلاں جگہ پر چلے
دولوں کے سوا کوئی اور آپ کا صحابی نہ تھا؟ جناب طلحہ کہتے ہیں۔
میں نے کہا یہ درست ہے۔ پھر بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا تھا۔ اے طلحہ! اللہ کے ہر ایک پیغمبر کے ساتھ اس کے صحابہ
میں سے ایک ساتھی مژدہ جنت میں رفیق ہوگا۔ اور یہ شک عثمان

جنت میں میرا رفیق ہے کیا حضور نے یہ نہ فرمایا تھا؟) جناب ظہر کہتے ہیں۔
بخدا! ہاں۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔

رسول اللہ نے فرمایا عثمان غنی کا جنازہ فرشتے

پڑھیں گے

ریاض النضرہ:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَيْدَمٌ يَمُوتُ عَنْثَمَانٌ قُصِّلِي عَلَيَّ مَلِكَةُ السَّمَاءِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنْثَمَانٌ مَنْ هِيَ أُمُّ الْفَأْسِ عَامِرُكَ قَالَ عَنْثَمَانٌ مَنْ هِيَ رُحْبَةُ الْحَافِظِ الدَّمَشَقِيِّ (رياض النضره جلد سوم ص ۲۰ تا ۳۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے یہ سنا۔ جس دن عثمان غنی کا انتقال ہوگا۔ اس پر آسمانی فرشتے نازل پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ غامض عثمان کے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ فرمایا بالخصوص عثمان کے لیے ہے۔

قیامت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا

حساب و کتاب نہ ہوگا

ریاض النضرہ:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ (البوہی) قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَنْتَ يَا عَلِيُّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ آيُنَ عُثْمَانَ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ عُثْمَانَ حَاجَةً سِرًّا فَقَصَّاهَا سِرًّا فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ لَا يُحَاسَبَ عُثْمَانُ - خَرَجَهُ الْحَافِظُ

بن بشران - (ریاض النضرہ جلد ۱ ص ۱۷۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید) ترجمہ کیا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کس سے پہلے کس کا حساب و کتاب ہوگا؟ فرمایا ابو بکر صدیق کا۔ میں نے پوچھا پھر ان کے بعد کس کا؟ فرمایا عمر بن خطاب کا۔ پوچھا پھر کس کا؟ فرمایا۔ اے علی تیرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عثمان کہاں ہوں گے؟ فرمایا۔ میں نے عثمان سے خفیہ ایک کام کہا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر وہ کر دیا۔ تو

میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اے اللہ! عثمان کا حساب و کتاب نہ لینا۔ لہذا آج عثمان کے حساب و کتاب کی ضرورت نہیں!

عثمان غنی کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخی جنتی ہو جائیں گے

ریاض النضرۃ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ لِيَشْفَعَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِمَّنْ أَلْفَاظُوا الْقَارِ - (ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار دوزخ کے قریب ہوگی۔ اس سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ جن پر دوزخ واجب ہو چکی تھی۔

ۛ

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنتی شادی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

ریاض النضرۃ

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فِيكَ لَيْلَتِي حَيْثُ أَتَا بِرَسُولِ اللَّهِ فِي مَنَاجِي وَهُوَ عَلَى بَرْدُونَ أَهْجَبَ يَسْتَعِجِلُ وَمَعْلُو حَلَّةٌ مِنْ دُوبٍ وَبَيْدٍ قَضِيَّتْ مِنْ نُورٍ وَعَلَيْهِ كَمَلَانِ بِرَأْسِ كَمَامٍ نُورٍ فَتَلَّتْ لَهُ يَأْتِي أَتَتْ وَأَبْنَى يَارَسُولَ اللَّهِ تَعَدُّ طَلَانِ شَرِيفٍ إِلَيْكَ فَقَالَ إِنِّي مُبَادِرٌ لِأَنْ حُثِمَاتٍ تَصَدَّقِي يَا لَمَبِ رَاحِلَةٍ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ كَلَبَهَا مِثْلَهُ وَزَوَّجَهَا بِهَا حَرُوسًا فِي الْجَنَّةِ وَأَيُّ ذَا هِبَتٍ إِلَى حَرْبٍ عِثْمَانٍ - (خرجہ الملاء فی سیرتہم)

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۴۴)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ ایک اعلیٰ نسل کے گھوڑے پر جلدی میں تھے۔ آپ نے اس وقت نوری پوشاک پہن رکھی تھی ہاتھ میں زور کی لاشی اور پاؤں میں نعلین کہ جن کے کسے زور کے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ایسے آپ کے شوق دیدار

کی بڑی خدمت سے طلب تھی۔ فرمانے لگے۔ مجھے جلدی ہے۔ کیرت عثمان نے ایک ہزار سواری کا مدد کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا ہے۔ اور عثمان کو جنت میں ایک دوہین عطا فرمائی ہے۔ مجھے جلدی سے اس کی شادی میں شرکت کرنا ہے۔

اہل بیت کی خدمت کرنے پر حضرت عثمان کے لیے حضور علیہ السلام کا رات بھر دعا فرماتا

ریاض النضرۃ

وَمَا وَرَدَ عَنْ دَعَائِهِ لِعُثْمَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَكَثَ أَنْ مَحَمَّدٌ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ شَيْئًا حَتَّى تَضَاهَتْ أَصْبَابُنَا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا فَقَعْتُ مِنْ آيِنِ إِنْ لَمْ يَأْتِنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ حَتَّى يَدُوكَ فَتَرْضَا وَخَرَجَ مُسْتَعِجًا يُصَلِّيْ مَعَنَا مَرَّةً وَهَلُنَا مَرَّةً يَدُ عَدَا قَالَتْ فَأَقْبَلَ عُثْمَانُ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَاسْتَأْذَنَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَجِيبَهُ ثُمَّ قُلْتُ مَرَّ تَجَلَّى مِنْ مَكَائِبِ الصَّحَابَةِ لَعَنَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهُ سَاقَهُ إِلَيْنَا لِيَجْرِيَ عَنِ يَدَيْهِ خَيْرًا فَادْعُمْنِي لَهُ فَقَالَ يَا أُمِّ أَيْنِ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا بُنَيَّ مَا كَيْفَ قَالَ مُحَمَّدٌ مِنْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ شَيْئًا فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَعَسِّرًا مَأْمُورَ الْبَطْنِ حَتَّى خَبَرْتُهُ بِمَا قَالَ لَهَا وَبِمَا رَدَّتْ قَالَتْ فَبَكَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَقَالَ مَقَمًا لِلدُّنْيَا شَرٌّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كُنْتَ بِحَقِيقَةٍ أَنْ يَكُونَ بِكَ يَعْزِي هَذَا شَرٌّ لَا تَذْكُرِي يَتِي لِي وَلِعَبْدِ الرَّحْمَنِ تَنْعَوْتُ وَلَتَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ فِي نَفْسِي أَنِّي مِنْ مَكَائِبِ النَّاسِ ثُمَّ خَرَجَ فَبَعَثَ إِلَيْنَا بِأَحْمَالٍ مِنَ الدَّقِيقِ وَأَحْمَالٍ مِنَ الْخِطَلِ وَأَحْمَالٍ مِنَ التَّمْرِ وَبَعَثَ دُخَانًا وَبَقْلًا مَائَةً وَدُخَانًا فِي صُرٍّ وَثُمَّ قَالَ هَذَا يُبْطِئُ عَلَيْكُمْ ثُمَّ بَعَثَ بِغُبُرٍ وَشَرَابٍ كَثِيرٍ فَقَالَ كُفُّوا أَنْتُمْ وَاصْبِرُوا بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ أَطَسَ عَلَيَّ أَنْ لَا يَكُونَ وَثَلْ هَذَا إِلَّا لَمَلَمَةً قَالَتْ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ أَصَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ أَفَكَ إِيَّاهُ خَرَجْتُ تَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ كَلِمْتُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يُؤْذَكَ عَنْ سَرَائِدِ قَالَ فَمَا أَصَبْتُمْ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا أَحْصِلْ بَعِيرٌ حِنْطَةً وَكَذَا دَقِيقًا وَكَذَا وَكَذَا أَحْصِلْ بَعِيرٌ حِنْطَةً وَكَذَا

وَكَذَٰلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ أَجْمَعِينَ وَأَوْفِيكُمْ صُورَةً
وَمَثَلُ خَالِدٍ ابْنِ الْوَلِيدِ الَّذِي كَانَ فِي غَزَاةٍ مِنْهُ
خَالِدٌ مِنْ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَاتِلٌ وَبِكَيْ وَذَكَرَ الدُّنْيَا
بِمَكَّتٍ وَآخِزَ عَلَى أَنْ لَا يَحْضُرُونَ وَمَثَلُ هَذَا إِلَّا كَلِمَتُهُ
قَالَتْ فَلَمْ يَجْلِسِ النَّبِيُّ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى الْمَعْبِدِ
وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ فَدِّ رَضِيَتْ عَنْ
عَثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ فَلَا تَمَرَاتٍ - خَرَجَ الْحَافِظُ
الْبِقَالِ سَمِ الدَّ مَشَقَّقِي فِي الْأَرْبَعِينَ -

ردیاض النضرۃ جلد سوم ص ۲۸ تا ۲۹

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کے ارے میں جو دعائیں
فرمائیں۔ ان میں ایک کا واقعہ ٹوں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو چاروں سے کھانے کے
لیے کچھ بھی نہ ملا تھا۔ حتیٰ کہ گھر کے بچے بیک رہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے عائشہ! کیا کسی کی طرف سے کچھ انتظام
ہوا ہے۔ عرض کرتے گئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دے تو پھر کہاں سے آئے
گاہ۔ پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اور پریشانی کے عالم میں مکمل کھڑے ہوئے
کبھی یہاں اور کبھی وہاں نماز ادا فرماتے۔ اور کبھی دعائیں مشغول ہو جاتے
فرماتی ہیں۔ کہ دن ڈھلے عثمان غنی تشریف لائے۔ اور عبادت طلب
کی۔ مجھے خیال آیا کہ میں ان سے چھپ چھپ جاؤں۔ لیکن پھر دل میں آیا
کہ یہ مالدار صحابی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارے ہاں
اس لیے بھیجا ہو۔ کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی بھلائی ظاہر فرماتا ہو۔ پوچھا

اسے والدہ محمد اسحق صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا۔ بیٹے!
ہم حضور کے گھر والوں نے چاروں سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ اتنے میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی حالت متغیر تھی۔ مائی صاحبہ
رضی اللہ عنہا نے گفتگو سے انکار کیا۔ فرماتی ہیں۔ کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
رو پڑے۔ اور کہنے لگے۔ اے دنیا! تجھے بربادی ہو۔ پھر عرض کیا۔ اے
اور محترم! آپ جب بھی ایسے حالات سے دوچار ہوں۔ تو ہم مالدار
صحابہ کو اطلاع کر دینی چاہیے۔ میں ہوں عبدالرحمن بن عوف ہیں ثابت بن
قیس ہیں۔ کسی کی طرف پیغام بھیج دیا کریں۔ یہ کہ عثمان غنی وہاں سے گھر
آگئے۔ اور آٹا، گندم اور کھجوروں کے کئی اونٹ لاکر ہمارے ہاں بھیجے
ملا وہ انہی چھلکا اتری بہت سی اشیاء کے ساتھ تین سو درہم بھی بھیجے
پھر کہا۔ جلدی میں یہ تمہاری خدمت ہو سکی۔ پھر بھٹنا ہمارا گشت اور روٹیاں
کثیر تعداد میں بھیجیں۔ اور عرض کیا۔ خود کھاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف
لانے تک ان کے لیے بھی تیار رکھو۔ پھر بکا وعدہ کیا۔ کہ جب بھی
ایسی حالت ان پر آئے تو مجھے اطلاع کرنا ہوگی۔ فرماتی ہیں۔ پھر
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور پوچھا۔ اے
عائشہ! کیا میرے جانے کے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ
آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے
تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ
کا سوال رد نہیں کرتا۔ پوچھا۔ اچھا تو پھر کیا کچھ ملا ہے؟ میں نے عرض
کیا۔ کہ آٹا، گندم اور کھجوروں کے بھرے اونٹ اور تین سو درہم روٹیاں
اور بھٹنا ہوا گوشت وغیرہ بوجھا کس نے دیا ہے؟ میں نے کہا عثمان بن عفان

فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روپڑے۔ اور دنیا کی بربادی اور عیسیٰ کا ذکر کیا۔ اور قسم دوائی کہ آئندہ ایسی حالت کی اطلاع عثمان غنی کو کیا کریں گے ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی قدموں والی مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ بند کرتے ہوئے دعا مانگی۔ اے اللہ! عثمان سے میں راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہ دعائیہ کلمات آپ نے نبی مرثیہ ارشاد فرمائے۔ (اس سے واضح کہ حافظ ابراہیم القاسم دمشق نے اربعین میں نقل کیا ہے)

ریاض النضرۃ

عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی اللیل لما ان طلع النجبر یدعو لعثمان بن عفان یقول اللہم عثر عثمان رضیت عنہ فارض عنہ..... قال ابو سعید حذر آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را فعا ید یاء یدعو لعثمان یقول یا رب رضیت عن عثمان فارض عنہ فمما ذال را فعا ید یاء یدعو حتی طلع النجبر۔ (ریاض النضرۃ)

جلد سوم ص ۲۸

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع رات سے طوع فربک عثمان غنی کے حق میں یہ دعا فرماتے ہوئے دیکھا۔ اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ یہی ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اٹھا اٹھا کر عثمان غنی کے لیے یہ دعا مانگتے دیکھا اور صبح تک یہی

کیفیت رہی۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی راضی ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

زمین و آسمان کا نور ہیں

ریاض النضرۃ:

عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبک نعبد عثمان بن عفان قلنا علیہ السلام یا رسول اللہ قال نعم فقام فما تبسعتا دحتی اقی منزل عثمان فاستاذن فاذن له فدخل ودخلنا فوجد عثمان مکبوا علی وجہہ فقال ما لک یا عثمان لا ترفع رأسک فقال یا رسول اللہ انی استعین ینفخ من اللہ نکالی قال ولیردک قال اخاف ان یکون علی غضبان فقال لک لکی اکت حافر ینر رومیة و متجهز جیش العشرة والزاید فی مسجدی و یناول المال فی رضی اللہ تعالیٰ و رضائی ومن تستعینی و من ملائکة السماء هذا جبریل ینزل فی عین اللہ عز وجل ینزلک فمر آہل الیتام و یتیمہ سباح آہل الارض و آہل الجنة۔ (مخرجہ بالملاحہ)

(ریاض النضرۃ جلد سوم صفحہ نمبر ۲۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قرآن مجید، سہرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں فرمایا۔ اعلیٰ کو عثمان غنی کی بیماری پرسی کریں۔ ہم نے عرض کیا کیا وہ بیمار ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے ہم بھی چل پڑے۔ جب عثمان غنی کے گھر تشریف لائے۔ تو اندر آنے کی آپ نے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ اور ہم اندر داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ عثمان غنی منہ کے بل اندر سے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ عثمان! تمہیں کیا ہوا؟ سر کیوں نہیں اٹھاتے؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔ فرمایا۔ وہ کیوں؟ کہا اس خوف سے کہ وہ کہیں مجھ پر ناخوش نہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کیا تو بزرگ و مرد و منامی کنوڑاں کا کھودنے والا، جلدی سے تیار ہونے والے لشکر اسلام کا ساز و سامان ہتیا کرنے والا، میری مسجد کو وصیت دینے والا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور میری رضا میں اپنا مال خرچ کرنے والا نہیں ہے؟ اور کیا تو وہ نہیں ہے کہ جس سے آسمانی فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دیکھو اعلیٰ جبریل نے اگر مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے کہ تو عثمان! آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ ہے۔

بزرگ و مرد کا مختصر واقعہ:

جب مدینہ منورہ میں منکر مکرمہ سے ہجرت کرنے والے تشریف لائے تو مدینہ میں پانی کی قلت تھی۔ کہو نمک بنی غفار کے ایک آدمی کی ملکیت میں ایک کنوڑاں تھا۔ جسے بزرگ و مرد کہا جاتا تھا۔ وہ اس کا پانی قیمتی فروخت کر کے اپنے گھر کے اخراجات پر دے کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا

کہ کنوڑاں دسے کہ جنت لے لو۔ لیکن اس نے معذرت کی۔ بعد میں عثمان غنی نے ۲۵۰۰۰ ہزار درہم قیمت دے کر وہ خریدا اور فی سبیل اللہ وقف کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ حضور! جو آپ نے اس کنوڑی کے ایک سے وعدہ فرمایا تھا۔ وہ میرے ساتھ بھی ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرے لیے بھی وعدہ ہے۔ اور جنت تجھ پر واجب ہو چکی۔

جیش عسرت کے لیے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

غزوہ تبوک کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی خاطر صحابہ کرام کو ترغیب دلائی۔ تو عثمان غنی نے اس کے جواب میں ایک سو اونٹ ساز و سامان سے لے کر دسے پیش کیے۔ دوبارہ ترغیب پر عثمان غنی نے پھرتے ہی اونٹ بعد ساز و سامان مقرر کر دیئے۔ آپ پر دیکھ کر سب سے پیچھے تشریف فرما ہوئے۔ اور اعلان فرمایا۔ کہ عثمان! آج کے بعد تم کوئی بھی عمل کرو۔ وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے گا۔ ابو ہریرہ کی روایت کے مطابق عثمان کی طرف سے پیش کیے جانے والے اونٹوں کی تعداد سب اڑتے نو سو بتائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پچاس گھوڑے بھی ساتھ کر دیئے۔ جناب قتادہ کی روایت کے مطابق عثمان غنی نے ایک ہزار صحابہ کی اونٹوں پر اور ستر گھوڑوں پر جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔

توسیع مسجد نبوی:

مسجد کی توسیع پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم دے کر یہ سودا کر لیا۔ مسجد بیت اللہ کی توسیع کے لیے جب ایک

مکان کو اس میں شامل کرنے کا وقت آیا۔ تو ایک مکان نے وقت میں دینے سے معذوری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد عثمان غنی نے دس ہزار عطا کر کے مکان خرید لیا اور پھر اسے مسجد الحرام میں شامل کر دیا۔

عثمان غنی کی دس خصوصیات

ریاض النضرۃ:

عن ابی بشار الذہبی قال سمعت عثمان بن عفان یقول لقد اُختبأت رقی عشر ارقی لرایع ان بعه فی الاسلام و جئت حبیب العسرة و جمعت القرآن علی عبد رسول اللہ و اتممت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل بیتہ ثم توفیت قر و حبیبی الاخری و ما تلتیت ہما تلتیت و ما و کھنت یدوی الیمنی علی فرجی ثم ذبا یعت رسول اللہ و ما مرث فی جمعة الا و انا اعیفی فیہا رقبۃ ان لا تکن عندی کاعیتہما بعة فایک ولا ر کیت فی الثباہلیۃ ولا فی الاسلام ولا سرقت حرجہ العاکمی۔

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۲)

ترجمہ: ابی بشار الذہبی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس خصوصیات سے مخصوص فرمایا ہے ۱۔ وہ میں جو تھا مسلمان ہوں۔ ۲۔ جیشِ عمرو کی تیاری کرنے والا ہوں

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ پاک میں قرآن کریم جمع کرنے والا ہوں۔

۴۔ اپنے صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بیٹی کا امین مقرر فرمایا۔ (یعنی میرے نکاح میں دی۔) جب ان کا انتقال ہوا تو دوسری عطا فرمائی۔

۵۔ میں نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

۶۔ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۷۔ کبھی دایاں ہاتھ بیعت کرنے کے بعد شرمگاہ پر نہیں رکھا۔

۸۔ کبھی جمعہ ایسا ذکر را کہ غلام آزاد نہ کروں۔ اگر اس دن نہ ہو مگر تو پھر دوسرے دن آزاد کر دیتا۔

۹۔ جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا۔

۱۰۔ اور کبھی چوری نہیں کی۔

خلاصہ کلام:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا خصوصیات جیسا کہ ظاہر ہے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اعلانِ میں سے ہر ایک خصوصیت ایسی ہے۔ جو پوری دنیا اور مانیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ذوالنورین کا خطاب کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ جس خلیفہ راشد کی صفات اس قدر عظیم ہوں۔ اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس سے ملی ہوں۔ ان پر حملہ کرنے والے کب تعریف کے قابل ہو سکتے ہیں۔ دو محدث ہزاروی، کا انداز تو ملاحظہ ہو۔ کہ جو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ہے۔ اسے افضل الامحاب، حافظ قرآن و سنت و غیرہ کے القاب دیئے جا رہے

ہیں۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف جناب عثمان غنی کے بارے میں ایک تعریفی نظر بھی رہا ہے۔ اس سے قارئین کرام آپ اندازہ لگائیں۔ کیا یہی رویہ ایک مسلمان کی شایان شان ہے؟

چند حوالہ جات حضرات محابروائے اہل بیت کے بھی ملاحظہ ہو جائیں کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلین کے بارے میں کن خیالات کا اظہار فرمایا

+

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ضحابہ کرام و ائمة اہلیت کی نظر میں

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوزخی ہیں۔

حضرت حذیفہ

ازالة الخفاء

وَمِنْ أَهْلِ الْأَصْحَابِ سَيِّرَ رَسُولِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بَنُ
الْيَمَانِ مَا أَخْبَرَنِيهِ أَجْدُ بَكْرٍ عَنْ بَنِي بَكْرٍ
قَالَ أَتَيْنَا حَدَّثَنَا حِينَ سَارَ الْمَصْرِيَّةُ
إِلَى حُثُمَانَ فَقُلْنَا إِنَّ هُوَ لَا يَفْقَهُ سَارَ وَإِلَى مَذَا
الرَّجُلِ فَمَا قَتَلُوا قَالَ يَشْكُرُكَ وَاللَّهِ قَالَ
قُلْنَا فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي الْبَيْتِ وَاللَّهِ قَالَ قُلْنَا
أَيْنَ قَتَلْتَهُ قَالَ فِي النَّارِ وَاللَّهِ -

۱۔ ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۲۵۸ تا ۲۵۹ مطبوعہ

آرام باغ کراچی

۲۔ ریاض النضر جلد سوم ص ۸۰

نرسجھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اقرار میں سے ہے جسے جندب غیرت البرکے نے بیان کیا ہوا ہم حذیفہ بن یمان کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب مصفویٰ دگ عثمان غنی کو قتل کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ ہم نے پوچھا۔ یہ لوگ حضرت عثمان کی طرف جا رہے ہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے ان کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا بخدا! یہ انہیں قتل کریں گے۔ ہم نے پوچھا۔ قتل کے بعد عثمان غنی کا تمہا کیا ہوگا؟ فرمایا خدا کی قسم! جنت میں ہم نے پھر پوچھا۔ ان کے قاتلوں کا ٹھکانہ کونسا ہوگا۔ فرمایا۔ بخدا! وہ جہنم میں ہیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر کو عثمان غنی کے قتل پر خوش ہونے کی وجہ سے ڈانٹ پلائی

الزلة الخفاء:

وَمِنْ طَرِيقِ الْحَاطِبِ بْنِ حَبَشَةَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَدٍ عَنْ أَبِيهِ فِي قِصَّةِ طَلْحَةَ قَالَ مَعْمَدُ بْنُ حَاطِبٍ هُكِمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا قَدْ دُمْنَا الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ سَائِلُونَ نَاعَنَ عُثْمَانَ نَعْمًا وَكَثُرَ لِي فِيهِ قَالَ فَاتَّخَذْتُمْ عَمَارَ بْنَ يَاسِرٍ وَمَعْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَتَلَا مَا قَاتَلَا فَقَالَ لَعَمْرَا

عَلَى يَاعَمَارُ يَا مَعْمَدُ فَقُولَا إِنَّ عُثْمَانَ إِسْتَأْذَرَ وَأَمَّا الْأَمْرَةُ وَعَاقِبَتُهُمُ وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُمُ الْعُقُوبَةَ وَتَسْتَعِدُّونَ عَلَى حَاكِمٍ عَدَلٍ يَعْصِيكُمْ بَيْنَكُمْ وَنَحْنُ قَالَ يَا مَعْمَدُ بْنُ حَاطِبٍ إِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ وَسُئِلْتَ عَنْ عُثْمَانَ فَقُلْ كَانَتْ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ أَهْمُوا أَكْثَرَ النَّاسِ وَأَمَّا أَكْثَرُ النَّاسِ أَكْثَرُوا وَاللَّهُ يَحِبُّ الْمُحْسِنِينَ وَعَلَى اللَّهِ فَلَْيَشْرُ كُلَّ الْمُؤْمِنُونَ :

(ان الزلة الخفاء جلد چہارم ص ۳۵۷ ۳۵۸ مطبوعہ مکمل)

ترجمہ: عمار بن محمد بن ابی بکر سے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ سے عرض کیا حضور! ہم لوگ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ اور لوگ ہم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں گے۔ تو انہیں ہم کیا جواب دیں گے۔ یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر ہریشان ہوئے۔ اور جو کہنا چاہا کہہا۔ ان دونوں کو حضرت علی المرتضیٰ نے کہا۔ تم دونوں کہتے ہو کہ عثمان غنی نے ایڑوں کو ترجیع دی اور بری حکومت کی۔ اور اس پر تم نے انہیں ستایا۔ خدا کی قسم! تم نے ان کے ساتھ بڑا سلوک کیا۔ عنقریب تمہیں ایک حاکم مادل کے سامنے جانا ہوگا۔ جو تمہارے امین درست فیصلہ کرے گا۔ پھر فرمایا۔ اے محمد بن حاطب! جب تم مدینہ منورہ پہنچو اور لوگ تم سے عثمان غنی کے بارے میں پوچھیں۔ تو کہنا۔ خدا کی قسم! وہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جو ایمان لائے۔ پھر تقویٰ کی راہ پر چلے اور ایمان میں پختہ ہوئے۔ پھر یہ ہنر گاری میں کمال پر پہنچے اور احسان

کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ
پر ہی مومنین کو توکل کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں عثمان غنیؓ سے ان کے قاتلوں کا نام پوچھیں گے

ریاض النضرۃ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى حَدَّثَنَا مُوْأَخَاتِمُ مَبِينٍ
أَصْحَابِهِمْ وَخِيُوهُ لَعَزَّ عَاثِمَانٌ وَقَالَ أَدُنْ يَا أَبَا
عَمْرٍو أَدُنْ يَا أَبَا عَمْرٍو وَكَلَمْ يَنْزِلَ يَدُ نُوْمِنَةٍ
حَسْبِيَ الصَّقِيُّ لَكُمْ بَرْكَتُهُمْ فَتَقَطَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ ثُمَّ قَطَّرَ إِلَى عَثْمَانَ وَكَانَتْ إِزْرَارُهُ مَعْلُومَةً
فَلَمَّا رَآهَا يَسْدُمُ ثُمَّ قَالَ أَجْمَعُ عِطْفِي رَدَّ إِلَيْكَ
عَلَى نَعْرِكَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لَكَ لَشَأْنًا نَافِيًا قُلُوبَ السَّمَاءِ
أَبَا عَمْرٍو وَتَبَرَّدَ عَلَى حَوْضِي وَأَوْدَ اجْهَكَ تَشْتَهَبُ
وَمَا قَدْ قُتِلَ مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا؟ فَتَقُولُ فَلَاكُ
وَقُلَاكُ رَدَّ إِلَيْكَ كُلُّ مُجَابِرٍ يُبِيلُ خَرَجَ هَذَا الْقَدْرُ
أَبُو الْغَيْثِ الْحَافِي.

دریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۸ ذکران له لشأننا فی

أهل السماء - مطبوعہ بیروت جدید

ترجیحاً،

زید بن ابی اوفی کہتے ہیں کہ موافقات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عثمان غنیؓ سے فرمایا میرے قریب آؤ، میرے قریب آؤ۔ وہ
اسنے قریب آگئے۔ کہ اپنے گھٹنے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
گھٹنوں کے ساتھ لاد دیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف
دیکھ کر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا۔ پھر عثمان غنیؓ کی طرف دیکھا۔ اس وقت
عثمان غنیؓ کی وہ پادرجوان کے جسم پر تھی کچھ ڈھیلی ہو چکی تھی۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر بڑی پادرجوان سے پھڑکا کر فرمایا۔
عثمان! پادرجوان کی دونوں طرف اپنے سینے پر سے گزارو۔ پھر فرمایا۔
اے عثمان! آسمان والوں میں تیری عظمت و شان کا بڑا چاہئے۔
تم حوض کوثر پر جب میرے پاس آؤ گے۔ تو تمہاری گردن کی
رگوں سے خون بہرے گا۔ تو میں تم سے پوچھوں گا۔ تمہارے
ساتھ یہ نعلین کس نے کیا ہے؟ تو تم فلاں فلاں کا نام لو گے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جبریل امین علیہ السلام کا کلام ہے۔
(اس قدر ان ظاہر الخیر ماکس نے ذکر کیے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنیؓ کے دشمن کا جنازہ
نہیں پڑھا۔

دریاض النضرۃ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَازُ

رَجُلٍ يُصَلِّيَ عَلَيْهَا قُلْتُ عَلَيْهِ قَبِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
رَأَيْتُكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبِيلٌ هَذَا قَالَ رَأَيْتُ
كَانَ يُبَغِّضُ عَثْمَانَ كَمَا بُغِّضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
خُرِجَ التِّرْمِذِيُّ وَخَلَعَهُ

(ریاض النضرۃ جلد سوم ص ۳۰)

قرآن مجید: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ لیکن آپ نے
اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ! اس سے قبل ہم نے
آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا؟ فرمایا: نہیں عثمان بنی سے
بغض رکھتا ہے۔ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا۔ (اس روایت
کو ترمذی اور بیہقی نے ذکر کیا ہے)

امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کے نام کی بجائے اسے

”یا فاسق“ کہتے تھے

طبقات ابن سعد:

قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكَلَابِيُّ قَالَ
أَخْبَرَنَا أَجْدُو الْأَشْجَبِ قَالَ أَخْبَرَنَا الْعَسَنُ قَالَ
لَقَدْ أَدْرَكْتُ بِالْعُقُوبَةِ يَمِينِي قَتْلَ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّاقٍ
قَالَ أَخْبَرَنَا الْفَاسِقُ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَجْدُو الْأَشْجَبِ
وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَسْتَعِيهِ بِأَسْمِهِ لَقَدْ كَانَ يَسْتَعِيهِ

الْفَاسِقُ قَالَ خَانِيَهُ فَجَعَلَ فِي جَوْفِ حِمَارٍ ذَرَّةً
أَخْبَرَنِي عَلَيْهِ -

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۳ ذکر ما قال اصحاب
رسول اللہ - مطبوعہ بیروت طبع جدید)

نہجہ: امام حسن کہتے ہیں کہ جب قاتلان عثمان بکڑے گئے۔ تو آپ نے
محمد بن ابی بکر کے بارے میں کہا۔ فاسق پڑا گیا۔ ابو الاشعث کہتے ہیں
کہ امام حسن رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کا نام نہیں لیا کرتے تھے۔ بلکہ فاسق
کہہ کر ان کا ذکر کرتے تھے۔ کہا جب اسے پکڑا گیا۔ تو پھر ایک مردہ
گڑھے کے پیٹ میں اسے رکھا گیا۔ اور بالآخر جلا دیا گیا۔

محمد بن ابی بکر کا بیٹا قاسم اپنے باپ کے قتل عثمان

کی وجہ سے اس کے لیے مغفرت کی دعا کیا کرتا تھا

ابن خلکان:

قَالَ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ مَا أَدْرَكْنَا أَحَدًا مُنْضِلًا
خَلَى الْقَاسِمُ بْنُ مَعْمَدٍ وَقَالَ مَا إِلَاكَ كَانَ الْقَاسِمُ
مِنْ قُتَمَارٍ هَذِهِ الْأَمَةُ وَقَالَ مَعْمَدُ بْنُ إِسْعَاقَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَاسِمِ بْنِ مَعْمَدٍ فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ
أَمْ سَالِمٌ فَقَالَ ذَاكَ مُبَارَكٌ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ
كِرَّةٌ أَنْ يَقُولَ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ وَيَكْذِبُ أَوْ يَقُولَ
أَنَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَيُزَكِّيَ كَذِبًا وَكَانَ أَلْتِ سِمِ أَعْلَمُهَا

وَكَانَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَقُولُ فِي سَبْعِينَ مِائَةً أَلْفًا مِائَةً
الْعَشِيرَةَ لَا يَدْرِي ذَنْبُهُ فِي عَثْمَانَ

(ابن خلکان جلد چہارم ص ۹۹ ذکر قاسم بن محمد
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں۔ میں کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جسے ہم قاسم بن
محمد پر فضیلت دے سکیں۔ امام اکبر کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد اس امت
کے فہماء میں سے تھا۔ محمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے
قاسم بن محمد سے پوچھا۔ آپ بڑے عالم ہیں یا عالم؟ کہنے لگے۔ وہ عالم
مبارک ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جناب قاسم نے یہ کہہ کر کوہ (عالم)
محمد سے زیادہ علم والا ہے جناب کیا تا کہ ان کو جھوٹا نہ کہا جاسکے اور
اپنے آپ کو بڑا عالم اس لیے نہ کہا۔ تا کہ کہیں تکبر نہ بن جائے۔ اور پھر
اپنے آپ کو اچھا کہنے کی کمزوری کا رونا نہ ہو جائے۔ حالانکہ ان دونوں
بزرگوں میں درحقیقت جناب قاسم بن محمد زیادہ عالم تھے۔ یہی قاسم
بن محمد سجدے کی حالت کہا کرتے۔ اے اللہ! میرے باپ کا وہ
گناہ معاف کر دے۔ جو عثمان غنی کے بارے میں ہے۔

قاتلان عثمان پر علی المرتضیٰ کی لعنت

ریاض النضرہ:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ يَوْمَ الْيَوْمِ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ فِي السَّيْلِ وَالْجَبَلِ

وَعَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ تَلَعَنُ قَتْلَةَ

عَثْمَانَ فَزَعَّ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ بِهِمَا وَجْهَهُ
فَقَالَ آتَا لَعْنُ قَتْلَةَ عَثْمَانَ لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي السَّيْلِ
وَالْجَبَلِ مِثْرَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى جَعَلَهُمَا ابْنُ السَّيِّدِ
وُخْرِجَ اثْنَانِ الْحَاكِمِي.

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۷۹ مطبوعہ بیروت طبع
جدید)

ترجمہ: محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جبکہ جبل
کے دن حضرت عثمان غنی کے قاتلوں پر لعنت بھیجی۔ اور کہا۔ قاتلان عثمان
پر پہاڑوں اور ہموار زمین ہر جگہ لعنت ہو۔ یہی محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ طبرستان پہنچی کہ سیدۃ عالمہ رضی اللہ عنہا،
قاتلان عثمان پر لعنت بھیجتی ہیں۔ تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے
تک بند کر کے فرمایا۔ میں بھی عثمان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔
اللہ ان پر اونچی اونچی جگہ ہر مقام پر لعنت بھیجے۔ ان دونوں دواؤں
کے ابن اسحاق نے اور حروف آخری کو ماکہ نے ذکر کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے قاتلوں پر لعنت کی

ریاض النضرہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّوَادِ قَالَ حَدَّثَنِي

رَحْبِلٌ كَانَ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فِي الْحَمَامِ قَالَ
خَرَجَ الْحَسَنُ يَدُهُ عَلَى الْحَاظِطِ وَقَالَ
لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَقَالَ الرَّحْبِلُ
إِذَا لَمْ يَزْهَبُوا عَنْ عَلِيٍّ قَتَلَهُ قَالَ قَتَلَهُ
الَّذِي قَتَلَهُ لَعَنَ اللَّهُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ أَخْرَجَهُ
ابن السمان-

(ریاض النضرہ جلد سوم ص ۸۰)

ترجمہ:

میداد بن رواد کہتا ہے کہ مجھے اس آدمی نے بیان کیا کہ جو امام حسن
کے ساتھ حمام میں تھا۔ وہ یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہاں پر ہاتھ رکھ
کہا۔ اللہ قاتلان عثمان پر لعنت بھیجے۔ اس آدمی نے کہا۔ لوگوں کا
خیال ہے کہ عثمان غنی کو حضرت علی المرتضیٰ نے قتل کیا ہے۔ کہا
انہیں جس نے قتل کیا۔ اس نے کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عثمان غنی رضی اللہ
عنه کے قاتلوں پر لعنت ہو۔ (اس کو ابن السمان نے ذکر کیا ہے)

قاتلان عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے
حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا

ریاض النضرہ:

عَنْ يَمِينِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي
أَوْ عَمْرَأِي قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجَمَلِ

نَادَى عَلِيٌّ فِي النَّاسِ لَا تَرْمُوا دَسْلِمَ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ دَسْلِمٍ
وَلَا تَقْرَبُوا يَالَ تَسْتِيفٍ وَلَا تَبْدُوهُمْ بِقَتَالِ يَكْمُوكُمْ
بِاللُّطْفِ وَقَالَ إِنَّ لِمَا يُؤْمَرُ مِنْ أَفْلَحٍ قَيْدِ أَفْلَحٍ
يَوْمَ الْيَوْمِ قَالَ فَتَرَاهُمْ أَفْلَحًا عَلَى ذَلِكَ حَتَّى آتَاكَ
حَدُّ الْعَدُوِّ ثَمَّ إِنَّ الشَّرَّ قَادُوا بِأَجْمَعِهِمْ يَا
ثَارَةَ عُثْمَانَ قَالَ يَا ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ إِمَّا مَنَا وَمَعَهُ
الْبَوَاءُ فَنَادَاهُ عَلِيٌّ يَا ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ مَا يَفْعَلُونَ قَالَ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَفْعَلُونَ يَا ثَارَةَ عُثْمَانَ قَالَ
فَرَفَعَ عَلِيٌّ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَلْبَسْ قَتْلَةَ عُثْمَانَ
الْيَوْمَ يَوْجُفَ هَيْبَتِهِ..... خَرَجَ الْعَسَلِيُّنَ السُّطَّانُ
وَابْنُ السَّمَانِ فِي الْمَرْفَعَةِ -

(ریاض النضرہ جلد سوم صفحہ نمبر ۷۹)

ترجمہ: یمن بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چلنے
بتایا کہ جنگِ جمل کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بلند آواز
سے اعلان کیا کہ کسی کو نہ تیرا رو، نہ کسی پر سیزہ چلاؤ اور نہ ہی تلوار سے
کسی پر وار کرو۔ اور نہ لڑائی میں پہل کرو۔ اپنے مقابل سے بڑی آدمی
سے بات کرو۔ اور کہا کہ آج کے دن جو کامیاب ہو وہ کل قیامت
کو بھی کامیاب ہوگا۔ آپ کے اس اعلان پر لوگوں نے موافقت
کی۔ یہاں تک کہ ہم لڑائی بند کر چکے تھے کہ کچھ لوگوں کی یکہ دل آواز
آئی۔ "عثمان کا بدلہ" راوی کہتے ہیں کہ ابن حنفیہ ہمارے امام تھے
اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے

حضرت عثمان غنی کے قتل میں شرکت کرنے والوں کا حشر اور انجام

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں مختلف اشخاص نے مختلف کردار ادا کیے۔ اور خدا کا کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی دنیا میں بھی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ کیونکہ خود عثمان غنی کی شہادت ایک درس عبرت تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی دکھانا چاہتا تھا۔ کہ یہ قتل نہ ناسخ ہو گا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی کہ اس واقعہ کے رونما ہونے پر حضراتِ صحابہ کرام نے اللہ کے حضور دعا کی مانگی تھیں۔ جو اس نے قبول فرمائی۔ جلیل القدر صحابہ کی مانگی گئی دعائیں اور ان کی قبولیت پر ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

جلیل القدر صحابہ کرام کی قاتلان عثمان پر بددعائیں

اور ان کی قبولیت

البدایۃ والنہایۃ:

وَلَمَّا بَلَغَ زَيْدٌ مَقْتُلَ عُثْمَانَ وَكَانَ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ إِنَّا بِنَهُ وَإِنَّا إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ثُمَّ تَرَعَمَ عَلَى عُثْمَانَ وَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ قَدْ هَرَبُوا قَالَ

تَبَا لَهْمُ شَرَّ تَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْعَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ قَرِصِيَّةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ وَبَلَغَ عَلِيًّا قَتْلَهُ وَتَرَعَمَ عَلَيْهِ وَسَمِعَ يَنْدِمُ الَّذِينَ قَتَلُوهُ فَتَلَا قَوْلَهُ تَعَالَى كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ أُوحِ الْفُرْقَانُ فَرَّكَ قَالَ إِنِّي بِرِئِّي مُنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَلَمَّا بَلَغَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَتْلَ عُثْمَانَ اسْتَفْهَمَ لَهُ وَتَرَعَمَ عَلَيْهِ وَتَلَا فِي حَقِّ الَّذِينَ قَتَلُوهُ قَوْلَ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحَسِبُونَ أَنَّ هُمُ يُخْسِلُونَ صُنْعًا ثُمَّ قَالَ سَعْدُ اللَّهُمَّ أَلَيْعَهُمْ ثُمَّ خَذَ هُمُ وَقَدْ أَقْسَمَ بِغَضَبِ السَّلَافِ بِاللَّهِ أَنَّهُ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَّا مَقْتُولًا رَوَاهُ ابْنُ جَبْرِ وَفِي هَذَا يَتَّبِقُ أَنَّ يَكُونُ لَوْحُورٍ (مِنْهَا) دَعْوَةٌ تَعْبُدُ الْمُسْتَجَابَةَ لَمَّا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى جَنَ.

(البدایۃ والنہایۃ جلد ہفتم ص ۱۸۹ ذکر قتل عثمان

رضی اللہ عنہ۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

جب حضرت زبیرؓ عثمان غنی کے قتل کا اطلاع ملا۔ آپ اس وقت

دینہ میں تھے۔ تو یہ خبر سن کر اُنّا اَللّٰہُ رَیْعُوْنَ کہا۔ پھر حضرت عثمان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگی۔ اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ قاتلانِ عثمان اپنے کیے پر نادم ہیں۔ تو فرمایا۔ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَا یَنْظُرُونَ الخ وہ صرف ایک پیچ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں اگر دلوچ ہے۔ اور وہ اس وقت باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ اور جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کے قتل کی خبر کی اطلاع ملی انہوں نے بھی اُن کے لیے رحمت کی دعا مانگی۔ پھر جب قاتلوں کی ندامت کا پتہ چلا۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ان کی مثل شیطان کی سی ہے جب وہ کسی آدمی کو کہہ کر کفر و ایلٹا ہے۔ تو پھر اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے۔ میں رب العالمین کا خوف کرتا ہوں اور جب قتل عثمان کی خبر حضرت سعد بن وقاص کو ملی۔ تو انہوں نے ان کے لیے استغفار کیا۔ اور دعائے رحمت کی۔ اور قاتلوں کے لئے میں یہ آیات پڑھیں۔ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ نقصان میں پہنچانے والے لوگ نہ بتاؤں؟ وہ لوگ جنہوں نے دنیوی زندگی میں اپنی کوشش مرن کر دی۔ اور وہ سمجھتے رہے کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ پھر حضرت سعد نے یوں کہا! اے اللہ! قاتلانِ عثمان کو پشیمان کر۔ پھر ان کی گرفت فرالین میں سے بعض نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں میں ہر ایک قتل ہو کر مرا۔ یہ ہدایت ابن جریر نے ذکر کی ہے اور یہ انجام چند وجوہ کا بنا پر ہر ناہی چاہیے تھا۔ ایک وجہ یہ کہ حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کی ہر دعا تھی۔ وہ اللہ نے قبول فرمائی۔ کیونکہ حضرت سعد مستجاب الدعوات تھے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ بعض کا کہنا ہے۔ کہ ان قاتلوں میں سے جو بھی مرا وہ جنوں کی حالت میں مرا۔

عثمان غنی کے قتل میں شریک عمرو بن بدیل خزاعی اور نجیبی کا انجام

ازالة الخفاء

قَالَ قَدْ خَلَّ عَلَيْهِ أَكْبُو عَمْرُو بْنُ بَدِيلِ الْخَزَاعِي وَالتَّجِيبِي قَالَ قَطَعْتُهُ أَحَدَهُمَا يَمِشُّ لِقَاصٍ فِي أَوْدَاجِهِمْ وَغَلَاةِ الْأَخْطَرِ الْيَتِيمِ كَقَوْلِهِ قَتَرْنَا طَلَقُوا هَرَّابًا يَسِيرُونَ يَا لَيْلٍ وَ يَكْتُمُونَ يَا لَكِبَارِ حَتَّى أَشْرَابِلَدَّ أَبَيْنَ مِرْصَرًا لَشَامَ قَالَتْ فَكَيْتَمُوا فِي غَارٍ قَالَ فَجَاءَ يَنْطِطِي مِنْ تِلْكَ الْبَلَادِ مَعَهُ جَمَارٌ قَالَ فَخَلَّ يَبَانٌ فِي مِئْخَرِ الْجَمَارِ قَالَ فَتَفَرَّحَتِي وَخَلَّ عَلَيْهِمُ الْغَارُ وَطَلَبَتْ صَاحِبَتُهُ قَرَأَ هُمْ فَأُطْلِقَ إِلَى عَامِلٍ مَعَاوِيَةَ قَالَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَخَذَهُ هُوَ مَعَاوِيَةَ فَضَرِبَ أَعْنَاقَهُمْ۔

ازالة الخفاء جلد چہارم ص ۲۷۰ حال شہادت عثمان

مطبوعہ آرام باغ کراچی

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھرا بوعمر و بدیل بن علی

اور تجسبی داخل ہوئے۔ ان دونوں میں سے ایک نے ایک چوڑی بھال کی برہمی سے عثمان غنی کی گردن کی رگوں پر ضرب لگائی۔ اور دوسرے نے تلوار سے حملہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں قتل کر کے بھاگ چکے۔ دن کو چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مصر و شام کے درمیان واقع ایک شہر میں آگئے۔ یہاں اگر ایک غار میں چھپ گئے۔ ایک نبطی آیا۔ جو اسی ملاقات کا تھا اس کے ساتھ ایک گدھا بھی تھا اتفاق سے اس گدھے کی نتھنوں میں مکھیاں گھس گئیں۔ گھبراہٹ میں بھاگتے ہوئے وہ گدھا اسی غار میں جا گھسا۔ اس کا ایک اس کی ملاکش میں تھا۔ جب وہ غار میں پہنچا تو اس نے ان دونوں مجرموں کو وہاں پایا۔ تو ان کی اطلاع امیر معاویہ کے گورز کو دی۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے امیر معاویہ کے گورز کے پاس لایا گیا۔ اور پھر ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

توضیح:

ابو عمرو بن بدیل اور تجسبی کے حالات حوالہ مذکورہ میں درج ہوئے۔ ذرا ان پر غور کیا جائے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا کے ان فائدہ پیش نظر رکھے جائیں۔ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کا تلافی عثمان کے بارے میں سن و عن قبول فرمائی۔ قاتل تو بہت بھاگے اور جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن بالآخر پھڑسے گئے۔ اور قتل کر دیے گئے۔

۴

کنانہ بن بشیر سودان بن حمران اور عمرو بن حنظل کا کردار

طبقات ابن سعد،

قال عبد الرحمن بن عبد العزيز طسمت ابن ابي عون يقول ضرب كنانة بن بشر جبينة و مقدم را اسم بعمره حد يد فخر لجنبه و ضرب به سودان بن حمران المرادي بعد ما اختر لجنبه فقتله و اما عمرو بن حنظل فوثب على عثمان فجلس على صدره و به رمق فطعننه فشق طعنات وقال اما ثلاث منهن فاني طعننتهن لله و اما سب فاني طعننت اياهن لما كان في صدرى عليه قال و تعبنا ما محمد بن عمر قال حدثني زبير بن عبد الله عن جدته قال لما ضرب به بالمشاقص قال عثمان بسم الله توكلت على الله و اذ الله بك على اللعينة يقطر و المصعق بين يديه فأتى على شدة الایسر و هو يقرل سبعان الله العظيم و ضرب به جميعا ضربة واحدة فضر به و الله باي ضر يحيى الليل في ركعة و يصل الرحم و يطعم الملهف و يحصل العكس فرحم الله (طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۴ ذکر قتل عثمان و لہر و بیروت طبع جدید)

وہ کہہ رہے تھے۔ کہ کعب بن بشر نے عثمان غنی کے ہاتھ اور سر کے اگلے حصہ پر ایک لپٹ کے ڈنڈے سے ضرب لگائی۔ ابن ابی عمیر پہلو کے بل گر پڑے۔ اور سودان بن حمران نے پہلو کے بل گرنے کے بعد مارا جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ عمر بن حنی عثمان غنی پر چھوٹا۔ اور آپ کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اس وقت آپ کے کچھ ہی سانس باقی تھے۔ اس نے آپ کو لڑیزے ارے۔ اور کہنے لگا! ان میں سے تین تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر ارے ہیں۔ اور بقیہ چھاپس وجہ سے کر میرے دل میں عثمان غنی کے بارے میں کچھ میل تھا۔

نہیر بن عبد اللہ اپنی جدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان غنی کو برہمنوں سے مارا جا رہا تھا۔ تو آپ نے بسم اللہ اور توکل علی اللہ کے الفاظ کہے۔ اور خون کے قطرے آپ کی داڑھی میں سے گر رہے تھے۔ اور قرآن کریم آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اپنی بائیں جانب ٹیک لگا لی اور ”سبحان اللہ العظیم“ آپ کی زبان پر تھا۔ موجود تمام بڑائیوں نے آپ پر کبارگی مل کر دیا۔ اور قتل کر دیا۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان غنی ایک رکعت میں ساری ساری رات گزارنے والے، صلا بھی کرنے والے، غریبوں کو کھانا کھلانے والے اور مشکلات برداشت کرنے والے تھے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

وہ کہہ رہے تھے۔ کہ کعب بن بشر نے عثمان غنی کے ہاتھ اور سر کے اگلے حصہ پر ایک لپٹ کے ڈنڈے سے ضرب لگائی۔ ابن ابی عمیر پہلو کے بل گر پڑے۔ اور سودان بن حمران نے پہلو کے بل گرنے کے بعد مارا جس سے آپ کی موت واقع ہو گئی۔ عمر بن حنی عثمان غنی پر چھوٹا۔ اور آپ کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اس وقت آپ کے کچھ ہی سانس باقی تھے۔ اس نے آپ کو لڑیزے ارے۔ اور کہنے لگا! ان میں سے تین تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر ارے ہیں۔ اور بقیہ چھاپس وجہ سے کر میرے دل میں عثمان غنی کے بارے میں کچھ میل تھا۔

نہیر بن عبد اللہ اپنی جدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان غنی کو برہمنوں سے مارا جا رہا تھا۔ تو آپ نے بسم اللہ اور توکل علی اللہ کے الفاظ کہے۔ اور خون کے قطرے آپ کی داڑھی میں سے گر رہے تھے۔ اور قرآن کریم آپ کے سامنے تھا۔ آپ نے اپنی بائیں جانب ٹیک لگا لی اور ”سبحان اللہ العظیم“ آپ کی زبان پر تھا۔ موجود تمام بڑائیوں نے آپ پر کبارگی مل کر دیا۔ اور قتل کر دیا۔ خدا کی قسم! حضرت عثمان غنی ایک رکعت میں ساری ساری رات گزارنے والے، صلا بھی کرنے والے، غریبوں کو کھانا کھلانے والے اور مشکلات برداشت کرنے والے تھے۔

اللہ ان پر رحم کرے۔

سودان بن حمران کا انجام

البدایہ والنہایہ

فَقَرَقَ قَدَمَ سُوْدَانَ بْنِ حَمْرَانَ بِالسَّيْفِ فَمَاتَ نَائِلَةً فَتَقَطَعَ أَمَّا بَعَثَ فَمَاتَتْ فَضَرَبَ حَبِيزَةُ بِيَدِهِ وَقَالَ إِنَّهَا لَكُنَّ يَرَةُ الْعَجِيزَةِ وَضَرَبَ عُمَانُ فَتَقَطَعَ فَجَاءَ غُلَامٌ عُثْمَانَ فَضَرَبَ سُوْدَانَ فَتَقَطَعَ

البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۱۸۸

ترجمہ: پھر سودان بن حمران غور ایسے قتل عثمان کے لیے آگے بڑھا۔ تو اس کو عثمان غنی کی زوہرناٹ نے روک چاہا۔ اس نے اُن کی انگلیاں کاٹ دیں۔ جب وہ بچے بیٹیں۔ تو اس نے ہاتھ سے اُن کے چوڑوں پر زور سے ضرب لگائی۔ اور کہنے لگا۔ اس کے چوڑے بڑے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غلام آیا۔ اور اس نے سودان بن حمران کو بیان سے مار ڈالا۔

عمرو بن حنظلہ کا انجسام

الْبَدَايَةُ وَالْأَخْيَارُ

وَكَانَ مِنْ جُنْدِهِ مَنْ أَعَانَ حَبْرَةَ بْنَ عَدِيٍّ فَتَلَبَّاهُ
 فِي يَوْمِ الْفَتْحِ إِلَى الْمُرَصَلِ فَبَعَثَ مَعَاوِيَةَ إِلَى
 نَائِبِهِ فَوَجَدَهُ قَدْ اخْتَفَى فِي خَارِقٍ فَهَشَمَهُ
 حَتَّى قَطَعَتْ رَأْسَهُ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى مَعَاوِيَةَ
 فَطُفِئَتْ بِهِ فِي الشَّامِ وَخَيْرُ مَا قُتِلَ أَقُولُ تَأْمِنُ طَيْفٌ
 بِهِ تَقْرُبُ مَعَاوِيَةَ بِرَأْسِهِ إِلَى رُوحِهِ إِنَّهُ يَذَنُ السُّرُودَ
 وَكَأَنَّ فِي سَجْنِهِ قَالَتِي فِي حُجْرٍ مَا طَعَمْتُ نَفْسِي
 عَلَى جَبِينِهِمْ وَلَقَمْتُ قَمَةً وَتَأَلَّتْ غَيْبَتُهُمْ أَعْيَى
 طَوِيلًا كَرَامَةً يُؤْمَرُ إِلَى قَتِيلَةٍ

۱۔ البدایۃ والنہایۃ جلد ہشتم ص ۴۸ (۲۔ الاشیاع)

جلد دوم صفحہ ۵۲۴

تو جھگڑا، عمرو بن حنظلہ مدینہ منورہ میں سے تھا۔ جب زیاد نے اسے
 طلب کیا۔ کر وہ مرسل کی طرف بھاگ نکلا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنا ایک
 نائب اس کی تلاش میں بھیجا۔ ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک قاری میں
 چھپا ہوا ہے۔ وہاں ایک سانپ نے اسے قمار اور وہ مر گیا۔
 پھر اس کا سر کاٹا گیا۔ اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا اپنے

اسے شام وغیرہ میں پھرایا۔ یہ سب سے پہلا سر تھا۔ جو بازاروں میں بھگایا پھرایا
 گیا۔ اس کے بعد اس سر کو اس کی بیوی آمنہ بنت شریک کے پاس بھیج دیا۔ یہ عورت
 اس وقت قید تھی۔ چنانچہ وہ سر اس کی گود میں ڈال لیا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ
 اس کے ماتھے پر رکھا۔ اور اس کے چہرہ کو چومنا اور کہا۔ تم نے اسے بہت
 عرصہ مجھ سے چھپائے رکھا۔ پھر جب اسے قتل کر دیا تو اس کے سر کو میرے
 ان بطور تحفہ و ہدیہ بھیج دیا؟

توضیح:

جیسا کہ گزشتہ ایک حوالہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ عمرو بن حنظلہ نے حضرت عثمان
 کو زخم لگائے تھے۔ اور وہ مختلف ارادوں پر تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو راضی
 کرنے کی نیت سے عثمان غنیؓ پر تیر چلانے پر گزشتہ نہیں۔ بہر حال اس کو
 اپنے کیے ہوئے ظلم کی اللہ تعالیٰ نے کئی گنا سزا دینا میں عطا کر دی۔ مگر سے بے گھر
 ہوا۔ فارسی چھاپہ سانپ کے دسنے پر مر گیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر معاویہ کو پیش کیا
 گیا۔ پھر اسے شام کے شہروں میں سیرام پھرایا گیا۔ اور بالآخر اس کی بیوی کو یہ
 کے طور پر دیا گیا۔ یہ سزائیں ایک سے ایک بڑھ کر باعث عبرت ہیں۔

کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر کا انجسام

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصر کی گورنری قیس
 بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کی مصری لوگ اگرچہ شہادت
 عثمان کے بعد عام طور پر خیر جانب دار ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا ایک قبیلہ
 ”خریہ“ دلی میں قہادت عثمان غنیؓ کا مدد رکھتا تھا۔ یہ قبیلہ دس ہزار
 جنگجو جوانوں پر مشتمل تھا۔ جناب قیس بن سعد ان کی دلی حالت اور ظاہری

طاقت سے بڑی آگاہ تھے۔ اس لیے وہ ان کے ساتھ فی الحال حسن سلوک کا برتاؤ کر رہے تھے۔ اور ان سے ذہنی بیعت لینے کو بہتر نہ سمجھتے تھے۔ جب چیز لینے کا وقت آیا۔ قرآنوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت علی المرتضیٰ نے قیس بن سعد کو ان کے متعلق لکھا کہ اہل خربتہ سے میری بیعت اور اگر انکار کریں۔ تو ان کے خلاف قوت استعمال کرو۔ اس کے جواب میں قیس بن سعد نے یہی لکھا کہ اس سبب ہم فی الحال حمل کرنا دشوار ہے۔ لہذا وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور دمشق میں مقرر کردہ جاسوسوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو قیس بن سعد کے حسن سلوک کو غلط رنگ میں پیش کیا۔ اس کان پھر نے پر حضرت علی نے پھر سے قیس بن سعد کو حکم دیا کہ انکار بیعت پر ان کے ساتھ جنگ کرے لیکن اس دفعہ قیس بن سعد نے یہی عرض کیا کہ ان لوگوں پر سختی کرنا، بغاوت کا روپ دھارے گی۔ لہذا انہیں ابھی ان کے مال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ شہادت عثمان کا مدعہ ابھی ان کے دل میں ہے۔ ممکن ہے کہ یہی مدعہ مقابلہ پر انہیں تیار کر دے۔ اور پھر سے شہادت عثمان کے مسئلہ پر ایک مصیبت کھڑی ہو جائے۔ اس دفعہ کے پہنچنے پر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر نے مشورہ دیا کہ آپ قیس کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اس کی جگہ بھیج دیں۔ بالآخر ایسا ہی جب کیا گیا۔ تو قیس بن سعد نے محمد بن ابی بکر کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ اور خود مدینہ منورہ آگئے۔ لیکن محمد بن ابی بکر نے تاجرہ کاری کی بنا پر اہل خربتہ کو کہا کہ تم یا تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرو۔ ورنہ اس ملک سے نکل جاؤ۔ اہل خربتہ نے انکار کر دیا۔ لہذا شروع ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور وہ شکست خوردہ واپس آگیا۔ اور اہل خربتہ نے خون عثمان کا بدلہ لینے کا آواز بلند کیا۔ دوسری

طرف سے امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر کے مقابلہ کے لیے عمرو بن العاص کو کچھ ہزار فوج دے کر روانہ کر دیا۔ خود محمد بن ابی بکر نے کنانہ بن بشر کو دو ہزار فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور کچھ پیچھے خود بھی دو ہزار کاشک لے کر مقابلہ کے لیے نکل پڑا۔ عمرو بن العاص اور کنانہ بن بشر کی افواج میں لڑائی شروع ہو گئی۔ جس میں کنانہ اور اس کی فوج گھیرے میں آنے کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔ جب محمد بن ابی بکر کو کنانہ کے مرنے کا پتہ چلا۔ تو اس وقت اس کے اپنے فوجی بھی ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس پر محمد بن ابی بکر چھپ گیا۔ تاریخ طبری:

قَلْبًا رَأَى ذَاكَ مُتَّحِدًا خَرَجَ يَفْتِيهِ فِي الظَّرِيقِ حَتَّى
اَلْتَمَى اِلَى مَرْبَةٍ فِي تَاحِيَةِ الظَّرِيقِ قَاوَى اِلَيْهَا
وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى دَخَلَ الْفُسْطَاطَ
وَخَرَجَ مَعَاوِيَةُ بْنُ خَدِيجٍ فِي طَلَبِ مُتَّحِدٍ
حَتَّى اِشْتَمَلَ اِلَى عُلُوجٍ فِي قَارِعَةِ الظَّرِيقِ فَسَأَلَ لِمُتَّحِدٍ
مَرَّ بِكَرٍّ اَحَدٌ تَسْكُنُوْنَ رَحْلَهُ فَقَالَ اَحَدٌ هُرْلًا وَاللَّهِ
اِلَّا اِنِّي دَخَلْتُ تِلْكَ الْمَرْبَةَ هَيَاذَا اَنَا بِرَحْلِ فِيهَا
جَالِسٌ فَقَالَ اِنَّ خَدِيجَ هُوَ هُوَ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ
فَاُطْلِقُوْا يَرْكُضُوْنَ حَتَّى دَخَلُوْا اَهْلِيْهِمْ فَاسْتَعْرِضُوْهُ
وَقَدْ كَادَ يَمُوتُ غَطَشًا فَاَقْبَلُوْا يَوْمَ تَخَوَّ
فُسْطَاطٍ مِصْرِيَّ قَالَ وَوَقَبَ اَخُوهُ عَقِيْدَ الرَّحْمَنِ
بَنَ اَبِي بَكْرٍ اِلَى عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ وَكَانَ فِيْ جُنْدِهِ
فَقَالَ اَتَقْتُلُ اَخِيَّ صَبْرًا اَبْعَثْ اِلَيْهِ مَعَ وَاِيَةٍ
بَنَ خَدِيجَ فَاتَّهَتْ فَبَعَثَ اِلَيْهِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

يَا مُرَّةَ أَنْ يَأْتِيَهُ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ
الَّذِي لَكَ قَتَلْتُمْ كَنَانَةَ بْنَ بَشْرٍ وَأَخْلَى أَعْمَرَ
مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هَيْهَاتَ أَكْثَارُ كُنْتُمْ مِنْ
أَوْ الْبُكْرَاءُ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزَّيْبِ فَقَالَ لَعَنُ
مُحَمَّدٌ أَسْتَفْزِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بَرِّ
خَدَّيْجٍ لَا سَقَاءَ اللَّهُ إِنْ سَقَاكَ قَطْرَةٌ أَيْدٍ الْكُفْرِ
مَنْعَتُمْ عَثْمَانَ أَنْ يَشْرَبَ الْمَاءَ حَتَّى قَتَلْتُمُوهُ
صَائِمًا مُعْرِضًا فَتَلَقَّاهُ اللَّهُ بِالزَّجِيقِ الْمَغْتَرَمِ وَاللَّهُ
لَا قُتْلَكَ يَا ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَيَسْقِيكَ اللَّهُ الْحَمِيمِ
وَالْعَسَافِ قَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ يَا ابْنَ الْيَهُودِيَّةِ
الْمَسَاجِبَةِ لَيْسَ إِلَيْكَ إِلَيْكَ وَإِلَى مَنْ ذَكَرْتَ إِنْكَارًا
إِلَيْكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَسْقِي أَوْ لِيَاءَهُ وَيُطْفِئُ
أَعْدَادَهُ أَنْتَ وَطَرَبَاؤُكَ وَمَنْ كَوَّلَهُ أَمَّا وَاللَّهُ
لَوْ كَانَ سَمِيئِي فِي يَدِي مَا بَلَغْتُمْ مِثْقَالَ هَذَا أَقْلٍ
لَهُ مُعَاوِيَةُ أَسْذِرْنِي مَا أَضْمَعَ بِكَ أَذْخَلَكَ فِي
جَبْوْنِ حِمَارٍ ثُمَّ أَخْبَرَهُ عَلَيْهِ بِالنَّارِ فَقَالَ لَهُ
مُحَمَّدٌ إِنْ فَعَلْتُمْ فِي ذَلِكَ فَطَالَ مَا فَعَلَ ذَلِكَ ،
يَا قَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَإِنِّي لَا رَجَاءَ لَكُمْ فِي النَّارِ الَّتِي تُعْرِقُنِي
بِهَا أَنْ يَجْعَلَهَا اللَّهُ عَلَى بَرْدٍ أَوْ سَلَامًا كَمَا جَعَلَهَا
عَلَى خِلْيَتِهِمْ إِبْرَاهِيمَ وَأَنْ يَجْعَلَ عَلَيْكَ وَحَلَّى
أَوْ لِيَاءُكَ كَمَا جَعَلَهَا عَلَى قَمْرٍ دَوَّاءٍ أَوْ لِيَاءِهِ

إِنَّ اللَّهَ يُخَيِّرُكَ وَمَنْ ذَكَرَكَ قَبْلَ وَإِمَامَتِكَ
يَقْبِي مُعَاوِيَةَ وَهَذَا أَوْ أَشَارَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ
بِنَابٍ تَلْفِي عَلَيْكُمْ كَمَا نَعَبْتُمْ زَادَ هَذَا اللَّهُ سَعِيدًا
قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ إِنِّي إِنْكَارًا أَهْتَلِكُ بِعَثْمَانَ قَالَ
لَهُ مُحَمَّدٌ وَمَا أَنْتَ وَعَثْمَانُ إِنْ عَثْمَانُ حَمَلٌ
بِالْعَبْرَةِ وَهَبْ حَكْمًا الْقُرْآنِ وَهَذَا قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَخُفْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ فَتَنَقَّمْنَا ذَلِكَ عَلَيْكَ فَقَتَلْنَاهُ وَ
حَسَلَتْ أَنْتَ لَهُ ذَلِكَ وَفُطِرَاؤُكَ فَقَدِيرًا نَا اللَّهُ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَمَنْ ذَكَرَهُ وَأَنْتَ شَرِيكُهُ فِي الْإِثْمِ
وَعَظْمَةِ ذَنْبِهِ وَجَاءَ إِلَيْكَ عَلَى مِثَالِهِمْ قَالَ فَتَضَيَّبَ
مُعَاوِيَةُ فَقَدِيرًا فَقَتَلَهُ ثُمَّ أَلْقَاهُ فِي جَيْتَةِ حَاوِي
ثُمَّ انْتَرَفَقَهُ بِالنَّارِ -

(۱- تاریخ طبری جلد ششم ص ۵۹، ۶۰ سنہ ۲۸)

(مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۲- البدایہ والنہایہ جلد ہفتم ص ۳۱۵-۳۲۰ کامل)

(ابن اثیر جلد سوم ص ۳۵۶، ۳۵۷)

ترجمہ: جب محمد بن ابی بکر نے دیکھا کہ تمام ساتھی ساتھ چھوڑ گئے ہیں
تو وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔ حتیٰ کہ ایک ویران مکان میں داخل ہوا
جو قحطی کا راستہ سے ہٹ کر تھا۔ اُدھر عمرو بن العاص والہیں بیٹھے
میں آگیا۔ اور معاویہ بن خدیج اس کو ج میں نکلا۔ کہ کہیں محمد بن ابی بکر

لاپتہ چل جائے۔ پلٹے پلٹے وہ ایک کھجور کی بنی ہوئی بھیگی کے پاس آئے اور اس میں رہنے والوں سے پوچھا کیا تم نے یہاں سے کوئی اجنبی گزرتے دیکھا ہے؟ ان میں سے ایک بولا۔ خدا کی قسم ایک آدمی کے بارے میں اتنا علم ہے۔ کہ میں جب فلان ویران مکان کی طرف گیا۔ تو مجھے اچانک اس میں ایک اجنبی نظر آیا تھا۔ ابن فدیک نے کہا۔ وہ بھڑا محمد بن ابی بکر تھا ہے۔ اب وہ اس ویران مکان کی طرف شکر کی لگاتے چل پڑے۔ جب اس میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ محمد بن ابی بکر پیاس کی شدت کے مارے قریب المرگ تھا۔ اسے وہاں سے نکال کر مصر کی طرف واقع غیمہ میں لے آئے۔ اسے دیکھ کر اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر چھلانگ لگا کر اٹھا۔ اور عمرو بن العاص کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کیا آپ میرے بھائی کو اٹھ باندرہ قتل کر دے گئے؟ ابن فدیک کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ وہ میرے بھائی کے خون سے رُک جائے۔ اس پر عمرو بن العاص نے ایک آدمی ابن فدیک کی طرف بھیجا اور پیغام دیا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیجا جائے۔ جب یہ پیغام ابن فدیک کے پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا۔ کیا تم نے کائنات میں بشر کو اس طرح قتل نہیں کیا؟ اور مجھے کہتے ہو۔ کہ محمد بن ابی بکر سے اٹھ اٹھاؤں۔ بڑا افسوس ہے۔ کیا کفار جہار سے نزدیک ان لوگوں سے بہتر ہیں کیا جہار سے پاس کوئی قرآنی دلیل ہے؟ محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو پانی پلائے کا کہا۔ اس پر معاویہ بن فدیک نے کہا۔ تجھے اللہ ہمیشہ کے لیے ایک قطرہ بھی نہ دے۔ کیا تم نے عثمان غنی کو پیاس سے قتل نہیں کیا؟ وہ حالت احرام میں اور روزہ سنے تھے۔ پھر وہ قتل کے بعد اٹھ ابی بکر

کے پاس مہر شدہ مٹی پانی پائیں گے۔ خدا کی قسم! اسے اب بکر کے بیٹے میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ پھر اشد تجھے دوزخ کا گرم پانی اور پیپ پلائے گا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اسے یہودن کے بیٹے! اسے جو لہجے کے بیٹے! یہ تیرے اختیار میں نہیں اور نہ ہی وہ تیرے اختیار میں ہے کہ جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو پلاتا ہے۔ اور دشمنوں کو پیا سا رلاتا ہے۔ وہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ جو اللہ کے دشمن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو تم میرے ساتھ یہ معاہدہ کر سکتے۔ جو کرنے والے ہو۔ معاویہ نے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جہار سے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ میں تجھے گدھے کے پیٹ میں ڈال کر آگ لگا کر جلانے والا ہوں۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے کہا۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اللہ کے دوستوں کے ساتھ ایسا ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ تم جس آگ میں مجھے ڈال کر جلانا چاہتے ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ ابراہیم خلیل کی طرح میرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دے گا۔ اور اسے تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ایسا بنا دے گا۔ جیسا کہ نرود اور اس کے ساتھیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور جن کا تم نے ذکر کیا سب کو آگ میں جلائے۔ اور تیرے امام یعنی معاویہ کو بھی جلائے۔ اور کہا۔ کہ یہ آگ اے عمرو بن العاص تم پر شعلہ زن ہوگی۔ اور جب کبھی ٹھنڈی ہونے لگے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اور بھڑکا دے گا۔ اس کو معاویہ نے کہا۔ کہ میں تجھے حضرت عثمان کے برابر قتل کرنا چاہتا ہوں۔ محمد بن ابی بکر بولا۔ کہاں تم اور کہاں عثمان؟ بے شک عثمان نے ظلم کا راستہ اپنایا

اور احکام قرآن کو پھینک دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اشارے کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتا وہ فاسق ہے۔ ہم نے عثمان سے اس وجہ سے انتقام لیا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اور تو اور حیرے ساتھی عثمان کے اس طریقہ کو اچھا سمجھتے ہو۔ اور انشاء اللہ ہمیں خداوند قدوس اس گنہ سے بڑی کر دے گا۔ اور تو اس کے گنہ میں شریک ہے۔ اور اس کے گنہ کے بڑا کرنے میں اس کا ساتھی ہے۔ اور اپنے آپ کو کسی نیچے پر ڈالنے والا ہے۔ یہ سن کر معاویہ غضب ناک ہوا۔ اور لگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک مہرے ہوئے گڑھے (کی کھال) میں ڈال کر بھلا دیا۔

مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ محمد بن ابی بکر ایک ناجبرہ کار مال تھا۔
- ۲۔ اس کے در مقابل وہ لوگ تھے۔ جن کے دلوں میں عثمان غنی کے مافی قتل کا شدید ہمد تھا۔
- ۳۔ محمد بن ابی بکر کے مقابل میں لڑنے والی فوج کے اندر عمرو بن العاص کی سرکردگی میں اس کا بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر بھی تھا۔
- ۴۔ محمد بن ابی بکر اپنے آپ کو حق پر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ظالم اور احکام الہیہ کا منکر سمجھتا تھا۔
- ۵۔ اسے اپنی صداقت پر اطمینان کی وجہ سے یہ خیال تھا۔ کہ اس کی خاطر جانے والی آگ اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔
- ۶۔ معاویہ بن خدیج نے اسے قتل کرنے سے پہلے کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارا قتل

عثمان غنی کے قتل کے بدلے میں کیا جا رہا ہے۔

۷۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کی درخواست پر عمرو بن العاص نے معاویہ بن خدیج کو حکیم بھجوا دیا تھا۔ کہ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس بھیج دو۔ لیکن انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب تم نے کن ذہن بشر کو عثمان غنی کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ تو محمد بن ابی بکر نے بھی تو وہی جرم کیا ہے۔ اس لیے اس کی عوامی کیوں؟

ملحدہ فکریہ:

گوشہ حوالہ جات سے ثابت شدہ امور بالا سے محمد بن ابی بکر کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انہیں کیوں قتل کیا گیا۔ جب یہ بات خود محمد بن ابی بکر کے قول سے عیاں ہے۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی کے قتل میں غوث ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ ہم نے عثمان غنی کو اس لیے قتل کیا کہ وہ ظلم کا راستہ اپنانے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کر چکے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے احکام سے روگردانی کرنے والا، کافر، ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے قتل کیے جانے کا مستحق ہے۔ لہذا اول تو ہم نے کوئی حنا نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کو قتل کیا ہے۔ اور اگر کچھ تھوڑی سی بے امتیازی ہو بھی گئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری نیت کے خلوص کی وجہ سے معاف کر دے گا۔ اب جب اسے خود اعتراف ہے کہ قتل عثمان غنی میں میرا ہاتھ ہے۔ تو پھر اس کی طرف سے وہ محدث ہزاروی، کامنافی پیش کرنا اور افضل العباد کا لقب دے کر امیر معاویہ پر اس کے قتل کی ذمہ داری ڈالتے ہوئے شرم آتی پا رہے تھے۔ یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل محدث ہزاروی کی نظر میں درست تھا؟ کیا محمد بن ابی بکر کی طرح تم بھی عثمان غنی کو ظالم اور احکام الہیہ کا نافرمان سمجھتے اور کہتے ہو۔؟ اگر محمد بن ابی بکر کی طرف داری کا پاس ہو گا۔ تو عثمان غنی

ایک مشہور اعتراض

قتل عثمان ان کی اپنی غلطی کی بنا پر ہوا تھا

حضرت عثمان غنی کے قتل کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لیے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں کتبہ پروری سے کام لیا۔ اور مختلف جگہوں پر اپنے رشتہ دار گورنروں کو مقرر کر دیئے جس کی وجہ سے لوگوں پر مظالم ڈھائے گئے۔ مثلاً مصر کی گورنری آپ نے عبداللہ بن ابی سرحہ کو دی تھی۔ ان کے مظالم کی مصر میں سے شکایات کیں۔ اور معزولی کا مطالبہ کیا عثمان غنی نے اس مطالبہ پر حضرت علی اور طلحہ کے مشورہ پر ان کی جگہ نیا گورنر محمد بن ابی بکر کو مقرر کر دیا۔ محمد بن ابی بکر کی تقرری مصریوں کی مرضی سے ہوئی تھی جب محمد بن ابی بکر اور مصر سے آئے ہوئے لوگ واپس جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ایک اہم بات پیش آئی۔ جسے طبری نے یوں بیان کیا۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو وَعَلِيٌّ

قَالَ أَحَدُ ثَنَاحِ بْنِ عَابِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ قَالَ إِذَا مَا رَجَا أَهْلُ الْبَصَرِ

کے بارے میں محدث ہزاروی کے بھی وہی نظریات ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر تبیں مبارک۔ اور اگر حضرت عثمان غنی کے قتل کو قتلِ احسن کہتے ہو۔ اور انہیں خلیفہ راشد سمجھتے ہو۔ اور ان کے اوصاف و کمالات کے معترف ہو۔ تو پھر ایسے عظیم معانی کے قتل میں شریک محمد بن ابی بکر کی برادری اور وکالت کس لیے کی جا رہی ہے۔ اس مقام پر عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ محدث ہزاروی اتنا کہہ دیتا۔ کہ قتل عثمان میں محمد بن ابی بکر کی شرکت بہت بڑی غلطی تھی۔ اور اسی غلطی کی بنا پر اسے معاویہ بن خدیج نے قتل کر دیا۔ یا درہے کہ جناب معاویہ بن خدیج کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ اس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے (۱) ان یہ بھی خیال رہے۔ کہ محمد بن ابی بکر اگرچہ اس نے خود بنفسہ عثمان غنی کے قتل میں حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن قاتلین کا اس کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ عثمان غنی کی وارثی پکڑنے والا اور ان کی توہین کرنے والا فرد رہے۔ اگرچہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کی پرورش کی تھی۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے ان کو اس کے قتل کیسے جانے پر دیکھ ہوا۔ لیکن دونوں باتیں پیش نظر رکھ کر ہمیں یہی کہنا چاہیے۔ کہ عثمان غنی کی شہادت میں محمد بن ابی بکر کا ہاتھ اور پھر محمد بن ابی بکر کا آگ میں جلایا جانا مقدر تھا۔ اس لیے ہم اس کے لیے اور ان تمام حضرات کے لیے جو امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ کے مابین جھگڑوں میں انتقال کر گئے۔ ان سب کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

إِلَى عُثْمَانَ بَعْدَ انْقِصَارِ إِفْهِرَ حَتَّى أَتَاهُ أَذَى كَبِيرٌ
خَلَّامٌ يُعْثِمَانُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ بِصِغِيْقَةٍ إِلَى أَبِيهِ وَبِصِغِ
أَنْ يَقْتُلَ بَعْضُهُمْ وَآخَرُ أَقْتُلَ بَعْضُهُمْ فَكَلَّمَا
أَقْتُلَا عُثْمَانَ فَاتَّوَا هَذَا خَلَّامُكَ فَاتَّوَا خَلَّامُ
لَا فَطَلَقَ يَفْتَنِي عَلِيٌّ فَاتَّوَا أَسْجَمَكَ فَتَالِ اتَّخَذَهُ
مِنْ الدَّارِ بِقُنْيَا أَمْرِي فَاتَّوَا أَسْجَمَكَ فَتَالِ
لَقَدْ عَلِيٌّ عَلَيْهِ الْخ.

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۱۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: محمد بن السائب الثقفی کہتے ہیں۔ بے شک مصری لوگ عثمان
رضی اللہ عنہ کے ہاں سے بڑے بڑے کے بعد مڑ کر واپس اس لیے آ گئے۔
کہ راستہ میں انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام ملا۔ جو ان کے اونٹ پر سوار تھا۔
اور اس کے پاس امیر مصر کی طرف لکھا ہوا۔ ایک رقعہ تھا۔ رقعہ کا
مضمون یہ تھا۔ کہ جب یہ لوگ واپس تمہارے پاس مصر میں پہنچ جائیں
تو ان میں سے بعض کو قتل کر دینا۔ اور دوسروں کو پھانسی پر چڑھا
دینا۔ ان لوگوں نے غلام اور رقعہ و چیز پھر کر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس
آ کر پوچھا۔ کیا یہ آپ کا غلام ہے؟ کہا ہاں میرا غلام ہے لیکن میری
اجازت کے بغیر ملا گیا تھا انہوں نے پوچھا کیا جس اونٹ پر یہ سوار تھا۔
وہ آپ کا اونٹ نہیں فرمایا میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے یہ
لے گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا اس رقعہ پر آپ کی مہر لگی ہوئی نہیں؟
آپ نے کہا۔ ہاں میری ہے۔ اس نے غور دیکھا تو ہے۔ الخ

جب ان لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ ساری کاروائی عثمان رضی اللہ عنہ نے نہیں بلکہ ان کے سارے
مروان نے کی ہے۔ تو مطالبہ کیا گیا۔ کہ مروان کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔
آپ نے اس خوف سے پیش نہ کیا۔ کہ یہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ رپلاات
نے یہ رخ اختیار کیا۔ کہ محمد بن ابی بکر اور مصریوں نے یہ تمہید کر لیا۔ کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی
ایسی کتبہ پروری کا انہیں مزہ چکھا یا چائے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ
کیا۔ اور بالآخر عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔ ان حالات و واقعات کے پیش نظر نتیجہ
یہی نکلتا ہے۔ کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی زیادتی سے وقوع پذیر ہوا۔ محمد بن
ابی بکر اور مصریوں کا اس میں قصور نہ تھا۔ اگر عثمان رضی اللہ عنہ مروان کو سامنے لے آتے
تو یہ واقعہ رونما نہ ہوتا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو بخوبی علم تھا۔ کہ یہ شرارت ہمارا
ان کے سامنے مروان کی ہے۔ تو پھر اسے پیش کیوں نہ کیا گیا؟

خَلَّامُ الْقَتْلِ

اس اعتراض کا دارو مدار سائب ثقفی کی بیعت
پر ہے جو کذاب شیعہ ہے

ہم نے ایک مستقل باب کے تحت ان کتابوں اور ان مصنفین کے بارے
میں تفصیل سے بحث کر دی ہے۔ جن کے بارے میں اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ
یہ کتابیں اہل سنت کی ہیں۔ اور ان کے مصنفین پختے سنی ہیں۔ یہاں اس کی دوبارہ
دفاعت کی ضرورت نہیں۔ صرف اعتراض مذکورہ کے ضمن میں بطور جواب

عرض ہے کہ تاریخ طبری کے مصنف ابو جعفر محمد بن جریر طبری میں شیعہ پایا جاتا ہے اس لیے ان کی کتاب کی وہ روایات جو اہل تشیع کے حق میں اور اہل سنت کے خلاف جاتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر بطور رحمت پیش جنس کی جاسکتیں۔ علاوہ انہی روایات مذکورہ میں اس کا قیادی راوی محمد بن السائب ابیہی آندانی شیعہ دینی شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

میزان الاعتدال

قَالَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ وَحَدَّثَنَا سَبَّاحُ بْنُ مَرْثَدَةَ قَالَ قَالَ الْأَعْمَشُ إِشْقَى هَذَا السَّبَّاحُ ثَمَّةً هَذَا فِي أَذْرَكُ النَّاسِ إِشْمَاً يُسْتَوْفَهُمُ الْكَذَّابِينَ الْخ.

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۲۲۷ ح ۲۲۷) ترجمہ: یزید بن زریع نے کہا کہ وہ کلبی سبائی تھا۔ ابو معاویہ نے بخوارامش کہا کہ اس کلبی سبائی سے بچو۔ کیونکہ میں نے بہت سے لوگوں کو اسے کذاب کہتے سنا ہے۔۔۔ روایت حدیث میں اس نے مناکیر ذکر کیں۔ بالخصوص جب ابو صالح مبنی ابن عباس کوئی روایت ذکر کرتا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ کلبی ان سبائیوں میں سے تھا۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ علی المرتضیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہ یقیناً دنیا میں آئیں گے۔ اور پھر عدل و انصاف سے اسے بفر دیں گے۔ جیسا کہ اب ظلم سے بفری پڑی ہے۔ اگر کوئی بادل کا ٹکڑا نظر آتا ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں امیر المومنین علی المرتضیٰ جلوہ فرمایا ہیں۔ ہمارے نے کہا کہ میں نے خود کلبی کی زبانی سنا کہ

وہ اپنے آپ کو سبائی کہتا تھا۔ اس طرح ابو معاویہ سے مروی ہے کہ کلبی کو انہوں نے یہ کلمات کہتے سنا۔ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کھاتا تھا۔ جب آپ بیت الخلا جاتے تو پھر جبریل یہ حضرت علی المرتضیٰ کو وحی کھواتا تھا۔

احیان الشیعہ

وَكَانَ الْكَلْبِيُّ يَقُولُ أَنَا سَبَّاحِي أَمَى مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَاءٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَمُتْ وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَى الدُّنْيَا قَبْلَ قِيَامِ السَّاعَةِ قِيَمًا مَّا عَدَّ لَهَا عَذَابًا مُلْكًا جَبَرًا وَإِنْ رَأَوْا سَبَّاحِيَةً قَالُوا أَيْمَنَ الْمَوَدِّعِينَ فِيهَا.

(احیان الشیعہ جلد ۹ ص ۲۳۹)

ترجمہ: کلبی اپنے آپ کو عبد اللہ بن سبأ کے پیروں میں سے لکھتا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ علی المرتضیٰ کا انتقال نہیں ہوا۔ اور وہ قیامت سے قبل ضرور دنیا میں آئیں گے اور عدل و انصاف سے دنیا کو اس طرح بفر دیں گے۔ جس طرح اب ظلم سے اٹی پڑی ہے۔ یہ لوگ جب کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ اس میں ہیں۔

جغرافیہ و تاریخ

غلام کے ہاتھوں امیر مصر کی طرف رقعہ کا
مردان کی طرف سے لکھا جانا بھی محققین کے
نزدیک غلط ہے

مقدمہ ابن خلدون:

وَقَامَ مَعَهُمْ فِي ذَلِكَ عِلِّيٌّ وَحَاشِيَةُ
وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَحَنِيذُ هُرَيْرَةَ وَنُورُ
شُعْبَةَ الْأُمُورِ وَرَجُلٌ عَشْمَانُ إِلَى تَائِيْمِ
وَعَزْلٍ لَقِيَتْ عَامِلَ مِصْرٍ فَانْضَرَّ حُرًا قَلِيلًا
ثُمَّ رَجَعُوا وَقَدْ لَبَسُوا بِيكْتَابَ مَدَنِيٍّ يُقَالُ
أَلْفُ لِقْنَةٍ فِي يَدِ حَامِلِهِ إِلَى عَامِلِ مِصْرٍ بِأَنْ
يَعْتَلَهُمْ وَحَلَّتْ عَشْمَانُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَتْ أَمَّا
مِنْ مَرَوَانَ فَتَأْتِيهِ كَاتِبَتُكَ فَعَلَّتْ مَرَوَانَ
فَقَالَ لَيْسَ فِي الْحُسَيْنِ أَكْثَرُ مِنْ هَذَا
فَعَاصَرُوهُ بِدَارِهِ ثُمَّ بَيَّعُوهُ عَلَى حَبِينِ

غَفْلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَقَتْلُوهُ وَالْفَتْحُ بِأَبِ الْيَمَنَةِ -

(مقدمہ ابن خلدون جلد اول ص ۲۶۹ مطبوعہ

دبیر و ت من طباعت سنگھ)

قریباً: (جب کوئی لوگوں نے مصر کے گورنر کی معزولی کا حضرت
عثمان سے مطالبہ کیا۔ تو آپ نے انکار کر دیا۔) پھر حضرت علی المرتضیٰ
سیدہ عائشہ صدیقہ زبیر اور طلحہ وغیرہ حضرت نے ان لوگوں کے
بات ماننے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عثمان نے مصر کے گورنر
کو معزول کر دیا۔ اب یہ لوگ واپس چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر گزرنے
کے بعد واپس آ گئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں ایک رقعہ تھا جس کے
بارے میں انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ یہ رقعہ عثمان غنی کے
غلام تمام اس سے پکڑا گیا ہے۔ وہ اس رقعہ کو مصر کے گورنر کی
طرف لے جا رہے۔ رقعہ میں لکھا تھا۔ کہ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں
تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عثمان غنی نے قسم اٹھائی۔ کہ
رقعہ میرا لکھا ہوا نہیں۔ میں اس میں کسی طرح بھی لوث نہیں ہوں۔
ان لوگوں نے کہا۔ کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ آپ اپنے کاتب مردان
کو ہمارے سپرد کریں۔ مردان نے بھی قسم اٹھائی۔ کہ مجھے بھی اس
رقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر عثمان غنی نے فرمایا
اب اس سے بڑھ کر اس معاملہ میں تسلی بخش بات اور کیا ہو سکتی ہے؟
پھر ان لوگوں نے آپ کے کمر کا محاصرہ کر لیا۔ پھر رات ڈھلتے وقت
آپ پر حملہ کر دیا۔ جب کہ دوسرے لوگ اِدھر سے بے خبر ہرچکے
تھے۔ آپ کو قتل کر دیا۔ اور قندہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔

جواب سوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر اس رقعہ کو ایک منصوبہ کے تحت لکھ جانے کا اظہار فرمایا

تاریخ طبری:

فَاتَا هُمُ النَّاسَ فَكَتَبُوا لَهُمْ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ
فَقَالَ مَا رَدَّ كُفْرُ بَعْدَةِ ذَهَابِكُمْ وَرَجُوعُكُمْ
عَنْ رَأْيِكُمْ قَالُوا اخَذْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا
يَقْتُلُنَا وَآتَانَا هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْبَصَرِيُّونَ
وَمِثْلُ ذَلِكَ وَآتَانَا هُمْ رُبْرٍ فَقَالَ الْكُوفِيُّونَ
وَمِثْلُ ذَلِكَ وَفَقَالَ الْكُوفِيُّونَ وَالْبَصَرِيُّونَ
فَقَتَحْنَا نَحْنُ نَحْنُ إِنَّا وَكُنَّا نَحْنُ جَمِيعًا كَأَنَّمَا
كَانُوا عَلَى مِثْلِهِ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ كَيْفَ عَلِمْتُمْ
يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْبَصَرَةِ بِمَا لِي أَهْلُ
وَضَرَوْكُمْ قَدْ سَرُّكُمْ مِنْ أَحِلَّ ثُمَّ طَعَنُوا نَحْنُ
هَذَا وَاللَّهُ أَمْرٌ أَبْرَمٌ بِالْمَدِينَةِ

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۵۰۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: جب مصری اور کوفی لوگ پھر واپس آ گئے۔ تو مختلف لوگوں نے ان سے گفتگو کی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ان سے پوچھا۔ جب تم لوگ یہاں سے جا چکے تھے۔ اور تم نے اپنی بات منوالی تھی۔ اب واپس کیوں آنا ہوا۔؟ کہنے لگے۔ ہم نے ایک تمامہ کے ہاتھوں ایک رقعہ پکڑا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم درج تھا۔ ان لوگوں کے پاس حضرت طلحہ آئے۔ ان کو بھی انہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر حضرت زبیر آئے۔ تو کوفیوں نے وہی جواب دیا۔ کوفی اور بصری دونوں بول پڑے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ اور ایک دوسرے کا دفاع کریں گے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ پہلے سے یہ پروگرام بنا چکے ہیں۔ اس پر حضرت علی نے پوچھا۔ کہ اسے کفر اور بصری کہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ مصریوں کے ساتھ یہ معاملہ پیش آنے والا ہے۔ حالانکہ تم تو یہاں کافی دور جا چکے تھے۔ پھر تم واپس آ گئے۔ خدا کی قسم! یہ تم نے مدینہ میں ہی سازش تیار کر لی تھی۔

البدایۃ والنہایۃ:

قَالَ عَلِيٌّ يَا أَهْلَ بَصْرَ مَا رَدَّ كُفْرُ بَعْدَةِ
ذَهَابِكُمْ وَرَجُوعُكُمْ عَنْ رَأْيِكُمْ فَقَالُوا
وَحَبَدْنَا مَعَ بَرِيدٍ كِتَابًا يَقْتُلُنَا وَكَذَلِكَ
قَالَ الْبَصَرِيُّونَ لَطَمَحَةُ وَالْكُوفِيُّونَ لِرُبْرٍ
وَقَالَ أَهْلُ كِلَا وَضَرُوا إِنَّمَا جِئْنَا لِنَقْصُرَ أَسْعَابَنَا
فَقَالَ لَهُمُ الصَّعَابَةُ كَيْفَ عَلِمْتُمْ سِيَدَ إِلَهِكُمْ
أَمْعًا بِكُمْ وَقَدْ افْتَرَقْتُمْ وَصَارَ بَيْنَكُمْ

مَرَّاحِيلُ إِنَّمَا هَذَا أَمْرٌ اتَّفَقْتُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا
خَصْمُهُ عَلَى مَا أَرَادْتُمْ لَا سَاحِبَةَ لَنَا فِي هَذَا
الرَّجُلِ لِيَعْتَصِرَ لَنَا وَتَحَقُّ نَعْتِزُّ لَهُ يَعْشَوْنَ أَنَّهُ
إِنْ قِيلَ عَنِ الْخِلَافَةِ تَنْ كَوْنُهُ إِيْمَانًا -

البدایة والنہایہ جلد ہفتم ص ۴۷ مطبوعہ
بہار و نعت طبع جدید

قرجہما :

(جب کوئی اور بصری کافی مراحل باکروالپس آگئے) تو ان کے پاس
بہت سے لوگ آئے۔ جن میں علی المرتضیٰ بھی تھے۔ پوچھا کہ تم لوگ
جب جا چکے تھے۔ تو پھر واپس کیوں آنا ہوا۔ اور تم اپنے وعدے
سے پھر کیوں گئے ہو؟ کہنے لگے۔ وجہ یہ بنی ہے کہ ایک قاصد سے
ہمیں رقعہ ملا۔ جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا۔ پھر حضرت علامہ بصریوں
کے پاس آئے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اور حضرت زبیر
کو فیوں کے پاس گئے۔ اُن کا جواب بھی یہی تھا۔ بصری اور کوئی کہنے
لگے۔ ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہذا ایک دوسرے کی
مدد کریں گے۔ صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اپنے ساتھیوں
کے بارے میں یہ خبر کیسے پہنچی مالا نمکہ تم ایک دوسرے سے کافی
دور جا چکے تھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمہاری خفیہ چال ہے۔ جو پہلے
سے ہی تم نے طے کر لی ہوئی تھی۔ کہنے لگے۔ جو تمہاری سمجھ میں ہے
وہ تمہیں مبارک ہو۔ بہر حال ہمیں اس شخص (عثمان غنی) کی کوئی ضرورت
نہیں۔ وہ ہمیں چھوڑ دے۔ اور ہم اس کی خلافت سے دستبردار

ہو جائیں۔ اس گفتگو سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ اگر عثمان غنی خلافت سے
دستبردار ہو جاتے ہیں۔ تو وہ پھر ہماری طرف سے امن میں رو رہے
جنگ کا خطرہ ہے)

خلاصہ :

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جس خط کی بنا پر طرم ٹھہرایا جا رہا ہے۔ اولاً اس
کے وقت میں اختلاف ہے۔ یعنی یہ کہ کچھ لوگ مصر کے والی کی شکایت سے کر
آئے۔ اور عثمان غنی نے ان کی بات مان کر محمد بن ابی بکر کو مصر کا عامل مقرر کر دیا
تو ان لوگوں کو واپسی میں دوران سفر ایک قاصد سے یہ رقعہ ملا۔ دوسرا یہ کہ جب کوثر
و مصر کے کچھ لوگ بقیۃ بنی نضیر سے ایک صحابہ کرام نے ان کو سمجھایا یا بجھایا اور
وہ دونوں اپنے اپنے راہ پر چل دیے۔ تو تقریباً تین منازل طے کر کے بعد
دوران قافلے واپس مدینہ آئے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ و بیڑوں نے ان سے والہی کا سبب پوچھا۔
تو انہوں نے ایک رقعہ کا ہم لیا۔ رقعہ ایک تھا۔ لیکن دو مختلف راستوں پر چلنے والے دو
قافلے اسی رقعہ کو اپنی واپسی کا بھانہ بنا رہے ہیں۔ جس سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے
یہی نتیجہ انداز کیا۔ کہ یہ من گھڑت ہے۔ اور ایک گھناؤنی سازش کے تحت یہ سب کچھ
کیا جا رہا ہے۔ اس حقیقت حال کے بعد بھی کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب یہ رقعہ تھا ؟

جوان جہان

علامہ محمد احمد جبار المولائی کا ایک بیان

حضرت علی المرتضیٰ کو یہ لوگ باوجود جھوٹا ہونے کے مجبور کرتے رہے۔ دشمنان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ہمارے ساتھ چلو۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا۔ اس کے بعد آپ ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ تاکہ رو برو باتیں اور حقیقت حال معلوم ہو جائے۔ تو حضرت علی نے یا کرام المؤمنین سے کہا کہ یہ میرے پاس معری بھری اور کوئی لشکروں کے سرکردہ لوگ ہیں۔ انہوں نے دوسری مرتبہ آنے کے بعد اب یہ چھٹی کیا۔ بیش کی ہے کہ یہ چھٹی آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ فرمایا ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ ان لوگوں کا بیان ہے کہ اس چھٹی کو آپ کا غلام لے جاتا تھا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کون سا غلام تھا۔ اور اس وقت کہاں ہے۔ اس کو پیش کریں۔ تاکہ اس کا بیان لیا جائے۔ اور اس صلیت ظاہر ہو جائے مگر کوئی ہوتا تو اس کو پیش کرتے۔ دم بخود رہ گئے۔ اور انہیں بلبلیں جھانکنے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہ چھٹی آپ کے چچا زاد مروان کی لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا جس کو دعوائے ہر وہ اس کا ثبوت دے۔ مگر کوئی شخص اس کو پایہ ثبوت تک نہ پہنچا سکا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى مَنِ ادَّعَى وَ اَلْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَنْكَرَ۔ یعنی مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا اور انکار کرنے

والے یعنی مدعی پر قسم کھانا لازم ہے۔ کیونکہ حرب مخالفت اپنے دعوائے کے ثبوت میں کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ اس لیے اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر قسم اٹھانا لازم ٹھہرا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ چونکہ یہ لوگ اپنے دعوئی کثرت بات نہیں کر سکے۔ اس لیے اب قسم کھانا لازم ہے۔ چنانچہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے جھٹی لکھی اور نہ لکھوائی اور نہ مجھے اس کا کوئی علم ہے۔ حضرت علی نے عثمان غنی سے عرض کیا کہ یہ مہربو اس پر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی ہے۔ تو فرمایا۔ ہر کی نقل محال نہیں۔ اگر اہل فتنہ کی نیت بخیر ہوتی۔ اور انہیں ہدایت و سعادت اذی سے کچھ حجتہ ظاہر ہوتا۔ تو امیر المؤمنین کے طعنہ اٹھانے پر اپنی ضد چھوڑ دیتے۔ مگر وہ اپنی ہڈی دھری پر اڑے رہے۔ اور کمال سیاہ باطنی سے کہنے لگے کہ تم نے جھٹی بی بی یا بی بی ہر حالت میں تم فرمانروائی کے اہل نہیں ہو۔ بہتر ہے کہ سند خلافت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا اور خلافت سے دستبردار نہیں ہوتا۔

دکتاب انصاف عثمان غنی ص ۴۶، ۴۷

ذکرہ بالا تحریر بالکل واضح اور دو ٹوک انداز میں یہ بتا رہی ہے۔ کہ وہ غلط جس کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا لوگ سبب بنا رہے ہیں۔ وہ بالکل جعلی اور من گھڑت تھا۔ مبادا دشمن سب بادشاہ کا دشمن تھی۔ جو شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اگر متعجب ہوئی۔

جواہر پنجم

محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے

ذاتی بخشش کا بدلہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب وہ جعلی وعدہ نہیں بلکہ ایک سبب محمد بن ابی بکر ان کے ساتھ ذاتی عداوت و رنجش ہے جس کا پس منظر یوں ہے کہ ایک مرتبہ مفسر سی (۱۵ برس کی عمر) محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان غنی سے کسی علاقہ کی حکومت کا مطالبہ کیا جس پر آپ نے فرمایا ابھی تم نا تجربہ کار ہو۔ اس لیے حکومت کے اہل نہیں ہو۔ پس اس کے بعد طعن و تشنیع کا سلسلہ چل نکلا اور یہی بات ایک ثقہ تابعی کے الفاظ میں یوں منقول ہے۔

کامل ابن اشیر:

سَمِعْتُ سَالَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مَا دَعَا إِلَى رَكُوبِ عُثْمَانَ قَالَ الْقَضَبُ وَالْقَطْعُ كَانُوا مِنَ الْإِسْلَامِ يَمُكِّنُونَ قَعْرَهُ أَقْوَامٌ قَطَعَتْ وَكَانَتْ لَهُ أَلَةٌ فَكُزِمَتْ حَقٌّ هَا خَدَّ عُثْمَانَ مِنْ ظَهْرِهِ فَاجْتَمَعَ هَذَا إِلَى ذَلِكَ فَصَارَ مَدْمَمًا بَعْدَ أَنْ كَانَ مُحَقَّقًا ۱۔

(کامل ابن امیر جلد سوم ص ۱۸۱-۱۸۲ ذکر بعض سیرۃ عثمان مہجورہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: محمد بن ابی بکر کے متعلق کسی نے جناب سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہ اس نے عثمان غنی کا مقابلہ کیوں کیا؟ کہا بظہر اور لاکھ کی وجہ سے اسلام میں محمد بن ابی بکر کا ایک اعلیٰ مقام تھا لوگوں نے اسے دھوکہ دے کر اجڑایا۔ پھر اس نے حکومت کا مطالبہ کیا۔ اور اس کے پاس معقول وجہ تھا۔ یعنی یہ کہ وہ ابو بکر صدیق کا بیٹا ہے اور مقابلہ پڑٹ گیا۔ جس پر عثمان غنی نے اسے اڑسے ہاتھوں لیا۔ تو اسی بات نے محمد بن ابی بکر کو قابلِ مذمت بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس واقعہ سے قبل قابلِ تعریف تھا۔

جواہر ششم

محمد بن ابی بکر ایک بزرگ صحابی معاویہ بن خدیج کے ہاتھوں قتل ہوا

محمد بن ابی بکر کو جس شخص نے قتل کیا تھا۔ ان کا نام معاویہ بن خدیج ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور اذاروے قتل یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ان کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کا قتل و قتل ناحق نہ تھا۔ کہ اگر معاویہ بن خدیج کی نظر میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ غلط ہوتے۔ اور محمد بن ابی بکر کا ان کے قتل میں شریک ہونا کوئی وجہ جواز رکھتا۔ تو آپ اسے قتل کر سکتے وقت یہ نہ کہتے۔ کہ میں تجھے ایسا ہی پیار سا قتل کروں گا۔ جیسا کہ تو نے عثمان غنی کو قتل کیا تھا حقیقت یہ تھی۔ کہ معاویہ بن خدیج کو عثمان غنی کے ناحق قتل کیے جانے کا شدید صدمہ تھا اور اسے آپ ظالم و کاروائی سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ در نام نہاد

محدث ہزاروی صاحبؑ، جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ایک نبیل القدر صحابی حافظ قرآن و حدیث کو معاویہ نے قتل کیا یا کروایا۔ بالکل جہالت اور حقانیت سے روگردانی ہے۔ محمد بن ابی بکر کو امیر معاویہ کے دھم سے قتل کیا گیا۔ اور دعوادانوں نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا بلکہ یہ کام معاویہ بن خدیج نے اپنی صوابدید کے مطابق کیا۔ اور معاویہ بن خدیجؑ کا صحابی ہونا راجح ہے اگرچہ ان کے تابعی ہونے پر سب متفق ہیں۔ اب ذرا محمد بن کرام سے ان کی سیرت کے متعلق چند الفاظ ملاحظہ ہوں۔ تاکہ محمد بن ابی بکر کے قتل کرنے میں ان کی شخصیت نکھر کر سامنے آجائے۔

البدایة والنہایہ:

ابن جعفر بن قتیرہ الکندی الخروانی المصری
صَحَابَةُ عَلِيٍّ قَتَلَ الْأَكْثَرَ مِنْ وَدَّ كَرَهُ ابْنُ
حَبَّانٍ فِي الثَّابِعِينَ مِنَ الْيَقِينَةِ وَالْعَشِيرَةِ الْأَوَّلِ
فَشَهِدَ فَتَنَاحَ وَمُصِيرَ وَهَذَا الَّذِي وَدَّ الْخَمْرَ
يَفْتَحُ الْأَوْ شَكْنَدَرِيَّةَ وَشَهِدَ مَعَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ قِتَالَ الْبَرَاءِ بْنِ قُرَيْشٍ وَدَّ هَبَّتْ حَيْثُ
يَوْمَ مَيْدٍ وَوَيْلَ كَرُوفَ بَاحِثِينَ فِي بِلَادِ الْمُقَرَّبِ -

(البدایة والنہایة جلد ۵ ص ۶۰ ۶۱)

ترجمہ:

معاویہ بن خدیج اکثر حضرات کے قول کے مطابق صحابی ہیں۔ اور ان جان لے
انہیں ثقہ تابعین میں سے ذکر کیا ہے۔ اور صحیح پہلی بات ہے۔ یہ مصر کی
فتح میں شریک جنگ تھے۔ اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اسکندریہ
کا فتح ہونا بھی ان کے مقدر میں تھا۔ اور بزرگ کے ساتھ لڑائی میں سے یہ

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ساتھ موجود تھے۔ اس لڑائی میں ان کی ایک
آنکھ ضائع ہو گئی۔ اور بہت سی لڑائیوں میں انہیں والی بنا کر بھیجا گیا۔

الاصابة في تمييز الصحابة:

ذَكَرَهُ ابْنُ سَعْدٍ فِي تَمْيِيزِ مَنْ وَدَّ وَصَرَّ مِنَ الصَّحَابَةِ
رَقَالَ ابْنُ يُونُسَ يُحْكِمُ أَبَانَعِيمٍ وَفَدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ فَتَنَاحَ وَمُصِيرَ ثُمَّ كَانَ
الْوَارِثَ عَلَى حُسْرَى يَفْتَحُ إِلَّا شَكْنَدَرِيَّةَ وَدَّ هَبَّتْ حَيْثُ
فِي خَرْقٍ وَوَدَّ الشَّارِبَةَ مَعَ ابْنِ سَرْحٍ..... وَخَرَجَ لَهُ
أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ حَدِيثًا فِي الشَّهِيدِ فِي الصَّلَاةِ
وَالشَّارِبَةِ حَدِيثًا فِي الْقَدَاوَةِ بِأَلْعَمَامَةِ وَالْعَمَلِ
وَالْبُغْيَةِ حَدِيثًا فِي الْقَدَاوَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ
خَرَّ وَدَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةً سَنِينَ مِنَ الدُّنْيَا
وَمَا فِيهَا إِلَّا الْكَفَّ ابْنُ حَبَّانٍ ذَكَرَهُ فِي الصَّحَابَةِ
أَيْضًا -

(الاصابة في تمييز الصحابة جلد سوم ص ۳۱)

حرف المصير

ترجمہ: ابنا سعد نے معاویہ بن خدیج کو ان لوگوں میں سے ذکر کیا جو مصر
کے محزون بنائے گئے۔ ابن یونس نے کہا ہے۔ کہ معاویہ بن خدیج کی
کنیت ابو نعیم تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور فتح مصر میں
موجود تھے۔ اسکندریہ کی فتح میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ غزوہ
نہد میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ ابن سرح اس جنگ میں ان کے

ما تفتتے۔ ابو داؤد اور نسائی نے ان سے ”مسند فی المصلوۃ“ میں
اہم لہائی نے حجامت اور غسل کے ذریعہ دعا کرنے کی حدیث ان سے
روایت کی۔ ابو نعیم نے کہا کہ ان کی ایک حدیث یہ ہے ”میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک
غزوہ یا ایک مسیح دشنام لڑنا۔ دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔ ابن مہبان نے
اگرچہ معاویہ بن خدیج کو تابعی لکھا ہے۔ لیکن ایک قول میں انہیں صحابی
بھی کہا ہے۔

لمحہ فکریہ:

محمد بن ابی بکر کے قاتل معاویہ بن خدیج کے متعلق آپ نے سطور بالا میں
ملاحظہ فرمایا۔ وہ اکثر علماء کے نزدیک صحابی رسول ہیں۔ اور ان سے اکثر حدیث لے
روایت حدیث بھی کی ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شرکت بھی فرمائی جب یہ
خود محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کی ضرورت اٹھاتے ہیں۔ تو محدث ہزاروی کو کیا ضرورت
پیش آئی کہ ان کو پھوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن ابی بکر کا قاتل اور
پھر اس پر انہیں فاسق و فاجر بلکہ کافر تک کے الفاظ کہنے سے زبان نہ رکے۔ اس نام نہاد
محدث کے یہ بیجا و نہاد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو مدول فرمایا اور ہر
اہل سنت کا متعلقہ نظریہ بھی قابل قبول نہ سمجھا کہ حضرت صحابہ کرام کے باہم جھگڑاتے جھگڑا
اختلاف کے ضمن میں کہتے ہیں۔ یہیں ثالث بن کر ان جھگڑا کو محرم اور کسی وجہ کو
بری کرنے کا حق نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

جوابِ ہفتم

فتنہ کے دن عثمان غنی حق پر ہوں گے۔

(الحدیث)

البدایۃ والنہایۃ:

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بن جابر ثنا عبد الرحمان الثقفی ثنا الیوب
عن ابی قلابۃ عن ابی الاشعث الصنعانی
اَنَّ خُطْبَتًا قَامَتْ بِالشَّامِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ وَاسْتِ
أَصْحَابُ السَّيْفِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَرْكَأُ بنِ كَعْبٍ
فَقَالَ لَوْ لَمْ يَحْدِثْ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ وَمَنْ رَسُلَ اللّٰهُ صَلى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَحَكَّمْتُ وَكَرَّ النَّاسُ فَتَنَ بَنِي
فَهْمَزَ رَجُلٌ مُّتَّقِنٌ فِي كُتُبٍ فَقَالَ هَذَا الْيَوْمَ يَنْزِلُ
عَلَى الْعَذَى فَتَمُتُ إِلَيْهِ فَذَاكَ أَهْلُ عَثْمَانَ
بن عفان مَا قَبِلْتُ عَلَيْهِمْ بِنِجْمِهِمْ فَتَمُتُ هَذَا
قَالَ تَعَمَّرٌ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ يَثْبُوحِ حَنِيعِ
البدایۃ والنہایۃ جلد ۱ ص ۱۰۰ بعض الاحادیث
العارۃ فی فضائل عثمان۔ مطبوعہ بیروت
طبع جدید

ترجہاً ۱۱: امام ترمذی نے اپنی تصحیح میں کہا ہے کہ ہمیں ابو الاشعث ثعلابی کے واسطے سے یہ حدیث پہنچی کہ بہت سے غلیب حضرات شام میں مقرر کیے گئے۔ ان میں سے ایک معانی مرو بن کعب بھی تھے۔ تو انہوں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نہ سنی ہوئی۔ تریں ہرگز اس سے زبان پر نہ لانا۔ پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا۔ اور ان کے قریب وقوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی دوران ایک شخص اپنا منہ کپڑے میں چھپائے وہاں سے گزرا۔ تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ میں جب اس شخص کے پاس گیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں۔ میں نے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے عرض کیا۔ حضور یہ؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن اور صحیح حدیث کہا ہے۔

ملحد فکریہ ۱

عبداللہ بن سبا کی ذریت نے محمد بن ابی بکر کو بری کر کے اور عثمان غنی کے قتل کو جائز قرار دینے کے لیے جس جیل کو اختیار کیا تھا۔ ہم نے اس کے پھر مدد و جرات تحریر کر دیئے ہیں۔ وہ خطبے قتل عثمان کے جواز کی وجہ بنایا جا رہا تھا۔ اس کی اصلیت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ سباؤں کی شرارت تھی۔ اس خطبے قسیمہ طور پر عثمان غنی سے براءت کر دی تھی۔ اور مروان نے بھی انکار کر دیا تھا اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیے تھا۔ کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حضرت عثمان غنی کے بارے میں حق پر ہونے کے الفاظ نکل چکے تھے۔ اس لیے یہ کب ممکن تھا کہ عثمان غنی اس فتنہ میں حق کی بجائے ناحق جان دیتے۔ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور آپ کو سباؤں نے ایک گناہ

سازش کے تحت شہید کر دیا۔ اور ان سباؤں کی آغا و کات کا بیڑا ایک ایسے شخص نے اٹھایا ہے۔ جو سنی ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عجب کہ وہ حق کو پہچانے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد بن ابی حنیفہ کا انجام

البداية والنهاية ۱

وَسَأَلَ مِنْ عَثْمَانَ أَنْ يَرِيَهُ عَمَلًا فَقَالَ لَهُ مَتَى مَا حَضَرْتَ أَهْلًا لِيَدَا إِلَيْكَ وَلَيْسَتْ فَتَنْتَسِبَ فِي نَفْسِهِ عَلَى عَثْمَانَ فَسَأَلَ مِنْ عَثْمَانَ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى الْغَزَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ فَفَقَصَ الْبَيَّاتَ الْيُضْرِيَةَ وَحَضَرَ مَعَ أَمِيرِهَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ غَزْوَةَ السَّوَارِ كَمَا قَدْ مَنَّا وَجَعَلَ يُنْكَرُ عَثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَاعَدَهُ عَلَى ذَلِكَ مَعْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ... فَسَارَ مَعَاوِيَةَ وَحَضَرَ وَابْنُ الْعَاصِ لِيُخْرِجَاهُ مِنْهَا لِأَنَّ مِنْ أَكْثَرِ الْأَعْمَارِ عَلَى قَتْلِ عَثْمَانَ سَمِعَ أَنَّكَ كَانَ قَدْ رَجَاؤُهُ وَكَفَلَهُ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِ فَجَاءَ لِحَاذِ حَوْلٍ وَمَصْرُ فَلَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَخْذُلْ عَائِدَهُ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الْعَرِيشِ فِي أَلْفِ رَجُلٍ فَتَحَصَّنَ بِهَا وَجَاءَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَتَنَصَّبَ عَلَيْهِ وَالْمَدَجْنِيْقِيُّ حَتَّى

مَنْ لِي فِي ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِهِمْ فَتَقْتُلُوا-

۱۔ البدایہ والنہایۃ جلد ۲ ص ۲۵۱ مشہور مطبعہ
بلیوت طبع جدید

۲۔ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۱۸۱

ترجمہ: حضرت امیر سادہ رضی اللہ عنہ کے گئے ہوں جناب ابوذر
کے لیے محمد بن ابی ہذیل نے ابو بکر صدیق کے در خلافت میں جنگ
یہاں میں شہادت پائی۔ تو محمد بن ابی ہذیل کو عثمان غنی نے اپنی تربیت
اور کفالت میں لے لیا۔ جب کچھ بڑا ہوا۔ تو عثمان غنی سے کہنے لگا۔
مجھے کسی جگہ کا مال مقرر کر دو۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اس قابل ہو
جائے گا تو میں تجھے ولایت دے دوں گا۔ اس جواب کی وجہ سے
محمد بن ابی ہذیل کا دل ناراضگی سے بھر گیا۔ اس کے بعد جب اس
نے ایک لڑائی میں جانے کی اجازت مانگی۔ تو عثمان غنی نے اجازت
دے دی۔ یہ سیدھا دیا۔ مگر یہ میں گیا۔ اور وہاں حکام عبداللہ بن
سعد بن ابی سرح کے ساتھ غزوہ سواری کی طرف نکلا۔ جیسا کہ ہم پہلے
بھی بیان کر چکے ہیں۔ اب اس نے حضرت عثمان غنی کی شان میں بڑا
بھلا کتنا شروع کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر نے بھی اس کام میں اس کی
ہمنوائی کی۔ ان دونوں کے روسیے کی امیر مصر جناب عبداللہ
بن سعد نے حضرت عثمان غنی سے شکایت کی۔ لیکن آپ نے کوئی
پرواہ نہ کی۔ اور جب مصر میں نے عثمان غنی کے گھر کا محاصرہ کیا۔
تو ان دونوں نے والی مصر عبداللہ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا۔
اور زبردستی مصر پر قبضہ کر لیا۔ مگر کے سابق والی عبداللہ بن سعد نے

شام پہنچ کر امیر سادہ کو ان حالات کی خبر دی۔ اب امیر سادہ اور
عمر بن العاص دونوں محمد بن ابی بکر کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ کیونکہ وہ
بغزی جانتے تھے۔ کہ یہ شخص عثمان غنی کے قتل کی سازش میں مشغول تھا
مالا کھ عثمان غنی نے اس کی تربیت کی اور کفالت کی ذمہ داری اٹھائی
تھی۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک برتا تھا۔ ان دونوں نے
مصر میں داخل ہونے کی ہر ممکنہ کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اب ان
دونوں نے کسی داؤ اور جملہ بہانہ سے محمد بن ابی بکر کو مصر سے نکلانے کی
کوششیں شروع کر دیں۔ بالآخر محمد بن ابی ہذیل ایک ہزار فوج کی سمیت
میں عربیہ مصر کی طرف نکلا۔ اور کھنہ بند ہو گیا۔ عمرو بن العاص نے اگر
اس پر حملہ کے لیے ہتھکنڈا لڑی۔ یہ اپنے تئیں سابقوں کے ساتھ جوئی
نیچے اترا۔ ان تمام کو قتل کر دیا گیا۔

مذبحہ فکریہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ایک بہت بڑا داعی محمد بن ابی ہذیل
وہ شخص ہے جس کی خود عثمان غنی نے تربیت و کفالت فرمائی۔ اور ان تمام
احسانات کو صرف اس لیے بالائے خالق رکھ دیا۔ کہ اس کے مطالبہ پر اپنے
اسے امارت یا گورنری سلطانہ فرمائی۔ اور وہ بھی اس لیے کہ ابھی اس میں ایک چیز
کی اہمیت نہ تھی۔ یہ قصور تھا عثمان غنی کا کہ جس کی وجہ سے اس ملک حرام نے اپنے
محسن کے قتل میں ہر لہر اور ہر لڑی کو دارا کیا۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ
جو جلیل القدر تابعی ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا۔

کامل ابن اثیر:

مَا دَعَا إِلَى الْخُرُوجِ عَلَى عُثْمَانَ فَقَالَ كَانَ يَتِيمًا

فِي حَيْبِ عُمَرَ الْعَمَلِ فَقَالَ يَا بَنِي لَوْ كُنْتُمْ رِضًا
لَا شَتَّعْتُمْ لَنَا -

(کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۱۸۱)

ترجمہ: اُس بات نے محمد بن ابی حذافہ کو حضرت عثمان کے خلاف بغاوت پر اکسایا۔ تو فرمایا: کہ یتیم ہو گیا تھا۔ اور عثمان غنی نے اسے اور اس کے دوسرے بہن بھائیوں کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی۔ اور جب یہ کچھ بڑا ہوا۔ تو اس نے عثمان غنی سے حامل مقرر کیے جانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا: اگر تو اس قابل ہوتا۔ تو میں تجھے یہ منصب عطا کر دیتا۔

صرف اسی پر بس نہیں۔ جب اس نے مصر جانا چاہا۔ تو عثمان غنی نے بہت سال دیا۔ تاکہ بڑا بڑا ضرورت پریشانی نہ ہو۔ لیکن ان تمام احسانات کے بدلہ میں اس نے عثمان غنی کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ جب آپ کو اس کی خبر پہنچائی گئی۔ تو بھی آپ نے بہت سال رد و پیرا سے بھیجا۔ کیونکہ آپ نے بھلا شائیکہ حبیب کی وجہ سے وہ ایسا کر رہا ہے۔ ایک طرف اس قدر ہمدردی اور دوسری طرف اس نے اپنا سارا سرمایہ ان لوگوں کی تیاری میں لگا دیا۔ جو عبداللہ بن سبا کی سرکردگی میں عثمان غنی کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اب ایسے شخص نہ ہم وردی کرنا اور اصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں باغیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اور یہی کام محدث ہزاروی وغیرہ کر رہے ہیں شرمچایا جا رہا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذافہ وغیرہ ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرایا۔ لیکن یہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا۔ کہ یہ لوگ حضرت عثمان غنی کے تابعین میں سے ہیں۔ تو اس طرح انہوں نے عثمان غنی کو تلوار

کے ذریعہ اس دنیا سے شہت کیا۔ تقدیر نے ان کے ساتھ بھی دنیا میں ہی ان ہی سلوک کرتا۔ کہ کسی کو بھی عام حالت میں موت نہ آئی۔ کوئی تلوار کی زبردستی آیا۔ کسی کو آگ میں جلتا پڑا اور کوئی سانپ کے ڈسنے سے چل بنا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عبداللہ بن سبا کا حشر

عبداللہ بن سبا کا تفصیل تعارف تحفہ جغریہ جلد اول کے ابتدائی صفحات میں مذکور ہو چکا۔ خلافت یہ کہ یہ ایک یہودی الذہب عالم تھا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کا انتہائی دکھ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر بن الخطاب نے انہیں پہلے پہل مدینہ منورہ سے خیبر اور پھر وہاں فلسطین نکال دیا تھا۔ اس قماش کے لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چال چلنا چاہی۔ لیکن ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں ان کی وال نہ لگی۔ لیکن عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ پالیسی کی نرمی کی وجہ سے ان کو موقع مل گیا۔ مختلف شہروں میں انہوں نے عثمان غنی کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ الاثر شہادت عثمان غنی کا واقعہ پیش آگیا۔ اس یہودی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:

وَلَيْكَ حَقٌّ مَسْخَرُ مِنْكَ الْغَيْظُ حَقٌّ جَمْعُ حَقٍّ
هَذَا أَفْقَلْتُكَ أَمْلَكَ وَتَبَّ هَذَا فِي حَبْسِهِ وَاسْتَبَاةِ
فَلَا تَكُنْ أَقْدَامُ خَلَمٍ يَكُفُّ فَاحْشِرْ قُلُوبَ الْغَائِبِ -

(رجال کشی ص ۹۹ مطبوعہ مکر بلاطبع جلد ید)

تو جہاں اوردی ہوتے ہوئے عبداللہ بن سبا کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ یوشع بن نون تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس نے دو عقیدے اختیار کیے۔ ایک یہ کہ علی المرتضیٰ کی امامت بلا فصل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ علی المرتضیٰ کے مخالفین پر تیز بازی کرنا جائز ہے۔ پھر ادرائے بڑھ کر اس نے اپنے لیے نبوت اور علی المرتضیٰ کے لیے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ آپ سے بلا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: تیرے لیے برا دی ہوا تجھ سے کوشیمان نے سہو کیا ہے۔ اس عقیدہ کفر سے رجوع کر۔ اور کچھ دل سے کہہ کر۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر علی المرتضیٰ نے اسے قید کر دیا۔ اور تین دن کی محنت دی۔ لیکن پھر بھی اس نے جب توبہ نہ کی۔ تو آپ نے اسے آگ میں ڈالوا کر ہلاک کر دیا۔

حضرت عثمان غنی کی میت کے منہ پر تھپڑ

مارنے والے کا حشر

البداية والنهاية

قَالَ الْبُقَارِيُّ فِي التَّارِخِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا غَالِبٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ كُنْتُ أَطُوفُ بِالْكُتَيْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَمَا أَظُنُّ أَنَّكَ تَغْفِرُ لِي فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا سَمِعْتَ أَحَدًا

يَقُولُ مَا تَقُولُ قَالَ كُنْتُ أَعْطَيْتُ وَلَهُ عَهْدًا لَئِنْ قَدْ زُنْتُ أَنْ أَلْطَمَ وَجْهَ عُثْمَانَ إِلَّا لَطَمْتُهُ فَلَمَّا قُتِلَ وَوَضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ فِي الْبَيْتِ وَالنَّاسُ يُحْيِيْنَونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَدْ مَلْتُ كَأَنِّي أَصْلِي عَلَيْهِ فَوَجِدْتُ خُلُوفًا فَزَعَمْتُ الثُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَحْيِيْنُهُمْ وَ لَطَمْتُهُ وَقَدْ يَدْبَسْتُ يَمِينِي قَالَ ابْنُ سِيرِينَ فَزَعَمْتُهَا يَا بَسَّةٌ كَأَنَّهَا عُقُودٌ

البداية والنهاية جلد ۱ ص ۹۱ ذکر صفۃ قتلاہ مطبوعہ بیروت متحدہ

تو جہاں ۱۱۱ ام بخاری نے تاریخ میں جناب محمد بن سیرین سے نقل فرمایا کہ میں ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ پانچ ایک شخص دیکھنے میں آیا۔ جو یہ کلمات کہہ رہا تھا۔ اے اللہ! مجھے معاف کر دے۔ اور میرے غیال میں تو مجھے معاف نہیں کرے گا، اس کے یہ الفاظ سن کر کہنے لگا۔ بندہ خدا! یہ کلمات جو میں نے تجھ سے سنے۔ کسی سے بھی نہیں سنے (اس کی کیا وجہ ہے؟) وہ کہنے لگا۔ میں نے اشد سے عہد کیا تھا۔ یعنی قسم لگائی تھی کہ اگر مجھے عثمان غنی کو قہر مارنے کا موقع ملے تو میں ضرور ایسا کر دوں گا۔ پھر جب انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی میت چار پائی پر رکھی گئی۔ اور لوگوں نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ میں بھی گریا اُن کی نماز جنازہ پڑھنے آیا۔ لیکن میں نے جب دیکھا۔ کہ یہاں میرے اور عثمان غنی کی میت کے سوا اور کوئی آدمی موجود نہیں۔ تو میں نے اُن کے چہرہ اور داڑھی سے کفن

ہٹا کر انہیں پھیرا تھا۔ اب اس حرکت کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ بے جان ہو گیا ہے
ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے اس بے جان ہاتھ کو دیکھا۔ یوں لگا۔ جیسا کہ مکتویٰ ہے
ملحد فکریہ !

سیدنا عثمان غنی کی میت کی تدفین کرنے والے کا واقعہ امام بخاری سے اس شخص کی زبانی سنا یا گیا۔ جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اور ثقاہت اور ثقاہت کے ساتھ اس واقعہ تابعیت کا اسے شرف حاصل تھا۔ جب صرف میت کو تھپڑ مارنے والے کی دنیا میں یہ سزا نظر آتی ہے۔ تو ایسے کی عیارت میں کیا سزا ہو گی؟ اور پھر اس پر قیاس اُن لوگوں کا کیجئے۔ جو حضرت عثمان کے قتل میں شریک تھے جن کی عذت ہزاروں کو ہمدردی تڑپا رہی ہے۔ یہ واقعہ بھی اہل سیرت کی زبان اس شخص کا تھا۔ جس نے عثمان غنی کی میت کو تھپڑ مارا۔ اب درج ذیل واقعہ بھی ملاحظہ ہو جس کا تعلق آپ کی ذات سے بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ آپ کی بیوی کے ساتھ پیش آیا۔ وہ یہ ہے۔

عثمان غنی کی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارنے والے
کاشر

ازالة الخفاء،

عن أبي قلابة قال حدثت في ركة فوالله ما شام سمعت
صوت رجيل يقول يا ويله النار كان قطعتم
إليه وإذا رجيل مقطوع اليدتين والزجلين ومن
حققن من العيينين منكم يا وجههم فساكتة عن

حَالِهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ الدَّارَ
فَلَمَّا دَخَلْتُ وَنَهَ صَرَخْتُ رُجِعْتُ فَلَطَمْتُهَا فَقَالَ
مَا لَكَ قَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرَجُلَيْكَ وَأَعْمَى عَيْنَيْكَ
وَأَدْخَلَكَ النَّارَ فَخَالَذْتُ نَبِيَّ رَحْمَةً عَظِيمَةً
فَصَرَخْتُ هَارِبًا مَا بَيْنِي مَا تَرَى وَلَمْ يَبْقَ مِنِّي
دُعَائِي إِلَّا النَّارُ قَالَ فَفُتِلْتُ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَسُحِقًا
(وخرجهما اللام في سيرته)

(٢- رياض النضرة جلد سوم ص ٢١ مطبوعه بيروت جديد)

توجہ کیا، اب قلابہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھا۔ کراچانک ایک شخص کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا ”ہائے آگ“ میں اس کے پاس گیا۔ تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ اور جوتی پہننے کی جگہ سے دونوں پاؤں بھی کٹے ہوئے ہیں۔ اور انگوٹھوں سے اندھا ہے۔ چہرہ کے بل زمین پر جمکا ہوا ہے میں نے اس سے اُس کا حال پوچھا۔ کہنے لگا۔ میں ان بد قسمت لاکڑیوں سے ہوں۔ جو عثمان غنی کو قتل کرنے کی خاطر ان کے گھر پر حملہ آور ہوئے تھے۔ جب میں عثمان غنی کے قریب پہنچا۔ تو ان کی بیوی محمد پر چلائی۔ میں نے اُسے قہر طر مار دیا۔ اس پر عثمان غنی نے کہا کہ تم کیا کر گئے۔ (کہ تو نے میری بیوی کو قہر طر مارا ہے) اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ

پاؤں کاٹے اور تیری آنکھوں سے تجھے محروم کر کے آگ میں داخل کرے
عثمان غنی کی ان باتوں سے مجھے سخت خوف لاحق ہوا۔ اور میں وہاں سے
بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر جو کچھ میرے مقدور میں تھا قائم دیکھ رہے ہو۔ اب
اُن پر دعاؤں میں صرف ایک ہی باقی رہ گئی ہے۔ وہ آگ میں جلتا
ہے۔ اب تو قابو کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ باتیں سن کر اسے کہا۔ دوری
ہو تیرے لیے اور خرابی ہو۔

لمحہ فکریہ :

اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بالواسطہ
بلاد واسطہ انت کرنے والا دنیا میں بھی اللہ کی پکڑ سے نریج سکا۔ اسی طرح آج بھی اگر
جو لوگ ان کے متعلق تادیباً لکھا کہتے ہیں مجاہد کی گرفت سے نریج سکیں گے۔
عثمان غنی کی منظریت جنہیں نظر نہیں آتی۔ اور عثمان غنی و باغیان علیہ وسلم
کی طرف داری میں سرگرداں ہیں۔ انہیں اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے کیونکہ
ہر سکتا ہے۔ کہ اس وجہ سے ان کی گولت ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مالک ابن اشتر کی موت

البداية والنهاية :

فَلَمَّا سَارَ الْفَتْحُ إِلَى الْيَمَامَةِ وَانْتَهَى إِلَى الثَّلَاحِ
اسْتَقْبَلَهُ الْخَاضِعُ وَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْخَوَارِجِ
فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا وَسَقَاهُ شَرَابًا مِنْ عَسَلٍ فَمَاتَ
وَمَنْهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ وَعَمَرَ أَهْلُ
الشَّامِ قَاتِلُوا ابْنَ الْفَتْحِ وَجَدُوا مِنْ عَسَلٍ وَقَدَّ كَرَّ

ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَابِ يَعْنِي أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ قَدْ قَفَّ ذَمًّا
إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي أَنَّ يَحْتَمِلَ عَلَى الْأَشْتَرِ لِيَقْتُلَهُ وَوَعْدَهُ
عَلَى ذَلِكَ بِأَمْرٍ فَقَعَلَ
ذَلِكَ وَفِي هَذَا النُّقْطَةِ وَبَشَّرَ بِرِصْعَتِهِ فَمُعَاوِيَةُ
يَنْتَجِيزُ قَتْلَ الْأَشْتَرِ لِأَنَّهُ مِنْ قَتْلِهِ يَحْتَمِلُ
وَالْمُتَضَوَّةُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَأَهْلَ الشَّامِ قَاتِلُوا ابْنَ
مُشْدِيدًا الْمَرْثِ الْأَشْتَرِ النَّعْنَعِ.

والبداية والنهاية جلد ۵ ص ۳۱۳ مرقوم حضرت
عثمان و ثلاثين - مطبوعہ بیروت طبع مجدید

توجہ : جب اشتر مصر کی طرف چل دیا۔ اور قلم پر پہنچا۔ تو فاس اس کے
استقبال کے لیے آیا۔ جو ان دنوں خراج کی وصولی کے لیے یہاں آیا ہوا
تھا۔ اس نے اشتر کو کھانا بھیجا۔ اور پانی میں لاشد ہلانے کے لیے لہال
کیا۔ اشتر اس خورد و نوش کے بعد فوت ہو گیا جب اس کی لڑائی کی خبر
حضرت معاویہ عمرو ابن العاص اور دوسرے اہل شام کو ملی۔ تو انہوں نے
کہا۔ اللہ تعالیٰ کی لوح شہد میں بھی ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں یہ
ذکر کیا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے اس آدمی کو پیغام بھیج رکھا تھا۔ کہ حیلہ باند
سے اشتر کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس پر تہیں انعامات دیں گے۔ لیکن
اس میں اعتراض ہے۔ اور اگر اسے درست تسلیم کر بھی لیا جائے۔ تو پھر
یوں بات بنے گی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اشتر ایسے اشخاص
کا قتل کرنا جائز تھا کہ جو یہ لوگ قتل عثمان میں شریک تھے یا مقصد یہ ہے
کہ جب اشتر مرا تو امیر معاویہ اور قسمی لوگ انتہائی خوش ہوئے۔

ملحد فکریہ :

اشتر بن غنی وہ شخص ہے جس نے مصر سے آنے والے باطنیان عثمان کی سرداری کی تھی۔ بعض روایات کے مطابق یہ ان دشمنوں میں سے ایک ہے۔ جنہوں نے وہ بناوٹی رقعہ کا ڈرامہ رچایا تھا جس کے بہانہ میں عثمان غنی پر حملے ہوئے اور بالآخر شہادت ہو گئی۔ ایک اشتر بن غنی اور دوسرا حکیم بن جبلة تھا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

العواصر والقواصر :

تَحَلَّيْنِي الْمَدِينَةَ الْأَشْجَرُ وَحَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ
(الطبری جلد پنجم ص ۱۲۰) وَفِي ذَاكَ شَبَهَةٌ
قَوِيَّةٌ يَا قَ لَهْمَا مَخْلَقًا فِي إِفْتَعَالِ الْكِتَابِ الْمُرَوَّرِ
عَلَى أَوْلِيَاءِ الْمُؤْمِنِينَ۔

(العواصر والقواصر صفحہ نمبر ۱۱۶)

ترجمہ : مصری اور کئی لوگوں کے واپس ہونے پر اشتر بن غنی اور حکیم بن جبلة مدینہ میں ہی ٹھہر گئے۔..... ان کے پیچھے رہ جانے میں یہ شبہ برآوردی ہے۔ کہ وہ رقعہ کہ جس کی بنا پر باغی واپس آئے اور عثمان غنی کے مکان کا محاصرہ کر کے بالآخر انہیں شہید کر دیا۔ ان کا خود ساختہ تھا جس میں غلط بیان سے اس کی نسبت عثمان غنی کی طرف کی گئی تھی۔

یہ دونوں آدمی اگرچہ بہادر بھی تھے۔ اور کھڑ بھی۔ لیکن عثمان غنی کی شہادت پر لوٹ ہونے کی وجہ سے اہل شام ان کو برا سمجھتے تھے۔ اور میر معاویہ رضی اللہ عنہ تو انہیں قتل عثمان کی وجہ سے قتل کر دینا جائز سمجھتے تھے۔ یہی انہوں نے اس کے قتل پر غرضی کا اظہار کیا یہ الگ بات ہے۔ کہ ان کی موت کس طرح ہوئی کیا اللہ نے غائبانہ کوئی اپنی فوج بھیجی۔ یا کسی کے ہاتھوں قتل عثمان کے بارے میں

مروایا۔ بہر حال ان کی موت لمبی نہ ہوئی۔ اور ایسا اسی لیے ہوا کہ حضرت عثمان غنی کے قاتلوں اور شریک قتل لوگوں کے لیے خود اجلہ صحابہ کبار نے ان سے دعائیں کیں۔ اب وہ لوگ کس طرح بچ سکتے تھے؟

حکیم بن جبلة اور اس کے دیگر بصری باغیوں

کا حشر

تاریخ طبری :

وَأَصْبَحَ حَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ فِي خَيْلِهِمْ عَلَى رَجُلٍ فِيْمَنْ
تَبِعَهُ مِنْ عِبْدِ الْقَيْسِ وَمَنْ نَزَعَ إِلَيْهِمْ مِنْ أَقْبَاءِ
رَبِيعَةَ ثُمَّ تَجَمَّعُوا لِقَاءِ الرِّزْقِ وَهُمْ يَقُولُ لَنْتُ
بِأَخِيهِ إِنْ لَمْ أَنْصُرْهُ وَجَعَلَ يَشْتُمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
فَسَمِعَتْ أَمْرًا مِنْ قَوْمِهِ فَقَالَتْ يَا ابْنَ الْفَيْثِيَّةِ
أَنْتَ أَوْلَى بِذَاكَ فَطَعَنَّا فَطَعَلْنَا فَتَضَيَّبَتْ عَبْدُ الْقَيْسِ
إِلَّا مَنْ كَانَ أَهْتَمَرَ مِنْهُمْ فَقَالُوا طَعَلْتَ يَا لَمَسِيسَ
وَحَدَّثَ بِمِثْلِ ذَاكَ الْيَوْمَ وَاللَّهِ لَنْذُحَنَّكَ حَتَّى
يَقْتُلَكَ اللَّهُ فَتَرْتَبِعُوا وَتَرْكُوهُ وَمَقَى عُثْمَانَ بْنِ
حَنِيفَةَ فِيمَنْ حَزَّاهُ عُثْمَانُ بْنُ حَفَّانٍ وَحَصَرَ
مِنْ تَزَاجِ الْقَبَائِلِ حَتَّى لَهَا وَحَصَرُوا أَنْ لَا مَقَامَ
لَهُمْ بِالْبَصْرَةِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَاتَلُوا بِهَيْمَرَ
إِلَى الذَّبُوقَةِ عِنْدَ الرِّزْقِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ

لَا تَقْتُلُوا إِلَّا مَنْ قَاتَلَكُمْ وَ تَاذِرُوا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ
قَتَلِكُمْ عِثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَيَكْفُ عَنَّا قَاتَا لَا يُرِيدُ
إِلَّا قَتْلَهُ عِثْمَانُ وَلَا نَبْدَأُ أَحَدًا قَاتَا كُفَّ بِحَكِيمٍ
الْقِتَالِ وَلَمْ يَزِدِ الْمَتَاوِي لِلْمَتَادِي فَقَالَ طَلْحَةُ
وَالزُّبَيْرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَبَعَ لَنَا ثَارَنَا مِنْ أَهْلِ
الْبَصْرَةِ وَاللَّهُمَّ لَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَقْدِمْهُمْ
الْيَوْمَ فَأَقْتُلْهُمْ قِتَالَهُمْ الْقِتَالِ فَنَاقَشْتُمْ الشُّدَّ
قِتَالًا وَمَعَهُ أَرْبَعَةٌ قُرَاقٍ فَكَانَ حَكِيمٌ بِعِيَالٍ طَلْحَةُ
وَذُرْبِيحٌ بِعِيَالٍ الزُّبَيْرُ وَابْنُ الْعَدَسِ بِعِيَالٍ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَتَّابٍ وَحَرْقُصٌ مِنْ زُهَيْرٍ
بِعِيَالٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنُ شَامٍ
فَدَخَلَ طَلْحَةُ لِحَكِيمٍ وَهُوَ فِي كُنْشِيَاءٍ رَجُلٍ
وَجَعَلَ حَكِيمٌ يُخَصِّرُ بِالْشَيْفِ هَذَا فِي عَلَيْهِ
رَجُلٌ وَهُوَ رَجُلٌ شَيْئٌ رَأْسُهُ عَلَى الْخَيْلِ فَقَالَ مَا لَكَ
يَا حَكِيمُ قَالَ قَتَلْتُ قَالَ مَنْ قَتَلْتُ قَالَ وَسَادَتِي
هَذَا عِثْمَانُ فَضَمَّهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ فَتَكَلَّمَ
بِهِمْ مِائَةَ حَكِيمٍ وَآدَمُ لَقَا فِيمُ عَلَى رَجُلٍ رَأَى الشَّيْءَ
لَقَا حُذْرَهُمْ فَمَا يَتَخَفُ وَيَقُولُ إِنَّا خَلَقْنَا هَذِهِ
وَقَدْ بَايَعَا عَلِيًّا وَاعْطِيَاهُ الطَّاعَةَ ثُمَّ آوَى
مَعَ الْفَيْنِ مَعَارٍ بَيْنَ يَطْلُبَانِ بِدَمِ عِثْمَانَ بْنِ
عِفَانَ فَفَرَّقَا بَيْنَنَا وَنَحْنُ أَهْلُ دَارِ وَجَوَارِ

اللَّهُمَّ اَللَّهُمَّ لَرَّيْدَ عِثْمَانَ قَتَاوِي مَتَادِي
يَا عِثْمَانُ حَبَدَتْ حَكِيمٌ حَضَكَ لَحَاكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
إِلَى كَلَامٍ مِنْ نَفْسِكَ وَأَصْحَابِكَ بِمَا رَكِبْتُمْ
مِنَ الْإِمَامِ الْمَظْلُومِ وَفَرَّقْتُمْ مِنَ الْجَمَاعَةِ
وَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الذِّمَامِ وَنَلَّسْتُمْ مِنَ الدُّنْيَا
فَذَقُوا وَبَالَ اللَّهِ وَعَلَى وَجْهِكَ وَإِنِّي كَاتِبٌ وَأَقِيمُوا
طَيْمَنَ أَنْتُمْ وَقِيلَ ذُرْبِيحٌ وَمَنْ مَعَهُ وَأَقْلَتْ
عَرْقُوصٌ مِنْ زُهَيْرٍ فِي قَتْلِ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَجُوا
إِلَى قَتْلِهِمْ وَتَاذِرُوا مَتَادِي الزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ
بِالْبَصْرَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ فِيهِمْ مِنْ قِتَالِكُمْ أَحَدٌ مِمَّنْ
عَزَّ الْمَدِينَةَ قَلِيًا تَبَايَعْتُمْ قَتْلِي يَوْمَ كَمَا
يَجَاءُ بِالْكَتَابِ فَتَقِيلُونَ (تاریخ طبری جلد ۱۰ ص ۱۰۹) (مجلد دوم جلد دوم)

تو جبار کا حکم اس جیل سے اپنے ظلم کے ساتھ ایسے آدمی کے پاس جس کی اتباع میں جیل تھیں
کے لوگ رہے تھے۔ اور اس آدمی کے پاس جو ان سے جھگڑا کر رہا تھا قوم ریوے
پر ہر سب دار و رزق کی طرف متوجہ ہوئے۔ حکیم بن جبیل یہ کہتا ہوا
تھا کہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں اگر اس کی مدد کروں، اسی دوران
اس نے سیدہ عائشہ مدینہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا جب یہ گزارشات
اس کے قبیلہ کی ایک عورت نے سنے۔ تو کہنے لگی جو کچھ تو ماننا شروع
کے متعلق کہہ رہا ہے۔ اس کا حق دار تو رہے۔ اس پر حکیم بن جبیل نے
اسے تیرا کر ختم کر دیا۔ اس پر جیل تھیں کے لوگ غصہ میں آ گئے۔ مگر چاند
پر و کار خاموش رہے۔ وہ بولے کہ اسے حکیم تو نے گل بھی ایسے ہی کیا

تھا۔ اور آج بھی رہی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! ہم تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ تجھے قید کر دے گا۔ اور تجھ سے بدلے لے گا۔ یہ کہہ کر وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے بعد عثمان بن عفیف ان لوگوں میں چلا گیا۔ جنہوں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ کچھ کعبہ کے بعد نکلا ہمارا رہنما مشکل ہے۔ لہذا وہ عثمان بن حنیف کو لے کر نابوہ میں دارِ رزق میں پہنچ گئے۔ سیدہ عائشہ نے حکم دیا۔ کہ تم اسی سے ملاجو اس سے ملے۔ اور یہ اعلان کرادو۔ کہ جو قسم میں سے قاتل عثمان نہیں۔ وہ بچ جائے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلان عثمان کا ارادہ کیے ہوئے ہیں کسی پر ایذا نہ کریں گے۔ حکیم نے لڑائی شروع کر دی۔ اور منادی کہا کوئی پروا نہ کی۔ یہ دیکھ کر جناب طلحہ اور زبیر نے کہا۔ قابلِ تعریف وہ اللہ رب العزت کہ جس نے ہمارے لیے بھری لوگ خود بخود جمع کر دیے تاکہ ہم ان سے قتل عثمان کا بدلہ لے لیں۔ اے اللہ! ان میں سے آج کی کوثر نہ چھوڑنا۔ اور ان سے خوب بدل لینا۔ لڑائی چھڑ گئی حکیم کے ساتھ ہار اور بھی بیڑ رفتے۔ اب حکیم کا مقابلہ طلحہ کے ساتھ ذریعہ کا زبیر کے ساتھ ابنِ محمد بن عبد الرحمن بن عتبہ کے ساتھ زوق بن زبیر کا عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ حضرت طلحہ نے حکیم سے مقابلہ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے وہ حواری کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ وہ نزدیک ہوا۔ اور اس کی کٹی ہوئی ٹانگ کو پکڑ لیا۔ اور اپنے مقابل کو مارا۔ وہ اس کے بدن کو لٹی۔ اور اس کو گڑا دیا۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ پس اس کے پاس ایک آدمی آیا۔

اور وہ دشمنوں کی حالت میں اپنا سر دوسرے شخص پر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے پوچھا اسے حکیم تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ تجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا میری ٹانگ نے۔ اس نے اسے اٹھایا۔ اور اس کے سر آدمیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اس وقت حکیم نے ایک ٹانگ پر کھڑے کھڑے کچھ باتیں کیں۔ وہ یہ کہ تم لوگوں ان کو قتل کریں گے۔ جھوٹی خبریں نہیں۔ اور یہ بھی کہہ رہا تھا۔ کہ ہم نے طلحہ و زبیر کو قتل نہ بنایا۔ حالانکہ انہوں نے علی المرتضیٰ کی بیعت کی تھی۔ اور ان کی اطاعت بھی قبول کی تھی۔ پھر ہم سے جنگ کرنے اور عثمان غنی کے خون کا مطالبہ کرنے بھی آگئے۔ انہوں نے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی۔ حالانکہ ہم شہر واسے ہیں۔ اے اللہ! یہ خون عثمان کا طلب گار نہیں ہے۔ پھر منادی نے پکارا۔ اے خبیث! جب تجھے اللہ کے عذاب نے آگیرا تو تجھے اس شخص کی باتیں یاد آئیں۔ جس نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ تم امام مظلوم عثمان غنی کے خون کے مرتکب ہوئے۔ اور جماعت کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا سمیٹی۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا انتقام اور عذاب چکھ۔ اور جن میں سے ہو انہیں میں رہو۔ ذریعہ اور اس کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ حرقہ اس اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کر قوم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر حضرت زبیر اور طلحہ کے منادی نے بھر میں یہ اعلان کیا۔ لوگو! تمہارے قبائل میں سے جو شخص مدینہ کی لڑائی میں شریک تھا۔ اُسے ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو کشتوں کی طرح گھسیٹ کر لایا گیا۔ اور پھر

قتل کر دیا گیا۔

تاریخ طبری ۱

حدثنا عمر بن شعبة قال حدثنا ابوالحسن
عن عامر بن حفص عن أشياخه قال
فكضرب عتق حكيم بن جبلة رجلا من الخوارج
يقال له ضميم فمات رأسه فتعلق ببعليه
فصارت جبلة في قفا..... قال عامر ومسلمة
فقتل مع حكيم ابنة أله شرف وأخوه الرعل
بن جبلة.

د تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۸۲ تا ۱۸۳ مطبوعہ
بیروت جدید

ترجمہ کیا، ابان نفس اپنے ظورغ سے ناقل کر صان قبیلہ کے ایک آدمی نے
حکیم بن جبلة کی گردن پر داریا۔ جس کا نام ضمیم تھا۔ اس سے اس کا سر
جھک گیا۔ اور مرگ کمال باقی روگئی۔ جس سے اس کا چہرہ پھل طرف
ہو گیا۔ ظاہر اور سہل کہتے ہیں۔ کہ حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا
اشرف اور اس کا بھائی رطل بن جبلة بھی قتل کر دیئے گئے۔

لہجہ فکریہ ۱

حکیم بن جبلة وہ شخص ہے جس نے با خیال عثمان اور قاتلان عثمان میں
بھر پور حصہ لیا۔ اور اس کے ساتھ مقابلہ کے وقت حضرت طلحہ و زبیر نے
اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ ہم اب مطمئن ہیں۔ کہ جو مد مقابل ہمارے ہاتھوں
مرنے گا۔ وہ ناسحق نہیں۔ بلکہ قاتل عثمان ہونے کی وجہ سے اس کا برا انجام

ہو گا۔ حکیم بن جبلة وہی شخص ہے جس کی بہادری اور شجاعت کا رافضی گن گاتے ہیں کیونکہ
اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تبرا بازی کی تھی جس سے منع کرنے پر اس
نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک عورت کو قتل کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قتل عثمان پر
شرکت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تبرا بازی کے عوض اس سے جو انتقام لیا۔
اُسے سطور بالا میں اس کی جھلک دیکھ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک واریم ظلم نہیں
کرتا۔ لیکن لوگ اپنے اور خود ظلم کرتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی البصار

مَحَلَّةُ شَهْرِ بَدْوِی

کا

امیر معاویہ پر مذکورہ الزامات کے آخر میں تین اور پرستشیں ایک نفاذ

الام نمبر ۱۵، اور اس کا جواب ہم نے بالتفصیل تحریر کر دیا ہے۔ اس الزام کے دلیلی
"فائدہ" کے عنوان سے بھی کچھ باتیں ذکر کی گئیں۔ جو بطور غلامتین امور ہیں۔

امراؤں:

ایک لاکھ ستر ہزار مومن ہمارا انصار کے قاتل امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ، کہنا
قرآن کی مخالفت اور لاعلمی ہے۔

امرد مر:

وہ نکاح جنہوں نے اس مسئلہ میں یہ کہہ کر دستخط کر رکھے۔ کہ ہم قرآن و حدیث
کی بجائے علماء و مشائخ کی بات مانیں گے۔ یہ تمام کفار نے حمام المومنین اور مومنین
کے قتلاؤں کے مطابق کافر مرتد اور زندیق ہو گئے۔

امرد سوم:

اور جو ان ملاکوں کا ساتھ دے گا۔ وہ قرآنی آیات کے حکم کے مطابق ان ہی
کے حکم میں ہو گا۔

جواب امراؤں:

جہاں تک ایک لاکھ ستر ہزار مومنین کی تعداد کا معاملہ ہے۔ اس کا کچھ

قطعی اور تسلی بخش حوالہ موجود نہیں۔ بعض "محدث ہزاروی" کی مقرر کردہ تعداد ہے بہرحالت
اگر اسے بھروسہ ہے۔ تو ان کے قتل کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس کی ذمہ داری قاتلان
عثمان اور باغیان خلیفہ ثالث کے سر پر پڑتی ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس سے بری
ہیں۔ عبد اللہ بن سلام کا واضح ارشاد گورچک ہے۔ کہ اگر کسی قوم نے کسی نبی کے خلیفہ کو
قتل کر دیا۔ تو اس کے بدلے ۲۵ ہزار قتل کر دیئے گئے۔ جب عام یمنیوں کے
خلیفہ کا یہ معاملہ ہے۔ تو ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے قتل کی وجہ سے
اگر ایک لاکھ ستر ہزار قتل ہونے مقدور ہو چکے تھے۔ تو اس میں امیر معاویہ کا قصور
کیا تھا؟ رہا یہ معاملہ کہ حضرت امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ، کہنا قرآن کی مخالفت اور
جہالت ہے۔ تو امام غزالی، تافہی عیاض، ابن ہمام، امام عبد الوہاب شعرائی اور
حضرت عذرت الاعظم رضی اللہ عنہ بھی ان حضرات میں سے ہیں۔ جو امیر معاویہ پر
"رضی اللہ عنہ" بولتے ہیں۔ "محدث ہزاروی" کی ان کے مقابلہ میں قرآن و احادیث
اور طبیعت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے اس مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا وہ ارشاد ذکر کرنا کافی ہو گا۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی کسی دوسرے پر لعن
کرتا ہے۔ تو اگر وہ ایسا ہی ہے۔ تو قبہا ورنہ خود قاتل بدوہ لعلت لوٹ آتی ہے
امام شعرائی اور عذرت پاک تو بالاتفاق اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اب ان
پر بالواسطہ لعنت کرنے والا خود ملعون ٹھہرا۔ حضرت عثمان غنی کی درپردہ مخالفت
اور ان کے باغیان و قاتلان کی غم ظہری کا نتیجہ اس کے ہوا اور کیا ممکن ہے اللہ تعالیٰ
ہدایت عطا فرمائے۔

جواب امرد دوم:

جن لاکھوں نے قرآن و سنت کے مقابلہ میں اپنے علماء و مشائخ کی

ملحد فکریہ:

محدث ہزاروی نے جن ٹاؤن کا ذکر کیا۔ ہم نے ان کی تحریرات دیکھیں۔ اور یہی ان کی شکلیں۔ لیکن خود محدث ہزاروی کی تحریرات ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر، مرتد، زندیق اور منافق ایسے الفاظ سے لکھا ہے لہذا صاحب حسام الحرمین اعلیٰ حضرت کا فتوے اس کے بارے میں ہم نے اس لیے درج کیا۔ کہ ان کے فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ اکرار کیا جا رہا تھا کہ شیخیں قابل اعتبار ہے اور اس کے فتاویٰ مبنی پر حقیقت ہیں۔ اب قارئین کرام آپ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی روشنی میں ”محدث ہزاروی“ کی حیثیت اور مقام معلوم کریں۔

مشک آلت کہ خود بخود نہ آنکہ عطار بخود

خاطر و یا اولی الابصار

امر سوم کا جواب:

جوان ٹاؤن سے محبت اور دوستی رکھے گا۔ وہ بھی ان کے حکم میں ہوگا محدث ہزاروی کے اس فتوے سے مراد اگر یہ ہے۔ کہ مذکورہ تین مولوی جو مکہ قرآن و سنت کے مقابذ میں طہار و مشائخ کے اقوال کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے وہ کافر ہوئے۔ اور کافر کو کافر بان کر دوست بنانے والا بھی کافر ہے۔ تو ہمیں یہ تسلیم۔ اور اگر مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہو۔ کہ چونکہ یہ تین مولوی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہتے ہیں۔ انہیں سلطان مبنی سمجھتے ہیں۔ لہذا اس عقیدہ کی بنا پر وہ تینوں خارج از اسلام ہیں۔ اور جو بھی ان جیسا عقیدہ رکھے یا ان کے ساتھ اس عقیدہ کی بنا پر دوستی کا دم بھرے۔ وہ کافر ہے۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرح معاذ اللہ کافر متافی و حیزہ نہ کہے۔ وہ خود کافر ہے۔ اور جو امیر کی تعین نہ کرے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ تو چہرہ بات یہیں تک نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی زدی حضرت امام حسن مہدیان اور بیست سے صحابہ کرام بھی آجائیں گے

امیر معاویہ کی ان حضرات کے بیعت کی۔ یمن کریمین تو لاکھوں درجہ بطور دیر ان سے ہر سال قبول کرتے رہے۔ (جس کے ثبوت پر بیست سے حوالہ جات تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ کی مختلف مجلدات میں مذکور ہیں) تو محدث صاحب بتلاشیے۔ کافر و زندیق کی بیعت کرنے والا اور اس سے وظیفہ وصول کرنے والا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟ امام حسین میدان کر جائیں یہ یہی ہے فاسق و فاجر کی بیعت نہ کرنے کی بنا پر شہید ہوئے ایک طرف یہ ہمت و شجاعت اور دوسری طرف ایک کافر و زندیق کی بیعت کر لینا کیر حکم کن ہو تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سعادت صحابہ کرام مجتہدین کریمین کے مبنی اور سلطان سمجھتے تھے۔ کاش! محدث ہزاروی ایذا کینی کو یہ بات سمجھا دیتے۔ اور اپنی دنیا و آخرت برباد ہونے سے بچا لیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مَنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

وَسَيَعْلَمُ الْعُقَاتُ لِمَنْ حَقَّبَى الدَّابَّ

واللہ اعلم بالصواب

الزام نمبر (۱۶)

دین اسلام سے پہلا باغی معاویہ بالاجماع
بتدرج ہے

اور بتدرج کا حکم شرعی یہ ہے۔ اَلْبَغْيُ نَجَسٌ وَالْعِدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ
وَالْوَقَاتُ وَالْقَطْعُ وَاللَّعْنُ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم)

جواب ہے:

”محدث ہزاروی“ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دین اسلام کا پہلا
باغی اپنے زعم باطل کے مطابق قرار دے کر پھر اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے باغی
بتدرج کا حکم ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ میں ترجمہ گول مول کر دیا گیا۔ اور اپنے قاری کو
یہ باور کرانے کی مکاریاں کوشش کی گئی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہی بات اعلیٰ حضرت
بریلوی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہاں ہم یہ ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت
نے مذکورہ الفاظ علامہ متقی سعد اللہ والدین گفتارانی کے ذکر کیے۔ جہاں ان کے مقاصد
اور شرح مقاصد میں لکھے ہیں۔

فتاویٰ رضویہ

حَتَمَ الْمُبْتَدِعِ الْبَغْيُ وَالْعِدَاوَةُ وَالْإِعْرَاضُ عَنْهُ
وَالْوَقَاتُ وَالْقَطْعُ وَاللَّعْنُ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم)

حصہ دوم ص ۷۷، مکتبہ نبویہ کنج بخش روڈ لاہور۔

توجہ حاصل: بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و
مداوت رکھیں۔ روگردانی کریں اس کی تائید و توثیق بالائیں۔ اس سے
میں طعن کے ساتھ پیش آئیں۔ لاجرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو تنبیہ کا شوہر
بنانا ناگوار و ناجائز ہے۔

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”بتدرج“ کا حکم ذکر کیا۔ اور اس سے مراد بد مذہب
ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے بھی ظاہر ہے۔ اس سے محدث ہزاروی یہ دعو کر دینا پاہتا ہے
کہ ماذا لہ علامہ تفتازانی ایسے جید علامہ نے بھی جب امیر معاویہ کے متعلق ایسا فتویٰ
دیلا ہے۔ تو ہمیں بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ اور اس کے مطابق امیر معاویہ پر طعن کرنا
اور انہیں قابل بغض و مداوت سمجھنا چاہیے۔ لیکن حقیقت حال پر محدث ہزاروی نے
جان بوجھ کر ردہ ڈالا تاکہ گمراہ کرنے میں آسانی رہے۔ آئیے علامہ تفتازانی سے پوچھتے
ہیں کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک فاطمی ایسے ہیں۔ جیسا کہ محدث ہزاروی
نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے؟ جواب یہ ہے۔

علامہ تفتازانی امیر معاویہ کو فاسق نہیں کہتے

بلکہ ان کی خطائے اجتہادی کے ہی قائل ہیں

شرح مقاصد

وَالْمُخَالِفُونَ بَغَاءً۔ يَقُولُ بَغِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِسْعَوُا كُنَّا بَغْتًا
عَلَيْنَا وَلَيْسُوا كُفْرًا وَلَا فَسَقَةً وَلَا ظُلْمَةً لِمَا
لَهُمْ مِنَ النَّوَائِلِ وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا فَتَعَايَهُ الْإِسْمُ
أَكْثَرُ أَوْ خَطَا كُنَّا فِي الْإِجْتِهَادِ وَذَلِكَ لَا يَقْتَضِي التَّعْيِيقَ

فَضْلًا عَلَيَّ الْكَافِرِينَ وَلَا يَلِدْ أَمْنٌ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَصْحَابَهُ مِنْ لَعْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ إِخْدَانُنَا
بَعَثُوا عَلَيْنَا۔

شرح مقاصد جلد دوم ص ۳۰۵ مطبوعہ لاہور
طبع جدید

ترجمہ: اور مخالف بائی ہیں۔ انہیں باغی اس لیے کہا گیا کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ہمارے ہی بھائیوں نے ہمارے
مخالف بغاوت کی۔ لیکن زدہ کافر ہیں۔ اور نہ ہی فاسق و ظالم۔
کیونکہ بغاوت کے جہاز پر ان کے پاس دلیل تھی۔ اگر وہ باطل ہی
تھی۔ لہذا زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ ان حضرات نے اجتہادی
ظلمی اور خطا کی۔ اور ایسی خطا کا مرتکب اس کا حقدار نہیں۔ کہ اس کو
لا دانا فاسق کہا جائے۔ چر جائے کہ اسے کافر قرار دے دیا جائے
یہی وجہ تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے ساتھیوں کو منع کر دیا تھا
کہ وہ شایموں پر لعنت نہ بھیجیں۔ اور فرمایا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں
بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر کہ علامہ تہنازانی کے نزدیک امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ مستحق لعن طعن ہرگز نہیں۔ بلکہ خطائے اجتہادی کی وجہ سے اور دلیل
کے ہونے کی وجہ سے وہ بالکل قابلِ عامت نہیں۔ ہاں ان کی دلیل جو کچھ
باطل تھی۔ اس لیے بمقابلہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی حیثیت کمزور ہو گئی۔
لیکن اس کے باوجود انہیں ظالم و فاسق نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ کیونکر جائز
ہوتا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ انہیں اپنا بھائی کہہ رہے ہیں اس کے علاوہ

خود علامہ نے دو ٹوک الفاظ میں ذکر فرمایا۔ کہ فاسق و فاجر ایسے الفاظ سے امیر معاویہ کی تائید
کو مسمون کرنا یہ رافضیوں کا معمول ہے۔ اور ان کا مذہب ہے۔

شرح مقاصد۔

وَمَا ذَهَبَ إِلَيْنَا الشَّيْعَةُ مِنْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ عَلِيٍّ كَقَرْنٍ
وَمَا ذَهَبَ إِلَيْنَا حَقُّهُ..... فَمِنْ إِخْلَافَاتِهِمْ وَجْهًا لَا
يُؤَيِّدُ حَقِّقَ لَمُتَّقِينَ عَمَّا بَيْنَ مَا يَكُونُ مِنْ بَيْنِ أَوْ رِيلٍ
وَبَيْنِ مَا دَخَلَ

(شرح مقاصد جلد دوم صفحہ نمبر ۳۵)

ترجمہ: شیعوں کا یہ مذہب کہ علی المرتضیٰ کے ساتھ لڑنے والے کافر
اور ان کے مخالف فاسق ہیں۔ یہ ان شیعہ لوگوں کی دین پر انتہائی
جرات ہے۔ اور ان کی بہت بڑی جہالت ہے۔ کیونکہ انہوں
نے اس مقام پر یہ فرق نہ کیا۔ اور نہ سمجھا کہ اس کے قریبے تاویل اور
اجتہاد کا رفر تھا۔

گویا علامہ تہنازانی کے مذکورہ الفاظ کے مطابق خود "محدث ہزاروی" ان لوگوں
میں سے ہونے کی وجہ سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کفر شیعہ ہے
اس لیے فتویٰ مذکورہ کے مطابق اہل سنت کو ایسے نام نہاد و پیرے کوسوں
دور رہنا چاہیے۔ اور اگر اہل حق کے متلاشی سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے نزدیک
امیر معاویہ جتنے بڑے باغی ہیں۔ اس لیے فتویٰ مذکورہ کے مستحق ہیں۔ کہ یہ تاثر بھی پہلے حاشیہ
کی طرح گراہ کن اور ظالمی کا منظر اقم ہے۔ کیونکہ اہل حق نے تو یہ حوالہ مذکورہ میں مبتدع کا
معنی "بد مذہب" لکھا ہے۔ اور گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علی حضرت جنتی اور کامل الایمان سمجھے ہیں

بد مذہب وہ جہاں سنت کے مسلمہ مقتدا کے خلاف ہیں۔ اگر امیر معاویہؓ اسی
ایسے ہی تھے۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو اپنا
بھائی نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں آپؐ نے خود ذکر کید کیا اس
کی زد میں آنے والا دشمن ہے۔ جماعتی سنی بیٹی کی شادی بد مذہب کے ساتھ
کرے۔ گناہ شادی کا مسئلہ اور کہاں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت
کا واقعہ۔

مختصر یہ کہ امیر معاویہؓ کو جب علی المرتضیٰؓ اپنا بھائی فرمائیں۔ تو ایک کافرو
زندیق کو اپنا بھائی قرار دینے والا بھی بد مذہب ہونے کی وجہ سے ان الفاظ
کا مستحق قرار پائے گا۔ جو محدث ہزاروی نے ذکر کیے۔ اور دوسری طرف
اعلیٰ حضرتؓ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کلمن طعن کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور
اسے حبشی کہتے ہیں۔ ان شہادتوں کے ضمن میں ”محدث ہزاروی“ کو اپنی
جگہ تلاش کرنی چاہیے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام قریباً

معاویہؓ کو کے حق میں تمام مسلمان کا
قطعی جماعتی عقیدہ ہے کہ وہ باطنی خارجی ہیں۔
غایۃ امر ہر البغی والخروج
شرح عقائد نیشی۔ خارجی ناصبی غلام نے اس پر پردہ ڈالتے ہیں
اور چھپاتے ہیں

جواب:

”محدث ہزارویؒ انجمن مہارت شرح عقائد کے حوالے سے نقل کی ہے
اسے کمال چالاک سے یہ ثابت کرنا چاہا۔ کہ ان الفاظ کا مصداق یعنی باطنی اور
خارجی ہونا امیر معاویہؓ ہیں۔ اور یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ قبل اس کے کہ
اس دم بریدہ عبارت سے محدث ہزاروی کا استدلال کا جواب دیں۔
ہم چاہتے ہیں کہ خارجی کی تعریف کر دیں۔ اہل سنت کے ہاں خارجی وہ
لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ منین میں شرکت کی۔ اور جب
امیر معاویہؓ اور علی المرتضیٰؓ کے درمیان صلح کے لیے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ
اشعری کو بطور ثالث مقرر کیا گیا۔ تو ان لوگوں نے لاسف کفر لا یتا
لین الحکمۃ لا یتا لہ کفرہ بلند کیا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ ثالث مقرر کرنے کی
بنیاد علی المرتضیٰؓ اور امیر معاویہؓ دونوں کافر ہو گئے ہیں یعنی خارجی وہ شخص ہے

جو علی المرتضیٰ کو بھی کافر سمجھتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی نے جو امیر معاویہ کے بارے میں خارجی کافر ذکر کیا۔ یا اس کا سہارا علامہ نسفی کی عبارت غایۃ اسرار میں اپنی خارجیت سے لیا۔ اُس کا معنی اور مطلب مطلق خارجی نہیں کیونکہ خارجی تو امیر معاویہ اور علامہ نسفی دونوں کے کفر کے قائل تھے۔ بلکہ یہاں خروج سے مراد یہ ہے کہ امیر معاویہ نے خون عثمان کا مسالہ کیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کی۔ اور دونوں کے درمیان اس مسئلہ پر لڑائی ہو گئی اس ردائی کو بغاوت اور راسی بیعت نہ کرنے کو خروج کہا گیا ہے۔ اسی معاملہ پر پہلے اقسام کے جواب میں ہم نے علامہ تفتازانی کی عبارت پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ چونکہ امیر معاویہ کا بیعت نہ کرنا اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دلائل پر مبنی تھا۔ اگر وہ دلائل باطل تھے اسی بنا پر ان کی یہ اجتہاد ہی غلطی کہلائے گی جس کی بنا پر ان کو فاسق و ظالم کہنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ انہیں ایسے انفا سے یاد کرنا شیعوں کا مذہب ہے۔ امام موصوف نے شرح معانی میں دیکھ گئے۔ انفا کا ایک بحث کے ضمن میں لکھے ہیں۔ بحث یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے اور خصومات کے بارے میں ہم اہل سنت کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں غصہ و امیر معاویہ کا نام لے کر آتے ہیں۔

شرح عقائد:

وَبَا لِحُمُلَةٍ لَّمْ يَنْقُضْ عَنْ الْمَشَلَفِ الْمَجْتَهِدِينَ
وَالْعَلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ حَبْرًا أَلْفَعْنَ عَلَى مَعَاوِيَةَ
أَحْزَابِهِ لِأَنَّ غَايَةَ أَمْرِ هَيْعَةِ الْبُتْنِ وَالْخَرْجِ عَلَى الْإِيمَانِ
وَهُوَ لَا يُجِبُّ اللَّعْنَ

میں
میں
میں

د شرح عقائد نسفی ص ۱۱۲ مطبوعہ کراچی جدید و تکمیل

ترجما:

خلاصہ کلام یہ کہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی امیر معاویہ اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرنے کا جواز منقول نہیں ان حضرات کے بارے میں انتہائی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے امام کے خلاف بغاوت کی اور اس کی اطاعت سے خروج کیا۔ لیکن یہ بات ان پر لعنت کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔

خلاصہ کلام:

شرح معانی میں لفظ "مبنی" اور خروج "کس پس منظر میں کہا گیا۔ اور پھر اس کے بعد ان دونوں کے حامل پر کی حکم لگایا گیا؟ محدث ہزاروی ایندکینی نے یہ دونوں باتیں گول کر دیں۔ تاکہ تاریک کفریب اور پھر بازی سے یہ باور کرایا جاسکے کہ تمام مسلمان اجماعی طور پر امیر معاویہ امدان کے ساتھیوں کو باہمی اور باجماع کہتے ہیں۔ حالانکہ علامہ تفتازانی اسی عبارت سے ان حضرات کا اجماعی عقیدہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی پر لعنت کا جواز اجماع امت سے ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ امدان مبارک جو فضائل صحابہ میں بالعموم مذکور ہیں۔ مثلاً جس نے کسی میرے صحابی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی لکھنا ہے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے والا عنقریب اسکی پکڑ میں آئے گا۔ یہ اور ایسی دیگر امدان ہیں جو علی المرتضیٰ سلیمان فارسی اور دیگر صحابہ کرام کو شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہونے کے اس میں شامل ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ عمر و بن العاص بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کسی پر لعن طعن کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے۔

چیلنج

”سب سے پہلا بانی اور محدث امیر معاویہؓ کی محدث ہزاروی کے پاس اس موضوع اور اپنے اس باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے صرف اور صرف علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد اور شرح مقاصد کے سوا کوئی حوالہ نہیں اور جو اس حوالہ میں ہے۔ وہ آپ کے سامنے آگیا۔ اب ہم محدث ہزاروی کو کھلے بندوں چیلنج کرتے ہیں کہ علامہ تفتازانی کی کسی کتاب سے کوئی ایک ایسی عبارت دکھادیں۔ جس میں انہوں نے امیر معاویہؓ کو کافر زندق اور مرتد وغیرہ کہا ہو۔ تو میں ہزار روپے انعام ملے گا۔ فَاِنْ لَمْ تَقْعُدُوا وَلَنْ تَقْعُدُوا خَافَقُوا النَّارَ اَلَيْسَ الْخَبْرُ۔ اس کے برعکس ہم کچھ چکے ہیں کہ علامہ موصوف نے امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر کہنے والے کو بدعتی اور فاسق کہا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

الزام نمبر

رسول خدا کا حکم از روئے قرآن سنت یہ ہے کہ
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ اَلَيْسَ
حضورؐ نے فرمایا۔ جس سے شہری ظلم و دریافت طلب ہمارا اس
نے اسے مذہب تیا۔ دوزخ کی لگام دیا جائے گا۔

جواب:

وہ ایسوں کا حکم، ایسوں سے مراد محدث ہزاروی کی یہ ہے۔ جو علماء

حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو خارجی اور باغی نہیں کہتے۔ حالانکہ محدث ہزاروی کے نزدیک امیر معاویہؓ کا باغی خارجی ہونا علامہ تفتازانی نے بالا جماع لکھا ہے۔ تو یہ دیکھنے والے دراصل ایک مسئلہ کو جان بوجھ کر چھپا رہے ہیں۔ چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے۔ لہذا اس کے چھپانے والے یعنی امیر معاویہؓ کو باغی خارجی کی بجائے پکاروں اور بدعتی کہنے والے، دوزخ کی لگام دیئے جائیں گے۔

آئیے ذرا حقیقت حال بیان کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے دین جو جھگڑے ہوئے۔ ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان میں علی المرتضیٰ صیحیح تھے۔ اور امیر معاویہؓ غلطی پر ہیں ان کی غلطی اجتہادی تھی۔ یہ شہادت یا مسئلہ تھا جو ہم نے ہرگز نہیں چھپایا۔ بلکہ اب بھی اور ہر وقت اسے سرعام بتانے کے لیے تیار ہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ امیر معاویہؓ جو کچھ دعاؤں اور اشعار خارجی نامی اور کافر و زندقہ میں۔ اور یہ بات اہل سنت کے کچھ ملانے جانتے ہوئے نہیں کہتے۔ اس لیے وہ حق کو چھپانے والے بنتے ہیں۔ تو ہم محدث ہزاروی وغیرہ سے دریافت کریں گے کہ ذرا ان اکابر امت کی نشاندہی کر دی جائے جنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہو۔ جو تم استعمال کرتے ہو۔ اگر یہی کتھان شہادت اور دوزخ کی لگام کا سبب ہے۔ تو پھر ساری امت کے اکابر اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی بچے گا۔ تو محدث ہزاروی ایڈیٹر کتبہ مثلاً امام شافعیؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مجدد العت ثانی وغیرہ اکابر نے امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو پکا مومن صحابی رسول اور بدعتی سمجھا ہے۔ تو محدث ہزاروی کے فتویٰ کے مطابق یہ حضرات ظالم اور کتھان شہادت کے مرتکب ہوئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے دوست اور محبوب کون ہوں گے؟ وامن کو ذرا دیکھو ذرا بندوبا دیکھو سب حیا باش ہرچ خواہی کن کا مصداق کیوں بنتے ہو۔

روحانی تجربہ:

قبلہ پیر و مرشدی سید باقر علی شاہ صاحب سجادہ شین آستانہ عالیہ حضرت
کیلیا زاد شریف فرماتے ہیں کہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص امیر معاویہؓ کو
لاگستان ہو گا۔ اسے ولایت ہرگز نہیں مل سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ میرے ساتھ
بیت چکا ہے۔ کہ میں نے سید ہونے کے ناطے سے حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کی شان میں غلوئی سی بے اعتدالی برتی۔ تو اس کی وجہ سے میرے
فیوض و برکات سبھی منقطع ہو گئے۔ دوسری طرف مجدد الوفا ثانی کا فیصلہ ہے
کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد تاقیامت کسی ولی کو ان کے توسل کے بغیر
ولایت نہیں مل سکتی۔ اب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو "محمد ثب ہزاروی"
کی منقطع پر دیکھیں۔ تو کچھ یوں دلیل بنے گی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو پکا مومن اور جنتی سمجھا۔ اس بنا پر اپنے انہیں خارجی باغی نہ کہہ کر ظلم کیا۔
اور اس سے بڑھ کر کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور امام حسن
رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی تو اس واقعہ کے پیش نظر سرکار غوث
پاک تو امیر معاویہ کو فاسق کہنے پر بھی آمادہ نہیں۔ لہذا محدث ہزاروی کے نزدیک
سرکار غوث پاک جب ظالم ٹھہرے۔ تو پھر ان سے ولایت کی مہر مگر ناکون
تسلیم کرے گا۔ یعنی جسے محدث ہزاروی ظالم کہہ رہا ہو۔ اور پھر اپنے آپ کو
ولایت سے محروم ہی مانا ہو۔ تو اس سے کوئی پوچھے کہ مجدد الوفا ثانی
کے عقیدہ کے مطابق آج کسی کو ولایت نہیں مل سکتی۔ جب تک اسے غوث
پاک سے عقیدت نہ ہو۔ اور حق تو اپنے دہم باطل کے مطابق انہیں ظالم کہتے
یا سمجھتے ہو۔ بھلا تم کو ولایت کس توسل سے ملے گی۔؟ تو معلوم ہو کہ حافی ولایت

تو محدث ہزاروی کے پاس ہے نہیں بل شیطانی ولایت مدد کا لیجئے ہر تو اس
میں کوئی اعتراض نہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کے فتوے کے مطابق اس کے
بعد جو کوئی بگے اپنا سر کھائے۔ اور جہنم جائے "صاحب نسیم الریاض علامہ شفا
کے بقول "ومن یحکون یطعن فی المعاوینۃ اذالک من کلاب
المعاوینۃ۔ اگر شیطان اپنے دوست کو جہنم میں ساتھ رکھے تو کوئی عجیب
بات نہ ہوگی۔

نوٹ: شرح عقائد کی ایک ادھوری اور دم بریدہ عبارت محدث ہزاروی نے لکھ
کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ علامہ تفتازانی کے نزدیک تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ
ہے کہ امیر معاویہ باغی اور خارجی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ امت کے
کسی مجتہد اور صاحب شخص نے آپ پر لعن طعن کو جائز قرار نہیں دیا۔ شرح عقائد کی مذکورہ
عبارت پر یعنی لعن ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز
اللعن علی معاویۃ کے ماضیہ پر وضاحت کی گئی ہے

شرح عقائد کے ماضیہ پر

وَلِهَذَا قُلْنَا لَا يَجُوزُ اللَّعْنُ عَلَى مُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ
حَلِيلًا صَالِحًا مَعَهُ وَقَدْ كَانَ مَسْتَحَقًّا لِلْعُنِّ لَكَانَ
لَا يَجُوزُ الصَّلَاحُ مَعَهُ۔

(شرح عقائد ص ۱۱۲ و یکف عن ذکر الصحابة المبعثرین)

ترجمہ: اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ امیر معاویہ پر لعنت کرنا جائز نہیں کیونکہ
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ صلح کر لی تھی۔ اس لیے اگر وہ
لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ
صلح کرنا ہرگز جائز نہ ہوتا۔

الزام نمبر ۱۹

حضور نے بتدرج کے حق میں فرمایا:-

مَنْ أَخَذَ بَقَاتِلِ أَمْرِ قَاهِلًا مَاتَ لَيْسَ مِنْهُ قَهْوَرَةٌ
متفق علیہ (مشکوٰۃ)

جواب:

”محدث ہزاروی نے جو نیکو بزم خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بالا کا مصداق بنایا۔ اور پیران پر مردود ہونے کا حکم بھی لگا دیا۔ حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج بالا ارشاد ان پر منطبق نہیں جرتا۔ بلکہ احتمال قوی نہیں بلکہ بوجہ یہ ارشاد خود محدث ہزاروی اینڈ کمپنی پر منطبق جرتا ہے۔ انہیں دراصل علامہ تفتازانی کی ایک عبارت سے غلط فہمی ہوئی۔ عبارت یہ ہے۔

شرح مقاصد:

إِنْ أَقُولَ مَنْ بَغَى فِي الْإِسْلَامِ مَعَاضِيَةً لَأَن قَتَلَهُ
عَدُوًّا لَمْ يَكُنْ كَوَافِلًا بَلْ كَلِمَةً قَاتِلًا
يَعْلَمُ الْوَعْدَةُ أَوْ يَشْتَبِهُهَا - شرح مقاصد

جلد دوم ص ۲۰۶

ترجمہ: اسلام میں سب سے پہلا بغاوت کرنے والا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔ کیونکہ حضرت عثمان غنی کے قاتل باغی نہ تھے بلکہ ظالم تھے۔ اس لیے کہ ان کے شبہات اور دلائل کسی کام کے نہ تھے علامہ موصوف

کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ غلیظ وقت کے خلاف جس شخص نے باولائل اور قوی شبہات کی بنا پر بغاوت کی وہ امیر معاویہ ہیں۔ وہ دلائل و شبہات کیا تھے؟ یہی کہ حضرت عثمان غنی کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ورنہ ہم اہل شام علی المرتضیٰ کی بیعت نہ کریں گے۔

اب دلیل کے ساتھ بغاوت کی ابتدا کرنا اور عام اصطلاح میں مبتدع یا بدعتی دونوں کو محدث ہزاروی ایک سمجھ بیٹھا۔ اور عام مبتدع کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے دلیل کے ساتھ پہلے اختلاف کرنے والے پر چسپاں کر دیا۔ اس غلط طریقہ استدلال سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ لامعاذ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی مبتدع اور مردود کہتے ہیں۔ گویا بارگاہ رسالت سے امیر معاویہ کا مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ تو پھر اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک میں جس ”محدث“ کا ذکر ہے اور جسے مردود کہا گیا ہے۔ وہ اور ہے اور جسے علامہ تفتازانی نے ”اقل باغی“ کہا۔ وہ اور ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکورہ خود ”محدث ہزاروی اینڈ کمپنی“ کے لیے تازیانہ نہیں بن سکتا؟ وہ انہیں طرح کہ آج تک کسی دور میں امت مسلمہ کے اکابر نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر من طعن کہا نہ کر دیا۔ اس کی ابتداء یہ لوگ کر کے مبتدع ہونے کی وجہ سے مردود نہ ٹھہریں گے؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر

اللہ فانی کانت کا حکم ہے۔ وَلَکُمْ لِسُوْلُ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ
۱۰ بقدر آیت کا خلافت راشدہ ہے۔ معاویہ کی بغاوت باطل
ہے۔ سلمان گندے ستھرے بڑے بھلے کی پہچان کریں۔
جواب اول:

مذکورہ بالا آیت کریمہ اہل کتاب کی ایک کڑوت پر نازل ہوئی۔ ان کا دھیرہ تھا۔
حق و باطل کو گھول میل کر بیان کرتے تھے۔ تاکہ امتیاز نہ رہنے کی وجہ سے لوگ کسی سے
نہ نہ چڑھیں۔ لیکن محدث ہزاروی ایت کریمہ کا شان نزول کچھ یوں بیان کرتا
ہے۔ کہ آیت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ گویا اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ رسول الحق (یعنی خلافت راشدہ) کو باطل (یعنی بغاوت امیر معاویہ)
کے ساتھ غلط طوطا نہ کرو۔ بلکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھو۔ اور امیر معاویہ کو باطل پر
یہاں علی المرتضیٰ کو مستحضر اور بھلا سمجھو۔ اعدائے مقابلہ میں آنے والے امیر معاویہ
رنگدار اور بڑا سمجھو۔ دونوں کو حق نہ سمجھو۔ اور نہ ہی دونوں کو مستحضر بھلا کہو۔ بات ٹھیک
ہے۔ لیکن محدث ہزاروی کا انداز دھوکہ دہی بتاتا ہے۔ کہ اس کی نیت کیا ہے۔
مبارک کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر تھے اور ان کے
باپ علی المرتضیٰ صحیح تھے۔ لیکن اجتہادی غلطی کو دشمنی اور عنادی غلطی قرار دے لینا
یہ حماقت ہے۔ یہی فرق محدث ہزاروی نے پیش نظر نہ رکھا۔ جس کی بنا پر خود
شیخ اور دوسروں کو گستاخی کی ترغیب دی۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کس
اوست باطل اور عنادی ہوئی تو پھر اکابرین امت ان پر وہی فتویٰ دیتے جو

محدث ہزاروی کو سوجھا ہے۔ اگر علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں، نابطلان عنادی کی دلیل ہے
اور پھر اس پر کفر و نفاق کا فتوے چسپاں کرنا ہے۔ تو پھر سیدہ عائشہ صدیقہ طہورہ و زکیہ
وغیرہ حضرات کے بارے میں کہا کہو گے؟ یہ وہ حضرات ہیں۔ جن کے بارے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دے دی ہے۔ جنتی شخص اللہ تعالیٰ
کی رحمت کا مستحق ہوتا ہے۔ نہ کہ اس پر لعنت ہوئی ہے۔ اس لیے ان حضرات پر لعن طعن
کرنا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لعن طعن کرنا ہے۔ ان تمام حضرات کی اجتہادی غلطی
کی وجہ سے یہ ایک گنا ثواب کے پھر بھی مستحق ٹھہرے۔ اگر اجتہاد صحیح کا ثواب علی المرتضیٰ
نے لوٹ لیا۔ کجا استحقاق ثواب اور کجا ان پر لعنت کا جواز؟ کیا محدث ہزاروی اپنے
کپنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ قول بھی یاد نہ آیا۔ جو معصیت ابن ابی شیبہ
میں مذکور ہے۔ کسی نے پوچھا۔ یا علی! یصفین میں مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا
حکم ہے؟ فرمایا۔ سب جنتی ہیں۔ علی المرتضیٰ جنہیں جنتی کہیں۔ یہ انہی کو باطل کے بھاری
کہہ کر کبھی متدع کا خطاب تقویٰ اور کبھی کافروں و مدعی کی گولی مارنے کی ترغیب
کے۔ بشرم تم کو مٹا نہیں آتی۔

رہا گندے ستھرے اور بڑے بھلے کا اقتیاد و پہچان تو اللہ تعالیٰ نے اس کا
فیصلہ بھی فرما دیا ہے۔ حضرت محمد و اہل بیت سے کسی نے پوچھا۔ کہ امیر معاویہ
اور عمر بن عبد العزیز دونوں میں سے زیادہ مرتبہ کس کا ہے؟ فرمایا۔ جس روز امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ تھے۔
تو ان کے گھوڑے کے شم سے لگ کر اڑنے والا اعتبار عمر بن عبد العزیز سے
بہتر ہے۔

صاحب نسیم الریاض نے اسی موضوع پر کیا خوب تحریر فرمایا۔

ذیم الریاض :-

مَنْ شَتَّمَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَبَا بَكْرًا وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ أَوْ عَلِيًّا أَوْ مَعَاوِيَةَ أَوْ عُمَرَ
بْنِ الْعَاصِ ابْنَ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ فَإِنَّ قَاتِلَ كَاتِبِهَا أَعْلَى
مَضْلَلٍ كَقَتْلِ قَتِيلٍ وَلَمْ يُقُولْهُ بَلَّ قَالَ أَرَأَيْتَ
قَبْلَ إِسْلَامِهِمْ قَاتِلَ فِيهِ تَكْذِيبًا لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِجَمِيعِ الْأُمَّةِ وَهَذَا أَمَدٌ قَبْلَ
مَا إِلَيْكَ وَلَمْ يَذْكُرْ إِسْتِثْنَاءَ تَكْذِيبِهِ هَذَا إِنْ شَتَّمْتُمْ
أَيَّ شَتَّمَ الصَّحَابَةَ بِغَيْرِ هَذِهِ الْمَذْكُورِ مِنَ
الصَّحَابَةِ لَا تَنْصَحِرُ بَلَّ شَتَّمَ بِمَا هُوَ مِنْ جِلْسِ
مُتَأَثِّمَةِ النَّكَائِنِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فَيَتِمُّ يَجْزِي فِي
بَيْتِهِمْ كُلِّ آتَى عَقُوبَ كَمَا لَا شَكَّ فِيهِ إِيمَانُ يُخَفِّئُهُ
وَمِنْ مَشْرُوبٍ مَشْرُوبٍ تَخْوِيفٍ - (ذیم الریاض جلد ۱ ص ۵۶۵ مطبوعہ بیروت طبع جہد ید)

ترجمہ : جواب ثانی

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً ابو بکر صدیق ،
عمر عثمان ، علی ، معاویہ اور عمرو بن العاص کو کہا کہ یہ حضرات گمراہ اور
کافر تھے۔ اس کو قتل کیا جائے۔ اور اس کی کوئی تاویل قبول
نہ کی جائے۔ بلکہ اگر وہ کہتا ہے کہ میری مراد ان کے اسلام لانے سے
پہلے کی حالت تھی۔ تو بھی ذلیل کی جائے۔ کیونکہ اس کے ایسے کہنے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت کی تکذیب لازم آتی ہے

یہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب۔ اس بجز آپ سے کوئی استثنائی
مسموت ذکر نہ کی ہوگی۔ اور اگر کسی نے حضرات صحابہ کرام میں سے کسی کو
ذکر وہ الفاظ کی بجا آئے یعنی گمراہ اور کفر کے ملاوٹ نہ کی اور گالی دی جیسا کہ
عام لوگ ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں۔ تو اسے سخت ترین تعزیر لگائی
جائے۔ جس سے اس کو شدید درد ہو۔

لمحہ فکر یہاں :

علامہ خضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب ذکر کیا جو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب ہے۔ جو ان ذیم الریاض جلد چہارم ص ۵۶۴ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ شَتَّمَ أَصْحَابِي خَاضِعٌ لِي... فَلَا جِلْدَ
جَوَابِہُ کسی صحابی کو گالی بچے اسے کوڑے مارو۔ اسے سزا دو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود فیصلہ کن ہے کہ کون گندہ ہے اور کون ستمرا کرنا برا ہے۔
اور کون بھلا ہے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہی کافی ہے۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اگر جان
بوجہ کہ گستاخانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و غیرہ بننا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مرضی۔ اسے
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے۔ میرے تمام صحابہ مادل ہیں ۱۱ اس فیصلے
کے بعد کسی اور کے فیصلہ کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہوگی۔

خاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲

سات امور پر مشتمل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اَجْعَلُوا اَیْمَتَکُمْ نِعَیًا لِّکُمْ
اپنی نماز کے امام ان کو بناؤ جو تم میں بہترین ہوں۔ معاویہ، اللہ رسول کا باطنی اور مخالف
اَل اصحاب کو گالیاں دینے والا اور ان پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر لعنت
کرنے والا اور ان سے ۹۹ جنگ کرنے والا ہے۔ شراب پینے پلانے والا،
سود کے بیوہ پار کرنے والا ہے۔ جو قاصوفی امام اس پر رضی اللہ عنہ کہنے والے ہیں
وہ دراصل اللہ رسول کو گالیاں دینے والے پر اللہ کی رضا کا کفر کہنے والے ہیں۔
ان کے پیچھے نہ نماز جائز ہے۔ نہ جنازہ نہ ان کو سلام دینا جائز نہ ان سے دعا
سلام رشتہ پیار روا ہے۔ ان سے تعاون کرنا مسلمان کو ناجائز بنا دینے
والا ہے۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں سات امور پائے جاتے ہیں درج ذیل ہیں

امراول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے بارے میں فرمایا۔ اچھے شخص کو امام بناؤ۔

امردوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا باطنی اور منافق ہے۔

امرسوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ کو گالیاں
دینے والا ہے۔

امر چہارم: اس نے صحابہ کرام اور ان کی بیعت سے ۹۹ جنگیں لڑیں۔

امر پنجم: شراب پینے پلانے والا اور سوگوار و بار کرنے والا ہے۔

امر ششم:

امیر معاویہ کو دور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے والا کفر بکتا ہے۔

امر ہفتم:

امیر معاویہ سے دوستی رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی
جائے۔ اور اس سے رشتہ نامہ بالکل ختم کر دیا جائے۔

”مذکورہ سات عدداً امور کے بالترتیب جوابات“

جواب امراول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حق ہے۔ کہ امام اچھا ہی ہونا چاہیے۔

اس سے مراد امامت صغریٰ یعنی کسی مسجد کا امام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر اور اولیٰ

یہ کہ اس سے مراد امام المسلمین (خلیفہ) لیا جائے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کو دلوں امامتیں نصیب ہوئیں۔ اور اسے علی طور پر تسلیم کرنے والوں میں امام حسن

حسین جیسے بزرگ بھی شامل ہیں۔ کتب حدیث و تاریخ میں یہ بات درجہ شہرت کھتی

ہے۔ کہ حسین کہ عین نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر کے ان کی امامت کو بڑی

وخلافت کو تسلیم کیا۔ اور ان کی اقتداء میں غازی بھی ادا کیے۔ اب اس جگہ محدث

ہزاروی وغیرہ سے کوئی یہ دریافت کرے۔ کہ حسین کہ عین نے امیر معاویہ کی بیعت

انہیں اچھا سمجھ کر کہی یا تبرا؟ علاوہ ازیں امیر معاویہ کی طرف سے ہر سال بیش بہا جو کثافت یہ حضرات قبول فرماتے رہے۔ وہ اچھا نام سمجھ کر یا تبرا؟

جواب امر دوم:

(معاذ اللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرستے اور کافر ہی رہے صرف منافقانہ طور پر مسلمان ہوئے؟ یہ نظریہ اور عقیدہ محدث ہزاروی اینٹرکینی کا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم اس کے ایک پسندیدہ بزرگ کا حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔ اس سے آپ خود فیصلہ کرنے میں مطمئن ہو جائیں گے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ:

(اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مَا دِيًّا مَهْدِيًّا وَاهْدِيَهُ) قَوْلُهُ

وَاهْدِيَهُ تَقْسِيمًا لِأَنَّ الْوَهْدِيَّ هَاتَا يَمْذُ لِقَوْلِهِمْ قَوْلًا

يَتَّبَعُهُ كَقَوْلِ أَحَدٍ فَكَمُلَ قَوْلُهُمْ قَوْلًا إِذَا قَبِلَ

إِلَى الْمَتْنِ الشَّافِي كَانَ مَهْدِيًّا تَا حَيْثُ إِذْ قَوْلُهُ إِهْدِيَهُ

تَكْمِيلًا يَعْنِي أَنَّهُ كَامِلٌ مَكْمُلٌ وَلَا إِزْتِيَابَ أَنَّ

دُعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْتَجَابٌ فَهَمَّ

كَانَ هَذَا أَعَالَهُ حَيْثُ يَرْتَابُ فِي تَقْوِيمِ مَنْ

أَرَادَ زِيَادَةً بَيَانٍ فِي مَعْنَى الْهَدَايَةِ فَاعْلَيْهِ

يَفْتَوُحُ الْغَيْبُ - (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۸ ص ۱۸۱)

مطبوعہ ملتان طبع جدید) باب جامع المناقب فضل ثانی)

ترجمہ: (اے اللہ معاویہ کو ہادی مہدی بنا دے۔ اور اس کے ساتھ

ولایت عطا فرما)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ کے بارے میں

”واہد بہ“ فرمایا نا پچھلے کلام کی تقسیم ہو گئی۔ کیونکہ جو شخص دینی امیر معاویہ

ہادی اور مہدی کا مصداق بن کر عظیم کامیابی حاصل کر چکا۔ اس کی ہر شخص اتباع کرے

گا۔ سو وہ کامل ہو جائے گا۔ اور اگر دوسرا معنی کیا جائے۔ تو ”مہدیا“ تاکید

ہے گا۔ اور ”واہد بہ“ اس کی تکمیل ہوگی۔ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کامل اور مکمل تھے۔ اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہی ہوتی ہے۔ لہذا جس کی حالت یہ ہو یعنی وہ

ہادی و مہدی ہو۔ اور دوسرے کے لیے سبب ہدایت بھی بنا ہو۔ اس کے بارے

میں کس طرح شک کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ہدایت کے معنی میں کسی کو زیادہ

حقیقی دلیل درکار ہو۔ تو اسے فتوح النیب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

معہ فکریہ:

لا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہادی

مہدی اور کامل مکمل فی الایمان ہونے میں شک کرتا ہے۔ جیسا اس کے اسلام میں شک

ہے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مجسم ہیں۔ جو مستجاب

تھی۔ لہذا ہادی و مہدی اور کامل و مکمل کے منکر کے بارے میں جب یہ حکم گو محدث

ہزاروی اینٹرکینی جیسا امیر معاویہ کو کافر منافق کہہ رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم

ہو سکتا ہے۔ یہی کہ ان ناہنجاروں اور عاقبت بربادوں کا اسلام سے کوئی تعلق

نہیں ہے۔ یہ لوگ ہرے درجے کے منکار، حیل باز اور کذاب ہیں۔

جواب امر سوم:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آل پاک و صحابہ کرام کو گالیاں دیتے تھے۔ محدث ہزاروی

کا یہ الزام ان روایات کے بل بوتے پر ہے۔ جو ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی

تاریخ میں درج کیا۔ ان میں سے ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر سر منبر

اپنے تمام گورنروں کو حکم دیا تھا۔ کہ علی المرتضیٰ کو گالی دیں۔ اس قسم کی روایات و اسل

الزام مذکورہ کی بنیاد ہیں۔ لیکن ذرا اس پہلو سے دیکھیں۔ کہ محمد بن جریر طبری خود اہل تشیع میں سے اور روایت مذکورہ کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ دونوں کفر شدید ٹھکنے کے ساتھ کذاب اور وضاع بھی ہیں۔ ان کی روایات کی تصریح قرآنہ اور تصحیحات حدیثیہ کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دین کے فتاویٰ پر محدث ہزاروی کو بھی یقین ہے۔ ایسی روایات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

احکام شریعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر معامی کی یہ شان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کسی معامی پر طعن کرے۔ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر روایات کا ذکر ہیں ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمایا۔ کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ** اور اللہ کو خوب خبر ہے۔ جو کچھ تم کرو گے۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس کے بعد جو کوئی بیکہ اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شاہ ابی خفاجی لیسار ریاض شریع شفاء امام قاضی میاض میں فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يَكْفُرْ يَفْعَلْ فِيْ مَعَاوِيَةٍ وَفَاِنَّكَ مِنْ حَقْلٍ
الہاویۃ

(احکام شریعت جلد اول ص ۵۴)

ملحہ فکریہ:

چونکہ محدث ہزاروی بار بار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منہ عن کتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی متعدد دفعہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ تحریر پیش کرنا پڑی۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے ایسے تمام لوگوں کے ایسے منہ بند کر دیئے۔ کہ اب حق قبول

کونے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے پاس نہ رہا۔ ورنہ ازلی بدگئی تو ان کے ساتھ ہے ہی وہاں حدیث کو جن کے ہمارے کچھ لوگ حضرات صحابہ کرام کے امین اچھے بڑے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک طرف اور دوسری طرف آیات قرآنیہ ہیں۔ بھلا کلام الہی سے بڑھ کر کس کلام میں ہوگا۔ اسی نے تمام صحابہ کے بارے میں یہ اعلان فرمایا۔ کہ وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بروزیامت فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ یہ سب کچھ اس کے باوجود فرمایا جابر ہے۔ کہ ان حضرات کے اعمال انتقال تک اس اللہ واحد ملام الغیوب کے سامنے تھے۔ اس غیبی ذاتی علم کی بنا پر ان جہنماؤں اور نازعات کو جانتے ہوئے اس کے بعد جو کچھ ان صحابہ کرام کے ساتھ سلوک ہونے والا تھا۔ اس کا پہلے سے ہی اعلان فرمادیا۔ اب محدث ہزاروی اینڈ کمپنی اللہ کے فیصلہ سے نا عرض ہو کر یا ان کی تکذیب کی سہی کرنے میں مصروف ہیں۔ کہ پھر اعلیٰ حضرت کے بقول اپنا سر کھائیں جہنم جائیں۔ یا علامہ خفاجی کے ارشاد کے مطابق ہادیہ کے کتے کہلائیں گے۔ یہیں کیا اعتراض۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم و پنجم:

۹۹ جنگیں کرنا، اور شراب پینا پلانا اور سوری کاروبار کرنا ان کے متعلق ہم الزام نمبر ۱۲، ۱۱ میں بالتفصیل گفتگو کر چکے ہیں مختصر یہ کہ شراب پینے کی روایت جمع الزام کے حوالے سے حرام شراب کے لفظوں سے مذکور نہیں۔ اسی طرح مرد کھانے کی روایت مجتہدین اور مؤولہ روایت ہے۔ ایک مجتہد ہونے کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے اسے جائز قرار دیا۔ اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جواب امر ششم عشرہ امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنے والا کفر بختا ہے

محدث ہزاروی نے اس کی تقریر کچھ یوں ہے۔ کہ چونکہ امیر معاویہ نے علی المرتضیٰ پر لعن کر دیا۔ اس طرح اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا۔ تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و رضا کی دعا مانگنا گویا کفر بگت ہے۔ جہاں تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن والی روایت کا معاملہ ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے تمذیب جلد پنجم ص ۱۸۸۶ پر کر دی ہے۔ ملاحظہ یہ کہ ایسی روایت قطعاً قابلِ حجت و استدلال نہیں۔ پھر ان کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن کا اثر کیوں کر پہنچ گیا۔ لہذا جو شخص دیکھتا ہو جیسا مخالف اسے قرار دے رہا ہے۔ تو پھر مخالفت کا لازم صرف مخالفت کے دل کی بدتراس ہی ہوگی۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ "رضی اللہ عنہ" کہنے والوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد الف ثانی، مفتی اعظم، شہاب الدین ہزاروی وغیرہ اکابر ہیں۔ اگر بقول محدث ہزاروی یہ حضرات کفر بگت کہنے والے ہیں۔ تو پھر خدا حافظ۔

جواب امر ہفتم

امیر معاویہ کو "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے والے کے پیچھے کوئی غنا جائز نہیں۔ اور نہ اس سے رشتہ ناظر و دست۔

ذرا دل تمام کرتا ہے۔ کہ حسنین کریمین کی غناؤں کا کیا جنا جو انہوں نے خود امیر معاویہ کے پیچھے ادا فرمایا۔ یہاں تو امیر معاویہ کو "رضی اللہ عنہ" کہنے والے کی امامت کا حکم بتایا جا رہا ہے۔ وہاں تو خود امیر معاویہ امام اور ان کی اقتدار کر کے والے کو جو انانِ جنت کے سردار۔ اسی طرح رضی اللہ عنہ کہنے والے امت کے اکابر کے پیچھے غنا میں چڑھنے والوں کی غناؤں کا حشر بھی اس فتوے کی زد میں ہے امام حسن کا جنازہ اور ان کی بیمن ام کلثوم بنت علی کا جنازہ سعید بن العاص اموی نے چڑھایا۔ جو مکہ کا گورنر تھا۔ یہ گورنر بھی بنی امیہ سے تعلق کی بنا پر امیر معاویہ کو

رضی اللہ عنہ کہنے والوں میں سے تھا۔ اسی طرح مروان بن حکم نے حضرت علی المرتضیٰ کی جنازہ ہزاروی کا جنازہ پڑھا۔ کیا یہ غنا میں درست نہیں؟ اگر نہیں تو یہ حضرات جنازہ کے بغیر مرنے ہوئے اور اگر درست ہیں۔ تو محدث ہزاروی کے فتوے کا جنازہ مکمل گیا۔ رہا رشتہ ناظر و دست ناظر و دست۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے چھ رشتے نامی

- ۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرام حبیبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا۔
- ۲۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بیوی ہند بنت ابی سفیان سے علی المرتضیٰ کے بھتیجے حماد بن عمارش نے شادی کی۔
- ۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی سہلی کا نکاح امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس سے علی اکبر پیدا ہوئے۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی لبابہ بنت جبید اللہ بن عباس کا عقد ولید بن عقبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کے بھتیجے کے ساتھ ہوا۔

۵۔ رطلہ بنت محمد بن جعفر بنی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عبد اللہ بن ابی بکر کی پوتی کی شادی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عقبہ کے پوتے سے ہوئی۔

۶۔ امام حسن کی پوتی نعیمہ کا عقد امام معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا۔

ان رشتے ناظر کے بارے میں محدث ہزاروی کی گفتگوشی دیدنی ہوگی۔ اور پھر اگر کوئی یہ پوچھ بیٹھے۔ کہ ایسے رشتوں سے جو تمہارے نزدیک ناجائز تھے۔ ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ تمہارے مفاسد اور برے نتائج و مراحل حسد و بغض کی پیداوار ہیں۔ جسے محدث ہزاروی دل سے لگائے اور امیر معاویہ پر لعن طعن کا ادھار رکھا ہے۔ بیٹھنا نہ ضروری

عقل سلیم اور قلب مطمئنہ عطا فرمائے۔

نوٹ !

اوپر ذکر کیے گئے رشتے کوئی فرضی نہیں۔ بلکہ ان کی پوری تحقیق وحوالہ جات ہم نے محمد جعفریہ جلد دوم ص ۴۰ تا ۴۱ پر رقم کر دیئے ہیں۔ وہاں ان کی تسلی کی جا سکتی ہے۔

فاعتبروا يا اولي الابصار

الزمام نمبر ۲۲

حضرت امیر معاویہ کی صحابی یا رضی اللہ عنہ کہنا
کفری کام ہے

معاویہ چوتھوں کے رسول دینا اسلام سے علی الاملان باغی خانی کا فریق منکر
مخالفت ہو کہ اسی حال پر رہے۔ اس ضمن اسلام و ایمان کو اصحاب پاک میں طمانہ اور
اس پر رشی اشد غصہ پڑھنا قطعاً ناروا اور کفری کام ہے۔ وہ ان لوگوں سے ہے جن
کا قرآن نے بیان فرمایا۔ قَدْ خَلَوْا بِاَلْکُفْرِ وَهُمْ قَدْ عَصَوْا
وہ کفر کے ساتھ فتنہ مکر میں آئے اور اسی کفر کے ساتھ باغی خارجی ہو کر دین اسلام
سے نکل گئے۔ ۱۲۰ آئندہ اس کے حامی منافقوں نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے
یہ سب اشد رسول کی اشد توہین و جسٹک کرنے والے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ
کے مذہب حنفی میں ایسے شیعہ کا حکم ہے کہ وہ باغی خارجی کا فریق مذہبی ہے

اس کی عورت اس کے عقد نکاح سے مکمل کر مطلق ہو گئی ہے۔ اور اس سے بچنا ہر مومن مسلمان کا دینی ایمانی کام ہے۔ اور ان کے پیچھے غارِ زنان کا کوئی کام اسلامی درست ہے۔ (وائٹہور مولد اعلم)

[illegible]

جواب:

مذکورہ الزام و راصل مہات امور کا مجموعہ ہے۔

امرا ولی: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باہمی کافر منافق تھے اور اپنی اوصاف پر ان کا اتّعال ہوا۔

امردوم: امیر معاویہ کو مہمانی شمار کرنا کفر ہے۔

امردوم: قَدْ كَلَّوْا بِالْكُفْرِ الْخ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں آخری۔

امردوم: امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا شخص کافر مرتد ہے جس کا کوئی کام اسلامی نہ ہو۔

امردوم: معاویہ پرستوں پر حسام الحرمین اور حسام ہند کے تمام فتوے لائے جاتے ہیں۔

امردوم: معاویہ پرستوں سے دوستی کرنے والا بھی کافر اور جاس کے کفر میں شک لائے وہ بھی کافر۔

امردوم: معاویہ کو ماننے اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والوں سے بچنا ضروری ہے۔

جواب امرا اول:

جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بغاوت کا معاملہ تھا اگر جس کی بنا پر انہیں کافر و منافق و مرتد قرار دیا جا رہا ہے ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ یہ اجتہادی غلطی کی بنا پر سب کچھ ہوا۔ اور اجتہادی غلطی پر بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گن گناہ و اجر کا مقررہ ہے۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ تھا۔ امیر معاویہ نے پیش کیا تھا۔ یہ کوئی شرعاً ناجائز مطالبہ نہ تھا۔ بات بڑی اور معاملہ لڑائی تک پہنچ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاویہ لڑائی ہوئی۔ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انتقال فرمایا۔ تو یہی امیر معاویہ تھے جس کی امام حسن و حسین ان کی بیعت کرتے۔ اور ان کی امامت و خلافت کو مٹا ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اگر محدث ہزاروی اینڈ کمپنی کی مطلق دیکھی جائے۔ کہ امیر معاویہ باجماع تھے۔

کافر مرتد تھے۔ اسی پر قرعے۔ تو یہ سوال خود بخود ہی حل ہو گیا۔ کہ ان کے باپ سے بغاوت کی گئی وہی اپنے باپ کے باقی اور کافر و مرتد کی بیعت کر رہے ہیں۔ اب کافر و مرتد کی بیعت کرنے پر حسین کو عین کے بارے میں کیا کہو گے؟ معلوم ہوا کہ وہ اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔ وہ حسین کو عین کے علم میں تھی۔ اور یہ دونوں شاہزادگان انہیں مومن سمجھتے تھے۔ ان حضرات نے جس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ اور جس سے بہت بڑے فتنہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ اسے "عالم الخاتمہ" کہا گیا ہے۔ اس لیے پہلے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلافات کو بغاوت کا نام دینا ہی زیادتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ حسین کا بیعت کر لینا یہ ہے جسے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی سمت کی دلیل بنتا ہے۔ اسی مسئلہ پر سرکارِ حضرت اعظم رحمہ اللہ نے کلام فرمائی۔ خلاصہ ہو۔

شواہد الحق:

وَأَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ كَقِيَامَةِ خِلَافَةِ الْحَسَنِ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبَعْدَ خَلْعِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكُنْ عَيْنَ الْخِلَافَةِ وَتَسْلِيْمِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ كَلَرَأْيِ رَأْيِ الْحَسَنِ وَمُطَابَقَةِ عَامَةٍ تَحَقُّقَتْ لَهُ وَفِي حَقِّهِ وَمَا الْمُسْلِمِينَ وَتَحْقِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ ابْنِي هَذَا أَسِيدٌ يَصْلَحُ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ عَظِيمَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَتَقَبَّلَتْ إِمَامَتُهُ بِعَقْدِ الْحَسَنِ لَهُ فَتَسْمَى عَامَةً عَامَ الْجَمَاعَةِ لِإِنْ تَقَابَلَ الْخِلَافُ بَيْنَ الْجَمِيعِ وَاقْبَالَ

الْحَلَّيْ لِمَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تَلَا لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ
مُنَازَعَةً فَالْمُنَازَعَةُ فِي الْخِلَافَةِ -

(مشواہد الحق صفحہ نمبر ۴۷۰ مطبوعہ معارف القرآن الجلیلی -)
ترجمہ ۱۔ بہر حال علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انتقال اور امام حسن
کی دستبرداری کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح
اور ثابت ہے۔ امام حسن نے امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری اس
رہے کی بنا پر کی تھی کہ اسی میں جو مصلحت عام تھی۔ چھوٹے مسلمانوں کی
خوشنودی کی حفاظت ہو گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
کی تحقیق ہو گئی: ”بے شک میرا بیٹا (امام حسن) سید ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس کے سبب مسلمانوں کے ذمہ بہت بڑے گروہوں میں صلح کرانے لگا۔
لہذا امام حسن کے دستبردار ہونے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت
واجب ہو گئی۔ اسی بنا پر اس سال کا نام ”عام الجملۃ“ پڑا۔ کیونکہ تمام
لوگوں کے مابین اختلاف ختم ہو گیا۔ اور امیر معاویہ کی خلافت پر سب
اتفاق کر لیا۔ کیونکہ یہاں کوئی تمیز آدمی ایسا نہ تھا۔ جو مسئلہ خلافت
میں جھگڑے والا ہو۔

محکم فکر یہ:

سرکارِ نبوت پاک رضی اللہ عنہ کو امام حسن و حسین سے جو نسب تعلق ہے۔ اس کی
حدیث ہزاروی کو ہوا بھی نہیں لگی۔ خود اپنے گھر کی بات بیان فرماتے ہوئے کہا
کہ حسن کی دستبرداری کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حق ہونے میں کوئی عذر
نہ نہ رہا۔ اس لیے تمام موجود امت مسلمہ نے اسے تسلیم کر لیا۔ سرکارِ نبوت پاک
پیش و سعت نظر کا تحدیثِ نعمت کے طور پر یوں ذکر فرماتے ہیں۔ فَتَقَرَّرَتْ

إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا - كَخَصَّةٍ لَّيَّةٍ عَلَى سَخِرٍ أَقْصَايَ - میں اللہ کے
شہروں کو نکالنا اس طرح دیکھتا ہوں۔ کہ جس طرح ہاتھ پر رکھارائی کا دانہ تو زمین کی
وسعت نظر کا یہ عالم نہیں تو امیر معاویہ کی خلافت واجب اور صحیح نظر آ رہی ہے۔
اور محدث ہزاروی سے دن کے وقت حیویتی نظر آئے۔ وہ ان کی شان میں
انہوں کی طرح بکنا جاتا ہے۔ حق وہی ہے۔ جو سیدنا عوف اعظم کے ارشادات
میں موجود ہے۔

جواب امردوم:

”امیر معاویہ کو صحابی کہنا کفریہ کام ہے۔“ اس بارے میں ہم محدث ہزاروی سے
دریافت کرتے ہیں کہ ”صحابی“ کی تعریف جو کتب میں موجود ہے۔ اسے تسلیم کرتے
ہو یا نہیں؟ اگر تسلیم ہے۔ تو اہل سنت کی کتب معتبرہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔
”صحابی“ کہا گیا ہے۔ اور اگر وہ تعریف تسلیم نہیں بلکہ تمہارے نزدیک اپنی بنائی
ہوئی تعریف ہے۔ تو اسے اپنے پاس ہی رکھو۔ جماعت کو چھوڑنے کی وجہ سے
”مُشَدِّقُ النَّارِ“ کا مصداق بنو۔ جہاں تک امیر معاویہ کے صحابی ہونے کا معاملہ
ہے۔ تو خود عبداللہ بن عباس ایسے مجتہد صحابی اس کا اظہار فرماتے ہیں۔

قطبیر الجنان:

وَمِنْ ثَمَنَاءِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى مَعَاوِيَةَ
وَهُوَ مِنْ أَجَلِ آلِ بَنِي قَالِيبِ بْنِ لَيْلَى كَرَّمَ اللَّهُ
وَجْهَ الْكَرِيمِ - كَفَيْتُ صَحِيحَ الْبُخَارِيِّ عَنْ عِكْرَمَةَ
قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ مَعَاوِيَةَ أَوْ تَرَى بَرَكَةً
فَقَالَ إِنَّهُ قَبِيحٌ وَفِي رِوَايَةٍ أَنتَكَ صَحَبَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِنْ أَجَلِ مَنَاقِبِ مَعَاوِيَةَ

أَمَّا أَنْ لَا قِلَافَ الْفِتْنَةِ أَحْمِلَ الْمَرَاتِبَ عَلَى الْوَطْلِاقِ
وَمِنْ فَتْرَةِ عَائِشَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَجْلِ
عَبَّاسٍ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدِّينِ - - وَأَمَّا قَائِمًا
فَصَدُورُهُ هَذَا الْكَرْصُفُ الْجَبَلِيلُ لِمَعَاوِيَةَ مِنْ
عَقْلِهِ مَتَابَعِيهِمْ كَيْفَتَ وَكَدَّ صَدْرُهُ مِنْ
جَاهِلِ الْأُمَمَةِ وَكَثُرَ جَمْعَانِ الْقُرْآنِ وَابْنِ عَسْوَرِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ عَسْوَرِ عَيْلِي
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْقَائِمُ بِنُصْرَةِ عَيْلِي فِي حَيَاتِهِ وَ
بَعْدَ وَحَاثِهِ وَصَحَّحَ إِلَيْهِ عَنْهُ فِي الْبُخَارِيِّ الَّذِي قَدْ
أَصْحَحَ الْكُتُبَ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَإِذَا تَبَيَّنَتْ مَعَ هَذِهِ الْكَلَامَاتِ
فِي الرُّوَاةِ وَالْمَرْوِيِّ عَنْهُ أَنَّ مَعَاوِيَةَ خَفِيَّةٌ فَقَدْ
يَجْتَمِعَتِ الْأُمَمَةُ أَهْلُ الْأَصُولِ وَالنُّشُورِ عَلَى أَنَّ
الْفَقِيهَةَ فِي عُرْفِ الصُّحَابَةِ وَالْكَتَابِ الصَّالِحِ
وَقُتْرُونِ آخِرِينَ بَعْدَ هَؤُلَاءِ الْمُتَخَبَّرِينَ
الْمُطْلَقِينَ -

(تظہیر الجنان واللسان ص ۲۰-۲۱ مطبوعہ مصر طبع جدید)

ترجمہ کیا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے ایک یہ بھی ہے
کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی تعریف کی۔ ابن عباس
رضی اللہ عنہ ابی بیت کے طیل القدر اور اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیروں
میں سے ہیں۔ صحیح البخاری میں جناب عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ امیر معاویہ ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے
ہیں۔ فرمایا۔ وہ فقیہ ہیں ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے۔ ابن عباس کا یہ جواب امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کے مناقب کے سلسلہ میں ایک مینار ہے۔ اول یہ کہ خود
فخر اعلیٰ مرتبہ علی الاطلاق رکھتی ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود
ابن عباس کے لیے ن النبی سے دعاوائی۔ اے اللہ! اسے دین کی
(بھلا) عطا فرما۔ دوسری وجہ سے قرآن کو فقیہ کا لفظ امیر معاویہ کے
حق میں اس شخصیت کی زبان سے نکلا۔ جن کے خود مناقب عظیم ہیں۔
جو جبرائیل اور ترجمان القرآن ایسے عظیم لقب رکھتے ہیں۔ جو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے چچا زاد اور علی المرتضیٰ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جو علی المرتضیٰ کے
ان کے زندگی اور ان کے انتقال کے بعد بھی ان کے معاون رہے
اور پھر روایت صحیح بخاری میں ہے جو کتاب اللہ کے بعد اچانک
کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ان غریبوں اور کمالات جو کہ روایت اور مروی سند
میں ہیں۔ یہ ثابت ہوا کہ امیر معاویہ فقیہ ہیں۔ تو یہاں پر اصول و فروع کے
تمام علماء اس بات پر متفق ہوئے۔ کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین اور
ان کے بعد کے ائمہ کرام کے ان فقیہ کا لفظ مجتہد مطلق کے لیے
بر لا جا تا ہے۔

قرضیح:

ذکر وہ بالا روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کے ہاتھ
میں دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ فقیہ ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت (سامانی ہوئے) کا شرف حاصل ہے۔ جب ایسی شخصیت جو بارگاہِ مالت

سے "فقد فی الدین" کی ستیاب و عاپائی جنہیں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خارجیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے ان پر امتداد کریں۔ اس کے بعد امیر معاویہ کے صحابی ہونے میں اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اسی روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امیر معاویہ کو باطنی کہنا خود بجا و درست ہے۔ کیونکہ لفظ "ابن عباس" آپ (مجتہد مطلق) تھے اور مجتہد مطلق کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دم عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی اجتہادی رائے طے و قائم کی۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے رائے کو تسلیم نہ کیا۔ تو اس سے ان کا باطنی ہونا ثابت نہ ہو گا۔ یہی بات تطہیر الجنان نے مراعات ذکر کی ہے۔

تطہیر الجنان

هُوَ الْمُجْتَبَهُ الْمُطْلَقُ وَآتَاهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ
بِاجْتِهَادٍ لِنَفْسِهِ وَلَا يَجِبُ لَهُ أَنْ يَقْلِدَ خَيْرًا فِي
حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ بِوَجْهِ حَقٍّ مَقْرَرٍ وَجَيْدٍ يَلْتَمِزُ
مِنْ ذَلِكَ عُنْدَ مُعَاوِيَةَ فِي مَعَادِنِ بَيْتِهِ لِعَلَّيْكَ تَقَرُّمَ اللَّهُ
وَجْهَهُ وَإِنْ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ - (تطہیر الجنان ص ۲۸)

ترجمہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مطلق تھے۔ اور یقیناً ان پر واجب تھا کہ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں۔ اور یہ جائز تھا کہ کسی دوسرے مجتہد کی کسی حکم میں کسی وجہ پر تقلید کرتے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ قیوہ مذکور کیا جائے گا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑے کئے۔ ان میں وہ معذور تھے۔ اگرچہ حق علی المرتضیٰ کے حق میں تھا۔

جواب: امر سوم: "وَقَدْ دَخَلُوا بِالْغَفْرِ وَمُوقَدَ هَرَجًا بِهِ"

اس آیت کریمہ سے ثابت کیا گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل سے نہ اسلام لائے اور پھر جیسے آئے ویسے ہی نکل گئے۔ ہم محدث ہزاروی ایڈٹنگنی کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ کا شان نزول یہ دکھا دیں۔ کہ یہ آیت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو منہ مانگا انعام پائیں۔ گویا محدث طبرانی کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے وقت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے اب اسلام قبول کیا تھا۔ ان میں سے ایک امیر معاویہ بھی تھے۔ تو دراصل صرف امیر معاویہ کے ایمان و اسلام پر اعتراض نہیں بلکہ ان تمام صحابہ کرام پر اعتراض ہے۔ جو فتح مکہ کے وقت مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان میں ایک شخصیت حضرت عباس کی بھی ہے اب یہی کفر و ارتداد کا فتویٰ ان کی طرف بجا کر دیا کرے گا۔ اور انہیں اذہر ہے کہ اب لوٹ کر محدث ہزاروی کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ تفاسیر و احادیث کی کتب میں آیت مذکورہ کا شان نزول اہل کتاب کے ایک گروہ کو بتایا گیا۔ جو تھوڑی دیر کے لیے اسلام لایا۔ اور پھر چھوڑ دیا۔ لیکن فتح مکہ کے زمانہ ایمان لانے والے صحابہ اور اس سے قبل و بعد سب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ "وَقَدْ دَخَلُوا بِالْغَفْرِ وَمُوقَدَ هَرَجًا بِهِ"۔ سب سے ہمارا اچھا وعدہ ہے۔ یہ نص میرے ان کے تعلق متنبی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کے خلاف محدث ہزاروی انہیں کافروں میں لے کر آئے اور ان کے خطاب دے رہے ہیں۔ ہزاروی عقل مسلمان بھی کہے گا کہ اس محدث کا دماغ چل گیا ہے۔ اللہ کی پشکار کا نشانہ بنا ہوا ہے۔

نوٹ

اگر حضرت عباس کے بارے میں اس مقام پر کوئی یہ کہے۔ کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا۔ لہذا ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح تحقیق سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ بھی اس سے پہلے مسلمان ہو

چکے تھے۔ فتح مکہ کے واقعہ سے ایک سال پہلے عمرہ القضاء کے موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھڑے کی خاطر آپ کی حجامت بنائی تھی۔ آپ اس سفر میں انہیں ساتھ لائے تھے۔ لہذا دونوں حضرات کا معاویہ یکساں ہے۔

جواب امر چہارم

”ایسے آدمی کا حکم امام اعظم کے نزدیک کافر اور زندیق اور مرتد ہے، امام محمد ہزاروی کا ایسے آدمی سے مراد اسیاق و سباق کے حوالے سے وہ شخص ہے جو امام وغلیہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بناوٹ کرے۔ تو ہم پر چلتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ نے کس کتاب میں اس کے بارے میں مذکورہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں دیکھا دو۔ تو منہ مانگا انعام دیں گے۔ امام اعظم کی امتیاط تو یہاں تک ہے کہ یہ تک پر مراسیہ کفر کا فتوے نہ دیا۔ اگرچہ امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس پر کفر کا حکم لگایا ہے۔ عقائد جعفریہ جلد دوم میں مزید کے متعلق تفصیلی بحث موجود ہے۔ بہر حال امام اعظم کی طرف ایسے من گھڑت فتوے کی نسبت ایک عینا زانہ ہی نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنی کی چال ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اجل معاویہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کاتب وحی کہتے ہوں۔ تو امام اعظم سے یہ فتویٰ کیونکر متوقع کہ وہ انہیں معاویہ کافر زندیق اور مرتد کہیں۔“

جواب امر پنجم

حسام الحرمین میں تین سائیک مشائخ کا فتوے معاویہ پرستوں پر لگائے۔ ان کی بیویوں کو طلاق ہو گئی الا۔ محدث ہزاروی سے ہم پر چلتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں مذکورہ فتوے کیا امیر معاویہ کے ماننے والوں پر لگایا ہے؟ آپ تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن اور بدخواہ دائرہ اسلام سے خارج اور چھٹی کتاب ہے۔ جب امیر معاویہ کے خلاف پر یہ فتوے تو ان کے

حاجی اور نام لیا کے بارے میں تو یہ فتوے ہرگز نہ ہو گا۔ اس لیے اعلیٰ حضرت نے مذکورہ باتیں دراصل ان لوگوں کے بارے میں کہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہیں۔ گویا محدث ہزاروی کا فتوے خود اعلیٰ حضرت پر بھی چسپاں ہو گا۔ اور یہی نہیں بلکہ حضرات معاویہ کرام امیر مجتہدین، اولیاء امت ان میں سے کسی کی بیوی کا نکاح قائم نہ رہے۔ اور پھر اس کے مفاسد جو ہیں۔ وہ سب کے سامنے ہیں۔ اس لیے معاملہ کچھ الٹ سا ظہور ہوتا ہے۔ وہ فرقہ کران تمام حضرات کو معاویہ پرست کہہ کر محدث ہزاروی کے اسلام سے خارج کر دیا۔ اور ان کی ازواج کا نکاح ختم کر دیا۔ لیکن اس کثیر تعداد میں راجح التیو مسلمانوں کو کافر کہہ کر محدث ہزاروی کا اسلام و ایمان جاتا رہا۔ اب اپنے نکاح کی غیر مناسبتے کا شش کوئی اس کی بیوی اور بچوں کو آگاہ کرنا کہ تمہارے ابا جان نے کیا کیا ظلم ڈھائے ہیں۔ اور اپنے کڑوؤں سے تمہاری حالت ناگفتہ بہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت مرحمت فرمائے۔

جواب امر ششم

”معاویہ پرستوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ معاویہ پرست کورہ لوگ ہیں۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن صحابی رسول اور مطلق مانتے ہیں ان لوگوں کو کافر کہنا یا سبھنا بعد کی بات ہے۔ اس سے زیادہ اہم خود امیر معاویہ کی ذات کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر کہے۔ تم اس کے بارے میں محدث ہزاروی ایذا کھینی کا فتوے اس سے بھی سخت ہونا چاہیے۔ کیونکہ معاویہ پرستوں کو کافر اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے امیر معاویہ کو کافر نہیں سمجھا۔ یعنی کسی کے کفر کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن خود کافر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی اگر کافر ہے۔ تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفر کا مشکوٰۃ ان سے بھی بدتر ہو گا۔ ہم اس سے قبل امت کے چند اکابر حضرات کی اس بارے میں تحریرات پیش کر چکے ہیں جن

میں امام شترانی، سرکار عزت پاک مجدد الف ثانی وغیرہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان، صحابی اور جنتی فرمایا۔ لہذا ان کا کفر بہت شدید ہو لہذا آثار پر کار کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب نص قرآنی سے منع ہے۔ اب محافل گیارہویں شریف بھی ناجائز ہو گئیں۔ ایسے ہی "محدثوں" کے ہارے جو صرف اپنے آپ اور اپنے چیلے چاٹوں کو مسلمان سمجھتا اور امت مسلمہ کو بعد اکابر کے دائرہ اسلام سے خارج کہتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَكَّ شَكَّ فِي النَّارِ۔ جو جماعت سے نکل گیا۔ وہ جہنمی ہوا۔ امت مسلمہ کے اکابر کو محدث سے کافر بنایا۔ لیکن خود محدث کو حدیث رسول نے جہنمی کر دیا۔ اور آپ ہی کے ارشادات نے امت مسلمہ کو گمراہی سے بچا لیا۔ فرمایا: میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عقائد باطلہ سے توبہ کی توفیق دے۔ (۱۱ مین)

جواب امر ہفتم:

امیر معاویہ کو ماننے والے اور خدا و رسول کو نہ ماننے والے سے بچنا ضروری ہے۔ گویا جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان مانتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے۔ اور جو اللہ و رسول کو ماننے والے اس کے لیے لازم ہے۔ کہ وہ امیر معاویہ کو مسلمان نہ سمجھے۔ محدث ہزاروی نے اس منطق کے ذریعہ بھی اپنے سہوا تمام امر مسلمہ کو خدا و رسول کا منکر بنا ڈالا۔ اس کا جواب ہو چکا ہے۔ لہذا مزید کی ضرورت نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

الزام نمبر ۲۳

فقہاء احناف کے ہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ظالم و جابر حکمران تھے

پیارے برادرانِ امت و دین و ملک! ہمیں موجودہ ماحول میں ہر وقت دشمنِ امت و ملک کی طاقت کے مقابلہ میں طاقت کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے اتحاد و جہاد لازم ہے۔ اور اس کا اہتمام صحیح نظامِ خلافت اور مکمل دستور اسلام کی بحالی بغیر طور پر ممکن ہے۔ لہذا علم و غور کا ناگاہی انکار و عتاب ہے۔ کہ نظامِ خلافت کو دستور اسلام کی بحالی بغیر و شمار ممکن ہے۔ جسے فقہ بنیاد سے تباہ کیا۔ پس کائناتِ دین و ایمان میں خلافت راشدہ سے بظاہر چودہ طبق میں وہ ظلمِ عظیم ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اور غلاموں پر کتاب و سنت میں لعنت کا شمار نہیں۔ فتح القدر جلد ۱ ص ۲۹۳ میں بیروت پر ہے۔ وہ یہ بتاؤ معاویہ، "تصریح ہے معاویہ کے ظالم ہونے کی مسلمان مومن بے تاثیر کسی کی نہ بگاڑنے رب کی سنو۔ لَا يَتَنَاقَضُ فِي الظَّالِمِينَ" (۱۲) ص ۶۹ کوئی مہذب غلاموں کو نہیں پہنچتا۔ تفسیر احکام القرآن ابو جرح ص ۶۹ ص ۶۹ میں بیروت میں خلاصہ کہ ظالم کے لیے اللہ کا کوئی دھندہ نہ کوئی عہد ہے۔ لہذا معاویہ باغی ظالم مبتدع کے لیے کوئی رتبہ نہیں۔ مرقاۃ ص ۱۷۱ میں ہاویا

والی حدیث کی شرح میں ہے۔ "فَكَانُوا أَكْثَرِيْنَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ" مہارزقی الاربار شرح مشارق الانوار جلد ۱ ص ۷۹ طبع مصر میں ہے۔ "فَكَانُوا أَكْثَرِيْنَ بَاغِيْنَ بِهَذَا الْحَدِيثِ" معاویہؓ اپنے بڑے گروہ کو اس مشہور تواتر حدیث سے طاعنی باغی ظالم مبتدع ہونے اور باغی ظالم مبتدع بد مذہب کا حکم شرع مقاصد جلد ۱ ص ۲۷۰ طبع لاہور پر اور فتاویٰ رضویہ کتاب الذکاء باب الحمرات ص ۵۲ طبع بریلوی پر لکھا ہے۔ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و مداوت رکھیں۔ دو گروہی کریں۔ اس کی تفذیل و تفسیر یہاں لکھیں۔ اس سے لمن ملن کے ساتھ پیش آئیں۔

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ امور پائے جاتے ہیں
جو درج ذیل نقل کیسے جاتے ہیں

اموال اول یہ کہ ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف اتفاقی اتحاد و ملت کی ضرورت ہے۔

امس دوم ظالم پر بے شمار لعنتیں ہیں۔

امس سوم فتنہ القدیریہ امیر معاویہؓ کے لیے جو بعض ظلم کا لفظ مستعمل ہوا۔ لہذا انہیں ظالم کہنا پڑے گا۔

امس چہارم ظالم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی جہد و جہد نہیں پہنچتا۔

امس پنجم سرقات میں امیر معاویہؓ کے متعلق طاعنی باغی اور ظالم کا لفظ امیر معاویہؓ کے بارے میں موجود ہے۔

جواب اول۔

دشمن کے خلاف اتحاد و اتفاق بہت مبارک لیکن دشمن کون؟ اگر محدث ہزاروی کے نظریہ کے مطابق دشمن ملک و ملت و لوگ ہیں۔ جو حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور انہیں کافر و زندیق نہیں کہتے۔ ان کے خلاف اتحاد و اتفاق

ہونا چاہیے۔ تو پھر محدث ہزاروی نے اپنے چیلے چانٹوں سمیت ایک مخالف گروہ تشکیل دے دیا ہے۔ اب وہ اس اپیل کے ذریعہ چاہتے ہیں کہ کچھ اور لوگ بھی امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر ان کے ساتھ آئیں لیکن ایسا ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر دشمن سے مراد دیوبندی و ابائی وغیرہ مخالفانِ اہل سنت ہیں تو جب ہمارے فتویٰ کے مطابق امت کے تمام اولیاء و اصفیاء علماء و بوجہ عدم تکفیر معاویہؓ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ تو انہیں اپنے ساتھ ملا کر ان دیوبندیوں و ابائیوں کے خلاف اتحاد و اتفاق کی اپیل کا کیا معنی۔ پھر بہت سے دیوبندی اور ابائی بھی امیر معاویہؓ کو مومن و مسلمان سمجھتے ہیں اس لیے اتحاد و توفیق کی یہ اپیل کچھ سے اسی طرح بالاتر ہے جس طرح محدث ہزاروی کی دوسری تحریرات و اہمات ہیں۔

جواب امس دوم

"ظالم پر کتاب و سنت میں بے شمار لعنتیں ہیں" لفظ ظالم سے مراد محدث ہزاروی کے نزدیک حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لیے ظالم پر لعنت والی آیات و احادیث امیر معاویہؓ پر منطبق ہوتی ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا علم تمہیں زیادہ ہے۔ یا باب العلم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ یہی علی المرتضیٰ ہیں۔ کہ جنہوں نے امیر معاویہؓ اور ان کے رفقاء پر لعنت بھیجنے سے منع فرما دیا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ کا ایک حدیث ہم نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح شرح مقاصد کی عبارت بھی ذکر ہو چکی۔ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل شام (یعنی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی) ہمارے دینی بھائی ہیں ماحول نے ہم پر بغاوت کی۔ لیکن اس بغاوت کی بنا پر وہ کافر نہیں بنائے گئے۔ اس لیے کوئی شخص ان پر لعنت نہ کرے مصنف ابن شیبہ جلد ۱ کا حوالہ بھی گزر چکا ہے۔ کہ جب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے

میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سب جنتی ہیں۔ ان حواریات کو سامنے رکھا جائے اور اور محدث ہزاروی کے ان کے اجتہاد کو دیکھا جائے۔ ایک طرف علی المرتضیٰ کے جن کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ ہوئی۔ اور دوسری طرف چاچا عمارہ مخزومہ (محدث ہزاروی) اور امام جنگ کرتے ہیں۔ وہ ان سے کہیں زیادہ قرآن و سنت کے عالم تھے۔ وہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنتی اور دینی بھائی لڑائیں۔ اور یہ کنوئیں کا میں ملک ان کی ذات پر ناروا حملہ کرے۔ سورج پر تھوکنے والے پر تھوک واپس آیا کرتا ہے۔

جواب ام سوم

فتح القدیر میں امیر معاویہ کے لیے ”جنتی“ کا لفظ استعمال ہوا۔ یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صاحبِ جہنم ظالم تھے۔ ان کا ظالم ہونا ایک معتد مسلمان کے حوالے سے ہے اس لیے جب یہ ظالم ہوئے۔ تو وہ تمام نعمتیں جو قرآن و سنت میں ظالم کے لیے ہیں۔ وہ امیر معاویہ پر پڑیں۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ محدث ہزاروی کو اپنے باطل مسلک کی خاطر کہیں سے اُڑٹ پٹا لگ لی جائے وہ دلیل بن جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے اسے کبھی اجماع امت کے عنوان سے اور کبھی کسی اور سرور کائنات سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور بڑے مکرو فریب سے ایک لفظ لے کر قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اہل سنت جنتی مسلک کا ایک بہت بڑا علامہ جب امیر معاویہ کو جائز ظالم کہہ رہا ہے۔ تو پھر ارے حیرے کو اس پر کیوں اعتراض؟ ہم کہیں گے کہ اگر واقعی ہمیں صاحبِ فتح القدیر کی تحقیق و تصانیف پر یقین ہے۔ تو فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ جس طرح ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف حجام العریض اور ایک اور عالم تصنیف سوارم ہمدانیہ کے بہت سے فتوے محدث صاحب نے جڑ سے کٹے۔ ہم نے انہی حضرات کے وہ فتاویٰ پیش کئے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن لعن کرنے والوں کے متعلق کیے تھے۔ اب اگر اعلیٰ حضرت

کی شخصیت ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ کیونکہ تم نے ان کے فتویٰ کو پیش کر کے تسلیم کر لیا (تو پھر ان کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ کا فرد ظالم کہنے والا جہنمی ہے۔ اور امیر معاویہ کا جنتی ہے۔ اور اگر آپ کی شخصیت مسلم نہیں۔ تو پھر وہوں کو دھوکہ دینے کی خاطر ان کا نام استعمال کیوں کر رہے ہو۔ اسی طرح صاحبِ فتح القدیر کا معاملہ بھی ہے قبل اس کے کہ ہم حوالہ ذکرہ کے بارے میں کچھ لکھیں۔ چرہ بات دہرا رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے امین لڑائی ہوئی۔ اور یہ لڑائی اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ ہمیں تسلیم ہے۔ کہ حق حضرت علی المرتضیٰ کی جانب تھا۔ لیکن اس کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرد مرتد قرآن نہیں پاستے۔ دوسری بات یہ کہ باطنی کا لفظ جہان امام برحق کے خلاف بلا ویر اور بلا دلیل خروج اور بغاوت کرنے والے پر بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس نے کسی دلیل کا سہارا لے کر امام کی مخالفت کی ہو۔ اسی طرح لفظ ”ظالم“، بمعنی زیادتی کو لے والا اور بمعنی فاسق و فاجر اور کافر بھی ہے۔ ان چند باتوں کے بعد ہم اصل الزام کی طرف آتے ہیں۔

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت ایک سند کی تحقیق میں ہے مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک عادل حاکم اگر کسی کو قضاۃ کا عہدہ پیش کرے۔ تو اس کی طرف سے اس کو قبول کر لینا کوئی جرم نہیں کیا اگر اس عادل حاکم کے خلاف بناوت کرنے والا کسی کو یہی پیش کش کرے۔ تو اسے قبول کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس مسئلہ کے متعلق صاحبِ ہدایہ نے فرمایا۔ کہ سلطان جائز ظالم سے عہدہ قضاۃ قبول کرنا درست ہے۔ اور اس کی دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کے جہد سے حضرات صحابہ کرام نے قبول کیے تھے۔ باوجود اس کے کہ حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔

صاحبِ فتح القدیر نے ہدایہ کی اس عبارت کو دیا۔ اور چونکہ اس سے ایک

وہم پڑتا تھا کہ سدا اپنے مقام پر درست لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بطور مثال پیش کر کے صاحب ہدایہ نے اُن کے جائز (ظالم) ہونے کی تصریح کر دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تا دم آخر جائز اور ظالم خلیفہ تھے۔ لہذا آپ کو اب انکی الفالاسے یاد کرنا درست قرار پایا۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے صاحب فتح القدر یہ لکھتے ہیں۔

فتح القدر

هَذَا قَضَرِيٌّ بِحَقِّهِ مَعَاوِيَةَ وَالْمُرَادُ فِي حَقِّهِ
لَا فِي أَقْصِيَّتِهِ ثُمَّ الْمَا يَسْتَوْزِدُ أَثَبَتَ أَكْثَرُ
الْقَضَاءِ قَبْلَ كَسْبِ الْيُسْرِ الْحَسَنَ لَهُ وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ
فَلَا وَكَيْشِي فِي ذَلِكَ الْمَامُ حَامٍ الْمُحْتَاجُ مَدْفَعُ الْقَدْرِ
جلد ۳ ص ۳۶۱ مطبوعہ مصر

ترجمہ کیا یہ تصریح اس امر کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو علی المرتضیٰؑ کے خلاف خروج کیا۔ اس میں امیر معاویہ جائز تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنے فیصلوں میں ظالم تھے۔ پھر بات کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ صحابہ نے عہدہ تعین قبول کیا اور یہ قبول کرنا جائز و مباح ماکم سے قبول کرنا ہے اس وقت ثابت ہو سکتی ہے جب یہ ثابت کیا جائے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو جب قضاۃ کا عہدہ پیش کیا تھا۔ اس وقت امام حسنؑ کے خلافت سے دستبرداری نہیں فرمائی تھی۔ اور اگر اس پیش کش کے وقت سے پہلے امام حسنؑ دستبردار ہو چکے تھے۔ تو پھر جائز ماکم سے عہدہ قبول کرنے کی یہ مثال درست نہ رہے گی۔ کیونکہ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیحہ ہو گئی۔ اس سال کو

عام الحجاز کا نام دیا گیا۔

گویا وہ وہم جو صاحب ہدایہ کی عبارت سے پڑتا تھا کہ امیر معاویہ کو وہم آخر تک جائز کہنا جائز ہو گیا۔ اور اسی ظلم و جور پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب اگر انہیں کوئی شخص ظالم کہتا ہے۔ تو صاحب ہدایہ کے قول کے مطابق درست ہے۔ اس وہم کو صاحب فتح القدر نے صاف فرما دیا فرمایا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کو جائز کہنا اس وقت تک درست تھا۔ جب تک امام حسنؑ نے ان کے حق میں دستبرداری نہ فرمائی تھی۔ جب وہ دستبردار ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ اب امیر معاویہؓ پر جائز کا اطلاق قطعاً غلط ہے۔ اس لیے بقیہ دور خلافت ان کا ظالم نہ نہیں بلکہ عادلانہ گزرا۔ اور اسی پر ان کا انتقال ہوا۔ لہذا اب کوئی شخص ان کو جائز و ظالم نہیں کہہ سکتا۔ امام حسنؑ کی دستبرداری کے بعد جن صحابہ کا مرنے امیر معاویہؓ سے عہدہ قضاۃ قبول کیا۔ وہ اس مسئلہ کے تحت داخل ہی نہیں ہو کر کسی ظالم ماکم سے عہدہ قضاۃ قبول کرنا درست ہے یا نہیں؟

اب آئیے صاحب فتح القدر کے مشرب و مسلک کی طرف امیر معاویہؓ کے بارے میں ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ امیر معاویہؓ کے مناقب کی بحث میں ہم ان کا نظریہ بیان کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ وہ بناوٹ سے قبل امیر معاویہؓ کو کافرو منافق کہنا ہرگز جائز نہیں۔ اگرچہ علی المرتضیٰؑ کے خلاف لڑنے کی وجہ سے ان کو باغی کہا گیا۔ لیکن یہ بناوٹ اجتہادی غلطی کی بنا پر تھی۔ لہذا اس کی وجہ سے بھی آپ پر لعن طعن کرنا جائز نہیں۔ اور پھر جب امام حسنؑ نے ان کے حق میں دستبرداری فرمائی اور ان کی بیعت کر لی۔ تو اب انہیں کافر کہنا تو دور کی بات ہے۔ باقی اور ظالم کہنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر محدث ہزاروی ایندکینی کو فتح القدر پر اعتراض ہے۔ تو پھر انہیں یہی عقیدہ

و نظر اپنا ناچا بیٹے جو ہم نے سطور بالا میں بالا اعتراض بیان کیا۔ یہ لوگ خود بس طعن کرنے والے اور دوسروں کا کسی کی تہذیب دینے والے اور صاحبِ فتحِ القدر وائل سے اس کے عدمِ حجاز پر زور دینے والے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کرام آپ پر حقیقت مشکف ہو گئی ہوگی کہ ہم نے اوپر جواب کے شروع میں کچھ کہا تھا۔ بات وہی ہے یعنی یہ لوگ اپنا انوکھا سیدھا کرنے کے لیے ہر حرکت و عبارتیں سیاق و سباق سے ہٹا کر اور کمالِ منکر و فریب کے ساتھ پیش کر کے قارئین کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہمارا تحقیق جیسی کسی کی تحقیق نہیں۔ اس لیے دوسروں کی باتیں چھوڑو۔ اور ہماری دمِ طہر علی سے تقاضو۔ ہم پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مظلوم و مستقیم دکھائے۔ اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب امر چہارم،

احکام القرآن کے حوالے سے لَا یُنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ کے تحت یہ ثابت کیا گیا کہ چونکہ معاویہ ظالم ہے۔ اس لیے اسے کوئی عہد اور عہدہ نہیں مل سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ محدث ہزاروی نے اس آیت کو بھی اپنے مقصد کے لیے ٹوڑ کر پیش کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو چند کلمات سے آزمایا۔ تو رائل میں پورا اترنے پر فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، میں تمام لوگوں کے لیے تمہیں امام بنائے والا ہوں جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جوش دیکھا۔ عرض کیا: قَالَ وَیْسَ دَیْنِیْ؟ میری اولاد میں سے بھی (امام ہوگا) جواب آیا۔ لَا یُنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امام بنائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دیگر انبیاء کرام کی طرح نبی ہونے کے علاوہ ایک اور خصوصیت عطا کی جارہی ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء کرام کی تعلیمات ان کے امتیوں یا

ایک مخصوص زمانے کے لوگوں تک محدود ہو جاتی ہیں۔ لیکن اسے ابراہیمؑ ہماری تعلیمات کا کافی حصہ میں اپنے محبوب علیؑ علیہ السلام کی امت پر بھی اسی طرح جا کر رکھوں گا۔ جس طرح ہماری امت کے لیے ہے۔ اور پھر وہ تعلیمات ناقیامت لوگوں کا اصول بنادینے کی وجہ سے نہیں اس طرح تمام آلے والے لوگوں کا امام بنادیا گیا ہے۔ یہ امت دراصل نبوت ہی ہے۔ نبوت سے علیحدہ کوئی منصب نہیں۔ مگر اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ اب ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا جارہا ہے کہ میرا یہ عہد بہ منصب امت و نبوت اقام کی نہیں ملے گا۔ احکام القرآن کی اصل عبارت ملاحظہ ہو احکام القرآن:-

(لَا یُنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ) اِنَّهُ السَّبُّوْةُ وَعَنْ تَجَاهِدِ
اِنَّهُ اَنْ اَنَّ الظَّالِمِ لَا یُکْفُوْنَ اِمَّا مَّا وَعَنْ ابْنِ کَثِیْرٍ
اِنَّهُ قَالَ لَا یُکْرَمُ الْوَفَاۃُ بِعَهْدِ الظَّالِمِ لِیَاۤ اَهْلَ الْاٰثَمِ
عَلِیْکَ فِی ظُلْمِ فَتَضْمَنُہُ وَقَالَ الْحَسَنُ لَیْسَ لَعَنُ
حَسَدَ اللّٰہِ عَلَیْہُمْ یُعْطِیْہُمْ عَلَیْہُمْ حَیْرًا فِی الْاٰخِرِ
قَالَ ابُوْ جَعْفَرٍ جَمِیْعٌ مَّا رَوِیَ مِنْ ہٰذَا الْمَعَارِفِ
یَعْتَمِلُہُ الْفَلْظُ وَجَاۤیِزٌ اَنْ یَّکُوْنَ جَمِیْعُہُ مَرَادَ
اللّٰہِ تَعَالٰی وَهُوَ مَعْمُوْلٌ عَلٰی ذٰلِکَ عِنْدَ کَاۡثَرٍ
یَّجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الظَّالِمِ نَبِیًّا وَلَا نَبِیُّیَّةً
لِّنَبِیٍّ وَلَا کَاضِیًّا وَلَا مَنْ یَّکْرَمُ النَّاسَ قَبُوْلُ
قَوْلِہِ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ مِنْ مِّنْہِیْ اَوْ قَائِدِ اَوْ مُخْبِرِ
عَنِ النَّبِیِّ تَحْبُرًا۔ احکام القرآن الجزء الاول
مطبوعہ بدیر ونا زیر ایت لَا یُنَالُ عَهْدُی الظَّالِمِینَ

تَرْجَمَاتُ لَا يَنَالُ عَهْدِي فِي هَذَا مِنْ مَرَادِ نَبِيِّ هَذَا. مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت پر ارادہ فرمایا ہے کہ ظالم امام نہ ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے کہا کہ ظالم کے عہد و پیمان کی ایفا لازم نہیں ہے۔ جب وہ کسی ظلم کے کام میں تجھ سے عہد و پیمان کرے تو اُسے توڑ ڈال، جناب حسن کہتے ہیں کہ ظالموں کا اللہ کے ہاں کوئی ایسا عہد نہیں کہ وہ انہیں آخرت میں غیر عطا فرمائے۔ ابو بکر کہتے ہیں عہد کے جو معانی بیان ہو چکے ہیں۔ ان تمام کا لفظ عہد میں احتمال موجود ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ سارے معانی اللہ تعالیٰ کی مراد ہوں۔ ہمارے اہل وہ لفظ اسی پر مائل ہے۔ بلکہ ظالم کا نبی ہونا، نبی کا طغیان ہونا، اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جس کا قول دینی معاملات میں لوگ قبول کرتے ہیں۔ ایسا ہونا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ مفتی، گزاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غیر کو لوگوں تک پہنچانے والا۔

توضیح :-

احکام القرآن کے مذکورہ آفتاب اس میں سے صرف امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول محدث ہزاروی نے پیش کیا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ غلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں بھلائی کا کوئی عہد نہیں۔ لیکن اس سے پہلے کے احتمالات جان بوجہ کر چھوڑ دیئے گئے۔ اور بعد میں فیصلہ کن بات بھی گول کر دی۔ محدث ہزاروی دراصل اس جملہ کا مصداق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا کر ان معجزات کو تنبیہ کرنا چاہتا ہے۔ جنہوں نے اس کے بقول ایک غلام کو عقیقہ دام مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی نفی کر دی۔ جہاں تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام یا عادل ہونے کا فیصلہ ہے اس بارے میں ہم بار بار بیان کر چکے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام

صحابہ کو "عذول" فرمایا۔ اور پھر حسین کریمین نے حبیب صحابہ معاویہ کی امارت و
ماہمت کو تسلیم کر کے ان کی بیعت کر لی۔ اگر ان دونوں اور دیگر صحابہ کرام نے امیر معاویہ
کو ظالم سمجھا تھا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی انہوں نے کی۔ نہ کہ امیر معاویہ نے
اور اگر ان کا اقدام درست تھا۔ اور یقیناً درست تھا۔ تو پھر آیت کا مصداق امیر معاویہ کو
بتانا ایک ظلم عظیم ہے۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیر معاویہ کے
حق میں یہ دعا بھی نقل فرمائی۔ اللہم اجعلہ ما دیا مہدی یا۔ اے اللہ!
معاویہ کو راہی اور مہدی بنا۔ یہ اس مستجاب الدعوات شخصیت کی دعا ہے جنہیں
اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ صاحب مرقات ملا علی قاری اسی
حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ :

وَلَا رُيُوتَ أَنْ دَعَا إِلَهِي مُسْتَجَابًا لِمَنْ كَانَ
هَذَا حَالُهُ كَيْفَ يُرْتَابُ فِي حَقِّهِ رَمَقَاتُ شَرِّ
مشكوة جلد ۱ ص ۴۳۸

مشکوٰۃ جلد ۱ (ص ۴۳۸)

قریباً ہر مہینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعادتیقا مستہاب ہے۔ سو جس شخص کی یہ حالت ہو۔ اس کے بارے میں شک کیے جانے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز مدعی
یَنَانِ عَلَی الْقَاطِلِینَ کا مصداق نہیں ہے۔ بلکہ کَلَّا وَحَدَّ اللَّهُ الْعَشَاقِ
وغیرہ آیات ان کے فضائل اور مناقب ہونے کی قطعی دلیل ہیں۔

سجواب امر پند جیو:

تَقْتُلُ الْفِتْنَةُ الْبَاقِيَةَ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے

میں حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رقمطراز ہیں دو کرماریا سر کو قتل کرنے والا امیر معاویہ ہے، لہذا وہ طاعنی باطنی ظالم ہوا۔ اس لیے ایسے شخص پر لعن طعن جائز ہے۔ اس کے بعد محدث ہزاروی نے کہا کہ بشرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے مطابق ایسے شخص پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔

قارئین کرام! اجمال تک مرقات بشرح مشکوٰۃ کی عبارت کا معاملہ ہے تو اس میں ظالم باطنی کا لفظ ہمیں نظر نہیں آیا۔ بالفرض اگر ان ہم کیا ہائے۔ تو پھر شرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے حوالہ جات، بیکار ہوں گے۔ کچھ نیکان دونوں، حضرات نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن سے منع کیا ہے۔ اور سختی سے روکا ہے بشرح مقاصد میں ہے۔ لَيْسَ تَرَاهُمْ أَقْرَبَ إِلَى مَسْكَةٍ وَلَا خَلْمَةٍ۔ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی تو کافر و فاسق تھے۔ اور یہی ظالم، قاتل و قتل خواہ رضویہ میں ہے۔ ہوا امیر معاویہ پر لعن طعن کرے۔ وہ مسلمان نہیں۔ بلکہ جہنمی کا ہے۔ اب اس طرف آئیے۔ کہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعی ماسب مرقات ملا علی قاری کا نزدیک ظالم باطنی ہے۔ جیسا کہ محدث ہزاروی نے ان کے کلام سے ثابت کر کے بشرح مقاصد اور فتاویٰ رضویہ کے تحت سے لعن طعن کا مجاز بلکہ وجوب پیش کیا ہے۔

امیر معاویہ کے متعلق حسب مرقاۃ ملا علی قاری کے نظریات

مشکوٰۃ:

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْضِ بَنِي كِنَانَةَ إِلَى يَوْمِ تَعْقِدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ يَتَّبِعُونَ لِيَا التَّحْفُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَ لِيَكُنْ لَكُمْ حَقٌّ أَنْتُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالْجُذْمِ قَبْلَ يَوْمِ إِفْكٍ يَتَّبِعُونَ أَهْلَهُمْ فَتَذَرِيَهُمْ (رواہ ذرین)

رمشکوٰۃ ص ۵۵۴ باب مناقب صحابہ الفصل الثالث

مطبوعہ نور محمد کراچی

ترجمہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کرام کے اختلاف کے بابت سوال کیا۔ جو میرے پردہ کر بننے کے بعد رونما ہوں گے۔ تو میری طرف اس نے وحی کیا۔ کہ اے محمد

یقیناً تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں بعض سے آڑی ہیں۔ اور سبھی نور میں۔ لہذا جس نے ان کے اختلاف میں سے کسی کو لے لیا۔ وہ میری طرف سے ہدایت پر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اصحاب ستاروں جیسے ہیں۔ ان میں سے جس کی تم اقتداء کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ:

قَالَ السَّيِّدُ جَمَالُ الدِّينِ الظَّاهِرُ أَنَّ مَرَاتِمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْخِطَلَا فِي الدِّينِ فِي الدِّينِ مِنْ غَيْرِ اخْتِلَافٍ لِلْعُرْضِ الَّذِي نَبَوَى فَلَا يَشْكُلُ بِاخْتِلَافٍ بَعْضُ الصَّحَابَةِ فِي الْخِلَافَةِ وَالْمَرَاتِمَ قُلْتُ الظَّاهِرُ أَنَّ اخْتِلَافَ الْخِلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ اخْتِلَافٍ فَرُوعِ الدِّينِ النَّاشِ عَنْ إِبْجِيَّتِهَا وَكُلِّ لَامِنَ الْعُرْضِ الدِّينِيِّ الصَّاحِبِ وَرَعْنِ الْعَقْلِ النَّشِئِ.

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰)

ترجمہ: سید جمال الدین نے کہا۔ کہ اختلاف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اختلاف دینی ہے۔ جو دینی غرض نہ رکھتا ہو۔ لہذا آپ کے اس ارشاد پر یہ اشکال وارد نہ کیا جائے۔ کہ بعض صحابہ کرام نے خلافت اور امامت میں اختلاف کیا تھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اختلاف خلافت بھی ظاہری طور پر دینی غرضی اختلاف کے ضمن میں آتا ہے۔ جو ہر ایک کے اپنے اپنے اجتہاد سے پیدا ہوا۔ اس میں بھی کوئی دینی غرض دینی جو خطا ہدایت نفسانی کا حصہ نہیں ہوتے ہو۔

۲۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَرَجَحَمَ اللَّهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَنْصَبْ وَلَمْ يَنْصَبْ وَتَوَلَّى الْإِخْتِلَافَ فِي الْإِعْتِقَادِ لِشَلَا يَفْعَلُ فِي جَارِدِي سَبِيلِ الرِّشَادِ مِنَ الرِّضَا وَالنَّصَبِ بِأَنْ يُجِبَ جَمِيعَ الْأَلِ وَالنَّصَبِ - (مرقات شرح مشکوٰۃ)

جلد ۱ ص ۱۷۱ باب فی المعجزات فصل اول

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو انصاف پر عمل کرے۔ اور تعصب و ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اعتقاد میں اس کے صحیح راستہ اختیار کیا۔ اور اس نے رضی و نصب کر چھوڑ کر بھلائی کا راستہ اپنایا۔ یعنی تمام آل رسول اور صحابہ کرام سے دوستی کا عقیدہ رکھا۔

۳۔ مرقات شرح مشکوٰۃ:

فَلَا يَشْكُلُ بِاخْتِلَافِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ فِي الْخِلَافَةِ وَالْمَرَاتِمَ قُلْتُ الظَّاهِرُ أَنَّ اخْتِلَافَ الْخِلَافَةِ أَيْضًا مِنْ بَابِ اخْتِلَافٍ فَرُوعِ الدِّينِ النَّاشِ عَنْ إِبْجِيَّتِهَا وَكُلِّ لَامِنَ الْعُرْضِ الدِّينِيِّ الصَّاحِبِ وَرَعْنِ الْعَقْلِ النَّشِئِ.

الصادر عن العقل النفساني - (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۸۰ باب مناقب صحابہ)

حاصل ترجمہ: صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف خلافت اور امامت میں ہوئے یہ دین سے ہے۔ اصول دین سے نہیں۔ اور میرے ان کے درمیان جو اختلاف ہے۔ یہ اجتہاد ہی ہے۔ عنادی یا نفسانی نہیں ہے۔

شرح شفاء: ملا علی قاری: برعاشیہ نسیم الریاض وَقَالَ سَعْنُونُ مَنْ كَفَّرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَوْ عَثَمَانَ أَوْ غَيْرَهُمَا

كَمَعَاوِيَةَ وَعَقْرُوبَيْنِ الْعَاصِ يُؤْجِبُ بَعْثَ بَعْثِ الْمَجْتَوِلِ
مَنْعَقًا أَوْ شِدَادًا -

(شرح شفاء جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ: سنون کہتے ہیں جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی مثلاً
علی المرتضیٰ یا عثمان غنی یا ان دونوں کے علاوہ جیسا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔ اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

۵۔ شرح شفاء، ملا علی قاری،

وَمَكَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي زَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ
فَيْصَلٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَحَبِيبُ
الْأُمِّ رَأَى كَلْبًا كَانُوا فِي صَلَاتِهِ وَكَثُرَ قِيلُ
وَمِنْ شَتَمَ عَزِيزُ رَأَى حَلِيزَةَ الْخَلَاءِ الْأَنْبَعَا
مِنَ الصَّحَابَةِ كَمَعَاوِيَةَ وَحَلِيزَةَ بَيْثِلَ لَبَدَ الْقَسَلِ
لَيْلَ الْتِكَالِ الشَّدِيدِ -

(شرح شفاء ملا علی قاری برماضیہ نیرا من جلد چہارم ص ۵۶۶)

ترجمہ:

سنون نے ابو محمد بن ابی زید نے حکایت کی کہ جریر بن عبد اللہ
عمرو فاروق، عثمان غنی، اور علی المرتضیٰ ان سب کو گزراہ اور کافر کہتا
ہے۔ اسے قتل کر دیا جائے۔ اور بران خلفائے اربعہ کے علاوہ
کسی صحابی مثلاً معاویہ وغیرہ کو گالی بکتا ہے۔ اسے عبرت ناک
سزا دی جائے۔

ملحد فکریا۔

حضرت ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہ کے بارے میں ہم نے چند اقتباسات
پیش کیے۔ ان میں صاف یہاں کہ حضرات صحابہ کرام کے باہمی اختلاف کو وہ
اجتہادی اختلاف سمجھتے تھے۔ اور سب صحابہ کرام کو بلا استثناء امیر معاویہ
وغیرہ آسمان ہدایت کا روشن ستارہ کہتے تھے۔ اور ان کے باہمی اختلافات
کو دنیوی غرض اور نفسانی خواہشات سے دور سمجھتے تھے۔ اور ہر خلفائے اربعہ
میں سے کسی کی تکفیر کرنے والے کے قتل کا حکم اور دیگر صحابہ کرام پر لعن طعن
کرنے والے کو عبرت ناک سزا تجویز کرتے تھے۔ اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ
کا محبوب و منظور نظر سمجھتے تھے۔ جو رخص و نصب سے ہٹ کر اہل سنت کے
ماتے یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ تھا۔ ملا علی قاری کا نظریہ اس سے
آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقول محدث
ہزاروی طاعنی باغی ظالم کافر مرتد وغیرہ کہنا تو کہا ایسے قائل کی سخت ترین سزا
کے حق میں تھے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

ۛ

الزام نمبر ۲۴

بانی کفر و بغاوت و بدعت معاویہ نے علیؓ اور انکی
محبت والوں پر لعن طعن اور غلیظ گالیوں کا
بکواس خطبہ جمعہ میں ۲۱ سے جاری کیا

اور کرایا

اور حدیث سے یہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي وَمَنْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ
جس نے علیؓ کو گالی دی۔ بے شک اس نے مجھ کو گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی
بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔ جامع صغیر جلد دوم ص ۴۲، الطبع بیروت
پس فتاویٰ حسام الحرمین اور فتاویٰ صوامع ہند پر عرب و عجم کے تین سو ایک مدار
مشائخ حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے قطعی اجماعی فتوے اس جرم پر لگ گئے جس نے اللہ رسول
کی قرین ہشک گالی، لعن طعن کے خبیث جرم کا ارتکاب کیا۔ چاہے غیر اقرن کا ہو یا
بعد کا چاہے کوئی عرب کا ہو یا عجم کا چاہے کوئی صحابی ہو یا غیر صحابی چاہے کوئی مطیع ہو
یا باغی چاہے معاویہ ہو یا ابرسفیان یا ہند چاہے حکم ہو یا مرادان چاہے یریر ہو یا
اس سے مزید چاہے مجتہد ہو یا نادان۔

الہ حدیث ہو یا اہل قرآن چاہے قادیانی ہو یا لاہری چاہے سنی ہو یا شیعہ چاہے سید و خواجہ
سید چاہے تہذیبی ہو یا پیر چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ چاہے لغت خوان ہو یا تہذیب باز چاہے اپنا ہر
یا بیگانہ چاہے دیا ہو یا پرانہ ان پر ایکی فتویٰ ہے۔ یہ کسی فرقہ یا فرقہ سے ضد و تعصب کی بنا
پر نہیں دین حق اسلام اور اللہ رسول کا قطعی حکم ہے۔ وَ بِالْجَمْعَةِ قَوْلِ الطَّائِفِ
حُكْمُهُمْ كَقَوْلِ مَنْ شَدَّ وَ تَحَارِجُ بَنُو عَنِ الْوَسْطَانِ

يَجْمَعُ الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ قَالَ فِي الْبَزَازِ
وَالدَّرْدِ وَالْعُرْرِ وَفَتَاؤِي الْغَيْرِيَّةَ وَمَجْمَعِ
الْأَنْهَارِ وَالِدَرِّ الْمُخْتَارِ وَغَيْرِهَا مِنْ الْمَعْتَمَدَاتِ
الْأَسْفَارِ وَمِثْلِ هَؤُلَاءِ الْحَقَّارِ مَنْ شَكَّ فِي كُنْهِمَ قَدْ
عَدَّ إِلَيْهِ فَقَدْ كَفَّرَ۔

جوان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ فتاویٰ حسام الحرمین
اور فتاویٰ صوامع ہند پر خود پڑھو پر سوچو کیا ایسے جرم پر صحابی کا اعتقاد کرنا۔ اور
غلات کتاب و سنت رضی اللہ عنہ پڑھنا میں اس فتوے کی زد میں نہیں آتا۔ ضرور آتا ہے۔ پھر
ایسوں کی خوش اعتقادگی کی کتاب کا نام بہار بغاوت کی بجائے۔ بہار شریعت رکھنا۔
اور اس قرائن کو جس میں اللہ کا فرمان اَلَّذِينَ كَفَرُوا يُكْفَرُوا وَ أَتَمَّعْتُمُ
تَحْمِيلُ الْإِيمَانِ زَمَانًا بَلَدًا اس کے برعکس کسی کی کتاب یا اپنی کتاب کو ان کا کیا قرآن پاک
پر ایمان ہے۔ یا کفر معاذا اللہ ایک مومن کو عمداً قتل کرنے والے کا حکم ہے اَوَّلُ مَا جَاءَهُ
خَالِدًا أَطِيعُوا وَ خَاطِبُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَ لَعْنَةُ الْإِلَهِ تَوْحِيدِ لَمْ يَكُنْ
مستر ہزار مومن مسلمان بہا جرین و انصار قتل کیے کر کے اس پر رضی اللہ عنہ پڑنا
قرآن پاک کا کلمہ کھلا کفر مقابہ نہیں تو اور کیا ہے

محدث ہزاروی کے مذکورہ الزام میں پانچ عدد
امور پائے جاتے ہیں جو درج ذیل نقل کیے جاتے ہیں

امراؤل امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں جمعہ کے خطبہ میں علیؓ کے

لعن طعن کا سلسلہ شروع کیا۔

امرد دوم:

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینا رسول اللہ کو گالی دینے اور اللہ کو برا بھلا کہنے کے برابر ہے۔ لہذا ایسے شخص پر تمین سوا ایک ملّا کا قتل ہے کفر و ارتداد کے گمان میں سے پاس ہے کوئی اسلحہ بخوبیا ملّا ہو کسی کیاستشنا نہیں۔

امرد سوم: امیر معاویہ کو صحابی کہنے والا بھی اسی توتے کی زد میں ہے۔

امرد چہارم: جو لوگ امیر معاویہ کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کا کتاب کا نام ”پہا ر شریعت“ کہہ کر انہیں بہاد بنا دیتا ہر ناچلے۔ اور تکبیل قرآن کا انکار کرتے ہیں۔

امرد پنجم:

ایک لاکھ مشرک و مسلمانوں کو قتل کر کے کرانے والے کو رضی اللہ عنہ کہنا قرآن کریم کی کلی مخالفت ہے کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے قتل کر کے دے کو دور بھی کہا گیا ہے۔

جواب امرا قل:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الزام کہ انہوں نے اپنے دو بیو خلافت میں علی المرتضیٰ پر لعن کا سلسلہ طبع میں شائع کیا۔ یہ روایت تاریخ طبری میں ہے۔ اور ابن راویوں سے مذکور ہے۔ ان میں لوط بن یحییٰ اور ہشام بن محمد سائب الکلبی بھی ہیں۔ ہم اس روایت کا منسل تحقیق و بحث حمزہ جعفری جلد پنجم میں ۱۴۱ پر کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو علامہ طبری جو اس کا مؤید ہے۔ وہی قابل استہلال و جہت نہیں۔ علاوہ ازیں اس روایت کے مذکورہ دونوں راوی کثر شیعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کذاب بھی ہیں۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی تعریف و اچھائی کی امید نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اس واقعہ کی عہد کتب شیعہ تو بیکفایتی

ہیں۔ وہ اس طرح علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جب امیر معاویہ کے حضور مناتب و منال بیان کیے گئے۔ تو امیر معاویہ یسین کر زار و قطار رو بنے گئے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

امالی شیخ صدوق:

عن الاصمغ بن نیا تہ قال دخل ضرار بن ضمرق
النہشلی علی معاویہ بن ابی سفیان فقال له صفی بنی
علیاً قال..... فَاِذَا اَکْبَشَرَفَعَنْ وَثِلِ اللّٰهُ تَوَالِیَ اللّٰهُ
فَقَالَ مَعَاوِیَہُ زُوْنِی مِنْ صَفْتِیہ فَقَالَ ضَرَارٌ رَحِمَ
اللّٰهُ عَلَیْکَ مَا تَرَا وَ اللّٰهُ طَوْبُ یْلِ الشَّہَادِ قَبْلِیْلِ الرَّقَاو
یَشْلُوْا احْتَابَ اللّٰهُ اَنَا اَلْکَلِیْلِ وَاَطْرَافِ الشُّکَاہِ ..
قَالَ قُبْحُی مَعَاوِیَہُ وَقَالَ حَسْبُکَ یَا ضَرَارُ کَلَامُکَ
کَانَ وَاللّٰهُ عَلَیْکَ نَحِیْرَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ۔

۱۔ امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱ / المجلس الخادی

۲۔ والتسعون مطبوعہ قمر جدید ۲۲ علیہ الاہل

جلد اول ص ۲۳۸ مطبوعہ قمر

ترجمہ: ضرار بن خضرہ نیشلی ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ کچھ علی المرتضیٰ کی خوبیاں بیان کرو۔ کہا جب آپ تبسم فرماتے تھے۔ تو گریاموتی جھڑتے تھے۔ امیر معاویہ نے فرمایا۔ کچھ اور بیان کرو۔ ضرار بولا۔ علی المرتضیٰ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ کم سوتے والے، زیادہ شب بیدار اور رات دن قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے۔ یسین کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرماتے گئے۔ بس کرو ضرار۔ خدا کی قسم! علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ خدا

الرحمن پر رحم فرمائے۔

لمحہ فکریہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سب مل المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف فرمائش کر کے سنتے اور سن کر زار و قطار روستے ہیں۔ تو پھر ان کے بارے میں یہ کہنا۔ کہ انہوں نے اپنے دور میں خطبہ کے دوران علی المرتضیٰ پر لمیں طعن کا رد کیا۔ ان دونوں میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ایسی روایات جن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علی المرتضیٰ پر لمیں طعن کرنا منقول ہے۔ وہ کسی مخالفت کی تراشی ہوئی ہیں۔ اور ناقابل وثوق ہیں۔

امر دوم کا جواب:

حضرت علی المرتضیٰ کو گالی دینے والا اور اہل اللہ و رسول کو گالی دیتا ہے جب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ پر جو جن طعن کا اہلام لگایا گیا۔ سب سے اس کا وجود نہیں۔ تو پھر اس پر تفریع بٹھانا زنی حماقت ہوگی۔ اور پھر اس ضمن میں اہل حضرت کے فتاویٰ کا چسپاں کرنا دوسری حماقت ہوگی۔ کیونکہ اہل حضرت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مؤمن کامل اور جنتی ہیں۔ اس لیے انہیں ماننے والے ان فتوؤں کی رد میں نہیں آسکتے۔ محدث ہزاروی ان فتاویٰ کی جہم گیری کو اپنے مذہب مقاصد کی خاطر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ وہ فتوے ہر ایک پر جاری ہوگا۔ چاہے وہ صحابی ہو یا غیر صحابی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اہل حضرت نے کہاں کسی صحابی پر ایسا فتوے لگایا ہے۔ یہ تقسیم اس لیے کرنی پڑی کہ حضرت امیر معاویہ کو داخل کرنے کی اتمک شوش تھی۔ حالانکہ آپ ان میں بزرگ و اہل نہیں۔ پھر کسی صحابی پر کفر کا فتوے لگ جائے۔ جو اسے صحابی کون مانے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اس تمسیم میں محدث ہزاروی کی مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

جواب امر سوم:

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے والا کافر ہے۔ ہم اس بارے میں کچھ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابی کہا۔ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ”جواباً“ اور ترجمان القرآن کے القاب عطا ہوئے۔ ان کے ملاوۃ البین کام تبع تابعین اور امت کا اجماع انہیں صحابی ماننا ہے۔ اتنے مسلمانوں کو یک تلم کا قرار دے دینا دراصل اپنے کفر کی تصدیق کرنا ہے۔ اور غیث باطنی کا اظہار مقصود ہے۔

جواب امر چہارم:

باقی رہا بہار شریعت کا نام بہار بغاوت ہونا چاہیے تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی اور مؤمن ہونے کی بات ہی نہیں۔ بلکہ عبادات و معاملات اور نکاح و طلاق کے تقریباً تمام مشہور مسائل اس میں موجود ہیں۔ لہذا اگر اسے بہار بغاوت کہا جائے۔ تو قبیح ہوگا۔ کہ اس کتاب کے ہر ایک مسئلہ میں ایمان و اسلام سے بغاوت ہے۔ اور وہ بھی مسائل محدث ہزاروی اور ان کے پیچھے چلنے والے ان پٹیلہ براہین ہذا جو اہل ان کے مسائل پر مل کر دے دی گئی ہیں۔ اور اس کتاب شریعت کا امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ کہنا۔ یہ بات محدث ہزاروی کو کر دی گئی۔ اس بنا پر اس کی کتاب مورد الزام ٹھہری۔ تو پھر قرآن کریم، کتب تفسیر اور کتب اہل بیت کو کیا کہہ گئے۔ کیونکہ ان میں کسی کے اندر اجمال اور کسی میں تفصیل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان و جنتی ہونے کا ذکر نہیں۔ معلوم ہی ہوتا ہے۔ کہ مذہب اور جسد کی آگ لے کر محدث ہزاروی کا باطن اتنا جلادیا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم و غیرہ کو مورد الزام ٹھہرا دیں گے۔

جواب امر پنجم:

”ایک لاکھ ستر ہزار مومنوں کا قاتل امیر معاویہ“ اس احرام کی کئی مرتبہ تردید ہم چکی ہے۔ ان احباب کی شہادت دراصل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

دبر سے وقوع پذیر ہوئی۔ لہذا ان کے قتل کے ذمہ دار وہ باغی ہیں اور قاتلانِ حشاشین جن سے قصاص کا مطالبہ کیے جانے کی دبر سے یہ سب کچھ ہوا۔ ان تفصیل کی تکرار کی ضرورت نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

نوٹ:

ان جو ہمیں مدار الزامات کے بعد محدث ہزاروی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس میں ناڑے کے کچھ طلبہ نے اس کے خلاف فتویٰ چھاپا جس میں علماء و مشائخ کا محدث ہزاروی سے اختلاف کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی ماجی رمان نامی شخص ہے۔ جس پر محدث ہزاروی کے کتاب کا بھی ذکر ہے۔ ہم نے چونکہ علمی اور عوامی الزامات کا جو اب دینا تھا۔ وہ دے دیا۔ اس قسم کے ذاتی الزامات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ہم اس کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات بہر حال حق ہے۔ کہ علماء و مشائخ کرام کا محدث ہزاروی کے ساتھ اتفاق نہیں۔

نعرہ حق چار یار

بدعت ہے اور جاہلوں کی اختراع ہے ہزاروی

نعرہ حقیق جاہل بے طوں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت میں۔ اور ناقابلِ قبول ہے۔ دلائل اختیار و ملکہ معروف نہیں یومن کی شانِ نبیائے ماضی و وقت بالعموم و خصوصاً یثیمون عَنِ الْمُتَحَكِّرِ۔ حدیث میں ہے۔ جنتیوں کی ۲۰ صفیں ہوں گی جس میں انتہائی میری امت کی اور چالیس باقی انبیاء کی امتوں کی ہوں گی۔ اس سے پتہ چلا کہ حضور کی امت کی اکثریت الٰہی حق ہے۔ جہنم میں ہوگی۔ یا اس سے مراد آلِ اصحاب ہیں۔ تو وہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہیں۔ ان میں سے صرف چار حق ہیں۔ تو باقی ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھاپا نوے ہرے۔ اب بتاؤ کہ اس بدعتی نعرے میں کون کون چار یار تھے ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار سے اکثر حق ثابت ہوتے ہیں۔ اور بدعتی حکم نعرہ اس کے خلاف ہے۔ جو قابلِ مردود ہے۔ لہذا قرآن میں ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكِتَابَ۔ یہ جاہلوں کا نعرہ ہے۔ بے تحقیق و معوجہ ہے۔ اور اس آیت کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا مردود ہے۔ مسلمانوں کو ترک کر دینا لازم ہے۔ حضور کے سب یار حق ہیں۔ جز ناحق ہیں۔ وہ آپ کے نہیں۔ بلکہ مطلقاً باغی ہیں۔

جواب:

حق چار یار کا نعرہ پورا تو یہ ہے۔ نعرہ خلافت۔ حق چار یار۔ اس نعرے کی اصل یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے عقائد و نظریات یہ کہتے ہیں۔ کہ تین خلفاء ابوبکر، عمر و اویس

عثمان رضی اللہ عنہم علیہ السلام تھے۔ انہوں نے خلافت پر خاصاً بے قبضہ کیے رکھا۔ اور یہ کہ یہ
 یمنوں کا نام تھے۔ (معاذ اللہ) صرف اور صرف خلافت حضرت علی المرتضیٰ علی المرتضیٰ کا حق تھی۔
 اہل تشیع کے اس نظریہ کے ابطال اور اہل سنت اپنے عقیدے کے اظہار کے لیے
 اس نعرہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گویا باوازور ہندوئی یہ کہتا ہے کہ میرے عقائد کے مطابق
 چاروں خلفائے رسول حق تھے۔ صرف علی المرتضیٰ ہی پر اور ان سے پہلے یمنوں کا حق ہوں
 یہ ہرگز نہیں۔ اس لیے اس نعرے کا مقصد خلفائے اربعہ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ
 واضح کرنا ہے۔ اور اہل تشیع کے صرف ایک کو حق کہنے کی تردید مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے
 نزدیک تمام صحابہ کرام میں سے صرف یہی چار حق پر تھے۔ اور بقیہ تمام (معاذ اللہ) حق سے
 دور تھے۔ اس نعرے سے ایک اور بات واضح کرنا بھی مراد ہے۔ وہ یہ کہ ان چاروں
 خلفائے امین جو فرضی اختلافات اور من گھڑت واقعات کے ذریعہ دشمنی اور عداوت
 ثابت کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ چاروں باہم شہید و شہوتھے۔ اور اللہ تعالیٰ
 کے ارشاد ”وَكُنْتُمْ أَشْوَٰبًا بِنَبِيِّكُمْ وَكَانَ اللَّهُ بِكُمْ عَلِيمًا“ کی تصویر تھی۔ لہٰذا کی اصلیت واضح کرنے
 کے بعد اب ہم اس دلیل کی طرف آتے ہیں جس کا سہارا محدث ہزاروی لے لیا۔
 یعنی اگر چار ہی حق پر ہیں۔ تو ایک لاکھ تیس ہزار نو سو چھیانوے صحابہ کرام حق پر نہ رہے
 اس طرح کل قیامت کو ۱۲۰ مفسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی کس طرح پوری ہوں
 گی؟ ہم اس دلیل کو بے دلیل کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں جس
 سے قارئین کرام کو محدث ہزاروی کی طہنیت کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

ۛ

محدث ہزاروی کی جاہلانہ بھڑک کے رد میں تین مثالیں

مثال اول:

بعض یہی بات حضرت ابیائے کرام کے بارے میں کہی جاسکتی ہے یعنی جب
 کوئی شخص ”عمر رسول اللہ“ کہتا ہے۔ (اور یقیناً ہر مسلمان یہ کہتا ہے)۔ تو اس نے ان الفاظ
 سے فقہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب ایک لاکھ اور
 تیس ہزار نو سو چھیانوے پیغمبروں کی نبوت اور رسالت کا اس میں کوئی ذکر نہ ہونے
 کی وجہ سے ان کی رسالت کی تکذیب یا عدم اقرار لازم آئے گا۔ جس کی بنا پر ایک بنیائی
 اسلامی عقیدہ زلزلنے کی وجہ سے ایسا قائل ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ تمام
 ابیائے کرام کی نبوت پر ایمان لایا جائے۔

مثال دوم:

محدث ہزاروی کا ایک نعرہ ہے ”بخت پاک“ یعنی صرف پانچ شخص ہیں جو پاک
 ہیں۔ اور ان کے علاوہ سب ”اپاک“ ہیں۔ اور یہ لازم ہے۔ کہ پاک لوگوں کے سوا بخت میں کوئی نہ جائے
 گا۔ لہٰذا اپنی صرف پانچ آدمی ہوئے۔ یعنی تمام دوزخی۔ ان پانچ میں سے ایک نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ذات گرامی دوسری شخصیت علی المرتضیٰ اور تیسری امام حسن چوتھی امام حسین
 اور پانچویں سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو امتی نہیں بلکہ
 صاحب امت ہیں۔ امتی صرف چار ہو گئے۔ اب ان چار حضرات سے ۱۲۰ مفسین کس طرح

پوری ہوں گی؟ اور خود محدث صاحب کہاں ہوں گے۔

مثال سوم:

اسی طرح جب کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" عمر رضی اللہ عنہ کو "قاروقی" عثمان رضی اللہ عنہ کو "دغنی" کہتا ہے۔ تو یہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صدیق صرف ابو بکر ہیں۔ کوئی صحابی اس صفت سے موصوف نہ تھا۔ تو سب کا کاذب ہونا لازم آیا۔ قاروقی صرف عمر ہی ہوں۔ دوسرے تمام صحابہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ اور عثمان دغنی کے اسوائے تمام صحابہ کرام میں بغل و بغضی موجود ہو۔ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن محدث ہزاروی کے قانون کے مطابق یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا قانون جسے "مفہوم مخالف" کہا جاسکتا ہے اپنے محل وقوع پر غلط ہے۔ اور اس قانون کی رو سے شایر کی کوئی بچہ۔

نوٹ:-

تمام نزدیک اس بات پر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان نہ مانا جائے۔ انہیں رضی اللہ عنہ کی دعا نہ دی جائے۔ انہیں صحابی رسول نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں قاتل، ظالم، کافر، زندیق، مرتد اور باغی و طاعنی مانا سمجھا جائے۔ اور جہاں ایسا نہ سمجھے مانے وہ بھی کافر ہے۔ اب اس عقیدے کے انہی والے اہل تشیع تو ہیں ہی ان کا کھانا ساتھ محدث ہزاروی اینڈ لکھنؤ بھی شامل ہو گئی۔ لیکن محدث ہزاروی پر لکھ اپنے آپ کو رافضی شیعہ کہلانے کی بجائے سنی کہلاتے ہیں۔ اس طرح وہ اہل تشیع کو بھی شام مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ جب امیر معاویہ کو مسلمان سمجھنے والے ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ کافر ہیں۔ تو چار پانچ صحابہ کرام کے علاوہ سب کو مرتد کہنے والے کب مسلمان ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ہمارا خیال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ مسلمان ہوں۔ بہر حال ہمارے خیال کے مطابق اگر وہ

اہل تشیع کو مسلمان نہیں مانتے۔ تو باقی مسلمان ہی رو گئے۔ جو ان کے طرفدار ہیں۔ یعنی محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چالنے (اب کل قیامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہا کی ۲۰ صفیں انہیں پرکارنا ہوں گی۔ اور صفت بھی ایسی کہ جس میں کوڑوں کی آوی ایک صف میں ہوں گے۔ تو پتہ چلا کہ جب یہ لوگ ماجھے گا مے سب اکٹھے ہو جائیں۔ تو ۲۰ گنا ایک صف بھی نہ بنا سکیں گے۔ اس لیے انہیں اپنی ٹھکانا پانیے اور اکثریت کے عقائد و نظریات کی طرف رجوع کر لینا پڑیے۔ اور امت کے تمام اولیاء کلام، طائفے عظام اور مجتہدین ذی وقار کے نقشب قدم پر چل کر اپنی ماقبت برباد ہونے سے بچائیں۔ اور رافضیوں کو خوش کرنے کی بجائے اہل سنت کو اپنا بھائی۔ کیونکہ سنی کہلاتے ہیں۔ جب تک ان عقائد و نظریات باطلہ سے ہمکنار نہ ہو اور جوش نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کی کوئی بات اہل ملت کے لیے نہجت بن سکتی ہے۔ اور نہ ہی اس سے حق چمپ سکتا ہے۔ ہاں رافضی عرش ہوں گے۔

محدث ہزاروی کے اشتہار کے مخد اور مراجع

۱	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹	شرح عقائد السننی سعد الدین تفتازانی
۲	شرح مقاصد علماء تفتازانی	۱۰	ارشادات امام اعظم ابو حنیفہ
۳	مسلم شریف، مسلم بن حجاج	۱۱	فتح القدیر محمد بن عبد الامام العزیز ابن ہمام
۴	مسند امام احمد بن حنبل امام احمد بن حنبل	۱۲	احکام القرآن ابو بکر جصاص
۵	طحاوی شریف، ابو جعفر طحاوی	۱۳	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ لاطی قاری
۶	سہم الحرمین مولانا احمد رضا بریلوی	۱۴	در مختار
۷	مواہم ہندیہ مولانا حشمت علی	۱۵	کنز الدی غیرہ علامہ خیر الدین رملی
۸	فتاویٰ رضویہ، مظہر فاضل بریلوی	۱۶	مشکوٰۃ شریف ولی الدین محمد بن عبد اللہ

چیلنج

ان سولہ مدد و مراجع سے مختلف مقامات پر محدث ہزاروی نے حاد بات سے یہ ثابت کر لے کہ سرگز گوش کہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنا واجب ہے۔ وہ کافر، مرتد اور زندقہ ہے، اُن کو مسلمان آنے والے بھی کافر ہیں، اُن سے کوئی رشتہ ناظر حرام ہے۔ ہم آخر میں محدث ہزاروی کی چیلنج کرتے ہیں کہ ان کتب کے مصنفین میں سے کسی ایک کا مراجعت کے ساتھ عقیدہ ثابت کر دیں جو خود محدث ہزاروی کا ہے توفی حوالہ پاس ہزار روپیہ نقد العام پائیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی صاحب کتاب الحرمین فتاویٰ سے (مذہب) کے ارشادات پر تکیہ نہایت بگڑے ہوئے حوالہ ذکر کیے ہیں۔ ان کا کوئی واضح قول و فتویٰ اسے اپنے حق میں ثابت کر دیں۔ توفی حوالہ ایک لاکھ روپیہ نقد العام دیا جائے گا۔

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا الْغَمَّ

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ لَا

محکمت ہزاروی

کے رسالہ بنام "غیر نامہ" کی پچھ عدد تحریرات

جس رسالہ سے ہم اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کا نام "غیر نامہ" ہے۔ جس کی مقصدیت ان الفاظ کے ساتھ نمایاں طور پر رسالہ کے نام سے اور پر والی سطریں موجود ہے: "کاٹناقی مسائل کامل بھائی خلافت و دستور اسلام"۔ یہ "غیر نامہ" شوال ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کا ہے۔ اور اس کی سرچستی کرنے والے یہ حضرت جی ۱۱ میر تحریک خلافت ابوسود سید محمود شاہ محدث ہزاروی خالق و محبوب اکابر و شریف حیدریات ہزارہ

تحریر و اقول، علوم مصطفیٰ کے امین علی اور صوفی علی المرتضیٰ ہیں۔ غیر نامہ میں ۲۰ تحریریں درج ہیں۔ ہر محالہ بقائے عشق اسی امید میں تھا کہ اسی کا نام پکارا جائے گا۔ مگر دوسرے روز مسلم کائنات نے اپنے وحی وافی علی المرتضیٰ کو طلب کیا۔ غیر نامہ تحریر ہو سورا حضرت علی المرتضیٰ و وسید الاولیاء ہیں جن کو سید الانبیاء کی صحبت بابرکت سے یہ شانِ خدا و عطا ہوئی کہ آپ مومنوں کے مشکل کشا ہیں۔ بالعموم تمام حکام اور بالخصوص خلفاء ثلاثہ کو جب بھی کوئی مشکل ملی ہوئی، روحانی، دنیاوی و اخروی پیش آئی۔ تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا ہی کی طرف رجوع کیا۔ خلافت صدیقی میں حکمران زکوة کا مسئلہ درپیش ہوا۔ تو ظیفہ راشد ابو بکر نے ان کے خلافت جہاد کا حکم دے دیا۔ متحد و معابر شعی کو حضرت عمر نے مرض کی کریر لوگ زکوة کے علاوہ تمام ارکان اسلام کے قائل ہیں مگر پڑھتے ہیں۔ اس لیے آپ کیسے ان کے خلافت اعلان جہاد

کہتے ہیں۔ آپ کے پاس شرعی دلیل کیا ہے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا بظاہر اس وقت میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ مگر میرے ایمان و قلب کا یہی فیصلہ ہے۔ اگر تم جہاد میں شریک نہیں ہوئے تو صدیق کیلئے ہی ان مشکوکین کے خلاف جہاد کرے گا۔ اس وقت غلیظہ راشدہ اور یحییٰ بن عقیب کاش و کش اور مشکل میں مبتلا ہو گئے۔ اتنے میں غلیظہ راشدہ کے مشیر اور ان سب کے مشکل کشا علی المرتضیٰ تشریف لائے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کیوں پریشان ہو۔ حضرت صدیق و فاروق سارا کعبہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ مسکرا کر ان سب کی مشکلیں یوں حل فرماتے ہیں۔ کہ غلیظہ اسلمین ابو بکر نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ حق ہے۔ یہ منکرینِ زکوٰۃ ان تمام قرآنی آیات سے منحرف ہیں۔ جن میں اللہ نے اَقْبِیْثُوا الصَّلٰوةَ وَ اَتُوا الزَّكٰوةَ کا حکم دیا ہے۔ ایک آیت قرآنی کا منکر مرتد ہے۔ قریہ لوگ تو متعدد آیات قرآنی کے منکر ہیں۔ لہذا ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔ یونہی جہاد فاروقی سے متعدد واقعات رونما ہوئے۔ جن میں آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مشکلیں حل فرمائیں۔ خبر نامہ ص ۶۰۵

تحریر چہارم:

حق کی حق دار معرفت ذات مصطفیٰ ہے یا وہ ذات مرفیٰ ہے جسے مصطفیٰ کے واسطے سے ایسا قرب حق ملا۔ کہ اس کے پہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اس میں کو تمام انبیاء سے جدا اور تمام اولیاء سے زیادہ فضیلت عطا ہوئی یعنی حضرت علی المرتضیٰ کو اللہ نے ایک ایسی خصوصی شان عطا کی ہے۔ جو کسی نبی ولی کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ آپ ہم نام مولے ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ اپنا نام عطا کیا ہے۔ خبر نامہ ص ۸۰

تحریر پنجم:

مولوی بہت کم ہیں۔ اب تو اتنے کم ہیں کہ یہ کہنا درست ہے کہ تقریباً ہی نہیں

تو ارجحان کا زمانہ ہے جس میں دن باقی ماندہ بھی تر ہوں گے۔ نہ زمین نہ آسمان رہے کلیتہاً برپا ہوگی۔ خبر نامہ ص ۱

تحریر ششم:

امیر معاویہ باطنی نہیں ہے چرپاک نہیں ہو سکتا (معاذ اللہ) شرعی طور پر یوں سے محبت کرنے سے جنابت ظاہری ہوتی ہے طہارت ظاہری یعنی غسل سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور زانی جب ہمک قلب سلیم سے تو بہ نہ کرے۔ اور اس پر شرعی حد جاری نہ ہو جائے۔ اس کی طہارت باطنی نہیں ہوتی۔ باطنی طور پر بھی رہتا ہے۔ یمنیوں یا حبشیوں کو اللہ تعالیٰ نے طہارت باطنی کی مرتے دم توفیق ہی نہ دی۔ کوئی مالی کالال باطنی اول کی بناوت سے کو بہ ثابت نہیں کر سکتا۔ عام طور پر چہالت سے لوگ جنابت باطنی کے غسل کی اہمیت کو نہیں جانتے تاکہ ہر بندہ جنابت سے پاک اپنی پاک نیت ہو جائے۔ دلوں کی ناپاکی گندگی ظلم اور بغاوت ہے۔ خبر نامہ ص ۹

چھ عدد تحریرات کی بالترتیب تردید

تردید تحریر اول:

صفور علی اللہ علیہ وسلم کے علوم شریفہ کا اعلان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں اگر اس حصہ کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو لازم آئے گا۔ کہ بقیر تمام صحابہ کرام سے جماعاً حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہیں۔ وہ نامی بل اعتبار میں۔ کیونکہ وہ ان میں "اربع" نہیں تھے۔ ان حضرات میں حضرت ابو ہریرہ عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بھی شامل کیونکہ ان میں سے کوئی علی المرتضیٰ نہیں پھر وہی ابو ہریرہ کہ جن کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یادداشت کے لیے انہیں چادر پھیلنے کو کہا۔ اس میں آپ نے دو ہاتھ پھر علم ذال کر اسے سینہ سے لگانے کا

حکم دیا۔ اس کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ کو لاکھوں کی تعداد میں امامادیت کبھی دین سے نہ اتریں۔ بعد ازاں وہیں عباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی دعا اسے اللہ ابن عباس کو دین کی فتح عطا فرما۔ علاوہ ان کتب امامادیت کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں دیگر صحابہ کرام کی مرویات کئی گنا زیادہ ہیں۔ اس لیے اگر انہیں ایمن نہ کیا جائے۔ اور ان کی امانت کی تصدیق نہ کی جائے تو دین کا ایک معتبرہ جیتہ ختم ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ محدث ہزاروی کا معرفت اور معرفت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اہل علم و علم مطلقے قرار دینا بایں وجہ کہ ان میں شیعیت کا اخلاط ہے اور نہایت محض و کھلا سہ کی ہے۔

تردید نہ حیر دوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ "ومنی رسول" میں مطلب یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تھی کہ میرے وصال کے بعد میرا جانشین اور ولی علی المرتضیٰ ہے۔ اس امر کی تفصیل ہم نے صفحہ ہفتم جلد اول میں کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دار فانی سے انتقال فرمانے کا وقت آیا تو اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا سر اذرعہ تھا۔ اس آخری وقت میں اگر وصیت فرمائی تھی۔ تو اس کے روایت سیدہ عائشہ صدیقہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ آپ سے کسی کتاب حدیث میں ایسے مضمون کی کوئی ایک روایت موجود نہیں ہے اس لیے "ومنی رسول" کا عقیدہ ہم اہل سنت کا عقیدہ نہیں۔ ہاں کتب ثنید میں اس بارے میں مواد موجود ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے آخری وقت حضرت عباس اور دیگر اہل بیت سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میری جانشینی اختیار کرے؟ حضرت عباس نے عرض کی۔ میں اس بوجہ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ نے اسے قبول کر لیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَذَا اخِي يُقِي وَ وَصِي وَ اخِي۔ یہ میرا ولیف، وصی

بنائی ہے۔ اس سے ثنید یعنی افہ کر تے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد بلا فصل خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے سینوں خلفاء و اصحاب اور ظالم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل شیعہ کی اذان میں "علی وصی رسول اللہ" کے الفاظ موجود ہیں۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دو مئی رسول کا عقیدہ کن کا ہے۔ اور محدث ہزاروی جس عقیدے کی تبلیغ کر کے اپنے آپ کو کن و کن میں شمار کر چکا ہے فاعتبر وایا اولی الابصار

تردید تھن میر سوم:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شکل کثا باؤن اللہ ضروریں دیکھان کی اس صفت کا مطلب یا انداز بیان یہ نہیں ہونا چاہیے۔ کئی ٹکڑے عظیم المرتبت مقامی کی میں شان میں گستاخی لپکتی ہو۔ یہی واقعہ جو محدث ہزاروی نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شکل کثا میں ذکر کیا۔ اور اس میں ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ کرام کے علم و فکر کو معمولی حیثیت دی اسی واقعہ کو اہل سنت علماء نے بھی صدیق اکبر کی کمال ذہانت اور خدا داد بعیرت کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ کو جس انداز سے محدث ہزاروی نے بیان کیا اس میں جان بوجہ کمال باتوں کر یا تو ذکر ہی نہ کیا گیا۔ اور نہیں ذکر کیا گیا۔

وہ بھی اپنے مطلب کی پیش نظر کر کے غلط بحث کر دیا۔ آئیے اس واقعہ کو تمام باتوں سمیت بجا کر دیکھیں۔ تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

ریاض النضرہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَمَّا كُنَّا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَمْتَحَلْنَا أَجْرًا بَخْرًا بَعْدَهُ وَكَفَّرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِي يَا بَكْرُ كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقتلوا
لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصمتي ماله
وكنته الا بعقبيه وجسا به على الله فقال انك
والله لا قتيلك من فرق بين الصلوة والزكاة
فان الزكاة حق المال والله لو منعوني عقالا
كانوا ايدي ذواتنا الى رسول الله لقاتلنا ثم على
منعها وقال عمر رضي الله عنه ما هو الا ان رأيت
ان الله شرع صدرا لي بكمي للقتال فعرضت
آفة الحق انرجاه وعلة لما قبض
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان شئت
العرب وقاتلوا الا نردوني فصدت فقال انك بكمي
لو منعوني عقالا لقاتلنا ثم عليه فقلت يا
خليفة الرسول الله تألف الناس وارضيتهم
فقال لي اجبتا في الجاهلية تسخر ابي في الاسلام
انه قد انقطع النخى وقر البذيين او ينقص
وانا حتى خرج به الناس بهذا اللفظ ومعناه
في الصحيحين - دياض النفوس كوشدة يا سيم جلدك مثلك
ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ابو بکر صدیق علیہ السلام مقرر ہو گئے تو کچھ عہد
قبائل نے کفر کا راستہ اختیار کیا۔ جب ان کے خلاف ابو بکر صدیق
نے جہاد کا اعلان فرمایا تو حضرت عمر نے کہا۔ اے ابو بکر! آپ

ان لوگوں سے کس بنا پر جہاد کریں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے خلاف اس وقت تک جہاد کرنا
نہیں۔ جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس کلمہ کا اقرار کر دیتا
ہے۔ تو اس نے اپنی ذات اور مال و اسباب محفوظ کر لیا۔ ان اگر کسی کی
حق تکفیر ہو تو دوسری بات ہے۔ اور اس کا ماسب اللہ کے سپرد ہے۔ یہ
سنن کہ صدیق اکبر برے خدا کی قسم! میں ہر اس شخص سے جہاد کروں گا جو
خماز اور زکوة کے درمیان تفریق کرے گا۔ بے شک زکوة مال کا حق ہے۔
خدا کی قسم! اگر انہوں نے ایک رخی دینے سے انکار کیا جو وہ جنوزی اللہ علیہ
و سلم کو ادا کرتے تھے۔ تو میں ان سے جہاد کر دے گا پس عمر بن الخطاب
برے خدا کی قسم! میں نے یہی جانا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کا سینہ
جہاد کرنے کے لیے مہول دیا ہے۔ مجھے ان کی حقانیت معلوم ہو گئی یہ ایت
بخاری اور مسلم دونوں نے بیان کی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب ہی
بھی ارمایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اٹھا
لیے گئے۔ اور کچھ عرب دین سے پھر گئے۔ اور کہنے لگے ہم زکوة نہیں ادا
کریں گے۔ ابو بکر صدیق نے کہا۔ اگر انہوں نے ایک رخی زکوة کی دینے
سے انکار کیا تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ میں نے کہا۔ اے رسول اللہ
کے خلیفہ! لوگوں سے مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔ مجھے کہنے گئے کہ تم
اسلام لانے سے قبل اتنے سخت اور اسلام لانے کے بعد اتنے نرم و کجھو
رجی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور دین مکمل ہو چکا ہے۔ کیا لوگ دین میں نقص
کریں اور وہ بھی میری زندگی میں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ روایت ان الفاظ
سے نسائی نے ذکر کی ہے۔ اور اس سے قنابن معنی بخاری و مسلم میں مرثی

ہو رہے۔

توضیح :-

نسائی اور اس کا ہم معنی مضمون ہمارے دین میں موجود ہے۔ وہ آپ نے دیکھا۔
 محدث ہزاروی نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق سے جب عمر بن الخطاب نے زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ اور دلیل پوچھی۔ تو وہ کوئی دلیل پیش نہ کر سکے۔ ان کی پریشانی کو حضرت علی نے حل کر دیا۔ حالانکہ اصل واقعہ میں عمر بن الخطاب کے دریافت کرنے پر بلکہ جہاد سے منع کرنے پر ابو بکر صدیق نے دوز بردست دلائل پیش فرمائے۔ جن کو سن کر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بکا رہ گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی ابو بکر صدیق کا سینہ اس سار میں کھول دیا ہے۔ اور جو کچھ آپ نے فیصلہ فرمایا۔ وہی حق ہے۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ انہیں زکوٰۃ کیا اٹھانے کے حکم کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام میں ہیں کہ ان سے جہاد کیا جائے؟ یعنی خاتمہ زکوٰۃ کی فرضیت میں تفریق ہرگز قابل قبول نہیں۔ دوسری دلیل یہ کہ جب بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام ہم تک مکمل طور پر پہنچا دیئے۔ اب نئی وحی آئے اور وہ پہلے سے موجود حکم زکوٰۃ کو ختم کر دے یہ ناممکن ہے۔ اس لیے میری زندگی میں اس قسم کی حرکتیں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے یہ کہا جا رہا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں۔ کیا یہ رفیق و شیعہ ہیں؟ محدث ہزاروی کی طرح اہل تشیع اسی پر زور دیتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ کو بے ظم اور معاف نہی سے ماری بنا کر پیش کیا جائے۔ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کا مشکل کشا ثابت کیا جائے۔ انہیں زکوٰۃ کا ایسا واقعہ مل جائے اہل سنت نے حضرت صدیق اکبر کے مناقب میں بیان کیا ہے۔ اور محدث ہزاروی اس کو تنقید میں ابو بکر اور منقبت علی المرتضیٰ کے روپ میں بیان کر رہا ہے۔ اس سے محدث ہزاروی کی نظر باقی حدود کا پتہ چل سکتا ہے۔

ریاض النضرہ کی عبارت سے منقبت علی

ثابت ہوتی ہے کہ منقبت صدیق

ایک ضمنی اعتراض

ریاض النضرہ کی عبارت پہلی طور میں مذکور ہوئی۔ اس سے تو واقعی ابو بکر صدیق کی منقبت بیان ہوئی ہے۔ لیکن اس عبارت سے ذرا آگے والی عبارت میں خود صاحب ریاض النضرہ کے الفاظ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے دینے کی بنا پر ابو بکر صدیق نے اعلان جہاد کیا تھا۔ لہذا واقعہ کا دار و مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر ہونے کی وجہ سے یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت بنتا ہے نہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی۔ یا اہل نضرہ کی اگلی عبارت ملاحظہ ہو۔

ریاض النضرہ :

وہن یحییٰ ابن عمر عن ابیہ عن عبدہ قال
 لَقَا اَمْتَعْتَع مِّنْ اِمْتَعْتَع مِّنْ دَفْعِ الزَّكْوٰةِ اِلٰی اَبِیْ
 بَكْرٍ جَمَعَ اَبُوْ بَكْرٍ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَنَشَا وَرَکُمُ
 فَاَمْرٌ هِیْ رَحْمَتٌ لَّکُمْ اَعْلٰیہُ فَقَالَ لِعَلٰی
 مَا قَعْدَلُ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ اَقُوْلُ لَکَ اِنَّ شَرَّکُمْ

شَيْئًا وَمَقَاتِلَهُ تَسْتَوِلُ اللَّهُ بِمَنْزِلِهِ عَلَى
خَلْقٍ مَسْتَعِدٍّ لِمَنْزِلِ اللَّهِ قَالَ أَمَّا لَيْلٌ قُلْتُ ذَاكَ
لَا حَاقَ يَلْتَمِزُ وَإِنْ مَتَّحْتُ فِي عَمَلٍ أَخْرَجَهُ ابْنُ
السَّمَاكِ فِي الْمَوَاقِفِ -

دریا ضل النضرہ جلد اول صفحہ نمبر ۴۷ (اگر فرقہ نام)

قریباً ۱۱۰۰ یعنی ابن عمر اپنے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔
کہ جب کچھ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو ابو بکر
صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔
انہوں نے اس بارے میں مختلف مشورے دیے۔ پھر ابو بکر صدیق نے
علی المرتضیٰ سے کہا۔ اے ابراہیم! اس بات کا کیا ارشاد ہے؟ (فرمانے لگے
اگر تو نے ان اشیاء زکوٰۃ میں سے ایک بھی چھوڑ دی جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لپکا کرتے تھے تو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا منافی ہو گا۔ ابو بکر
یقین کر لے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ان میں سے ایک زکوٰۃ کے
طور پر نہ دینے پر بھی جہاد کروں گا۔ اس روایت کو ابن سمان نے روایت
کیں ذکر کیا۔

جواب اقل

روایت سابقہ جرسائی شریف میں موجود ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اس کی معنی
تائید بخاری و مسلم بھی کرتی ہیں۔ اس لیے ایسی کچھ روایت کے مقابلہ میں ابن سمان کا
قول کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اس لیے محدث ہزار دی کے من گھڑت واقعہ کی اس سے
اگرچہ تائید ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب د و ح و اس روایت میں کوئی ایسا لفظ و کلمہ دو کہ جس کا معنی مشرک

والے بیان کردہ معنی سے متاثر ہو۔ یعنی ابو بکر صدیق سنت پریشان تھے۔ اور کہہ رہے
تھے کہ جہاد کے فیصلے کے حق میں میرے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ پھر علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہیں کر فرمایا۔ تم بے علمی کی بنا پر پریشان ہو۔ اس کی دلیل قرآن
کیم میں موجود ہے۔ جب اس قسم کا کوئی لفظ اس روایت میں موجود نہیں۔ تو پھر محدث
ہزار دی کا ہتک آمیز روایت کہاں سے ثابت ہو گا؟ علاوہ انہی اس روایت میں اتنا
موجود ہے کہ جب اس قسم کا کوئی مشورہ دینے پر ابو بکر صدیق نے اعلانِ جہاد فرمایا۔
لیکن اس احتمال کو کن رو کر دے گا۔ کہ آپ نے اعلانِ جہاد اب اس لیے کیا۔ کہ پہلے
صرف ان کی اپنی رائے اور اپنے دلائل تھے۔ اب ان کی تصدیق کچھ صحابہ کرام اور
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمادی۔ گویا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں زکوٰۃ کے خلاف
جہاد کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ اسی مانے کی توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی کر
دی۔ لہذا یہ واقعہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل میں شمار ہو گا۔ کہ ایسے صاحبِ ہمت
تھے۔ کہ ان کی تائید و توثیق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق کی اس واقعہ
پر صحابہ کرام نے بھی حقانیت کی تعریف کی۔

دریا ضل النضرہ :-

عن ابی رجا العطار دعی قال دخلت المدينة

فرايت الناس متبسمين ورايت رجلاً يقبل

راؤن رجلاً و هو يقول انا في ادلك و قولك انت

لعلنا فقلت من المقبل و من المقبل قال ذاك عمر

يقول راؤن ابي بكر في قتالي اهل الردة اذ هم

الزكوة حتى اتوا بها صاغرين - بخرجه في

الصفحة في قضا ئله

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ كَرِهَ مَا ذَاكَ لَكَ تَعْرِجَةً كَأَنَّ
الْوَيْتَهُمَا وَكَأَنَّ آيَتَهُ رَضِيَةً الْوَلَا مَا فَعَلَ أَبُو بَكْرٍ
لَا لِحَدِّ النَّاسِ فِي الرَّكْعَةِ إِلَى يَوْمِ الْيَقِيَا مَسْخُورًا خَرَجَ
الْقَلْبِي

ترجمہ: ۱۔ البرہاء، الطاروی کہتے ہیں۔ میں جب مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔

تو لوگوں کا ایک میں دیکھا۔ اور اس میں ایک شخص دوسرے کے سر کا بوسہ
کے رہا ہے۔ اور کہہ رہا تھا۔ میں تم پر قربان۔ اگر تم نہ ہو سکتے تو ہم ہلاک ہو
جاتے۔ میں نے کسی سے پوچھا۔ یہ دونوں کون کون ہیں؟ کہا کہ بوسہ
شیخینے اپنے عمر بن الخطابؓ میں اور جن کا سر چڑھا رہا ہے۔ وہ ابو بکر صدیقؓ کی وہ ابو بکر صدیقؓ
کا اہلین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ نے ان کے خلاف جہاد
کیا یہاں تک کہ وہ سرنگوں ہو کر پلٹ آئے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہیں زکوٰۃ کے خلاف جہاد کسے کو ہم چاہنا
نہیں سمجھتے تھے۔ پھر جب جہاد ہوا۔ اور اس کے نتائج سامنے آئے۔ تو ہم
سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پر تعریف کی۔ اور ہم نے انہیں
بہترین رہنما پایا ہے۔

جو کہا جنہوں نے کیا ذکر ہے۔ تو زکوٰۃ کے معاد میں لوگ قیامت تک
بے دین ہو جاتے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل کا مقام

رضا النظرہ

حِينَ إِذْ تَدَّ النَّاسُ وَحُمْتُ بِالْأَمْرِ مَا لَمْ
يَقْمُرْ بِهِ خَلِيقَتُهُ تَبَيَّنَتْ فَهَضَمَتْ حِينَ وَمَنْ
أَصْعَابُكَ وَبَرَزَتْ حِينَ اسْتَحْكَمُوا وَقَوِيَّتْ
حِينَ مَسَّوْا وَلِزِمَتْ مَذْهَبُكَ تَسْئَلُ اللَّهُ صَلَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إِذْ مَسَّوْا كُنْتَ حَقِيقَةً حَقًّا
لَمْ تَنَازِعْ وَلَمْ تَصْغِرْ بِرَضِ الْمُنَافِقِينَ وَكَبُرَتْ
الْكَافِرِينَ وَكَبُرَتْ الْحَاسِدِينَ وَغِيْطُ الْبَاسِغِينَ كُنْتَ
بِالْأَمْرِ حِينَ فَشَلَّوْا قَبْلَكَ إِذْ اسْتَعْمَلُوا وَتَضَيَّتْ
يَتَوَرَّ اللَّهُ إِذْ اقْفُوْا فَتَابَ عَنكَ فَكَلَّمَ وَأَوْكَلْتَ
أَخْلَصْتَهُمْ صَوْرًا وَأَعْلَاهُمْ حَقًّا وَأَمَّا كَلَّمَ
كَلَامًا وَأَصْرَمْتَهُمْ مَنْطِقًا وَأَطَوَلْتَهُمْ صُفْهُتًا
وَأَبْلَغْتَهُمْ كَوْلًا وَأَشْجَعْتَهُمْ نَفْسًا وَأَعَزَّ قَلْبَهُ
بِالْأَمْرِ وَأَشْرَفْتَهُمْ مَقْلًا كُنْتَ وَاللَّهُ لَبِذِينَ
يَقْسُوْنَ (الزيان النظرہ جلد دوم ص ۲۴۲)

ذکر ثناء علی رضی اللہ عنہ عند وفاته

ترجہ: اسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہو کہ جب کچھ لوگوں نے ازداد کی راہ اپنائی۔ تو تم نے معاملہ کو درست کرنے کے لیے ایسا اقدام کیا۔ جو کسی نبی کا قلیفہ نہ کر سکا۔ جب تمہارے سامنے کمزوری دکھانے لگے تو تم نے کام کر دکھایا۔ جب وہ مانتے آئے سے گھبرائے تو نے سامنا کیا۔ جب وہ کمزور ہوئے تو تو نے انہیں قوت پہنچائی۔ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے روگردانی کا ارادہ کیا۔ تو تم نے اسے بطحی سے پکڑے رکھا۔ تم وہ قلیفہ بنے ہو۔ کہ جن سے کسی نے جھگڑا نہ کیا۔ اور منافقین و کافرین و عاصدین کو ہاک و ذلیل کرنے سے تمہارا کچھ نہ بچا۔ اور تم نے لوگوں کے بزدل ہونے کے وقت استقامت دکھائی اور ان کے پیچھے ہٹنے کے وقت تم نے ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ اور تم اللہ کے نور روانی و دان رسے۔ جب لوگ ٹھہر چکے ہیں۔ لوگوں نے تمہاری اقتدار میں حمایت پائی۔ تم ان میں سے آوار کے اعتبار سے سب سے بہت آوار والے تھے۔ اور مرتبہ سے سب سے بلند گنت گو میں سب سے زیادہ معتبر ہونے میں سب سے کم ہونے والے۔ ان میں سب سے بڑے بہادر معاملات کو سب سے زیادہ بہتر سمجھنے والے۔ عمل میں تمام سے بڑھ کر شریعت اور کلامِ ادین کے لیے تم بادشاہ تھے۔ جیسا کہ شہد کی مکینوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

امام باقرؑ کے نزدیک صدیق اکبر کا مقام و علم و فضل

کشف الغمہ

وعن عروۃ بن عبد اللہ قال سألت أبا جعفر محمد بن علی

علیہ السلام عن حلیۃ الشیوخ فقال لا بأس بہ قد سأل أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سئیلۃ قلت فتقول الصدیق؟ قال موقب و ثبۃ واشتغل القبلۃ و قال یغمر الصدیق یغمر الصدیق یغمر الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق خلا صدق اللہ لہ فلولاً فی الدنیا و لا فی الآخرۃ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمة جلد دوم ص ۱۲۷)

فی معاجز الامام ابی جعفر الباقر مطبوعہ تبریز

ترجہ: عروہ بن عبد اللہ کہتا ہے کہ میں نے ابو بکر امیر باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا تمہارا پرزور رات لگانے درست ہیں؟ فرمایا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ حقیقی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تواریخ پر زیورات چڑھا رکھے تھے۔ میرا عرض کیا۔ آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر وہ اچھے اور کدے ہر کر فرمائے گئے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے وہ کیا خوب صدیق تھے۔ وہ کیا خوب صدیق تھے۔ جو شخص انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اس کی کوئی بات اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچی نہ کرے۔

محکم دلائل سے مزین

خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل پر جو جامع الفاظ منقول ہیں۔ ان کو بھی آپ نے پڑھا۔ اور پھر امام باقر رضی اللہ عنہ کی تشفی اور تسلی کے لیے جو حوالہ دیا۔ اسے بھی آپ نے نظر رکھیں۔ اور دوسری طرف محدث ہزاروی کی بے مغز باتوں کو بھی دیکھیں۔ خود فرقی واضح ہو جائے گا۔ کہ محدث ہزاروی نے یہ سب تانا بانا اسی لیے مینا تاکہ ابو بکر صدیق کی فضیلت کو کم کیا۔

جائے۔ یوں اس نے اپنے اندر شیعیت کے پورے کانسج ثابت کر دکھایا۔ کہاں ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ نگہ بنا کر ان کے پاس العین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کی کوئی دلیل شرعی دیتی۔ اور کہاں خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان کو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے بڑا صاحبِ علم فرماتا۔ ایک مسلمان کی نظر میں علی المرتضیٰ اور اہلِ باقر رضی اللہ عنہما کے قول کے مقابلہ میں ایک گئے گزے نام نہاد و محدث کی باتوں کا کوئی وزن نہیں ہو سکتا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ترجیم: متحیرین چھا رہا

اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ کو اپنا نام "مولیٰ" عطا فرما کر ایسا مقام عطا کر دیا۔ جو کسی نبی ولی کو حاصل نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامہ میں سے "مولیٰ" اسم ہے یا نہیں۔ اس بحث کو تھوڑی دیر کے لیے ہم چھوڑ کر پہلے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت ادا اہل تشیع کے درمیان مختلف فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ فضیلت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کے بعد افضل ترین انسان ابو بکر صدیقؓ ہیں اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ یا یوں کہ یہی ہے کہ کوئی غیر نبی، نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اور اہل تشیع کا نظریہ ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ دونوں نظریات کو سامنے رکھ کر محدث ہزارہ کی بات کو دیکھیں۔ تو صاف نظر آئے گا۔ کہ وہ شیعیت کی ترجیحی کر رہا ہے۔ اور اس عقیدہ سے اس نے اپنے شیعوں پر ہر پشت کر دی ہے۔

اب آئیے اصل بات کی طرف واپس آجئے۔ کہ "مولیٰ" کا نام اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا علم محدث ہزارہ کی کوئی ٹکڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی باتیں یا تو قرآن کریم سے ثابت ہوتی ہیں۔ یا پھر حدیث رسول کے ذریعہ ان تک رسائی ہو سکتی ہے۔ کسی اور کو تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اس

ابکا ذہن نہیں کرتا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ اس عطا کے الٰہی پرکون ہی نص تھا جسے پاس ہے؟ مَا كُنْمْ اَبْرَہَا كُنْكُمْ اَنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ اسی مقام پر اور واضح کرنے کے لیے دو باتیں پیش خدمت ہیں۔ تاکہ مزید قتل ہو سکے۔

۱۔ تاریخ اور سیرت کی تقریباً تمام کتب متداولہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسماء میں سے "مولیٰ" کا نہیں بھی موجود نہیں۔

۲۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الافراد کتاب ہے جس کے معلق نے اہل بیت کے ہر فرد کے القاب، اسماء اور کنیت وغیرہ بھی درج کیے ہیں۔ اسی طریقہ تحقیق المقال میں بھی جو روایات کے نام والقاب و کنیت وغیرہ تفصیل سے بحث کرتی ہے۔ ان دونوں شدید مسلک کی تفصیلی اور تحقیقی کتب میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظ "مولیٰ" کا نہیں ذکر نہیں ہے۔

نقص

مفسر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک حدیث کے الفاظ میں اس لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیْہُ مَوْلَاہُ۔ میں کا میں (محمد) مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے۔ اس سے مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ اگر صرف مولیٰ کے لفظ کو دیکھا جائے۔ تو اسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اس لفظ کا استعمال فرمایا۔ لہذا محدث ہزارہ کی یہ بڑا ٹکڑا کسی نبی کو یہ نام نہ لا۔ غلط ہو گیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابہ کرام کے لیے لفظ مولیٰ کا استعمال فرمایا۔ تو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تفصیل کہاں سے آگئی؟ دوسری بات یہ ہے کہ "مَوْلَاہُ" میں لفظ "علی" موضوع اور "مولاہ" محمول ہے۔ نحو منطق کے ابتدائی قواعد جاننے والا طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ اسم کا اسم پر عمل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وصف کا فعل نام

ہرگز تار ہے۔ لہذا لفظ مولیٰ علی المرتضیٰ کا نام نہیں بلکہ وصفت ہے جسے بے علمی سے محدث ہزاروی نام داد وہ بھی اللہ تعالیٰ کا اکبر رہا ہے۔

پہلی کتاب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے "مولیٰ" کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے پر محدث ہزاروی اور ان کے چیلے چانٹے قرآنِ کریم سے تو کہا کسی منہ مرفوع میں حدیث سے ثابت کر دیں۔ تو نہ مانگا اللہ تعالیٰ ماحصلِ غریب۔ ورنہ تسلیم کر لیں کہ ہمارا دلائل سے باطل ہے۔

توحید محمد بن عبدجبار

دومولوی ختم ہو چکے ہیں۔ تمنا ارجاں ہے۔ باقی ماندہ ختم ہونے پر قیامت آ جائے گی، محدث ہزاروی کی اس بے پڑ کی عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور انہیں اتنے بڑے جھوٹ پر کھل کر داد دیں، مشاہدہ کس ڈھٹائی کے ساتھ جھٹلایا جا رہا ہے۔ امت مسلمہ میں دو چار نہیں لاکھوں کی تعداد میں علماء حق اور اولیاء اللہ موجود ہیں۔ جو خدا داد صلاحیت کے ساتھ اس کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ قیامت تک پائیں ایسے آدمی ہر در میں موجود رہیں گے۔ جن کی مصلحت ابداً ہم علیہ السلام والی ہو گئی ہو گی۔ محدث ہزاروی غرضی طور پر اس ارشاد نبوی کی تکذیب کر رہا ہے۔ ان اگر مطلب یہ ہے کہ ہمارے ہم عقیدہ محدث ہزاروی کے ہم عقیدہ ختم ہو چکے ہیں۔ اور صرف چند باقی ہیں۔ اور اس عبارت سے ان کا مطلب یہ ہے۔ کیونکہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر مقرر کرے وہ بھی کافر اور اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر۔ اس طرح امت مسلمہ میں سے صرف یہی چند مولوی بچے رہیں گے۔ اور ان کی بدولت زمین و آسمان

قائم ہیں۔ جب یہ کوئی کر گئے۔ تو دنیا و مافیہا ختم ہو جائے گی۔ اور قیامت تک قائم ہو جائے گی۔ تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچ اور عقیدہ ہو۔ تو پھر مولوی، اسکھرا دیہی مولوی ہوں گے۔ دوسرے تمام اکابرین امت، علماء ربانین اور مشائخ عظام مولوی تھے نہ اب ہیں۔ اور نہ ان کو مولوی کہا جاسکتا ہے۔

توحید محمد بن عبدجبار

بانیِ ناصبیوں کو روحانی طہارت نہ ملنے کی وجہ سے وہ باطنی طور پر ناپاک تھے ہیں۔ محدث ہزاروی کا اس سے مقصد یہ ہے۔ کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اس کے نزدیک بانیِ ناصبی ہیں) باطنی اور روحانی طور پر نہیں تھے۔ ان کی اس جنابت سے پاکیزگی کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ اور امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ مسلمان صحابی اور جنتی کہنے والے ہیں بانیِ ناصبی کے طرفدار ہونے کی وجہ سے روحانی باطنی طور پر پلید ٹھہرے۔ محدث ہزاروی کی یہ غیثت تحریر صرف اسے اور اس کے چند نام لیواؤں کو طہارت کا منصب عطا کرے گی۔ ان کے سوا تمام اکابر امت امیر معاویہ کو رضی اللہ عنہ صحابی اور جنتی کہتے ہیں۔ وہ زندہ تھے تو بھی ناپاک اور مرے کے بعد بھی ان کی ناپاکی قائم۔ یا تو یہ کہہ لیجئے۔ کہ بعد اللہ بن عباس، امام شافعی، سرکارِ طرث پاک امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مجدد الف ثانی سرچندہ کا یہ سب لوگ روحانی نجس ہیں۔ جن کو مخلوق خدا طرث پاک کہتی ہے۔ محدث ہزاروی کی خباثتوں نے انہیں طرث پاک یا طرث پلید (معاذ اللہ) بنا دیا۔

ان تمام امور کو پیش نظر رکھ کر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یہی فیصلہ کرے گا کہ محدث ہزاروی ایک شیعی ہے۔ اور محض تشیع اور بناوٹ کے طور پر شنی ہی کر گمراہ کر رہا ہے۔ اور کہہ مجھ سے بدلے لوگ اس کے غیثتِ جال میں چنیں کہ اپنی ناقبت برباد کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک و پاک بندوں پر ناروا اور

بے ایمانہ الزامات لگا کر سورج کی طرف پھرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم علوم و نیت سے عرض گزار ہیں کہ ان حقانی کو غیب اپنی طرح پڑھیں۔ اور پھر اپنے دل کے دروازہ پر دستک دیں۔ کہ کیا آواز اندر سے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ناک عید و علم اور اپنے نیک بندوں کی محبت عطا فرمائے۔

فَاجْتَبِوْا نِسَاءَ الْاُولٰٓئِ لَا بَصَارَ

باب دوم

نکاح ام کلثومؑ با حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
متعلق محمود ہزاری کے بدعتیہ
بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثومؑ کا
فاروق اعظم سے نکاح ایک من گھڑت افسانہ
ہے

(معاذ اللہ)

باب دوم

نِكَاحِ اُمِّ كَلْثُومٍ بِاحْضَرَتِ عَمْرِو بْنِ
مُتَعَلِّقٍ مَجْنُودٍ هَزَارَوِيِّ كَيْدِ عَقِيدَةٍ

بیانات

حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے نکاح ایک من گھڑت افتاء ہے
(معاذ اللہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا مرتضیٰ
الخطاب رضی اللہ عنہ سے نکاح کا انکار بھی شیعہ کرتے ہیں۔ اور ان کے انکار کا ایک پس منظر
ہے۔ وہ یہ کہ اگر اس عقد کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی
ساواست کرام سے دشمنی اور علی المرتضیٰ کی ان سے ناراضگی کے تمام اسباب بھرے
کے صحرے رد جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
اہل بیت کے دشمن تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں اچھا نہیں سمجھتے تھے
اہل تشیع کے اس نظریہ پر عین قدر دلائل ہیں۔ ہم نے ان کا بالاستیعاب جواب
دیا ہے۔ جو تحفہ جعفریہ جلد دوم میں بالخصوص اور دیگر مجلدات میں مختلف مقامات
پر بالعموم مذکور ہیں۔ ہم نے خود ان کی کتب معتبرہ سے اس عقد کو ثابت کیا ہے۔

اور یہ بھی کو علی المرتضیٰ نے یہ عقد رضا و رغبت کیا تھا۔ یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کا ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ محدث ہزاروی اس مسئلہ میں جہاں جمہور اہل سنت کے خلاف چلا ہے وہاں اس نے اس مسئلہ میں اہل تشیع کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اسے من گھڑت افسانہ قرار دیا۔ اور کسی سنی کی کتب میں اس کے وجود کا انکار کیا۔ اور یہ کہا کہ جن کتب اہل سنت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ وہ موضوع واقعہ ہے۔ اور دوسرے کیا کر قیامت تک اسے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ ہم پہلے محدث ہزاروی کی من و عن جہارت نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوں گے۔ محدث ہزاروی نے یہ مسئلہ اپنی تین تصنیفات جامع الخیرات - شرافت سادات - السیف المسلول میں لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ محمود ہزاروی کا بیان اول

جامع الخیرات ۱: اور جو نقل بعض میں مثلاً ام کلثوم کے عقد کا التزام باحضرت عمر کے روایں کی کتب و کافینوں میں ہے۔ ہم اہل سنت کی بعض کتب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ جو در پر وہ ایک قسم کا تبرکہ ناپاک ہے جو ہم اہل سنت والجماعت کے نزدیک قابل مدت و دید ہے۔ مستحق تقلید و تکرار وہ نقل موضوع افسانہ مضطرب ہے۔ کہ تا قیامت خود ثابت ہونا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ وہ آئندہ کے لیے سند اثبات ہے۔ ما شاہد الا پس خود ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ ثابت ہو۔

(۱۔ جامع الخیرات ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ (۲۔ شرافت سادات ص ۷۲)

(۳۔ السیف المسلول ص ۱۱ تصنیفات محمود محدث ہزاروی)

جواب:

محدث ہزاروی کی مذکورہ تحریر جہاں خلاف واقعہ و حقیقت ہے اس کے ساتھ

ساتھ سادات کرام کی توہین۔ تمام علمائے اہل سنت کی توہین اور اپنی جہالت کا بیجا جاکث ثبوت ہے۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا عقد باحضرت عمر بن الخطاب ایسا مسئلہ ہے۔ جس کی تصدیق چودہ سو سال تاریخ گورانی ہے۔ اسے واضح واقعہ کو چیلنج کرنا کتنی حماقت ہے۔ پھر اس نکاح کے انعقاد کو دوسرے حوالہ و ام کلثوم رضی اللہ عنہا خطاب ہوئی۔ اس کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق تین علوم سے ہے کتب امارت، کتب نسب اور کتب تاریخ۔ ان تینوں اقسام کی کتب میں اس مسئلہ کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان کتب کی روایات کو موضوع اور من گھڑت قرار دینا سراسر جہالت ہے۔

نوٹ:

محدث ہزاروی نے راقم کو اس سے قبل کئی مرتبہ خطوط کے ذریعہ لکھا۔ کہ تحفہ جعفریہ اور عقائد جعفریہ آپ کی بہترین تصنیف ہیں۔ اور میں اپنے مریدین کو ان کے خریدنے اور پڑھنے کا حکم دیتا رہتا ہوں۔ جب تحفہ جعفریہ جلد سوم میں مطامین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جوابات کے ضمن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے راقم نے لکھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار بن یاسر کو فرما تھا تلتک الفتنۃ الباعیہ اور پھر امیر معاویہ کا انہیں قتل کر دینا ثابت کر رہے ہیں۔ کہ امیر معاویہ بائنی ہیں۔ کہ اللہ والی المصنوعہ ف احادیث الموضوحتہ میں عمار بن یاسر کے قتل کی خبر کو بہت زیادتی کے ساتھ نقل کیا گیا۔ اور اس کو ابویوب العساری سے ثابت کیا گیا۔ کہ اس حدیث کے بیان کرنے والے وہ ہیں۔ اور جب جنگ صفین سے واپس ہوئے تو اسے روایت کیا۔ علامہ سیوطی نے اسے مزید اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ کو موطع کہا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ابویوب العساری رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شامل ہی

انہیں ہوئے۔ تو پھر ان کے نام سے ملنے والی راوی نے یہ روایت گھڑی ہے۔ جب یہ جلد محدث ہزاروی کے پاس پہنچی۔ تو اس نے مجھے لکھا۔ کہ یہ حدیث تو بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ بخاری میں اگرچہ ضعیف حدیث تو ہو سکتی ہے۔ لیکن موضوع نہیں۔ راقم نے اس وقت بوجہ یہاں پہنچنے کا جواب نہ دیا۔ صحت یا بی پر اس کا تفصیلی جواب لکھا۔ جو آپ حضرات نے پڑھ لیا ہے۔ یہ واقعہ ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس کی۔ کہ محدث ہزاروی کا قرار ہے۔ کہ بخاری شریف میں من گھڑت اور موضوع روایت نہیں ہے۔ اب اگر ہم اس بخاری شریف سے یہ ثابت کر دکھائیں۔ کہ ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے ہوا تھا۔ تو پھر اسے موضوع اور من گھڑت افسانہ کہنا کس قدر اندھیر بخاری ہے۔

کتب احادیث سے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ

کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت

بخاری شریف:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي لَيْسَةَ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مَرْءًا وَطَائِفِينَ نِسَاءً مِنْ نِسَاءِ
الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مَرْءٌ وَجَيْدٌ فَقَالَ لَهُ بَقِضْ
مَنْ عِشْدُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَغْطِي هَذَا يَنْتِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ عِشْدُكَ
يُبَيِّنُ ذُنُوبَ امْ كُلْثُومِ بِنْتِ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ

أَمْ سَلِيطٌ أَحَقُّ وَأَمْ سَلِيطٌ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ
بَيَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ
فَمَا ذَمُّوا كَأَنَّكَ تَنْصُرُ لَنَا الْقِرْبَ قِيَوْمَ الْحُدَيْ
د بخاری شریف جلد اول کتاب النکاح
صفحہ ۳۰۳ جمل النساء الکرم الی الناس

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مدینہ منورہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم فرمائیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔ کہ اسے امیر المؤمنین! چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دے دیں۔ جو آپ کے عقد میں ہیں۔ اس سے ان کی مراد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھی۔ اس پر عمر بن الخطاب نے کہا۔ ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہے۔ ام سلیط ایک انصاری عورت تھی۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر نے مزید فرمایا۔ کہ یہ ام سلیط وہ عورت ہے۔ جو امد کے دن پانی کی مشکیں بھر بھر کے ہم مجاہدوں کو پلائی رہی۔

حدیث مذکور کی تشریحات

فتح الباری:

(قولہ یریدون ام کلثوم) کان عُمَرُ قَدْ تَزَوَّجَ
أَمْ كُلْثُومَ بِنْتَ عَلِيٍّ وَأَمَّا فَاطِمَةُ وَلِهَذَا قَالُوا
لَهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَكَاثَتْ قَدْ وَلِدَتْ فِي حَيَاتِهِ وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتِ
فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

درفتح الباری جلد ۱۰ ص ۶۰ باب مل النساء الکرم الی الناس

ترجمہ: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے نکاح کیا تھا۔ اور آپ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ اسی لیے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کہا گیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہو چکی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی آپ سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔

ارشاد الساری:

(هَذَا ابْنَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّتِي عِنْدَكَ تَبِيعُ فَوْن) رَوَيْتُهَا أُمُ كَلثُومُ
بِصْفَرِ الْكَافِ وَالْمُثَلَّثَةِ (بْنْتُ عَلِيٍّ) وَكَانَتْ أَصْغَرَ
بَنَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأَوْلَادُ بَنَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَنْسَبُونَ إِلَيْهِ سِرَابِ حَمَلِ النِّسَاءِ الْكَرَمِ إِلَى النَّاسِ

ارشاد الساری جلد پنجم صفحہ نمبر ۸۴

ترجمہ: ماضی کا بنت رسول اللہ کہنے سے مراد عمر بن الخطابؓ کی بیوی سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھیں۔ اور یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد خود آپ کی طرف لوگ منسوب کیا کرتے ہیں۔

لمعہ فکریہ: یہ نقلی روایت اس حدیث کی کتاب کی کہیں پر خود

محدث ہزاروی کرئین ہے۔ کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہیں ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں شارحین کرام نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا عقد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے ہوا تھا۔

اور یہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ اور نہ ہی کسی شیعہ نے کوئی تنقید کی ہے۔ اگر جمہور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے تو وہ نام نہاد سنی محدث ہزاروی نے کیا ہے۔ نام نہاد ہم نے اس لیے کہا۔ کہ عنقریب آپ ایک اشتہار کی عبارت ملاحظہ کریں گے۔ جس میں بہت سے علماء کرام اور پیران عظام حتیٰ کہ محدث ہزاری کے پیروان کا فتویٰ نقل ہوگا۔ جس سے محدث ہزاروی پر رافضی ہونے کا فتوے مذکور ہے مسئلہ مذکورہ کا اثبات ایک اور حدیث کی کتاب سے ملاحظہ ہو۔

کنز العمال:

عن ابی جعفر ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بن
ابی طالب ابنتہ اُمُ کَلثُوم فَعَالَی عَلِیٍّ اِنَّمَا حَبِطَتْ
بِنَاتِی عَلِیٍّ بِسَیِّجِ جَعْفَرٍ فَقَالَ عُمَرُ اَلْکَیْخَیْنِیْهَا
یَا عَلِیُّ فَوَ اللّٰہِ مَا کُلِّی ظَہِرَ الرَّضِیِّ رَجُلٌ یَزِیُّ صَدِّقَہٗ مِنْ خُنِیِّ
صَحَابِیْہَا مَا اَزْصَدُ فَقَالَ عَلِیٌّ قَدْ فَعَلْتُ فَقَبَّلَ عُمَرُ
اِلَیَّ مَجْلِسِ الْمُهَاجِرِیْنَ بَیْنَ الْقَبْرِ وَالْمَنْبَرِ وَكَانَ
یَجْلِسُونَ کَعُمَرَ عَلِیٌّ وَعُثْمَانُ وَالزُّبَیْرُ وَالطَّلْحَةُ
وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَنُ حَوْفٍ فَلَا اَکَانَ الشَّیْءُ بِاِیُّ
عُمَرَ بِنِ النَّعْطَابِ مِنَ الْاَفَاقِ جَاءَهُمْ فَآخَبَهُمْ
یَدَ الْاَلِکَ فَاَمْتَشَارَهُمْ فَبِیْہِ فَعَبَّ عُمَرُ فَقَالَ رَفِیْقُوْنِیْ

قَوْلُهُ وَقَالَ اِيْمَنْ؟ يَا امير المؤمنين قَالَ يَا بَنِي عَلِيٍّ
ابن بن طالب ثُمَّ اَنْشَأَ يُخْبِرُهُمْ فَقَالَ اِنَّ اللَّهَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلَّ سَبَبٍ وَكَسَبٍ مُنْقَطِعٍ
يَقْدَمُ الْيَتِيْمَ مَوْلَا لَا سَبِيْحِي وَكَيْسِي وَكُنْتُ قَدْ صَحَبْتُهُ
فَاُحْبِبْتُمْ اَنْ يَكُوْنَنَّ هَذَا اَيْضًا۔

(۱- کنز العمال جلد ۲۷ ص ۶۲۲ حدیث نمبر ۵۸۷۷ مطبوعہ)

حلب طبع جدید) ۱۱ کلثوم بنت علی

(۲- طبقات ابن سعد جلد ۷ ص ۴۳۳)

(۳- ذخائر حقیقی ص ۱۶۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۴- اصابة فی تمییز الصعابة جلد ۲ ص ۱۹۲)

(۵- الاستیعاب جلد چہارم ص ۲۹۰ بحاشیہ الاصابة)

ترجمہ: حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی ماجزادی
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد طلب کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ میں نے اپنی بیٹیوں کو اولاد جعفر کے لیے روک رکھا ہے حضرت عمر
نے پھر کہا۔ اے علی! مجھے یہ رشتہ دے دو۔ خدا کی قسم! میں نے زمین
پر مجھ جیسا کوئی شخص اس (ام کلثوم) سے حسن سلوک کرنے والا نہیں حضرت
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اچھا تو میں نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بہا جوئی کی مجلس کی طرف تشریف لائے۔
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور منبر شریف کی درمیانی جگہ قائم تھی۔
ان حضرات میں حضرت علی عثمان، زبیر، طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف

بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی زمین کے کسی کو دے کوئی چیز
پہنچی تو ان کے پاس اسے لے کر حاضر ہوتے۔ ان سے مشورہ کرتے۔
اب عمر بن الخطاب اسے اور کہا مجھے مبارک دو۔ پوچھا گیا کس چیز کی
مبارک دیں؟ فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ماجزادی (سے نکاح ہونے)
کی۔ پھر پورا واقعہ سننا شروع کر دیا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ہر نسب و نسب منقطع ہو جائے
گا۔ لیکن میرا نسب و نسب وہاں بھی قائم رہے گا۔ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت مبارک کا مرتبہ تو مل گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ
کے نسب سے بھی تعلق ہو جائے۔

طبقات ابن سعد۔

اخیرنا وصیخ بن الجراح عن هشام بن سعد عن
عطاء الخراسانی اَنَّ عُمَرَ اَمَقَرَّ اُمَّمَ كُلثُومَ بِنْتَ عَلِيٍّ
اَنْ بَعِيْنَ اَلنَّكَاحَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ لَقَدْ خَطَبَتْ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَاحِلَةُ عَلِيٍّ اَبْنَتَهُ اُمَّمَ كُلثُومَ فَقَالَ
يَا امير المؤمنين اِنِّهَا صَبِيَّةٌ فَقَالَ اِنَّكَ وَاللَّهِ
مَا يَكُ ذَاكَ وَالْاَيُّ قَدْ عَلِمْنَا مَا يَكُ فَاَمَرَ عَلِيٌّ بِهَا
فَصَلَحَتْ ثُمَّ اَمَرَ بِبَرٍّ وَفَطْمَنَةَ فَقَالَ اِنِّطَلَبْنِي
يَهْدِيكَ اِلَى امير المؤمنين فَخَرُّنِي اَنْ سَلْبَنِي اَبِي يَقْرِيكَ
السلامَ وَ يَقُولُ اِنْ رَضِيتَ الْبَرَّةَ فَاَمْسِكْهُ وَاِنْ
مَسَخَطَكَ فَسَرِّهِ فَاَمَّا اَمَّتْ عُمَرَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ
فِيكَ وَفِي اَبِيكَ قَدْ ضَمِنَا قَالَ وَرَجَعَتْ اِلَى

أَيُّهَا فَقَالَ لَمْ أَشْرَ الْبُرْدَ وَلَا نَظَرَ إِلَّا إِلَى
فَرْجٍ وَجَبَّهَا إِتْيَاهُ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا يُقَالُ لَهُ
زَيْدٌ -

(۱- طبقات ابن سعد جلد نمبر ۸ ص ۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵ کلثوم بنت علی

(۲- ذخائر عقبی صفحہ نمبر ۱۷۰)

(۳- تاریخ خمیس جلد دوم ص ۱۸۵)

ترجمہ: عطاء الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا حق سہریا لیں ہزار درہم مقرر فرمایا۔ محمد بن عمرو طبرہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ سے ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! وہ ابھی بچہ ہے۔ بعد از وہ آپ کے کام کی نہیں۔ اور ہمیں آپ کا ارادہ بخوبی معلوم ہے۔ اس کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے ایک چادر لپیٹ کر دی۔ اور فرمایا: بیٹی! یہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کے پاس ہے جاؤ۔ جا کر کہنا مجھے ابابا بن نے بھیجا ہے۔ وہ سلام کہتے تھے۔ اور ساتھ ہی کہا تھا کہ اگر آپ چادر پسند کریں تو رکھ لیں۔ ورنہ واپس کر دیں۔ جب حضرت عمر نے انہیں دیکھا۔ تو کہا۔ اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے والد میں برکت ڈالے۔ ہم راضی ہو گئے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اتنی گفتگو کے بعد سیدہ ام کلثوم واپس اپنے والد کے پاس آئیں۔ اور بیان کرنے لگیں۔ کہ عمر بن الخطاب نے نہ تو چادر کھولی اور نہ اسے دیکھا۔ اگر دیکھا تو

میرت مجھے ہی دیکھا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کر دیا۔ ان سے زید نامی ایک لڑا پیدا ہوا۔
کنز العمال:

عن المستظل بن حصین ان عمر بن الخطاب خطب
الی علی بن ابی طالب ابنته ام کلثوم فاعتل
ببصرها۔ فقال (فی لمرأی البقرة والکئی سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کذلک سبب
و کسب منقطع یوم القیامة ما خلا نسبی و نسبی
و کذلک و لک فانی عصبته لا بیوم ما خلا
و لک فاطمة فانی انا ابوہم و عصبتهم (ابو لیم
فی المعرفۃ - کہ -

(۱- کنز العمال جلد ۱۳ ص ۴۲۲ حدیث نمبر ۳۷۵۸۷-۳۷۵۸۸)

(۲- ذخائر عقبی ص ۱۷۹ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۳- تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۸۵)

ترجمہ:

مستظل بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انکی صاحبزادی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا۔ تو آپ نے اس کے کسب کرنے کی علت بیان فرمائی۔ اس پر عمر بن الخطاب برے گریں اس نکاح سے نفسانی خواہشات کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن رکھا ہے کہ کل قیامت کے دن ہر حسب و نسب منقطع ہو جائے گا۔

صرف میرا نسب و نسب باقی رہے گا۔ ہر بچہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا معاملہ اور ہے۔ ان کی تمام اولاد میری اولاد اور میں ان کا والد ہوں۔ وہ میرے بچے ہیں۔

طبقات ابن سعد :-

انصارنا عبید اللہ بن موسیٰ قال انصارنا اسرا تیل عن ابی عن عامر عن ابن عمر انہ صلی علی اُم کلثوم بنت علی وَاٰبِیْہَا زَیْدٌ وَجَعَلْہٗ مِمَّا یَلِیْہٖ وَکَتَبَ عَلَیْہِمَا اَرْبَعًا۔

(۱- طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۶۳-۴۶۴) ام کلثوم بنت علی

ذکر عقبی ص ۱۷۱

ترجمہ :- حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی غماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کے بیٹے زید کی بھی۔ دونوں کا اکٹھا جنازہ ہوا۔ زید ان کی طرف اور ام کلثوم قبہ کی طرف تھیں۔ ان کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی گئیں۔

لمحہ فکر یہ :-

ذکرہ حوادث میں سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب کا باہم نکاح مختلف مدارج کے ساتھ بیان ہوا۔ پہلے پہل عمر بن الخطاب کا یہ رشتہ طلب کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کی صغر سنی کا حوالہ دینا، اس کے بعد عمر بن الخطاب کا اس رشتہ کے لیے اپنا مقصد بیان کرنا، پھر علی المرتضیٰ کا ام کلثوم کے ہاتھوں پادری

بھیجنا۔ پھر نکاح ہو جانا، پھر چالیس ہزار درام حتیٰ مہر کے طور پر مقرر کرنا، پھر ان سے زید نامی بیٹے کا پیدا ہونا اور آخر میں دونوں اس بیٹے کی غماز جنازہ اکٹھی ادا ہونا یہ سب بکری واقعات بخاری شریف وغیرہ کتبِ احادیث اور دوسری کتبِ سیرت سے پتہ چلے گئے۔ ان سب بکری واقعات میں سے ہر ایک واقعہ ایک مستقل اسناد کے ساتھ ذکر ہے۔ ایک ہی واقعہ اگر مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہو۔ تو اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اسے اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔ ان کتبِ اہل سنت سے محدث ہزاروی کی ناواقفیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ امام اہل سنت، محدث، بے مثال اور شیخ طریقت سے کم القاب پر راضی نہیں۔ اس لیے ان کتب میں مذکور واقعہ کا انکار تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ محدث ہزاروی انہیں قابلِ اعتماد نہ سمجھے اور اس طرح وہ خود کو اہل سنت سے خارج کرے۔ بلکہ محدث ذکر کرتے تو اس واقعہ کو جھوٹا افسانہ کہہ کر اطمینان کو بھی بٹھا دیا۔ کیونکہ غیور لوگ اس نکاح کو ثابت نہ کرتے ہیں۔ ان کی کتب میں یہ ذکر بھی ہے۔ لیکن وہ اسے جبری نکاح کہتے ہیں۔ یعنی اصل نکاح کے وہ منکر نہیں۔ اور اگر محدث ہزاروی سرے سے نکاح کا ہی انکار کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کا دعویٰ بھی ہے کہ کسی سنی نے اس نکاح کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ شیعہ کہتے ہیں۔ تو اس دعویٰ کے پیش نظر امام بخاری وغیرہ کو بھی فیہا میں شمار کر دیا گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نوٹ :-

روایت مذکورہ کثرتِ طرق کی وجہ سے مضبوط ہو گئی۔ لیکن اس کے کچھ راوی ایسے ہیں جنہوں نے اس روایت میں اپنی طرف سے کچھ کلام درج کیا۔ جس کی بنا پر پوری روایت کو غلط کہا گیا۔ زائد کلام ملاحظہ ہو۔ جب ام کلثوم پادری کے عمر بن الخطاب کے پاس گئیں۔ تو انہوں نے سیدہ کی پنڈلی کو ہاتھ لگا کر فرمایا۔ مجھے

چادر پسند ہے۔ اس پر سیدہ نے حضرت عمر کو کہا۔ اگر تم میرا مومنین نہ ہوتے تو اس حرکت پر میں تمہاری ناک توڑ دیتی۔ اسی زائد درجہ کلام کو مشکوٰۃ میں کلام بڑے شدت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ مالا محکہ طبقات ابن سعد میں پنڈلی کو چھونا اور ام کلثوم کا غصہ میں مذکورہ الفاظ کہنا قطعاً مذکور نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان زائد الفاظ کے بغیر روایت وہی صحیح ہے۔ جس کی صحت پر چند اصول دلالت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ زائد کلمات (جو قبیح ہیں) والی روایت بھی امام محمد باقر سے مروی ہے۔ اور زائد کے بغیر والی روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ لہذا ترجیح انکی روایت کے الفاظ کو ہوگی۔ جس میں یہ قبیح لفظ موجود نہیں ہیں۔

۲۔ الفاظ قبیرہ والی روایت سند کے اعتبار سے مقطوع اور متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ یعنی ان معتبر روایات کے خلاف ہے۔ جن میں یہ قبیح الفاظ نہیں۔

۳۔ ابن جریر کی رحمة اللہ علیہ نے الزواجر عن اقتراف الكبائر ص ۲۸ اور ۲۹ میں ابن ماجہ بن شامی کے روا مختار جلد ۴ ص ۴۴ باب المرتد میں ایک ضابطہ نقل کیا ہے۔

إِذَا اخْتَلَفَتْ كَلَامُ الْأِمَامِ فَيُؤْخَذُ بِمَا قِيَافُ الْإِدْوَالَةِ الظاهرة وَفِي غَيْرِهَا خَلْفًا لَهَا۔ جب کسی امام کا کلام مختلف ہو۔ تو اسے لے لیا جائے گا۔ جو ظاہری دلائل کے موافق ہو۔ اور اس کے خلاف کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اس ضابطہ کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تنزیہ و یا سنت اور عدالت کے پیش نظر وہی روایت معمول ہوگی۔ جو اس قبیح کلام سے صاف ہے۔

۴۔ علی بن محمد بن عراقی کنانی نے درمنزل بہتہ الشریعة المرفوعة میں کسی روایت کے بے اصل ہونے کا ایک قرینہ یہ ذکر کیا ہے۔

تفريهة الشريعة المرفوعة:

وَمِنْهَا هَرِثَةُ فِي الْمَرْوِيِّ كَمِنْهَا لَفَتْهُ مُتَقَضَى الْعَقْلِ بِعَمِيكَ لَا يَقْبَلُ النَّاسُ وَيُلْ وَيَلْتَعَقُ بِهِ مَا نِيَدُ كَعَةِ الْحَسِّ وَالْمُشَاهِدَةِ أَوْ الْعَادَةِ وَكَمِنْهَا قَارِيَهُ لِدَلَالَةِ الْكِتَابِ الْقَطْعِيَّةِ أَوْ السَّنَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ أَوْ الْجَمَاعَةِ الْقَطْعِيَّةِ۔ (ص ۶ طبع مصری)

ترجمہ: ایک قرینہ یہ ہے۔ کہ وہ روایت مقتضی العقل کے خلاف ہو یعنی وہ تاویل کی گنجائش نہ رکھے۔ اور اسی قرینہ کے قریب یہ بھی ہے۔ کہ ایسی روایت جسے جس مشاہدہ یا عادت قبول نہ کرتی ہو۔ اور اسی طرح ایسی روایت جو کتاب قطعی، سنت متواترہ یا اجماع قطعی کی دلالت کے متافی ہو۔ (ایسی روایات بے اصل ہوتی ہیں)۔

۵۔ چونکہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایات میں بقول اہل تشیع کثرت سے تخلیط ہو چکی۔ لہذا یہ زائد کلام بھی کسی راوی کی ملائی ہوئی ہے۔ درجہ لکشی ص ۱۲۶ مطبوعہ بیروتی اور طبع جدید طہران ص ۱۹۵ پر یہ الفاظ ہیں۔

رجال لکشی:

عن الصادق عليه السلام أَنَّ لِكُلِّ رَجُلٍ مَنَازِلَ يَكُذُّ بِعَلِيٍّ وَعَنْهُ أَنَّ الْمُخَيَّرَةَ بْنَ سَعِيدٍ دَخَلَ فِي كُتُبِ اصْحَابِ آخِي أَحَادِيثَ لَمْ يُعَدِّثْ بِهَا إِلَى قَائِلَتِ اللَّهِ وَلَا تَقْبَلُوا عَلَيْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا۔ رجال لکشی ص ۱۲۶ مطبوعہ بمبئی اور طبع

جدید طہران (۱۹۵) سنۃ المخیرہ بن سعید

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم انہیں
سے ہر ایک امام کے لیے ایک ایسا شخص ہوا ہے۔ جس نے ہم پر چھوٹ
باندھا۔ اور یہی امام فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے میرے والد کے
اصحاب کی کتابوں میں کچھ احادیث داخل کر دیں۔ جو میرے باپ نے
کبھی بیان نہیں کیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہم سے ایسی کوئی
روایت قبول نہ کرو۔ جو ہمارے رب کے قول یا ہمارے رسول
کی سنت کے خلاف ہو۔

ہماری اس تحقیق کے پیش نظر بات محل کرمانے آجائے گا کہ سیدہ ام کلثوم
کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر حال ہوا لیکن درمیان
میں پنڈلی و عیزہ کی زیادتی اصل روایت میں نہیں۔ یہ نکاح مختلف کتب میں اتنے
طرق سے مذکور ہے۔ کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے
کہ رشتہ کے طلب کرنے کے بعد علی المرتضیٰ نے عمر فاروق سے کہا کہ میں مسنین
سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کروں گا۔ حوالہ طالعہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ کے ساتھ

ام کلثوم کے عقد کی بھرپور تائید کی تھی۔

ذخائر حقیقی فی مناقب ذوالقربی،

آخر حجة ابن السمان وعن واقد بن محمد

بن عبد اللہ بن عمر عن یعین اقلہ قال

خطب عمر بن الخطاب الى علي بن ابي طالب

اَبْنَتُكَ ام کلثوم وَاَمَّهَا فَاطِمَةُ بنت رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ عَلیُّ اِنْ عَلَیَّ
اَمْرٌ اَرَحْتُ اَسْتَاذُ کَہْمَ قَاتِی وَلَدِ فَاطِمَةَ
فَدَرَکَ ذَٰلِکَ لَہْمُ فَقَالَ اِنْ قَرِیْبُہ فِدَعَا اَم کلثوم
وَحَیْ یَوْمَ مَوَدَّ صَدِیقَہ فَقَالَ لَہَا اِنِّیْ طَلِیْقُ اِلَیَّ
اَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَقُولُ لَہ اِنْ اَبِی یَغْتَرِکَ السَّلَامُ
وَلَیْسَ لَکَ قَدْ قَضَیْتَ حَاجَتَکَ اَلِیَّ طَلِیْقُ
فَاَخَذَ عَلَمُہُ فَضَمَّہَا اِلَیْہ فَقَالَ اِنِّیْ خَطِیْبُہَا
اِلَیَّ اَبِیہَا فَرَزَقَ جَیْشِہَا قَبِیْلَ یَا امیر المؤمنین
مَا کُنْتُ تَرِیْدُ اِلَیْہَا اِنَّمَا صَدِیقَہ صَغِیرَہ قَالَ
اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یَقُوْلُ (مَنْ سَبَّ نِسْبَیْ یُنْتَضِعُ یَوْمَ الْقِیَامَہِ
اِلَّا سَبِّیْ وَنِسْبِیْ) فَارَدْتُ اَنْ یَكُوْنَ بَیْنِیْ وَ
بَیْنَ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَبَبٌ
وَ صِیْوُہُ خِیْبَہ الْاَهْلَیِّ وَ خَرِجَ ابْنُ سَمَانَ
مَعَنَا وَ لَفْظُہ مَخْتَصِرٌ اَنْ عَمْرُو قَالَ لَعَلِی
اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَكُوْنَ عِنْدِیْ عَصُوْۤہٌ مِّنْ اَهْلِہَا
رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَہ
عَلیُّ مَا عِنْدِیْ اِلَّا ام کلثوم وَ حَیْ صَغِیرَہ فَقَالَ اِنْ تَمِشُّ مَکْتُوْمُہُ
فَقَالَ اِنْ لَہَا اَمِیرٌ مِّنْ مَّوَدِّہِ قَالَ نَعَمْ فَجَمَعَ
عَلیُّ اِلَیَّ اَهْلِہُ وَ قَعَدَ عُمَرُ یَنْتَظِرُ مَا یَرِدُ عَلَیْہِ

فَقَالَ عَلِيٌّ اَدْعُوا الْعَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَاءَاكَذَلِكَ
فَقَعَدَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاسْتُغْنِيَ عَنْهُ
قَالَ لِمَ هَٰذَا اِنْ عَمَرَ قَدْ خُطِبَ اِلَىٰ اُخَيْتِكُمَا فَقُلْتُ
لَهُ اِنْ لَمَّا مَعِيَ اَمِيرَيْنِ وَارْتَفَعَتْ اَنْ اَرْجِعَهَا
اَيَّاهُ حَتَّىٰ اَوَامِرُكُمَا فَسَكَتَ الْحُسَيْنُ وَتَكَلَّمَ
الْعَسَنُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاسْتُغْنِيَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ يَا
اَيُّهَا مَنْ بَعَثَكَ عَمَرَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّى وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ ثُمَّ قَالَ
الْخِلَافَةُ فَعَدَلَ قَالَ صَدَقْتَ يَا بَنِي وَكَفَى
كَرِهْتُ اَنْ اَقْطَعَ اَمْرًا دُونَ كُمَا۔

(۱- ذخائر عقبی الفصل الثامن ذکر وفات ام کلثوم ص ۱۷۰)
مطبوعہ بیروت (۲- تاریخ خمیس جلد ۵ ص ۲۸۵)
ذکر اولاد علی

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کسی گروائے سے بیان کرتے ہیں۔
کہ جب عمر بن الخطابؓ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم
بنت فاطمہؓ کو ہر کارشتہ طلب کیا۔ تو علی المرتضیٰ نے کہا کہ میں
کچھ امر اس سے مشورہ کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ
کے دونوں صاحبزادے بوائے گئے۔ اُن سے ساری باتیں
کہہ دی گئیں وہ بوسے یہ شادی کر دیجیئے۔ تو علی المرتضیٰ نے
ام کلثوم کو بلایا۔ وہ اس وقت بچی تھیں۔ اور فرمایا۔ امیر المؤمنین
عمر بن الخطابؓ کے پاس جاؤ۔ اور کہنا میرے ابا جان آپ کا سلام۔

کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تمہاری حاجت مطلوبہ میرے پوری کر دی ہے۔ میں
کہ حضرت عمرؓ نے ام کلثومؓ کو لے لیا۔ اور کہا کہ میں نے ام کلثومؓ کا رشتہ
مانگا تھا۔ تو انہوں نے اسے میرے نکاح میں دے دیا۔ پوچھا گیا اسے
امیر المؤمنینؓ وہ بچی تھیں۔ تمہیں کس سے کیا مطلب تھا؟ فرمایا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرمایا ہر حسب و نسب قیامت
کے دن ختم ہو جائے گا۔ صرف میرا حسب و نسب باقی رہے گا۔
میں نے چاہا کہ میرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
حسب اور دامادی کا رشتہ قائم ہو جائے۔ یہ روایت دو لابی
نے بیان کی۔ اور ابن سمان نے بھی اسی کی ہم معنی روایت بیان
کی۔ لیکن وہ مختصر ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے علی المرتضیٰ
سے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسم کا کوئی حصہ آجائے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ میرے
پاس تو صرف ام کلثومؓ ہے۔ اور وہ ابھی بچی ہے۔ اور فرمایا کہ اس کے
دو امیر اور بھی ہیں۔ عمر بن الخطابؓ نے کہا ٹھیک ہے اُن سے مشورہ
کر لیا جائے۔ علی المرتضیٰ نے گھر تشریف لائے۔ اور عمر بن الخطابؓ
انتظار میں بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ حسن و حسین کو علی المرتضیٰ
نے بلوایا۔ وہ آئے۔ اپنے سامنے بٹھایا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد
ان سے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطابؓ نے تمہاری بہن کا رشتہ طلب کیا
میں نے انہیں کہا کہ اس کے دو امیر اور بھی ہیں۔ میں نے تم دونوں
سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دینا اچھا نہ سمجھا۔ اب تم بناؤ کیا طے
ہے۔ ابامحسین تو خاموش رہے۔ اور ابامحسن بوسے۔ اللہ کی حمد و ثناء

کے بعد کہا۔ ابا جان! حضرت عمرؓ نے حضور علیؑ پر علم کی محبت پائی۔ آپ دنیا سے پردہ فرما گئے لیکن وہ عمر پر راضی ہی تھے۔ پھر عمر بن الخطابؓ غلامت پر فائز ہو گئے۔ اور خوب انصاف کیا۔ دشمن کر علی المرتضیٰؑ رہ گئے کہا۔ بیٹا! تم نے سچ ہی کہا۔ لیکن میں تم دونوں کے بغیر اس کام کا فیصلہ کرنا اچھا نہ جانتا تھا۔

فاروق اعظمؓ کے وصال کے بعد ان کی بیوہ ام کلثوم کی اجازت سے ان کا نکاح علی المرتضیٰؑ نے اپنے بھتیجے عون بن جعفر سے کیا۔

ذخائر عقبیٰ

قال ابن اسحاق حدثني والدي اسحاق بن يسار عن حسن بن حسن بن علي بن ابي طالب قال لما تايمت ام كلثوم بنت علي من عمر بن الخطاب دخل عليها حسن وحسين اخوها فقالا لهما انك من عروفت سيدتنا لسان العالمين وبنت سيدتيين وانك والله ان امكنت عليا ومن رمتك ليتك حنك بعض ايتامه وان اردت ان تؤذي بي نفسك مالا عظيمًا لتضيق به فوالله ما قسا ما حشي طلع علي رضي الله عنه

يَتَكِي عَلَى عَمَاءَ قَحْلَسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ مَنْ لَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهَ صَلَّى اللهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ عَرَفْتُ وَ عَرَفْتُمْ مَنْ لَتَهُمْ مَنْ لَتَهُمْ يَا بَنِي قَاطِمَةَ وَ أَكْرَنَ لَتَهُمْ حُذِي عَلَى سَائِرٍ وَلَدِي وَ مَعَكُمْ لَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللهَ صَلَّى اللهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَرَأَ بَتُّهُمْ مِنْهُ قَالَوا صَدَقْتَ رَحِمَكَ اللهَ فَجَزَاكَ اللهَ عَنَّا خَيْرًا فَقَالَ أَيْ بَيْتَةٍ إِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ أَمْرَكَ بِيَدِكَ فَأَنَا أَحَبُّ أَنْ تَجْعَلِيَهُ بِيَدِي فَقَالَتْ أَيْ أَبَتِ إِيَّيْ وَ اللهَ لَا مَرْأَةَ أَرْغَبُ مَا يَرْغَبُ فِيهِ النِّسَاءُ وَأَحَبُّ أَنْ أَصِيبَ مَا تُصِيبُ النِّسَاءُ مِنَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَرِيدُ أَنْ أَظْهَرَ فِي أَمْرِ نَفْسِي فَقَالَ لَا وَ اللهَ يَا بَيْتَةَ مَا هَذَا مِنْ رَأْيِكَ مَا هَذَا رَأْيَ هَذَيْنِ كَمْ قَامَ فَقَالَ وَ اللهَ لَا أَكَلِمَ رَجُلًا مِنْهُمْ وَ قَعْلَيْنِ فَأَخَذَ ابْنُ أَبِيهِ وَ قَالَ إِيَّائِي يَا أَبَتِ هُوَ اللهَ مَا عَلَيَّ مِنْ جُرْأَتِكَ مِنْ صَبْرٍ إِيَّائِي أَمْرَكَ بِيَدِهِ قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ فَإِنِّي قَدْ رَوَيْتُكَ مِنْ عَوْنِ ابْنِ جَعْفَرٍ إِنَّهُ لَغُلَامٌ كَمْ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهَا يَا رُبَّةَ آلِافٍ دِرْهَمٍ وَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ أَخِيهِ فَأَدْخَلَهَا عَلَيْهِ قَالَ حَسَنٌ فَوَاللهَ مَا سَمِعْتُ بِمِثْلِ عَشْقٍ وَ مَهَالَةٍ مِنْ دَخَلَقَا

اللہ عزوجل (۱)۔ ذخائر عقبیٰ باب اول فصل دوم ص ۱۰۱۔ (۲) تاریخ الخلفاء جلد دوم ص ۱۰۱۔ (۳) تاریخ الخلفاء جلد دوم ص ۱۰۱۔

ترجمہ: امام حسن مثنیٰ بن حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو ان کے دونوں بھائی حسن و حسین ان کے پاس تشریف لائے۔ اور دونوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم سیدہ نساء العالمین ہو۔ اور دنیا کی تمام عورتوں کی سردار کی بیٹی ہو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے اپنا معاملہ اپنے باپ علی المرتضیٰ کے سپرد کر دیا تو وہ اپنے بھائی جعفر شہید کے کسی بیٹے سے تمہاری شادی کر دیں گے۔ اور اگر تمہارا ارادہ یہ ہو کہ زندگی و افرال و اسباب کے ساتھ گزرے۔ تو کیا ہو سکتا ہے۔ بخدا! ابھی یہ دونوں بھائی وہاں سے اٹھے نہ تھے کہ آدمی سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عصا پر سہارا لٹکے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ام کلثوم! اور میرے دونوں صاحبزادو! تم اپنے مرتبے اور مقام کو بخوبی جانتے ہو۔ اے اولادِ طاہر! میں نے تمہیں اپنی بقید اولاد پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ تمہیں ایک خاص مرتبہ اور مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بارے میں خود مختار کیا ہے۔ تو میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اپنا اختیار خود ہی استعمال کرے۔ سیدہ ام کلثوم بولیں۔ ابا جان! میں ایک عورت ہوں۔ کی وجہ سے وہی خواہش رکھتی ہوں جو دوسری عورتیں رکھتی ہیں۔ اور دیگر عورتوں کی طرح میں بھی چاہتی ہوں کہ دنیا کا کچھ سودا و سامان مجھے بھی مل جائے۔ میں باعزت زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔

اور میں اپنے معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جو تم کہہ رہی ہو یہ صرف تمہاری ہی رائے نہیں۔ بلکہ تمہارے بھائی حسن و حسین کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ کہہ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرماتے گئے۔ میں تم میں سے کسی کے ساتھ گفتگو نہ کروں گا۔ ہاں اگر تو اپنا معاملہ اور اختیار میرے سپرد کر دے۔ یمن کرین کرین نے آپ کی چادر پکڑ لی۔ اور کہا کہ ہم آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے آپ تشریف رکھیں۔ پھر ان دونوں بھائیوں نے اپنی بیین ام کلثوم سے کہا۔ کہ بہتر یہی ہے کہ تم اپنا معاملہ ابا جان کے سپرد کر دو۔ جب ام کلثوم نے اپنا اختیار حضرت علی المرتضیٰ کو تفویض کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے تیرا عقد لون بن جعفر سے کر دیا ہے۔ لون ان دونوں خوب جوان تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تشریف لے گئے۔ اور چار ہزار درہم آپ نے ام کلثوم کی طرف بھیجے۔ پھر اپنے بھتیجے حور بن جعفر کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ اے بھاب و قبول کے بعد آپ نے ام کلثوم کو لون کے گھر بکثیت بیوی روانہ کر دیا۔ امام حسن علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم اور ان کے غلام لون بن جعفر کے درمیان جو ٹیگا ٹکٹ پیار و محبت میں نے دیکھی کسی اور جڑے میں ایسی سننے دیکھنے میں نہیں آئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
وصال کے وقت اپنی صاحبزادی ام کلثوم زوجہ عمر
بن الخطاب کو تسلی دی

اسد الغابہ،

قَالَ اِنِّي مَقَارِفُكُمْ فَبَكَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ مِنْ قَوْلِهَا الْحَبَابِ
فَقَالَ لَهَا اَسْتَكْبِرِي فَاَنْتِ تَزَيْنِ مَا اُرَى لَمَّا بَكَيْتِ
قَالَ فَقُلْتُ يَا اَمِيرًا لَمْ تُبَيِّنْ مَاذَا اَتَزِي قَالَ
هَذِهِ الْمَلَائِكَةُ وَفُقَرَاؤُا النَّبِيِّينَ وَ هَذَا
مَعَمَّرٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا عَلِيُّ ابْنِ سَيِّدٍ
فَمَا تَصْنَعُ اِلَيْهِ خَيْرٌ مِمَّا اَنْتَ فِيهِ هَذِهِ اُمُّ كُلْثُومٍ
فِي اَنْبِيَاءٍ عَلَيَّ زَوْجُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - (اسد الغابہ
جلد چہارم ص ۲۸۱) (ذکر خلافتہ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے ماضیوں سے فرمایا۔ میرا میں چھوڑے
دنیا سے جا رہا ہوں۔ اس پر ام کلثوم پر دے کے پیچھے سے
رو پڑیں۔ آپ نے اسے فرمایا۔ چپ کر جا۔ اگر تجھے وہ کچھ نظر آتا
جو میں دیکھ رہا ہوں۔ تو تجھے رو نہ آتا۔ پوچھا اسے امیر المؤمنین!
آپ کو کیا دکھائی دے رہا ہے؟ فرمایا۔ یہ فرشتوں کی جماعت

اور گروہ نبیاء کھڑا ہے۔ اور یہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرشتہ ہے جس
اسے علیؓ انہیں خوش خبری ہو۔ ہر صدمہ جا رہے ہر وہ اس سے کہیں
بہتر ہے جس میں اس سے پہلے تم تھے۔ یہ ام کلثوم حضرت علی المرتضیٰؓ
کی صاحبزادی اور عمر بن الخطاب کی زوجہ تھیں۔

زید بن عمرو ان کی والدہ ام کلثوم کا انتقال ایک
ہی وقت میں ہوا

الاصابة في تميز الصحابة:

قال ابن الوهب عن عبد الرحمن بن زيد بن
اسلم عن ابيه عن جده ثروج عُمَرُ اُمُّ كُلْثُومٍ
عَلَى مَمَرٍ اَنْ بَعَيْنِ الْفَاو قَالَ الرَّبُّ يَرُّ وَلَدْتُ
لِعُمَرَ ابْنِيهِ زَيْدٌ وَ رَقِيهِ وَ مَا تَكُ اُمُّ كُلْثُومٍ
وَ وَلَدَهَا فِي يَوْمٍ وَ اَحَدٌ اُصِيبَ رَيْدٌ فِي حَرْبٍ
كَانَتْ مَبْنً عَدِي فَخَرَجَ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمَا
فَتَجَعَلَ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَعْرِفُهُ فِي الْقَلَمَةِ فَعَاثَ
اَيَّامًا وَ كَانَتْ اُمُّهُ مَرِيضَةً فَمَا تَرَ فِي يَوْمٍ
وَ اَحَدٌ - (الاصابة في تميز الصحابة جلد ۱ ص ۲۹۲)

ص ۲۹۲) (تفسیر ثانی ام کلثوم بنت علی حروف کاف)

ترجمہ: زید بن اسلم اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ام کلثومؓ سے چار ہزار درہم

حق ہر پر نکاح کیا۔ زیر کہتے ہیں۔ ام کلثوم سے ان کے ہاں دو بچے
زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ ام کلثوم اور اس کا بیٹا زید ایک ہی دن فوت
ہوئے۔ زید کو عدی قبیلہ کی لڑائی میں چوٹ آئی تھی۔ کیونکہ یہ ان میں
ملح کو اسے کے لیے جا رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے اندھیرے میں
لاٹھی کے ذریعہ ان کو زخمی کر دیا۔ کچھ دن زخمی حالت میں رہ کر انتقال کر گئے
ان کی والدہ ام کلثوم بیمار تھیں اور اتفاق سے دونوں کی فوتیگ
ایک ہی دن ہوئی۔

لمحہ فکریہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا مختصر عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے مختلف مراحل مختلف اسناد اور مختلف کتب
کے حوالہ جات سے ہم نے پیش کیے۔ ذرا حقیقی کی روایت سیدہ ام کلثوم کی
بیوگی اور اس کے بعد کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اگر ان کا نکاح ثابت نہیں یا جھوٹا
انسان ہے۔ تو پھر بیوگی کا اطلاق کیونکر درست ہوا۔ امام حسن حسین کا اپنی بیوی
کو اور علی المرتضیٰ کا اپنی صاحبزادی کو یورہ ہر جانے پر مزید نکاح کرنے نہ کرنے
کا اختیار ذکر کرنا، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان سے اختیار حاصل کر کے اپنے پیغمبر
سے ان کا نکاح کر دینا۔ حضرت عمر کے ہاں رہتے ہوئے ان کی ایک بیٹی اور ایک
بیٹے کا جنم دینا اور پھر ان کا نام رقیہ اور زید بن عمر کتب میں مسطور ہونا، زید بن عمر
اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی دن انتقال ہونا۔ عمر بن الخطاب کا پالسن ہر روز
حق ہر مقرر کرنا یہ تمام واقعات و حقائق اس کی واضح تائید اور تصدیق کرتے
ہیں۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر بن الخطاب
سے ہوا۔ اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ کتب سیرت کے بعد ہم اس موضوع

کے اثبات پر چند ایسے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ جو کتب تاریخ سے ہیں۔
حوالہ ملاحظہ ہو۔

کتب تاریخ سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت تاریخ طبری:

وَقَدْ وَجَّحَ أُمُّ كَلثُومٍ بِنْتَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ
أُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاصْدَقَهَا قِيَمًا قَتِيلَ أَبِي عُبَيْدٍ الْفَارُوقِ لَدَتْ لَهُ
زَيْدًا وَرَقِيَّةً.

(۱- تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۶)

(۲- تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۵۴)

(۳- البدایہ و النہایہ جلد ہفتم ص ۱۳۹)

(۴- البدایہ و النہایہ جلد ہفتم ص ۳۳۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثومؓ
بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ سیدہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت
فاطمہ الزہراءؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عمر بن الخطاب کے عقد
میں جانے کے بعد ام کلثوم سے دو بچے زید اور رقیہ نامی پیدا ہوئے۔
تاریخ خمیس:

وَقَدْ يَدَّى الْأَكْبَرُ أُمَّةً أُمُّ كَلثُومٍ بِنْتُ عَلِيِّ الْمُرْتَضَى
بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ إِنَّهُ زَوَّجَ بِعَجْبٍ فِي حَرْبٍ

بَيْنَ حَيَّتَيْنِ فَمَاتَ وَلَا عَقَبَ لَهُ وَيَقَالُ إِنَّهُ مَاتَ
هُوَ وَأُمُّهُ أُمُّ كَلْثُومٍ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ فَلَمَّ
بِرِثِّ أَحَدِهِمَا مِنَ الْآخِرِ وَصَلَّى عَلَيْهِمَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ حَمَزٍ قَدْ قَدَّمَ زَيْدٌ عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ فَخَبَرَتْ الشَّقَّةَ
بِذَلِكَ فَكَانَتْ فِيهِمَا حُكْمَانِ - (تاریخ ختمی جلد ۱)

ص ۲۵۱

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ الزہراء کی اولاد
میں سے ایک ام کلثوم تھیں۔ اور زید اکبر ان کے صاحبزادے تھے۔ بیان
کیا گیا ہے کہ زید مذکورہ کو دو قبیلوں کے درمیان لڑائی میں کسی نے تھمر
مارا۔ اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے
کہ یہ اور ان کی والدہ ام کلثوم کا ایک ہی رکت میں انتقال ہوا۔ اس لیے
ان دونوں میں ایک دوسرے کی وراثت تقسیم نہ ہوئی۔ ان دونوں
دام بیٹے کی نماز جنازہ حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے پڑھائی
نماز جنازہ کے وقت زید کی میت امام کے قریب اور اس کے بعد
قبض کی طرف ان کی والدہ ام کلثوم کا جسد اطہر رکھا گیا۔ اس کے بعد دو اکٹھے
لیے جنازوں کا یہی طریقہ نماز پڑھا کر رہا ہے۔ مگر اس واقعہ میں دو حکم
شرعی موجود ہیں۔

لمحہ فکریہ:

ان تاریخی حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مؤرخین نے جہاں حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد کا تذکرہ کیا، وہاں ام کلثوم نامی
ایک عزت کا تذکرہ بھی کیا۔ اسے شیعہ بنی سمی تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ "محدث" صاحب

بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ام کلثوم نامی ایک صاحبزادی علی المرتضیٰ کی سیدہ فاطمہ کے بطن سے
تھیں۔ دوسری بات مؤرخین نے بالاتفاق یہ بھی ذکر کی کہ اس ام کلثوم کا نکاح عمر بن
الخطاب سے ہوا۔ یا اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ تاریخی ذوالوں نے
جہاں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بیویوں کا تذکرہ کیا۔ ان میں ام کلثوم
کا بھی لازماً ذکر کیا۔ اور میری بات جہاں کہیں ان لوگوں نے حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ یا ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کی اولاد کا ذکر کیا۔ وہاں زید اور رقیہ دونوں
کا تذکرہ بھی کیا۔ اب چند حوالہ جات ان کتابوں سے بھی ملاحظہ ہو جائیں جو "انساب"
سے بحث کرتی ہیں۔

کتاب انساب سے نکاح ام کلثوم کا ثبوت انساب القرشیین:

ابن ابی طالب قال هشام بن حمار (۲۰۰) فاطمة
ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
تزوجها عمر بن الخطاب و اصدقها
أربعين ألفاً و كذبت له زيدا بن عمر
الأكبر و رقية بنت عمر ثم تزوجها
بمنه ابن عمها محمد بن جعفر (۲۰۱) ابن ابی
طالب فتوفي عنها ثم تزوجها عوف (۲۰۲) بن
جعفر فقتل عنها ثم تزوجها عبد الله
بن جعفر فما تشيعة و تزوجت هـ
و ابناها زيدا بن عمر في يوم واحد و التفت

صَايَحَتَانِ عَلَيْهِمَا فَلَمَّ يَذِي (۲۰۳) أَيُّهُمَا مَاتَ
أَوَّلًا وَصَلَّى عَلَيْهِمَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ مَاتَ الْعُسَيْنُ
بْنُ عَلِيٍّ فَكَانَتْ فِيهِمَا مَسْئَلَتَانِ لَمْ يُؤْتِ بِشِ
أَحَدٍ هُمَا مِنْ صَاحِبَيْهِ وَقَدْ مَزِيدٌ قَبْلَ
امره صابغی الامام۔

را انساب القرشیین لا بن قد امه ص ۱۴۱ کلثوم بنت علی
قرجمہ: ابن ابی طالب کہتا ہے کہ ہشام بن عمار نے بیان کیا ہے
اس نے کہا کہ ام کلثوم کی والدہ کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ ان سے عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ اور چالیس
ہزار درہم حق مہر مقرر کیا۔ اور زید اکبر و رقیہ دو بچے ان کے ہاں پیدا
ہوئے۔ عمر بن الخطاب کے انتقال کے بعد اپنے چچا زاد بھائی
محمد بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی۔ ان کی فرمیدگی کے بعد
عون بن جعفر سے نکاح کیا۔ ان کے قتل ہو جانے کے بعد عبداللہ
بن جعفر سے نکاح کیا۔ اور ان کی زوجیت میں انتقال کر گئیں۔ یہ اور ان
کا بیٹا زید بن عمر ایک ہی دن فوت ہوئے۔ رونے والے دونوں
پر اکٹھا روئے۔ معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے پہلے انتقال کس کا ہوا
ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ امام حسین نے انہیں
نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تھا۔ اس واقعہ میں دو مسئلے واضح ہو گئے
ایک یہ کہ اگر دو وارث موارث اکٹھے انتقال کر جائیں۔ تو ان میں سے
کسی کو وراثت نہیں ملتی۔ اور دوسرا یہ کہ مرد و عورت کی اکٹھی نماز جنازہ
پڑھاتے وقت مرد امام کے ساتھ متعل ہونا چاہیے۔ اور عورت اس

کے بعد قبل کی طرف ہونی چاہیے۔ زید باب امام میں مقدم تھے ان کی والدہ
باب قبل زید سے آگے تھیں۔

جمہورہ انساب العرب:

وَمَزُوجِ أُمِّ كَلثُومٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِنْتُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرٍاءُ الْخَطَّابِ
قَوْلَهُ لَمْ يَزِدْ الْعُرَيْقِبُ وَرَقِيَّةُ تَمَرَّخَلَفَتْ
عَلَيْهَا بَعْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَوْنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ تَمَرَّخَلَفَتْ عَلَيْهَا بَعْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ
بْنِ أَبِي طَالِبٍ تَمَرَّخَلَفَتْ عَلَيْهَا بَعْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَعْدَ طَلَّاقِهَا لِأَخْتِهَا
زَيْنَبَ۔ جمہورہ انساب العرب ص ۳۸ لا بن معزم

اندلسی۔ وهو لا ولد امیر المؤمنین

قرجمہ: سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ ان سے
زید اکبر کا پیدا ہوا۔ جو بے اولاد رہا۔ اور ایک لڑکی رقیہ نامی پیدا ہوئی۔
حضرت عمر کے انتقال کے بعد یہ ام کلثوم عون بن جعفر بن ابی طالب
کے عقد میں آئیں۔ پھر ان کے انتقال کے بعد محمد بن جعفر بن ابی طالب
سے شادی کی۔ اور ان کے وصال کے بعد عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
نے ان سے نکاح کر لیا۔ انہوں نے یہ نکاح کرنے سے قبل ان کی
بھی زینب کو خلاق دے دی تھی۔

نسب قریش

رَبِّكَ بِبَنَاتٍ عَلَى الْكُزْبَى وَلَدَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بَنِينَ
بِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

(۲) اُمِّ كُلثُومٍ الْكُزْبَى وَلَدَتْ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَأُمِّ مَرْثَدَةَ بَنَتْ السَّيِّ مَلَكًا اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(کتاب نسب قریش ص ۴۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادوں میں سے ہر سیدہ
فاطمہ الزہرا کے بطن اقدس سے پیدا ہوئیں ایک کا نام زینب کبریٰ تھا۔

جن کی شادی عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ دوسری صاحبزادی
ام کلثوم کبریٰ تھیں۔ ان کا نکاح عمر بن الخطاب سے ہوا۔ اور اولاد بھی ہوئی

کتاب المحبّر

وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلثُومٍ
بَنَتْ عَلِيًّا ثُمَّ تَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَوْنٌ ثُمَّ مَعَمَدٌ ثُمَّ عَبْدُ اللَّهِ
بَنُو جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ (کتاب المحبّر ص ۵۶)

ذکر اصہار علی

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام کلثوم بنت
علی المرتضیٰ تھیں۔ حضرت عمر کے انتقال کے بعد یحییٰ بن پھر محمد، پھر
عبد اللہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہ تینوں، جعفر بن ابی طالب
کے صاحبزادے ہیں

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت

عِنْدَهُ رَقِيَّةٌ بَنَتْ عُمَرَ أَخْتَ حَفْصَةَ لَا بَيْنَهَا وَلَئِهَا
أُمُّ كُلثُومٍ بَنَتْ عَلِيًّا۔

کتاب النساب الاشراف (البلاذری) جلد اول
(ص ۴۲۸)

ترجمہ: ابراہیم بن نعیم النخام العدوی کے گھر رقیہ بنت عمر بن الخطاب
تھیں۔ یہ رقیہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بھین ہیں۔
لیکن ان کی والدہ کا نام ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ ہے۔

کتاب المحبّر

ابراہیم بن نعیم النخام العدوی۔ کانت عِنْدَهُ
رَقِيَّةٌ بَنَتْ عُمَرَ أَخْتَ أُمِّ كُلثُومٍ بَنَتْ عَلِيًّا۔
(کتاب المحبّر ص ۵۲ تا ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب کی صاحبزادی حرام کلثوم سے تھیں۔
یعنی سیدہ رقیہ بنت عمر کا نکاح ابراہیم بن نعیم النخام العدوی سے
ہوا تھا۔

ۛ

بیان ثمانی

محمود ہزاروی کا نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ایک حیلہ کاذب
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
کنو نہیں

محمود ہزاروی نے مذکورہ مسئلہ کی اپنے نظریہ کے مطابق تائید پر ایک استدلال
پیش کیا ہے۔ ہم اس کو حیلہ کاذب کا نام دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر رضی
الطاب رضی اللہ عنہ کا سیدہ ام کلثوم سے نکاح اس لیے نہیں ہو سکتا کہ نکاح
میں زوجین کا کنو ایک ہونا شرط ہے۔ ان دونوں کا جب کنو ایک نہیں۔ تو نکاح
سرے سے باطل ہوا۔ ہزاروی کی عبارت درج ذیل ہے۔

شرافت سادات

علاوہ اس کے وہ سید ہیں۔ کوئی غیر سید سیدہ اولاد رسول کا کنو نہیں۔ اور غیر
کنو سے نکاح روایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ مذہب حنفی پر باطل ہے کہ
ما جہت فتح نہیں سرے سے منع نہیں ہوتا۔ وروی الحسن
عن الامام بطلاند بلاکنو (متون) غیر کنو سے عقد باطل
ہے۔ در مختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدہ
جوازہ اصلا و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان
سادات حسنی حسینی اولاد رسول کے خصوصیات اور منافرو فغان مالہ
قطعیہ جن میں کوئی غیر سید عرب و عجم میں ان کا ہم سر وہم کنو ہوا و شرک

و مماثل نہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سادات حسنی حسینی شرف اولاد رسول ہیں کسی غیر سید کو فیض و شرف نہیں۔ لہذا
کنو نہیں۔ (شرافت سادات ص ۴۲)

جامع الخیرات:

مترجم ہر چار مذہب اسلام اہل سنت و جماعت میں سیدہ حسینیہ
کے ساتھ کسی غیر سید شخص کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور عرب و عجم دونوں نے
اسلام میں اس پر تنقید کی ہے۔ لایعقد اصلا و راسا سرے
سے منع دیا نہیں ہوتا بالکل ناجائز چاہے وہ غیر سید عالم ہو یا دل متقی
ہو یا بزرگ یا بادشاہ امیر ہو یا نواب راجہ ہو یا معزز عمری ہو یا جمعی یا قریشی
اہل علم و عبادت، فاروقی، عثمانی، طلحہ غیر فاطمی صاحب دولت
و جاہ و جمال والا کسی بھی غیر سید شخص سے سیدہ حسینیہ کا عقد نکاح
جائز روایت مفتی بہا مختار الفتاویٰ سرے سے منع دیا نہیں ہو سکتا۔
اور جو وہ سو برس سے مسلمان عالم کا اعتقادی عملی اجماع منعقد ہے۔

(جامع الخیرات ص ۲۵۵)

خلاصہ حیلہ کاذبہ

نکاح میں چونکہ کنو شرط ہے۔ اور یہ شرط عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور
سیدہ ام کلثوم میں مفقود ہے۔ کیونکہ سیدہ کا کنو فاطمی و قریشی و غیر غیر سید نہیں۔ اور
آج تک ایسے غیر کنو میں نکاح کے عدم جواز پر تمام امت کا اتفاق علمی و اعتقادی
ہے۔ لہذا ان دونوں کا نکاح سرے سے باطل ہے۔ اگرچہ لوگ اسے ثابت کرتے
ہیں۔ وہ ناجائز کو جائز قرار دینے والے ہیں۔

جواب اول

محدث ہزاروی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی یہ کسی طریقہ سے حضرت عمرؓ کی خطابت اور سیدہ ام کلثومؓ کے مابین منفقہ نکاح کو غلط اور باطل قرار دیا جائے۔ اسی مقصد کو ثابت کرنے کے لیے درمختار کی عبارت پیش کی گئی۔ لیکن درمختار کی عبارت کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہاں سیدہ ام کلثومؓ کے مابین نکاح کے جواز و عدم جواز کی بات ہو رہی ہے اور وہاں مطلق کفر کا ذکر ہے۔ درمختار کی عبارت کا اصل مقصد اور مفہوم محدث ہزاروی نے بیان کر کے یا اسے چھپا کر ایک قسم کی بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ صاحب درمختار بیان یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفر میں نکاح کرے۔ تو کیا ولی کو اس نکاح کے فسخ یا عدم فسخ کا اختیار ہے؟ اس میں علماء احناف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایسا نکاح ہوتا ہی نہیں۔ لہذا فسخ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور بعض اس کے انعقاد کو تسلیم کر کے ولی کو اختیار فسخ کا قول کرتے ہیں۔ درمختار کی مکمل عبارت یوں ہے۔

در مختار

وَ (يَهْتَمُّ) فِي خَيْرِ الْكُفْرِ بِعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا وَهُوَ
مَخْتَارٌ لِّلْفَتْوَى (لِإِسَاءِ الزَّمَانِ) فَلَا تَجْعَلُ طَلَقَةً
فَلَا تَأْتِيكَ حَتَّى تَكُونُ بِلَا رِضَاءٍ وَلِيٍّ بَعْدَ مَعْرِفَةِ آيَةِ
فَلْيَحْفَظْ - (در مختار جلد سوم ص ۵۶ - ۵۷)

مطبوعہ مصر باب الولی

ترجمہ: غیر کفر میں نکاح کے اصلاً عدم جواز پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اور فتویٰ کے لیے یہی مختار ہے۔ کیونکہ فسادِ ماز اس کی علت ہے

لہذا تین طلاقیں پانے والی کوئی عورت اپنے لیے یہ جائز دیکھے کہ نکاح رضامندی کے بغیر غیر کفر میں نکاح کرے۔ جبکہ ولی کو اس کے بغیر کفر میں نکاح کرنے کا علم ہو۔ اس کو منظور رکھنا چاہیے۔

توضیح

صاحب درمختار نے غیر کفر میں نکاح اصلاً ناجائز بتانے کے لیے ایک شرط لگائی۔ یعنی یہ کہ ایسا کرنے سے ولی راضی نہ ہو۔ اور محدث ہزاروی اس شرط کو اس سے منہم گریا۔ درمختار پر ماسیہ رد المحتار نے اس کی توضیح یوں کی ہے۔

رد المختار

(قَوْلُهُ بِعَدَمِ جَوَازِهِ أَصْلًا) هَذِهِ رِقَايَةُ الْمَسْنُونِ
عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَهَذَا إِذَا أَحَانَ لَهَا وَلِيُّهَا لَعْنَةُ
يَوْمِ قَبْلِ الْمَقْدُورِ فَلَا يَفِيضُ الرِّضَاءُ بَعْدَهُ دُبْعًا
وَأَمَّا إِذَا لَعْنَتُ لَهَا وَلِيُّهَا فَهِيَ صَوِّحَتْ نَافِدًا مُطْلَقًا
إِنْفَاقًا كَمَا بَيَّنَّا لِأَنَّ وَجْهَ عَدَمِ الصَّحَةِ عَلَى
هَذِهِ الرِّقَايَةِ دَفْعُ الظَّرَرِ عَنِ الْأَوْلِيَاءِ أَمَّا هِيَ
فَقَدْ رَضِيَتْ بِإِسْقَاطِ حَقِّهَا (فتح) قَوْلُهُ رَوَوْهُ
الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى) وَقَالَ شُعْبَةُ الْأَثَمَةِ وَهَذَا أَقْرَبُ
إِلَى الرِّضْيَانِ ط

رد المختار جلد سوم ص ۵۷ مطبوعہ مصر

ترجمہ: غیر کفر میں اصلاً عدم جواز کا قول یہ امام اعظم سے امام سن کی عتد ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو گا جب عورت کا ولی موجود ہو۔ اور اس کے نکاح کرنے سے قبل اس کی ناراضگی واضح ہو۔ لہذا نکاح

کے بعد اس کی رضامندی مفید نہ ہوگی۔ اور اگر اس عورت کا ولی ہی موجود نہیں۔
 تو چھوڑ کر نکاح صحیح ہے۔ نافذ اطلاق ہو گا۔ اور تہ تیغ طہر ہے۔ جیسا کہ آگے
 آئے گا۔ کیونکہ اس ملامت کے مطابق نکاح صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ تھی
 کہ ایسا کرنے سے ولی کو نقصان ہوتا ہے اور اس کا ولی کرنا ضروری ہے
 لیکن خود عورت کو میں نے اپنا نکاح حیر کفر میں کر دیا تو وہ اپنا حق
 ساقط کرنے پر راضی ہو گئی۔ جس لائق کے کہا۔ کہ مختار لغتوی قول میں اعتقاد
 کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

قارئین کرام! اور مختار اور اس کے ماخوذ النصار کی عبارت سے واضح ہوا کہ اگر
 کسی عورت کا ولی غیر کفر میں نکاح کرنے پر راضی ہو۔ یا اس عورت کا کوئی ولی ہی
 نہیں جسے غیر کفر میں نکاح کرنے سے ناراضگی کا احتمال ہو۔ تو ان دونوں صورتوں
 میں حیر کفر میں نکاح صحیح ملے اطلاق اور بالاتفاق نافذ ہو گا۔ مگر محدث ہزاروی اس
 متفقہ مسئلہ کو گول کر گیا۔ اور پھر کمال ڈھٹائی سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمنا کا ادھا
 حوالہ نقل کر کے اپنی حنفیت کی چادر تار پھینکی۔ مختصر یہ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا
 حضرت عمر بن الخطاب سے نکاح باطل تب ہوتا۔ کہ اس نکاح پر ولی راضی نہ
 ہوئے۔ اور پھر یہ ان کا حیر کفر میں از غرض نکاح کرنا متعین ہوتا۔ خدا کی قدرت اس
 نکاح میں یہ دونوں مفقود ہیں۔ یعنی کفر بھی موجود ہے اور ولی کی رضامندی بھی ساتھ ہے
 اور پھر ایسے نکاح کو باطل محض قرار دینا غلط باطل محض ہے۔

جواب دوم :

محدث ہزاروی نے کفر اور غیر کفر میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ کسی سیدہ کافر و قریشی
 ہاشمی اور علوی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم محدث ہزاروی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ احناف
 کی کئی کتابیں یہ دکھا دیں کہ سید زادی حنی حنیسی کا قریشی یا ہاشمی سے نکاح

ہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا کفر ایک نہیں۔ تو ہم بیس ہزار روپے سکرا کے الوقت
 بطور انعام پیش کریں گے۔ اور محدث ہزاروی کا مسلک حضور علی الشہ علیہ وسلم کے
 اس ارشاد کے بھی خلاف ہے۔ جس میں آپ نے قریش کو باہم کفر قرار دیا ہے۔
 کتب احناف سے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

بحر الرائق :

ثُمَّ الْقُرَيْشِيَّانِ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ مَا أَبَى قَعْلَ النَّضْرِ بْنِ
 حَكَّانَةَ فَمَنْ دُونَهُ وَمَنْ لَمْ يُكْسِبِ إِلَّا لَابَ فَوَقَّعَهُ
 فَهُوَ حَرَبِيٌّ عَدُوٌّ قُرَيْشِيٍّ وَالنَّضْرُ مَوْلَى الْعَبْدِ الثَّاقِ
 عَشَرَ لِلْيَمَنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاتَانِ مُحَمَّد
 بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ الْمَنَافِ بْنِ
 قُصَيٍّ بْنِ حِصْلَابِ بْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ
 بَنِي فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ حَكَّانَةَ
 اِقْتَصَرَ الْبَغَاوِيُّ فِي كَسْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدَنَانَ وَالْأَجْمَةِ الْأَرْبَعَةِ الْخُلَفَاءِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ لَا نَبِيَّ
 بَعْدَهُ إِلَى النَّضْرِ فَمَنْ دُونَهُ وَلَيْسَ فِيهِمْ هَاشِمِيٌّ
 إِلَّا هَلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَقَ الْعَبْدَ الْأَقْلَ لِلْيَمَنِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَّةً فَإِنَّهُ عَلَى بْنِ عَبْدِ الْمَطْلَبِ
 فَهُوَ مِنْ أَقْوَلِهِ هَاشِمِيٌّ وَأَمَّا الْبُؤَيْكِيُّ الصَّدِيقِيُّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ يُجْتَمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَبْدِ الثَّانِي وَهُوَ مَوْلَى قُرَيْشٍ فَإِنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ

۱۱ قریش کفار کا مطلب بھی یہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بائشی عورت
کسی قریشی غیر بائشی سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو اس کا نکاح رو نہیں ہوگا۔
اور اگر کسی عربی سے اس نے نکاح کیا جو غیر قریشی ہو۔ تو اس کے
اولیاء کو رو کرنے کا حق ہے۔ جیسا کہ کسی عربی عورت کا کسی عجمی سے
نکاح کرنے پر امتیازِ روف ہے۔ اس مسئلہ لال کی وجہ یہ ہے کہ سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی حضرت عثمان
سے کی تھی۔ حالانکہ جناب عثمان اموی ہیں بائشی نہیں۔ اور علی المرتضیٰ
نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد عمر بن الخطاب سے کیا تھا۔ حالانکہ
وہ مدوی ہیں بائشی نہیں۔

البدائع والصنائع

قَرَشِيٌّ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ
أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ حَتَّى وَفِيهِ لَبَقِيَّةٌ بِقِيَّةٍ وَالْمَوَالِجُ
بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ تَحْبِلُ بِرَحْبَلٍ لِأَنَّ التَّفَانَةَ
وَالْتَّعْيِيرَ يَتَعَمَّانِ بِالْأَنْسَابِ فَتَلْعَقُ نَيْيَصَةً بِدِنَاةٍ
الَّتِي تَتَعَيَّرُ فِيهِ الْكُفَّاءَةُ فَقَرَشِيٌّ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ
لِبَعْضٍ عَلَى اخْتِلَافٍ قَبَائِلُهُمْ حَتَّى يَكُونَ الْقَرَشِيُّ
الْحَدِيثُ لَكِنَّ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ كَالْيَتِيمِ وَالْأَمَوِيِّ وَالْعَدَوِيِّ
وَالْحَسِيِّ إِذَا كَانَ كَفَاءً لِلْهَاشِمِيِّ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَرَشِيٌّ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ وَقَرَشِيٌّ تَشْتَبِلُ
عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَالْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ لِبَعْضٍ
بِالنَّصِّ وَلَا تَكُونُ الْعَرَبُ كَفَاءً لِقَرَشِيٍّ لِفَضِيلَةِ قَرَشِيٍّ

عَلَى سَائِرِ الْعَرَبِ وَلِذَا لَكَ اخْتَصَصْتَ الْكُفَّاءَةَ بِهِمْ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْمَةُ مِنْ قَرَشِيٍّ
بِخِلَافٍ الْقَرَشِيُّ أَنَّهُ يَصْلَحُ كَفَاءً لِلْهَاشِمِيِّ وَإِنْ كَانَ
لِلْهَاشِمِيِّ مِنْ قَضِيَّةٍ مَا لَيْسَ بِالْقَرَشِيِّ لَكِنَّ الشَّرْعَ
أَسْقَطَ إِعْتِبَارَ ذَلِكَ الْفَضِيلَةِ فِي بَابِ النِّكَاحِ عَرَفْنَا
ذَلِكَ بِفَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْتِمَاعِ
صَحَابَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنْ عُثْمَانَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَمَوِيًّا لَا هَاشِمِيًّا وَرَوَّجَ
عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنَتَهُ مِنْ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ
يَكُنْ هَاشِمِيًّا بَلْ عَدَوِيًّا فَذَلِكَ أَنَّ الْكُفَّاءَةَ فِي
قَرَشِيٍّ لَا تُخْتَصَّ بِبَطْنٍ دُونَ بَطْنٍ۔

(البدائع والصنائع جلد دوم ص ۲۱۹ باب الكفاءة
مطبوعہ مصر)

ترجمہ: قریش ایک دوسرے کے اور عرب ایک دوسرے کے
کفو ہیں۔ قبیلہ قبیلہ کا کفو ہے۔ موالی مرد ایک دوسرے کے کفو
ہیں۔ کیونکہ جو بھڑ اور باعثِ شرم مرن سب ہوتا ہے۔ لہذا سب
کے ادنیٰ ہونے کی صورت میں نقص تصور ہوتا ہے۔ قریش باہم
مختلف قبائل ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ یہاں تک کہ وہ
قریشی جو بائشی نہیں جیسا کہ اموی اور مدوی وغیرہ بائشی کا کفو ہیں کیونکہ
خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اور قریش

میں بنی اشتم بھی شامل ہیں۔ اور عرب ایک دوسرے کے بائیں کھنڈ
 ہیں۔ عرب قریش کا کھنڈ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ قریش کو تمام عرب پر
 فضیلت حاصل ہے۔ اس کا لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تفصیل
 قریش کے لیے فرمائی۔ اور فرمایا۔ الا حرم من قریش۔ بخلاف قریشی کے
 کہ یہ ہاشمی کا کھنڈ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہاشمی میں کچھ ایسی فضیلت ہے جو قریش
 میں نہیں۔ لیکن شریعت شریف نے اس فضیلت کا امتبار نکاح میں سے
 ساقط کر دیا ہے۔ ہمیں اس کا پتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے
 ہوا۔ اور صحابہ کرام کے اجماع سے۔ کیونکہ مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کی شادی عثمان غنی سے کی تھی۔ حالانکہ
 وہ اموی تھے۔ ہاشمی نہ تھے اور علی المرتضیٰ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم
 کی شادی عمر بن الخطاب سے کی تھی۔ حالانکہ آپ ہاشمی تھے بلکہ موی تھے
 کہ قریش میں باہم کفالت ایک بطن یا دوسرے بطن کے ساتھ متعلق نہیں

لمحہ فکریہ:

تاریخ کرام! فقہ حنفی کی مشہور اور متداول کتب فتاویٰ کے عبارات آپ نے
 لاحظہ کیے۔ جن میں اس امر کی مزاحمت کی گئی ہے۔ کہ قریش (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بارہویں دادا ہیں۔) کی اولاد ہیں۔) وہ سب ایک دوسرے کا کھنڈ ہیں۔ ان
 میں ہاشمی، اموی، عذری وغیرہ سبھی داخل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور
 آپ کے عمل شریف سے یہ کفالت ثابت ہے۔ اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور
 عمل رہا ہے۔ لیکن محدث ہزاروی حسی حسینی سید زادی کو قریش کا کھنڈ نہیں اٹھا
 اس طرح اس نے نہ صرف منہیت بلکہ اجماع صحابہ اور علی و قول رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے۔ اور بڑے دعوے سے کہا کہ حسی حسینی سیو

کی شادی کی غیر سید سے پاس ہے وہ کوئی ہو بالکل باطل ہے۔ اور اس بطلان پر علی اور
 اعتقاد ہی اجماع پلا آ رہا ہے۔ کہاں یہ محدث ہزاروی کی بڑھا اور کہاں حقیقت حال
 تمام احناف نے قریش کے باہم کھنڈ ہونے کی مثال وہ مشہور واقعہ پیش کیا جسے محدث
 ہزاروی باطل افسانہ کہہ رہا ہے۔ گویا اپنے فاسد نظریہ کو علی اور اعتقاد ہی اجماع کہا
 جا رہا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ خود اداس کے چیلے پانٹے اس پر متفق ہوں۔
 اور عمل بھی کرتے ہوں۔ لیکن احناف کا علی اور اعتقاد ہی اجماع یا صحابہ کرام کا اتفاق
 اس پر بالکل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر ہے۔ محدث ہزاروی نے جن عبارات کو
 اپنے مقصد کی تائید میں پیش کیا۔ ان میں کسی کے اندر مطلق کھنڈ کی بات اور کسی
 میں دوسرے اعتبارات کے پیش نظر وہ عبارت نکلی گئی۔ لیکن کمال چالاک سے
 ان عبارات کو اپنے مذموم نظریہ کے حق میں استعمال کیا۔ ہم ان عبارات کو
 من و عن نقل کر کے انہی کتابوں سے اس کے باطل نظریہ کی تردید پیش کرتے ہیں۔ حوالہ
 لاحظہ ہو۔

رد المحتار:

وَالْمَلَائِكَةُ أَرْبَعَةٌ عَلَّاهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ
 رَقُولُهُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ أَشَارَ بِهِ إِلَى أَكْفَاءِ لَا تَفَاضَلُ
 وَبَيْنَمَا يَتَنَبَّهُونَ مِنَ الْمَاشِئِ وَالْمُتَوَفِّينَ وَالْمُتَيْقِنَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقِينَ
 وَغَيْرِهِمْ وَلِلَّهِ أَرْوَاحُ عَلَى وَهْوِهَا شَيْءٌ أَمْ كَلَّاهُمْ يَنْتُ
 فَاطِمَةُ لِحَمَرٍ

وَهُوَ عَدُوٌّ... وَالْعَاصِلُ أَنَّ كَمَا لَا يَتَّبِعُ
 التَّوَاتُ فِي قُرَيْشٍ حَتَّى أَنْ أَفْضَلَهُمْ بَنِي هَاشِمٍ أَكْفَاءُ
 لِحَمَرٍ مِّنْهُمْ رَدِّ الْمَحْتَارِ جِلْد سَوْم ۸۶۲۸۹ باب الكفائة

تو کچھ چاروں خلفاء قریشی ہیں۔ اس کی تفصیل بحوالہ اہل بیت ہے۔ قولہ بعضہم احکفاء لبعضہم اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ قریش میں باہم کوئی تفاضل نہیں۔ ہاشمی، نوفلی، تیمی، عدوی وغیرہ سب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ نے ہاشمی ہونے کے باوجود اپنا صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ الزہرا کا عقد عمر بن الخطاب سے کر دیا حالانکہ وہ عدوی کا ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قریش میں باہم تفاوت غیر معتبر ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے افضل ہاشمی کا دوسرا کوئی قریشی کفو ہے۔

فتاویٰ رضویہ: سوال ۱

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان مشرع تین مسائل ذیل میں براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشروٹ و متاد فرمائیں۔

۱۔ ایک عورت ہے جو سب سیدہ ہے۔ اس سے کسی شخص نے جنس نبایا سیدہ بنی نکاح کیا۔ تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں۔ ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

۲۔ عورت بالغہ جنس نبایا سیدہ ہے۔ بکرہ ہوا یا نیمبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جو نبی سیدہ نہیں ہے۔ نکاح کرے تو جائز ہو گا یا نہیں۔

۳۔ مرد غیر سیدہ نے سیدہ عورت سے نکاح کیا۔ اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد اس سے پیدا ہوگی۔ وہ سب سیدہ کہلائے گی یا نہیں۔

الجواب:

۱۔ ما شاء اللہ اسے کفر سے کیا ملا کہ کافر کہنے والوں کو تجدد اسلام چاہیے۔ کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو بطن پاک حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہی۔ عمر فاروقؓ کے

نکاح میں دیں۔ اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔ اور امیر المؤمنین عمرؓ سب سادات سے نہیں۔

۲۔ سیدہ عاتقہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے۔ تو جس کفو سے نکاح کرے گی جو جائز ہو گا۔ اگرچہ سیدہ ہو۔ مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا طوی یا عباسی اور اگر غیر کفو سے بے اجازت مردک ولی نکاح کرے گی۔ تو زہر ہو گا۔ جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل ٹیچان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

۳۔ جب باپ سیدہ ہوا تو لاد سیدہ نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد دوم باب الکفارة فی النکاح ص ۱۸۹ مسئلہ نمبر ۲) البناية فی شرح الہدایہ:

(حَقَرْتُ بَعْضُهُمْ كَقَاءٍ يَغْفِرُ مَنَّهُ) وَحَامِلُهُ أَنَّ هَاشِمِيًّا وَعَبْدَ شَمْسٍ وَالْمَطْلَبُ وَنُفْلٌ مُّمَرًّا وَلَا مُعَبَّدًا مَنَانُ بْنُ قَيْسٍ بْنُ كَلَابٍ بْنُ مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ فَأَلَا رُبْعَةً أَوْلَادًا حَبْدَرُ بْنُ سُلَيْمٍ وَاللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُثَمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ وَأُمُّوهُ مَنَسُوبٌ إِلَى أُمِّيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ بْنِ عَبْدِ مَنَانٍ وَابْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُنْسَبُ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَرَّةَ بْنِ كَعْبٍ وَحُسَيْرُ بْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَدُوٌّ يُنْسَبُ إِلَى عَدُوِّ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ وَهُوَ لَدَى سَادَاتٍ۔

(البناية فی شرح الہدایہ جلد ۱ ص ۱۸۹ فصل فی الکفارة)

قرجہما قریش باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اشتم، عبد شمس، مطلب، نوفل، سب عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے۔ لہذا چاروں خلفاء راشدین

حضور علیہ السلام کے دادا کی اولاد میں عثمان رضی اللہ عنہ امیر بن محمد بن عبد مناف کی نسبت سے اموی کہلائے۔ اور ابو جبر صدیق رضی اللہ عنہ تیم بن مرہ بن کعب کی نسبت کی وجہ سے بھی کہلائے۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عدی بن کعب بن ثوی بن غالب کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے عدوی ہیں۔ اور یہ سب سادات ہیں۔

قاری بن کرام آپ نے خود فرمایا کہ محدث ہزاروی نے جن حضرات اور ان کی تصانیف و فتاویٰ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ چونکہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے باہن کنوہ نہیں۔ لہذا ان علماء اور ان کے فتاویٰ کی روشنی میں ان کا نکاح من گھڑت افسانہ ہے۔ ان حضرات اور ان کی کتب فتاویٰ کے مزاح یہ سمجھا کہ قریش اور مدی، مدی، تمیمی وغیرہ ایک دوسرے کے کنوہ ہیں۔ اور یہ بھی سمجھا کہ خاندان بنی ہاشم کو اگرچہ دوسرے خاندانوں پر فضیلت ہے۔ لیکن نکاح کے معاملہ میں ان کی افضلیت کا اعتبار خود سرکار دو عالم علیہ السلام کے محل و ارشاد سے نہیں کیا گیا۔ اور ان تمام حضرات نے اس کی تائید میں بطور مثال سیدنا عمر بن الخطاب اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو پیش کیا۔ مگر باہن فتاویٰ کا سہارا لے کر ان دونوں کے نکاح کو افسانہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس نکاح کو ان حضرات نے بطور غور و تہ مشق کیا۔ درمختار اس کا ماحشہ درالمنار اور فتاویٰ رضویہ تمام نے مستند کنوہ میں اس نکاح کو بیان کر کے گویا محدث ہزاروی کی رافضیت پر مہر ثبت کر دی۔ لہذا ان کی کتب کے حوالہ دات نے اس کا بنایا ہوا گھر تباہ کر دیا۔ ان کے علاوہ ابن حجر مکی کی تصنیف صواعق محرقة سے محدث ہزاروی نے اپنے مزاہر پاسد لال کیا۔ وہ عبارت یوں تحریر کی گئی ہے۔

بیان ہوگا،
جامع الغرائب

اور امام ابن حجر مکی صواعق محرقة ص ۵۹ لکھتے ہیں کہ اسی کے تعلق فرماتے ہیں کہ اسی خصوصیت کا یہ نتیجہ ہے کہ کنوہ مطلب۔
فلا یحکم فی شریفہ ہاشمی غیر شریفین وقولہ لہم ان بنی ہاشم و المطلب احکامہ معملہ فیما عدا ہذہ الصورتہ کما بینتہ بمافیہ فی افتاد طویل مسطر فی الفتاویٰ یعنی پس شریف یعنی سیدہ حسینیہ سید العالمین کی بیٹی کا کوئی غیر سید ہرگز کنوہ نہیں ہے۔ بلکہ اور کوئی ہاشمی بھی کنوہ نہیں ہے۔ بلکہ سیدہ حسینیہ نہ ہو۔ اور فقہاء محدثین کا وہ قول کہ ہاشمی مطلبی باہم برابر ہیں کامل و مقام نکاح میں کفایت نہیں۔ بلکہ اس کے سوا دوسری صورتوں میں ہے مثلاً اخذ زکوٰۃ و صدقات وغیرہ میں برابر ہیں کہ ایک گز قرابت بہتہ بنی ہاشم کو قریش اور غیر قریش سے زائد ہے۔ مگر سادات کے ساتھ ہم کنوہ نہیں۔
(جامع الخیرات ص ۱۴۲ خود ہزاروی)

جواب اقول:

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ کی عبارت سے محدث ہزاروی نے جو اپنا غلط مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی۔ عبارت اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ ابن حجر مکی نے شریف ہاشمی کہا۔ جس کا معنی کوئی ہاشمی عورت ہے۔ لیکن حسینیہ سیدہ مراد لینا راصل

نبی اکرم کو اولاد خاتون جنت میں مقید کر دینا ہے۔ اور ابن عمر کی کاراواہ قطعاً نہیں ہے۔
 علاوہ انہی ابن عمر کی کاراواہ محدث ہزاروی کو بایں وجہ بھی مفید نہیں۔ کہ وہ اپنے
 آپ کو حنفی کہتا ہے۔ اس لیے کسی حنفی الشرب مجتہد یا مفتی کا قول پیش کرتا۔ یا کوئی
 حدیث نبوی پیش کرتا لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تمام فقہائے احناف کے
 ارشادات میں ایک قول بھی وہ اپنی تائید میں پیش نہیں کر سکتا بصورت دیگر منہ مانگا
 انعام دیا جائے گا۔ اگر اس قول کو مان لیا جائے۔ کہ سیدہ حسنینہ کسی غیر سیدہ کا کفو
 نہیں بنتی تو یہ قول حدیث مریدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے کیونکہ نبی
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش بغض ہے لکن قریش بعض
 بعض کے کفو ہیں جیسا کہ ابھی اس کی بحث تفصیل سے گزر چکی ہے۔ لہذا اس حدیث مریدہ کے
 مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے کفو ہو سکتے کیونکہ وہ دونوں
 قریش میں داخل ہیں۔

جواب دوم

یہی ابن عمر کی رحمت اللہ علیہ کہ جن پر محدث ہزاروی کو اعتماد ہے۔ اپنی اسی کتاب
 میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام کلثوم بنت خاتمہ الزہراء رضی اللہ عنہا
 کا باہم نکاح ہونا بیان کرتے ہیں۔ گریہ جھوٹا افسانہ نہیں حقیقت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صواعق محرقہ

وفي رواية اخرجهما البيهقي والدارقطني بسند
 رجاله من اعيان اهل البيت ان علياً هزل يئساً
 لولد ابيه جعفر فلقية عمر رضي الله تعالى عنهما
 فقال له يا ابا الحسن انك لا تجد ابنتك ام كلثوم بنت
 خاتمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال

فدحمتك لئلا تلد اخي جعفر فقال عمر ائله والله
 ما على وجه الارض من يرصد من حسن صحتها ما
 ارصد فانك تحي يا ابا الحسن فقال قد انكمتما
 فعاد عمر الى مجلسه بالروضه فجلس المهاجرين
 والاقصاري فقال هتفوني قالوا يمن يا امير المؤمنين
 قال يام كلثوم بدت على واخذت يديك انت
 سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كل صديق
 او سبي او نسب ينقطع يوم القيامة الا صديق
 وسبي وكسبي وانك كان لي صعبه فاحببت
 ان يكون لي معها سبي وبه الحديث الروي
 من طريق اهل البيت يزيد اذ التّعجب من انكار
 جماعة من جهلك اهل البيت في ان من تنكروا
 عمر يام كلثوم لكون لا عجب لان اولئك لم يظنوا
 العلماء ومع ذلك استمر لي على عقولهم جملته
 الرافض فادخلوا فيها ذلك فقلد وهو فقيه
 وما دروا انه عين الكذب ومكابرة للحسن
 راد من مآثر العلماء وطالك كذب الاخبار والسنان
 علياً ضرورة انك علياً زوجه لك وان انكار ذلك
 جهل وعناد ومكابرة للحسن وخيال في العقل
 وقساة في الدين وفي رواية للبيهقي ان عمر
 لما قال فاحببت ان يكون لي من رسول الله صلى الله

عليه وسلم سَمِعَ وَ تَسَبَّ قَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ زَوْجًا
عَمَّا كَمَا قَتَلَا هُمَا زَوْجًا مِنَ النَّسَاءِ تَخْتَارُ لِنَفْسِكَ
قَعَامٌ عَلَيَّ مُنْضَبًا قَامَسَكَ الْحَسَنُ ثَوْبَهُ وَقَالَ
لَا صَبْرَ عَلَيَّ مَجْرَانِكَ يَا أَبَتَاهُ قَدْ زَوَّجَاهُ

(صواعق معرقہ ص ۵۶-۵۷) الفصل الاول فی اوقایا اور ذمہ منہم قریب فائز

ترجمہ: اکابر اہل سنت کی سند سے امام بیہقی اور دارقطنی نے روایت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادیوں کے لیے یہ طے کر لیا تھا کہ انہیں اپنے بھائی جعفر کی اولاد کے لیے رشتہ میں دیں گے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا: اسے ابو الحسن! اپنی بیٹی ام کلثوم میرے نکاح میں دے دیں۔ جو سیّدہ فاطمہ بنت جنت کی صاحبزادی ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمادیا میں نے اپنی بیٹیوں کو اپنے بھائی جعفر کے بیٹوں کے لیے زوجیت میں دینا طے کر لیا ہے۔ لیکن کہ حضرت عمر بڑے خدا کی قسم! روئے زمین پر میرے بغیر کوئی دوسرا ایسا نہیں جو ان کے ساتھ حسن سلوک کر سکے۔ لہذا آپ مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا: اچھا جلدی میں نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب باغ میں بیٹھے انصار و مہاجرین کی طرف تشریف لائے اور فرمایا: مجھے مبارک باد دو۔ کہنے لگے: کس چیز کی ہمنیت دیں؟ فرمایا: ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے شادی کی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا: یہ قیامت کے دن میرے حسب و نسب کے سوا سب حسب و نسب منقطع ہو جائیں گے، مجھے آپ

علیؑ اور علیؑ کے لیے کمال کی محبت تو حامل ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ حسب و نسب کا بھی تعلق ہو جائے۔ یہ حدیث پاک جو اہل بیت کے طریق سے مروی ہے۔ ان جیلا کے تعجب کو اور بھی بڑھا دے گی۔ جو ہمارے زمانہ میں اہل بیت رسول ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن سیّدہ ام کلثوم کا حضرت عمر سے نکاح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ان جیلوں کا علماء سے میل جول نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دل و دماغ پر باہل و فتنی سواریاں۔ انہوں نے ان جیلوں کے عقائد میں یہ بات بھی داخل کر دی۔ اور یہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ اور انہیں یہ پتہ نہ چلا کہ یہ بات سراسر جھوٹ اور مکارہ ہے۔ کہ یہ نہ تو جو شخص علماء کرام سے میل جول رکھتا ہو۔ اور اسے دین دار لوگوں کی کتب کا مطالعہ کرتا ہو۔ وہ لازماً یہ جان لے گا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا تھا۔ اور اس کا انکار جہالت و عناد مکارہ و حسد و بغض کا نقص اور دین کا فساد ہے۔ امام بیہقی کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بھی حضور علیؑ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسب و نسب قائم ہو جائے۔ تو علی المرتضیٰ نے حسنین سے کہا کہ تم اپنی بہن کی شادی ان سے کر دو۔ وہ دونوں بڑے ابا جان۔ بن محمد مختار رہے۔ لیکن علی المرتضیٰ غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے امام حسن نے آپ کا کپڑا پکڑ کر روک لیا۔ اور عرض کیا: آپ کی ناراضگی اور اٹھ کھڑے ہونے کا مدد ہمیں برداشت نہیں ہوگا۔ اس کے بعد دونوں صاحبزادوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ام کلثوم کی شادی کر دی۔

ملحہ فکریہ ۱

مواہق محدثہ کی مذکورہ عبارت سے محدث ہزاروی کے تمام استدلالات و کلام کا
ڈھیر بن گئے۔ وہ بڑے خود یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ سیدہ حسنیٰ حسینی کا کفو ہاشمی بھی نہیں
ہو سکتا۔ تو مددوی، لفظی اور قریشی کیونکر ہو گا؟ اور اس کفایت کی نسبت اس نے ابن حجر
مکی کی طرف کی تھی۔ ابن حجر مکی نے ہی وہ مسئلہ جس کے بطلان پر محدث ہزاروی بڑے عمری
کیے بیٹھا ہے۔ اسے ایسی شدت اور وضاحت سے ثابت کیا۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے
بجز تسلیم اور کوئی چارہ نہیں کہ جو نکاح ام کلثوم با عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے اثبات
کی روایت کے تمام راوی "اہل بیت" ہیں کیا ان روایات کا اہل بیت کو محدث ہزاروی
والا مسئلہ بھی یاد نہ تھا اور انہیں اس نکاح کے بطلان کا علم نہ تھا؟ بلکہ کیا علی المرتضیٰ خود نہیں کہیں
کہ عمر بن الخطاب اور ام کلثوم کے باہم کفو کی مخالفت کا علم نہ تھا؟ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر مکی
نے اس نکاح کے انکار کرنے والوں کو جاہل علماء سے بیگانہ، رافضیوں کے چیلے پانٹے
پرے درے کے جھوٹے، عنادوی اور عقل و دین کے فساد کی کہا ہے۔ ایسی سخت تردید
کے ہوتے ہوئے پھر یہ کہنا کہ ابن حجر کے نزدیک ہاشمی اور بنی فاطمہ باہم کفو نہیں۔
کس قدر دروغ ہے۔ ہاں ابن حجر کی گزشتہ عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ
بنی فاطمہ کی تفصیلات کسی دوسرے ہاشمی قریشی وغیرہ کو حاصل نہیں۔ بہر حال سیدہ ام کلثوم
رضی اللہ عنہا اولاد و عاتقون حبشتا ہوتے ہوئے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کی باہم کفو رہیں۔ اور یہ نکاح حیر کفو میں نہیں ہوا۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ
بنی فاطمہ اور ہاشمی باہم کفو نہیں۔ لیکن حیر کفو میں اگر عورت کے ولی نکاح کرنے پر ہاشمی
ہوں۔ تو فقہ حنفی میں یہ نکاح درست ہو گا۔ لہذا سیدہ ام کلثوم کا نکاح جب ان کے
باپ علی المرتضیٰ ان کے بھائی حسین کو بین کی مرضی سے ہوا۔ تو پھر اس نکاح کے جواز
میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ولی کا حیر کفو میں اپنی نابالغہ کا نکاح کر دینا اس کا جواز خود

محدث ہزاروی کی تسلیم کرنا ہے۔ جیسے کہ وہی ہم جامع الخیرات کی عبارت پیش کرتے ہیں
لیکن اس کے ضمن میں محدث ہزاروی نے ابن ہمام کا نام استعمال کرتے ہوئے صلح ام کلثوم
کے عدم جواز کی گزشتہ کی ہے۔

بیان چہارم

نکاح ام کلثوم کے عدم جواز پر ابن ہمام کا نام استعمال
کرنے کی ناکام کوشش
جامع الخیرات:

چنانچہ علامہ محقق ابن الہمام نے کرامات ترمذی سے ہیں۔ فتح القدیر کتاب النکاح
ص ۶۴ مطبوعہ مصر میں تصریح فرمائی ہے۔ الموجب ہوا استنفاص اہل العرف فیدور
مرد فتح القدیر۔ ہم کفو دوم سر نہ ہوئے کا عار و بناؤ موجب و باعث کیا ہے۔
اہل عرف میں عار و ناگاری کا پایا جانا جہاں ہو کفو نہیں۔ یعنی اولیاء زن سے کل یا بعض کو
یا خود عورت کو جہاں عقد ہوتے میں عار و شرم لاحق ہو۔ ان کی امانت و ایذا و نقصان و تحقیر کا
موجب اہل عرف کفایت نہیں اور حیر کفو میں صلح سر سے سے۔ منعقد ہی نہیں ہوتا پس
جہاں یعنی عورت اور اولیاء کو عار و استنفاص ہوا و عرف عام میں ان کے ایذا و امانت
کا باعث و موجب ہو۔ وہاں کفایت نہیں اور نکاح منعقد ہو گا چاہے اس شخص میں علم و
تقویٰ یا دیباہت و دولت و مال و عزت و سلطنت و شہرت وغیرہ ہزار باساباب بظاہر
ہوں۔ چنانچہ فتح القدیر اور یرینا وغیرہ میں ہے۔ و دشمنانہیں ہے۔ العجی لایکون
حکفو اللعربیۃ و لو کان العجی عالما و سلطانا و ہوا لا صحیح
فتح عن الیمنابیح۔ احیاء الادب بلادہ جمعہ کا کوئی شخص چاہے کتنا بڑا ہو
کسی عربیہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا۔ چاہے عالم ہو یا بادشاہ اور مذہب سنی حنفی کا حسب

زیادہ تحقیق اور صحیح تر قول یہی ہے۔ اب اگر وہ ایمان علم نقل ادب کے کوئی ملاوہ ہے تو عات
واقع طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ جب عمر بنی عورت کا کوئی شخص بھی ہزار ہا اسباب شہرت و عزت
کے باوجود کفو نہیں ہوتا۔ تو قریشیہ کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بالاتر درجہ ہے۔
اشیر کا اور اس سے بلند رتبہ ہے مطلبیہ کا اور اس سے اوپر ہے علویہ حضرت علی کی و بیٹی
جو اولاد فاطمہ سے زہرہ۔ صرف اس کی حضرت علی سے نسبت ہو۔ اور ان کے اہل
افضل و اشرف سیدہ فاطمہ زینب و حنینہ ہے۔ تو اس کا کوئی شخص غیر سیدہ کے باشد
ہرگز کفو نہیں۔ تو غیر کفو سے تو کسی عورت کا بھی نکاح اہل اہل راءنا منعقد ہی نہیں ہوتا۔ تو سیدہ
جو کہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے کسی غیر سیدہ کا نکاح کیونکر منعقد ہو سکتا ہے۔
(جامع الغیزت ص ۲۶۸ معتقد محمود ہزاروی)

جواب اول

محدث ہزاروی نے اس عبارت میں صاحب فتح القدیر ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ
کو مدح و تحقیر اور صاحب ترجیح کہا ہے۔ اسی اقرار کے ساتھ ان کی عبارت سے اپنا
مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ ابن الہمام کی مذکورہ عبارت سے محمود ہزاروی کا
جہالت بھرا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ لیکن اتنا ضرور ہو کہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت
کو باوثوق اور احناف کے متعلق اقوال میں ترجیح دینے والا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر واقعی
ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ محمود ہزاروی کے نزدیک ایسے ہی ہیں۔ تو پھر ان کا کفو کے بارے
میں قول بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ محدث ہزاروی کا نظریہ یہ ہے کہ سیدہ کا صرف سیدی
کفو ہو سکتا ہے۔ غیر سیدہ چاہے ہاشمی ہو یا علوی۔ اموی ہو یا عدوی ہرگز کفو نہیں لیکن
ابن الہمام کا نظریہ یہ نہیں۔ بلکہ وہ اموی اور عدوی و حنیہ کو بھی جو قریش کے مختلف
قبائل ہیں۔ ایک دوسرے کا کفو قرار دیتے ہیں۔ اسی فتح القدیر کی عبارت
ملاحظہ ہو۔

فتح القدیر مع حنایتہ:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ التَّغَاضُّلُ
فِي أَنْسَابٍ قُرَيْشِيٍّ فَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي أَنَّ
الْمُطَّلَبِيَّ أَكْفَأُ دُونَ غَيْرِهِمْ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمْ
قَالُوا وَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنُو
مِنْ عَثْمَانَ وَ هُوَ أَمْوِيُّ وَ زَوْجُ أُمِّ كَلثُومٍ مِنْ
عَمْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ هُوَ عَدَوِي - (فتح القدیر
جلد دوم ص ۲۲۱) فصل فی الکفایۃ مطبوعہ مصر

ترجمہ: قریش بعض بعض کے کفو ہیں۔ اس حدیث پاک میں اس بات کی
دلیل ہے کہ قریش کے نسب میں تناسل کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ لہذا
یہ حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر محبت ہے۔ کیونکہ ان کا مسلک یہ
ہے کہ ہاشمی اور مطلبی باہم کفو ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے قریش ان کے
کفو نہیں۔ علوانے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دو صاحبزادوں
کا عقد عثمان غنی سے کیا۔ حالانکہ عثمان غنی (ہاشمی مطلبی نہیں بلکہ) اموی ہیں
اور ام کلثوم کا نکاح عمر بن الخطاب سے کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر بھی (ہاشمی
مطلبی نہیں بلکہ) عدوی ہیں۔

قارئین کرام! جناب ابن الہمام نے صاف صاف بیان فرمایا کہ قریش میں سے عرب
و یمنی ہاشمی اور مطلبی باہم کفایت رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل قریش باہم کفو نہیں
لیکن احناف قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو تسلیم کرتے ہیں۔ اور احناف کے پاس
محمود علی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ جو ان کے مسلک کی تائید اور امام شافعی پر محبت کا کام
دیتی ہے۔ جب ابن الہمام قریش کے تمام قبائل کو باہم کفو ثابت کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ احناف

ظاہر کہ حنفی سیدہ اور علوی، اہل حق و باطل، اموی، عدوی و غیرہ تمام ایک دوسرے کے کفر ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے ابن ابی ہاشم نے حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ فرشتہ خاتون جنت کا نکاح ہونا بیان کیا۔ ابن ابی ہاشم اپنے مسلک کی تائید اس کی مثال سے پیش کریں۔ اور محمود ہزاروی ابن ابی ہاشم کا مسلک یہ بیان کرے۔ کہ ان کے نزدیک ام کلثوم کا عقد حضرت عمر بن الخطاب سے بوجہ عدم کفر جائز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ابن ابی ہاشم کیا کہہ رہے ہیں۔ اور محمود ہزاروی کس جہالت اور عناد میں پڑا ہوا ہے۔ اور پھر ابن ابی ہاشم کو محقق و صاحبِ ترمیم کہہ کر ان کی تحقیق و ترجیح سے صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اپنی حنفیت کا بھی ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

جواب دوم

مواقعِ عمر کی جارت کا اگر مفہوم وہی لیا جائے جو محدث ہزاروی نے بیان کیا۔ یعنی کوئی اہل حق و باطل، سیدہ زادی حنفی حسین کا کفر نہیں ہو سکتا۔ تو یہ اعناف کا مسلک نہیں۔ جیسا کہ کتبِ اعناف سے ہم اس بارے میں حقائق پیش کر چکے ہیں۔ لیکن غیر کفر ہونے کے باوجود محمود ہزاروی سیدہ ام کلثومؓ اور عمر بن الخطابؓ کے مابین ہونے والے نکاح کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ غیر کفر میں نکاح نہ ہونے کی علت اولیاد کا اعتراض اور بے عزتی ہے۔ اور اگر اولیاد خود وہ نکاح کر دیں۔ تو پھر عار و شرم نہ رہنے کی وجہ سے نکاح کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اس نکاح میں علی المرتضیٰؑ راضی، عمر و سیدہ ام کلثومؓ راضی اور ان کے دونوں بھائی حسن و حسینؑ راضی۔ یہی وجہ ہے کہ ابن ابی ہاشم نے بھی اس نکاح کے انعقاد پذیر ہونے کو بطور دلیل پیش کیا۔ لہذا محمود ہزاروی حنفی ہو کر کسی اپنے بزرگ کا فتویٰ نقل کرنا۔ لیکن وہ قیامت تک دخل سے لگا۔ اس لیے ہٹ دھرمی، جہالت اور عناد کو چھوڑ کر حقیقت کو تسلیم کر لینا

یہی بہتر ہوا کرتا ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

بیانِ نجم

محمود ہزاروی کا ایک اور پُر فریب استدلال

شرافتِ سادات

علامہ روست نہانی رضی اللہ عنہ اپنی عرب و عجم میں مقبول کن باب الشرف النبوی لای محمدؐ من ۲۰ پر ان امارتِ میر و نسو میں مریکہ کو ذکر فرماتے کے بعد تعریض فرماتے ہیں
فَلِهَذَا أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ وَ تَصَوُّفٌ صَرِيحَةٌ
قَدْ لَنَا عَلَى أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ أَفْضَلُ النَّاسِ حَسَبًا
وَ كِسْبًا وَ يَتَكَرَّرُ عَلَى هَذَا التَّعْمُّلُ لَا يَكُونُ قَوْلُهُمْ
فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَ يَمُوتُ صَرِيحٌ غَلِيظٌ
وَ أَحَدٌ مِنَ الْأَيَّامِ قَالَ الْبَاحِلُ الدِّينِ السِّيُوطِيُّ
فِي الْخَصَائِصِ وَ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ لَا يَكُونُ قَوْلُهُمْ فِي النِّكَاحِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ

(شرافتِ سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود

محدث ہزاروی حنفی)

ترجمہ: یہ امارتِ میر و نسو میں مریکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت تمام لوگوں سے باقیار حسب و نسب افضل ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اہل بیت کا کوئی دوسرا شخص کفر نہیں ہو سکتا۔ اور اسی کی تعریض بھی ایک ائمہ کرام نے کی ہے۔ علامہ ابوالادین السیوطی نے خصائص میں یہ ایک خاصیتِ رسول کریمؐ رضی اللہ عنہ کی

بیان کی ہے کہ کوئی انسان آپ کے اہل بیت کا گھر نہیں ہو سکتا۔

در شرافت سادات ص ۶۸ مصنفہ سید محمود ہزاروی

الحاصل، ام کلثوم کے متعلق نکاح کا تبرائی افسانہ شانِ مبارکہ اہل بیت اطہار کے قطعاً متافی گناہوں کی طوائف پر مشتمل ہے جس کی ایجاد کافی اور فروغ کافی جیسی نسب پر مبنی ہے۔ ایسی اقوال فرعیہ منافی ادب و عقول کا ذکر و ایراد بھی اہل بیت و اصحاب پر محال اللہ بے بنیاد الزام اور تہزیب ہے۔ (در شرافت سادات ص ۶۳)

جواب اول

علامہ راجس نہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت سے محمود ہزاروی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ سیدہ ام کلثوم اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب ہمارے کچلے جواب کے مطالعہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب محمود ہزاروی اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے تو کسی حنفی کی کتاب کی تحریر پیش کرتا۔ بہر حال علامہ راجس نہانی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا اعتقاد ہے۔ تو عبارت مذکورہ کے ساتھ والی عبارت ہم درج کر رہے ہیں۔ دونوں کو لحاظ کر کے، تارخین کرام خود فیصلہ کر لیں گے کہ حقیقت حال کیا ہے؟

الشرف الموبد لآل محمد صلی اللہ علیہ و

رومن غصا فصلہم رضی اللہ عنہم) اَنْ تَكُلْ فَيْسَبْ
وَحَسْبُ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلَا سَبِيْهُ وَنَسَبُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا وَرَدَ اَلَا فِي الْحَكِيْمِ
الصَّحِيْحِ وَتَقَدَّمَ فِي الْمَقْصِدِ اَلَا قَوْلِي وَصَحَّ اَنْ عُمَرُ
بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَبَ لِنَفْسِهِ اُمَّ كَلثُومَ
بِلَتْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ اَبْنِهَا عَلِيٍّ

ابن بيطالب ترم اللہ وحبہ فاعتل بصغرہا ویاثہ
حاجسہا یو لداغیہ جعتر قالخ علیہ عمر تتر
صعد المنبر فقال آتیہا التام و اللہ ما تمکنی
علی اذ لجاج علی علی فی ابنتہ الا انی سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول کذلک سبب و نسب
و صغر ینقطع یوم القیامہ الا سببی و نسبی
و صغری فامر بہا علی فزیذت و بعث بہا
الیہ فکما راہا قام و اجلسہا فی حجبہ
فقبلہا و دعا کما فلکما قامت اخذ بساقہا
و قال لہا حقولی لا ینک قد رضیت فلکما
جاءت قال لہا ما قال لک حد کثرت لہ جمیعاً
ما فعلک و ما قالہ فانکحہا ایتاہ

خوگدت لہ زید امانت رجلا۔ مترجم ص ۱۹۳

(الشرف الموبد لآل محمد ص ۳۹ مصری)

ترجمہ ان کے غصائیں میں سے یہ بھی ہے کہ ہر سبب و نسب اور
مہر و ناست کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و سبب اور صبر
کے سوا منقطع ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔
اور مقصد اول میں گزر چکا ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے علی المرتضیٰ سے ان کی ماہجرانی ام کلثوم
کا رشتہ طلب کیا۔ علی المرتضیٰ نے کہا کہ ابھی یہ چھوٹی ہے۔ اور
وہ بچہ بھی اسے اپنے جانی جعفر کے بیٹے کو دینا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت امر کیا۔ پھر منبر پر چڑھ کر کہا۔ لوگو! اس کی قسم! مجھے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ پر امر اس بات نے کرایا۔ کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ہر حسب و نسب اور میرے سوا قیامت کو منقطع ہو جائے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ام کلثومؓ کو کہا۔ کہ عمر بن الخطاب کے پاس جاؤ۔ عمر بن الخطاب انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ اور انہیں گود میں لے لیا۔ انہیں چوما۔ اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر جب کھڑی ہوئیں۔ تو ان کی پٹلی کو قسام لیا۔ اور کہا اپنے ابا جان سے کہنا میں راضی ہوں۔ جب سیدہ علی المرتضیٰ کے پاس آئیں۔ تو عمر بن الخطاب کا پیغام پہنچا یا۔ اور قسام کہہ سنایا۔ اس پر علی المرتضیٰ نے ان کا نکاح کر دیا پھر ان سے زید نامی لڑکا پیدا ہوا۔ جو حرانی میں فوت ہوا۔

توضیح:

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ سیدہ ام کلثوم کا عمر بن الخطاب سے نکاح کا ثبوت اعادةیت سمیع سے ہے۔ اور علامہ نہانی نے اسے باوقار طریقہ سے ذکر کیا۔ اس سے علامہ نہانی کا اس عقد کے بارے میں نظریہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ لہذا وہ عبارت جو محمود ہزاروی نے پیش کی۔ اس سے مراد فائز ان قریش کو چھوڑ کر دوسرے تمام لوگ مراد ہیں۔ اگر یہ مراد نہ ہوتی۔ تو حضرت عمر بن الخطاب اور ام کلثومؓ کے مابین زوجیت کی تائید کی بجائے۔ ابطال کرتے۔ اور حدیث صحیح سے اس کی تصدیق نہ کرتے۔

جواب دوم:

علامہ نہانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرات اہل بیت کا عظمت و کرامت میں کوئی دوسرا کفر نہیں۔ یعنی ان کا ادب ان کی عظمت و احترام کی شریعت

فائز ان کو میسر نہیں۔ اسے محمود ہزاروی کے بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔
سیدت المسلمون:

اسی کتاب شرف المؤمن میں اس کے آگے فرمایا کہ سادات کرام کے آداب میں سے یہ بھی ہے۔ کہ اگر وہ کسی غیر سیدہ کو نکاح میں لائیں۔ اور پھر اس کو طلاق ہو گئی۔ یا وہ بربود ہو جائے۔ تو اس سے ہم نکاح کریں۔ کہ اس میں ایک گونہ بے ادبی ہے۔ (سیدت المسلمون ص ۹۸)

شرف المؤمن کے حوالے سے جو سند مذکورہ پیش کیا گیا۔ اس میں صاف صاف کہا گیا۔ کہ سیدہ کی منکوحہ عیب مطلقہ یا بربود ہو جائے۔ تو کسی غیر سیدہ کو اس سے نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور یہ اجتناب کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ بے ادبی کے پیش نظر ہے۔ یعنی یہاں کفر یا غیر کفر کا مسئلہ نہیں۔ اور اگر یہ مطلقہ یا بربود کسی غیر سیدہ سے نکاح کر لیتی ہے۔ تو ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی اس کے عدم جواز کا کائل نہیں بلکہ سب جواز پر متفق ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الشرح الموبد:

وَإِنْ لَا نَشْرَوْكَ لَكُمْ مُطْلَقَتًا أَوْ رَوْحَةً مَّاؤًا
عَنَّا فَكَيْفَ إِلَيْكَ لَا نَشْرَوْكَ بِشَرِيكَتِ إِلَّا أَنْ كَانَ
أَحَدُنَا يَعْرِفُ مِنْ نَفْسِهِ الْقُدْرَةَ عَلَى الْقِيَامِ
يُوجِبُ حَقَّهَا وَأَنْ يَعْمَلَ عَلَى رِضَا مَا فَلَا
يَشْرَوْكَ عَلَيْهَا وَلَا يَشْرِي وَلَا تَقْرُبُ عَلَيْهَا
فِي الْمَأْكَلِ وَالْمَلْبَسِ دُونَ قُدْرَتِنَا.....
عَلَيْنَا الْعَهْدُ أَنْ لَا نَشْرَوْكَ قَطُّ شَرِيكَتَ إِذْ
أَنْ كُنَّا نَعُدُّ أَنْفُسَنَا مِنْ خُدَائِهَا ذُنُوبًا بِضَعَةِ

من رسول الله صلى الله عليه وسلم فَمَنْ كَانَ يَكُنْ
نَفْسَهُ نَفْسًا قَلِيلًا وَيَعْتَقِدُ أَنَّهَ مَتَى حَرَجَ عَنْ
طَاعَتِهَا آتَى وَأَسَارَ فَلْيَنْتَوِجْ وَمَنْ لَا فَلَكَ
يَتَّبِعُ لَهُ ذَلِكَ (الشرف الموقد ص ۸۹-۹۰)

ترجمہ: سادات کرام میں یہ ہے کہ ان سے طلاق یا التے یا ان کی بیوہ سے ہم
شادی نہ کریں۔ اور اسی طرح کسی سید زادی سے نکاح کرنے میں بقتاب
کرنا چاہیئے۔ ان اگر کوئی شخص اپنے اندر اس بات کو پاتا ہے کہ وہ ان
سے شادی کر کے ان کے لائق ادب باتوں کا لحاظ کر سکے گا۔ اور ان کے
عز و شہرت کی پڑھل پیرا ہو سکے گا۔ اس قدرت کے ہوتے ہوتے پھر دوسرا
نکاح کرنا درست نہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ سیدہ سے اس وقت تک
نکاح نہ کریں۔ جب تک بیٹھا ہے میں اس بات کا یقین نہ کر لیں کہ ہمیں
ان کی قدرت نہ ملے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس
کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام بنائے رکھے۔ اور یہ اعتقاد
رکھے کہ میں نے جب بھی اس کے حکم میں ادھر ادھر جیل پہنچا دیا۔ تو نافرمان
اور گناہگار ہوں گا۔ تو ایسے شخص کو سیدہ سے شادی کر لینی چاہیئے۔ اور جسے
اپنے اوپر اعتبار نہ ہو۔ اس کے لیے شادی کرنا مناسب ہے۔

علامہ نہایت یہ عزت اللہ علیہ کا مسلک ان کی عبارت سے واضح ہو گیا۔ ان کے نزدیک
سیدہ کی مطلقہ یا بیکہ نکاح غیر سیدہ سے کرنا اور سیدہ سے ادب و احترام بہتر ہے کہ نہ کیا جائے
اور اگر کوئی شخص آداب بجا لائے پڑھ لکھ کر اس کے لیے نکاح درست ہے۔ دوسرے
یہ کہہ کر سیدہ سے طبع سیدہ کا نکاح بھی اسی ادب و احترام کے قاعدے کے ضمن میں
آئے گا۔ لیکن یاد رہے یہاں غیر سیدہ سے مراد وہ افراد ہیں جو خاندان قریش سے

تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن سیدہ کی سنی نہیں۔ ورنہ غیر سیدہ سے مراد اگر غیر قریش لیا جائے۔ تو
پھر کفر و بدعت کرنے کی صورت میں یہ نکاح اولیاد کی رہنمائی پر موقوف ہو گا۔ یہی فقہائے
احناف کا صحیح اور مفتی بہ قول ہے۔ علامہ نہایت نے آداب السادات کے ضمن میں
یہ مسئلہ بیان کیا۔ ان کے ہاں سادات کا اس قدر احترام کہ ان کی مطلقہ غیر سیدہ کا بھی ایسا
ہے۔ کیونکہ اس کی نسبت زوجیت سیدہ کی طرف ہو چکی۔ لیکن محمود ہزاروی کے ہاں سادات
کے ادب کا یہ عالم کہ ایک سیدہ ام کلثوم اس کے جانور نکاح کا بڑی شد و ذہب سے انکار کر رہی
ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جتنے ایام فاروق اعظم رضی
اللہ عنہ کے پاس بسر کیے۔ وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ غلام بدین حرام کاری کئے تھے۔ ان سے پیدا
ہونے والے زیادہ دررقیہ معاذ اللہ طلال نہ ہوئے۔ کیا آداب سادات کا یہی طریقہ ہے
اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جس طرح رافضی بہمت الہی بیت کے دعویٰ میں ان کی قرین کے
مترتب ہیں۔ اسی طرح محمود ہزاروی "آداب سادات" کے نام سے خود گستاخ
اور بے ادب اہل بیت کا کردار پیش کر رہا ہے۔ فاحتہار وایا وایا الایضار
محمود ہزاروی نے خلفائے راشدین سے بنی فاطمہ کو افضل کہہ کر جمہور اہل سنت
کے مسلک کے مخالفت کی

محمود ہزاروی نے ایک عقیدہ یہ لکھا ہے۔ کہ بنی فاطمہ کا ہر فرد خلفائے راشدین
سے افضل ہے۔ یہ اس کا معنوی عقیدہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا لاکھ بار سننے والا
یہ عقیدہ ہے۔ کرامت محمدیہ میں سب سے افضل الہی بکران کے بعد محمد بنی الخطاب
ہیں۔ محمود ہزاروی نے اپنے بنیادی عقیدہ کے استدلال میں ایک لابیائی اور طبعی معتبر کتاب
۰۰ دستور الصغار کا حوالہ دیا جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خلفائے راشدین کے
جہاں فضائل و کمالات بیان ہوئے۔ وہ بنی فاطمہ کے علاوہ لوگوں پر ہیں۔ کیونکہ
بنی فاطمہ خلفائے راشدین سے افضل و اکمل ہیں۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔

السيف المسلول؛

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان ارجبوا مع محمد احق اہلبیتہ جو پہلے گزرا ہے۔ اس کی شہرت میں امام ابن جریر کی رحمتہ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اپنے اس فرمان سے تمام عالم کے لوگوں کو مخاطب فرما رہے ہیں۔ اور مراد یہ کسی چیز کے لیے اس پر مخالفت کرنا ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یعنی تم لوگ حضور کی رعایت و یادداشت رکھو۔ اہل بیت رسول کے ہر امر اور ہر معاملہ میں خلافت اذوہو ولا تفسدوہ پس معاملہ اس فرمان صدیق کا یہ ہے کہ کسی طرح بھی آل رسول کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ نہ اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرو نہ بے ادبی بے تعلقی سے پیش آؤ۔ کہ ان کا معاملہ خود ذات اقدس کا معاملہ ہے۔ اور دوسرے بیان کتاب و سنت و آثار چنانچہ دستور العلماء جلیلہ میں ۸ مطبوعہ حیدرآباد پر مرقوم ہے۔ و اعلو ان افضلیۃ الخلفاء الاربعۃ منصوصۃ بمساعدۃ بنی فاطمۃ۔ جان لو کہ افضلیت خلفائے اربعہ بنی فاطمہ کے سوا سے خاص ہے یعنی غیر بنی فاطمہ کے ساتھ متعلق و مخصوص ہے۔ (البین المسلول ص ۶۶ تا ۶۷ حضرت محمد بن ابی ذر)

پوری امت پر صدیق اکبر و فاروق کی افضلیت اجماعی قطعی ہے

جواب؛ محمود ہزاروی نے بدعتیہ گانہ ظاہر کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام کا غلط معنی تحریر کیا۔ اس جگہ کا درست مفہوم یہ ہے کہ لوگو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا آپ کی آل میں ضرور خیال رکھنا یعنی ان حضرات کی عزت کرنا کیونکہ ان کی نسبت میری طرف ہے۔ گویا اہل بیت کرام

کی عزت و تکریم، ادب و احترام کا پابند کیا گیا۔ اس بات کا افضلیت بنی فاطمہ سے اور وہ بھی خلفائے اربعہ پر کیا متعلق ہے؛ اور محمود ہزاروی نے فتح الباری کے حوالے سے یہاں جو پابندی کا یہی کی۔ کہ خلفائے راشدہ کی افضلیت بنی فاطمہ کے ماسوا کے ساتھ ہے۔ اس کا کوئی رابطہ نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد کو اذیت دینا اور بات ہے۔ اور ان کی خلفائے اربعہ پر افضلیت علیحدہ مسئلہ ہے۔ جمہور اہل سنت کا اس بارے میں یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی تمام امت محمدیہ کے افراد پر افضلیت ہے۔ اس اجماعی اتفاق عقیدہ کو ہم صرف دو مجددین کے الفاظ ہی بیان کر رہے ہیں۔ علامہ امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا قاری لوی کا عقیدہ فتاویٰ افریقہ؛

سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا۔ یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے۔ پھر فاروق اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان یعنی پھر مرتبہ علی رضی اللہ عنہم جمیع۔ جو چاروں کو برابر جانے وہ نئی ہیں۔ فتاویٰ افریقہ تصنیف امام اہل سنت فاضل برطانیہ ۱۶۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ لاہور

مجدد الساتھانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ
مکتوبات امام ربانی؛

اور فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔ لیکن دشمنان کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت نے جن میں ایک شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اس بات کو نقل کیا ہے کہ شیخ امام ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر

مدینہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر حضرت عمر کی فضیلت باقی امت پر گھٹی ہے۔ امام
ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں
اور آپ کے تابعداروں میں ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات بطریق توازن ثابت ہو
چکی ہے۔ کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر قدامت سے افضل ہیں، پھر فرماتے
ہیں کہ اس بات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اٹھی سے کچھ زیادہ آدمی روایت کرتے
ہیں۔ اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
رافضیوں کا بڑا کر سے یہ کیسے جاہل ہیں۔ اور بخاری نے ان سے روایت کی۔ اور فرمایا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
ہیں۔ پھر حضرت عمر پھر ایک اور شخص پھر ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے کہا کہ پھر جس فرمایا۔
کہ میں کو ایک مسلمان شخص ہوں۔ امام ذہبی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میٹھ کہا ہے۔
آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے۔
لوگوں پر فضیلت دیتے ہیں جس کو یہاں پاؤں گا کہ مجھے ان پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ
مغتری ہے۔ اور اس کی سزا بھی وہی ہوگی جو مغتری کی ہوتی ہے۔ اور دارقطنی نے ایسے
روایت کی ہے کہ میں کو میں دیکھوں کہ مجھے حضرت ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیتا ہے۔
تو میں اس کو اتنے کڑے لگا دوں گا۔ کہ جو مغتری کی سزا ہے۔ اور اس کی بہت سی
شائیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے سوا بہت سے صحابہ سے متواتر آئی ہیں۔
جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ میں سے ہے۔
کہتا ہے کہ میں نے نہیں کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں۔ کہ حضرت علی نے خود اپنے
اوپر ان کو فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں کبھی ان کو فضیلت نہ دیتا۔ مجھے یہ گنہ گاری ہے
کہ میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں یہ سب کچھ موافق محقر سے
لیا گیا..... اور جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینا فضول

سمجھے وہ ابو الفضل اور احمق ہے۔ وہ کیا محبوب، ابو الفضل ہے جو اہل حق کے اجماع
و فضول ہوتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی میں ہے۔ ۱۰ ملاحظہ فرمائیے فقرہ اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۱۲۹)
مکتوبات امام ربانی،

دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت مدینہ سے افضل جانے وہ
دو مال سے قالی نہیں یا وہ زمین محض ہے یا جاہل صرف چند سال ہوئے کہ
اس فقیر مجدد ملت ثانی اسے اس سے پہلے فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے
بار سے یہ ایک مکتوب آپ کی طرف لکھا تھا۔ پھر تمہیں کی بات ہے کہ اس کے
مطالعہ کے بعد بھی آپ اس قسم کی بات پسند کرتے ہیں کہ جو شخص حضرت امیر مصلیٰ کو حضرت
مدینہ اکبر سے افضل کہے۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکلی جاتا ہے۔ تو پھر
اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو افضل جانے اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے
کہ اگر کوئی مالک اپنے آپ کو نہیں کہتے سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کلمات
سے محروم ہے۔ سنت کا اجماع اس بات پر ہر چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد
حضرت مدینہ رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ وہ بڑا ہی احمق ہے جو اس
اجماع کے برخلاف ہے۔ (مکتوبات امام ربانی فقرہ اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۷۶)
محکمہ فکر دہلی،

ان دونوں مجدد و صاحبان کو محمود ہزاروی بھی مجدد و تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی
تعلیمات و ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ دار ہے۔ ہم نے ان فضیلت کے بارے
میں ان دونوں بزرگوں کے ارشادات نقل کیے۔ جس سے صاف صاف ظاہر کہ
سیدنا مدینہ اکبر رضی اللہ عنہ اور جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے علاوہ
دیگر تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اور ان کی فضیلت اہل سنت و جماعت کا جماعی
مسئلہ ہے۔ لیکن محمود ہزاروی کے نزدیک سید حسنی حسینی کو بھی جہان دولوں کی جہاں
ظفار راشدین سے افضل ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ جو کہ اجماع کے برخلاف ہے اس لیے
بقول مجدد ملت ثانی اس کا قابل بہت بڑا احمق ہے اور ابو الفضل ہے۔ اور بقول

علی حضرت وہ سنی نہیں۔ بات بھی درست ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات صحیحہ ایسی ملتی ہیں۔ جن میں آپ نے ابو بکر صدیق کی فضیلت کا اقرار کیا۔ اور اس کے برخلاف انہیں افضل قرار دینے والے کو آپ نے مفسر کی کہا۔ اور اس کے لیے مفسر کی منازجہ فرمائی۔ کہاں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کہاں ان کی اولاد جو بطین بول رہا ہے ہوئی جب علی المرتضیٰ جو سادات کے حقیقی باپ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو افضل نہیں کہتے۔ تو ان کی اولاد کو شیخین سے افضل قرار دینا واقعی حماقت و افتراء تھا ہے۔ محمود ہزاروی نے اس دوڑ میں تو شیعوں کو بھی بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ تو صرف بارہ ائمہ اہل بیت کو معصوم مانتے اور ان کی افضلیت کے قائل ہیں۔ لیکن یہ صاحب تو غیر معصوم کو بھی افضل کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ محمود ہزاروی بظاہر سنی پیروں کا بادہ اوڑھے ہوئے لیکن اندر سے اس میں فتنہ و سبائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ دفاختہر وایا اولی الودعی

ایک دھوکہ

محمود ہزاروی نے بار بار اپنی تحریر کے ذریعہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ملی۔ اسی لیے ان حضرات کو اولاد رسول بھی کہا جاتا ہے۔ کسی کا اولاد رسول ہونا یا ایسی نسبت ہے کہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اولاد رسول کا ہم مرتبہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا یعنی یہ نسبت امام حسن کا امام حسین کو اور دیگر سادات کرام کو حاصل ہے۔ لیکن ابو بکر و عمر و عثمان کو حاصل نہیں۔ لہذا یہ حضرات اولاد رسول کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے۔ خلفائے راشدین کی افضلیت والی روایات ان سادات کرام کے سوا دوسروں کی نسبت

ہیں۔ (دیلمدار سیف المسلول ص ۶۷)

جواب محمود ہزاروی غلط فہم اور دوسروں کو فریب دینا چاہتا ہے۔ وہ بات واضح ہے۔ کہ کسی میں جزوی فضیلت کا پایا جاتا اس کے فضل کلی کو مستلزم نہیں۔

بہت سے شواہد ایسے ہیں۔ جو فضل جزوی پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ان جزوی فضائل کے موصوف کو کلی فضیلت کسی نے بھی نہیں دی قرآن و حدیث میں اس کی کوئی ایک مثال موجود ہیں۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر قرار دیا۔ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرادی۔ اور جمع قرآن کے وقت جب دوسرے لوگوں سے دو گواہوں کے ہوتے ہوئے کسی آیت کے پیش نظر یہ نظر قائم کر لیا جائے۔ کہ وقت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہی کہہ دیتے کہ وہ آیت قرآن میں شامل کر لی جاتی اب اس جزوی فضیلت کے پیش نظر یہ نظر قائم کر لیا جائے۔ کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور سادات اہل بیت کرام سے افضل ہو گئے۔ کیونکہ ان میں کسی ایک کی گواہی دو کے برابر قرار نہیں دی گئی۔ تو اس افضلیت کو کون تسلیم کرے گا۔ اسی طرح حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضور نے اپنی امت کا امین فرمایا۔ تو مصفت امانت کی دوسرے وہ سب سے افضل ہیں۔ یہ لفظ قبول ہے۔ کچھ بھی معاملہ سادات کرام اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے جس میں کوہین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے آپ کے جسم اقدس کا ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ لیکن اس جزوی فضیلت کی بنا پر وہ ابو بکر صدیق سے افضل ہو جائیں۔ یہ مفروضہ درست نہیں۔ محمود ہزاروی نے اس قسم کے مسائل قطع برید کے ساتھ بکثرت مواقع محرقہ سے نقل کیے ہیں۔ ایک عبارت مواقع محرقہ کی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

و یقول یسیدہ ایضا ما حکاہ الخطابی عن بعض صلح محرقہ

مناخہ انہ کان یقول ابو بکر خیر و علی افضل

لکن قال بعضهم ان هذا تمیاض من القول انہ

لا معنی للخیرۃ الا الافضلیۃ فان ارید ان

خیرۃ ابو بکر من بعض الوجوہ و افضلۃ علی

من وجه اخر لم یکن ذالك من معمل الخلاف
ولم یکن الا صرف ذالك خاصا بابي بكر وعلى
بل ابو بكر و ابو عبیدہ مثلا یقال فیما ذالك
فان الامانة التي فی ابي عبیدہ و خصه بها صلی اللہ
علیہ وسلم لم یخص ابو بكر بمثلها فكان خیرا
من ابي بكر **هذا الوجه** والماصل ان
المفضل قد توجد فیہ مزیة بل فرایا
لا توجد فی الفاضل فان اراد الشیخ النبطی
ذالك فان ابا بكر افضل مطلقا لان علیا وجدت
فیہ مزایا لا توجد فی ابا بكر فکلامہ صحیح
والا فکلامہ فی غاية التماقت واما ما وقع فی
طبقات ابن السبکی الکبری عن بعض متاخرین
من تفضیل العسین من حیث انهما بضعه فلا
ینافی ذالك لما قد منا ان المفضل قد توجد
فیہ مزیة لیست فی الفاضل علی ان هذا تفضیل
لا یرجح کثرة الشواب بل لمنزید شرف ففی
ذات اولاده صلی اللہ علیہ وسلم من الشرف
مالیس فی ذات الشیخین و لکنهما اکثر ثوابا
واعظم نفعا للمسلمین۔

وصواعق مصرقة فصل اول باب ثالث

توجہ: خطابي نے اپنے بعض مشائخ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ
ابو بکر بہترین امت اور علی المرتضیٰ افضل الامت ہیں۔ لیکن بعض حضرات
نے اس قول کو گراہوا قول قرار دیا۔ یعنی خیریت کا معنی بھی افضلیت
ہی ہوتا ہے۔ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہتری بعض وجوہ سے اور علی المرتضیٰ
کی افضلیت دوسری وجوہ سے ہے۔ تو یہ عمل اختلاف نہیں۔ اور پھر
یہ معاملہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہ رہے گا۔ بلکہ
ابو بکر صدیق اور عبیدہ بن جراح کے بارے میں مثلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ
صفت امانت جو حضرت ابو عبیدہ میں پائی باقی ہے۔ جس کی تفصیل مکرار
دو عالم علی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے فرمائی۔ اس کی مثل ابو بکر صدیق
کے لیے تفصیل نہیں۔ لہذا ابو عبیدہ ان سے افضل ہو گئے۔ غلامیہ کہ
کبھی یوں ہوتا ہے۔ کہ جس شخص پر کسی دوسرے کو فضیلت دی جائے
اس میں کچھ خصوصیات ایسی ہوتی ہیں۔ جو افضل میں نہیں پائی جاتیں۔ اگر
خطابی کا اس قول سے یہی ارادہ ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلقاً افضل
ہیں علی المرتضیٰ میں بھی بعض جزوی خصوصیات ایسی موجود ہیں۔ جو ابو بکر
میں موجود نہیں (لیکن کلی فضل ابو بکر کو حاصل ہے) تو پھر اس کا کلام صحیح ہے
ورنہ اس میں گڑاؤں ہیں۔ اور طبقات کبریٰ السبکی میں بعض متاخرین
کا جو یہ قول منقول ہے۔ کہ امام حسن و حسین باعتبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسم اللہ جس کے ٹکڑے ٹکڑے کے افضل ہیں۔ تو یہ قول کوئی ہماری گزارشات کے
مناقض نہیں۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ کبھی غیر فاضل میں بعض خصوصیات
ایسی ہوتی ہیں۔ جو فاضل میں نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں یہ تفصیل ایسی نہیں جو
کثرت ثواب کا مرجع ہے۔ بلکہ اس کا مرجع زیادتی شرف ہے۔ پس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں واقعی وہ شرف ہے۔
جو یقین میں نہیں۔ لیکن ثواب کی کثرت اور مسلمانوں کے لیے الفتح ہونے
کے اعتبار سے یہ دونوں دشمنین افضل ہیں۔

خلاصہ کلام

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی راہ پر جواب دے رہے ہیں۔ جس میں محمود ہزاروی
گفتار ہے۔ یہیں تسلیم کہ اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے اعتبار سے
کوئی غیر ان حضرات کے مماثل و مقابل نہیں۔ لیکن یہ جزوی تفصیلت ہے۔ اور اس
کا تعلق ثواب اور مسلمانوں کی بھلائی سے نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ ایک صرف امام
کا مسلمان پیدا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں درجہ و مقام میں برابر ہوں۔
کیونکہ دونوں اولاد رسول ہیں۔ بلکہ اہل بیت اور ان کے پیروکار باہم منافع و کمالات
میں مساوی ہو جائیں۔ اور ہر سید زادی اپنے آپ کو خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی مثل
افضل بتانے اور سمجھنے لگے۔ آخر دونوں اولاد رسول تو ہیں۔ یہ عزابی کہاں سے پیدا ہوئی
صاف ظاہر کہ محمود ہزاروی کے نظریہ کو تسلیم کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ حضرت
ہزاروی اپنی حماقت کی وجہ سے قیم ل العلم بھی ہے۔ اور اسی حماقت نے اسے حضرت
اہل بیت کا توہین کرنے والا بھی بنا دیا۔ کیونکہ یہ و عرف بھی سمجھتا ہے۔ کہ میں جو
کچھ کہتا ہوں۔ وہی حق و سچ ہے۔ حالانکہ نفس و شیطان نے اسے دھوکہ میں رکھا۔ اور
اس کے برے اعمال و عقائد اسے پہلے کر کے دکھائے۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

محمود ہزاروی نے محبت اہل بیت نام سے اہلبیت کی توہین کی

السیف المسلول

بروایت عبید اللہ ابی رافع سوربن مخزوم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ان کو حضرت

امام حسن ابن علی بن ابی طالب نے پیغام بھیجا۔ کہ وہ اپنی لڑکی کا حضرت امام حسن سے نکاح
کر دیں۔ حضرت سوربن مخزوم نے جواب میں عرض کیا۔ خدا کی قسم کہ کوئی نسب اور رشتہ
ظالم و فاسد مجھے آپ سے بڑھ کر پسند اور پیارا نہیں۔ لیکن میں سعد و ہریر۔ کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ظالم میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔ مجھے شاق ہے۔ خوار ہے
شاق ہے۔ اور مجھے خوش ہے۔ ہوا ہے خوش ہے۔ اور آپ کے عقد میں ایک سیدہ
ہے۔ جو دختر فاطمہ علیہا السلام ہے۔ اگر آپ کو میں رشتہ دوں تو ضرور یہ امر ان کو
ناگوار و شاق ہوگا۔ تو یہی معذرت کہہ کے چلے گئے۔ (السیف المسلول ص ۹۹ صفحہ محمود ہزاروی)

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! محمود ہزاروی اس واقعہ قدرتی غفلت اور لادفاعیہ الزام بیان کر رہا ہے
اور بادی النظر سے ایک عام قاری بھی یہی سمجھے گا۔ لیکن اس اندھی محبت میں جو گل کھلائے
گئے۔ ان کی سرحدیں کفر سے قطعی ہیں۔ جناب سوربن مخزوم رضی اللہ عنہ کا امام حسن رضی
اللہ عنہ کے جواب میں بقول محمود ہزاروی یہ الفاظ کہنا کہ تمہارے گھر میں سیدہ
فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی دختر ہے۔ اس دختر فاطمہ زہراء سے اس کے حقیقی بھائی
اور فرزند ہر ایک کا رشتہ کیسا ہو گیا تھا۔ جب یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں۔
تو محرمات علیکم و آئمتکم و بناتکم و نسواتکم و اخواتکم و ائمتکم و بناتکم و نسواتکم
ان دونوں کو اس نکاح کی حرمت کا علم نہ تھا؟ اور نہ ہی سیدہ خاتون جنت نے
یا کسی دیگر فرد نے اس رشتہ کو روکا؟ یہ بناوٹی نکاح کسی عام آدمی کے تصور
میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن ہزارہ کے محدث اور محمود نامہ محمود نے اس کے ذریعہ محبت
اہل بیت کو اُجالا کر کیا۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ یہ شخص پر فریب شخصیت کا مالک اور بارہ
سنتیت میں ظاہر ہو کر رفض و سبائیت کی تعلیم پھیلا رہا ہے۔ اس نام نہاد سنی
مجموعہ نے منہنی اور شبہ باز ہیر کے عقائد و نظریات کے پیش نظر ۱۹۵۷ء میں

بحمد علماء کرام نے ایک اشتهار مرتب کیا جس میں ان تمام مفتیان کرام اور علماء اہل سنت نے اسے راضی قرار دیا۔ ہم آخر میں اس اشتهار کی مکمل عبارت ہدیہ قارئین و ناظرین کر رہے ہیں۔

مسلمانان اہل سنت والجماعت

خبردار رہیں

حامد او مصلیٰ مسلمانان اہل سنت والجماعت علاقہ حرملیاں و محافظات کو معلوم ہے کہ مولوی محمود شاہ صاحب ساکن حرملیاں جو اپنے آپ کو سنی حنفی اور پیہر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ کا غلیظ ظاہر کرتے ہیں۔ نے دو رسالے "السیف المسلول" اور "مقامع السینہ" چھاپے۔ جن میں بہت سے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف غیہ مذہب کے درج کر دیئے۔ اس پر مسلمانان علاقہ میں شدید انتشار اور بے چینی پیدا ہو گئی اور مولوی محمود شاہ نے اپنے پروردہ ڈالنے کے لیے جا بجا جلسے اور تقریریں کر کے ہمارے قابل احترام خطیب تاقی جن پیر صاحب جو متدین عالم اہل سنت والجماعت اور علاقہ قہر کے آباؤ اجداد سے تاقی چلے آ رہے ہیں کے خلاف کیمپس اچالنا شروع کر دیا۔ اور ان کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ چنانچہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو ایک معرکہ الارایہ مناظرہ مقرر ہو گیا۔ صلح بھر کے جلیل القدر علماء جن میں جناب مفتی ہزارہ مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ایبٹ آباد۔ و علامہ تاقی عبدالسببان صاحب کھلا بٹ حضرت تاقی محمد علی صاحب دہشیل۔ مولانا غلیظ الرحمن صاحب مدرس حسن المدارس مولانا عبد الرؤف صاحب شیخ الحدیث چکھر شرلیہ جناب تاقی محمد اسلم صاحب مستمدر سہ نور پور ڈھینڈہ۔

مولانا عزیز الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد شیراز اہری پوری صوفی عبدالقدوس صاحب ملکن مولانا مفتی الرحمن صاحب ٹھنڈہ چوہدری حضرت تاقی محمد عبدالواحد صاحب مولوی محمد اکبر خاں صاحب رجویہ مولوی میر زمان خان حاجیہ مولوی غلام جیلانی خطیب بیٹری بانڈی مولوی حماد الدین صاحب چمکرا اور مقامی اہل سنت کے دفتر دار النران پولیس اور علاقہ بھر کے عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ علماء نے بالاتفاق اپنی شرعی عدالت کا صدر علامہ عبدالسببان صاحب کھلا بٹ کی مقرر کیا جب مولوی محمود شاہ مناظرہ کے لیے نہ آئے۔ تو صاحب صدر نے شرعی تحریری نوٹس جاری کر دیا۔ اور علاقہ کے معززین کا ایک وفد بھیجا گیا مگر مولوی محمود شاہ نے مناظرہ کے لیے آنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر علمائے کرام کی متفقہ تائید سے صاحب صدر نے مولوی محمود شاہ کا مناظرہ سے شرمناک قرار ہو جانے کے بعد خرمی فیصلہ فرما دیا۔ کہ محمود شاہ کے بعد اگلے مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔

اب ۲۲ نومبر ۱۹۵۵ء کو پیر محمود شاہ نے ایک پوچی اشتهار بنام مولوی محمد اسحاق راوی پٹنڈی چھاپا پورا انتشار پیدا کر دیا ہے جس میں منفقہ فیصلہ علمائے اہل سنت والجماعت لکھ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ جمہور علمائے اہل سنت والجماعت مغربی پاکستان کا متفقہ فتویٰ کہ مصنف "السیف المسلول" محمود شاہ شیعہ لافضی ہے۔ شائع کر دیا جائے جو نہ صرف علمائے کرام کے مفصل فتوے اشتهار میں نہیں آ سکتے۔ جو انشاء اللہ العزیز مع اسفوات لغتہ محمودیہ جوابات الگ کتاب کی شکل میں شائع کریں گے۔ بلکہ فعل غلامہ بات پر اکتفا ہے۔ خلاصہ فتویٰ: علامہ حضرت مولانا محمد رضا غلام محمد شمس پاکستان مفتی محمد امین صاحب جامعہ رضویہ لاہور نے محمود شاہ ایک گروہ آدمی ہے۔ مذہب اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اہل سنت کا بائیس ہیں کر دھوکہ

دے رہا ہے۔ اس کے محو و فریب کے جال میں نہ پھنسیں۔ اس کی تقریریں، تحریریں ہرگز نہ لیں۔ یہ گمراہ اپنے کو سنی ظاہر کر کے تشیع و فطش کی اشاعت کر رہا ہے۔ میں نے یہ رسالہ "السیف المسلول" نہ مذہب اہل سنت والجماعت کی مخالفت میں لکھا ہے۔ اس نے وہی ام کلثوم بنت قاطرہ الزہراءؓ کا حضرت عمرؓ سے نکاح کا انکار کر کے جمہور اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ جو وہ بھی صدی کا یہ محمود قریشی کو سادات کا گروہ نہیں اٹاتا۔ اس نے فطش کی تفصیل سے بنی فاطمہ کو مستثنیٰ قرار دے کر مذہب اہل سنت کی مخالفت کی ہے۔

اس بنی فاطمہ سے قیامت تک سادات لیے ہیں۔ پس ظاہر ہے اس کے نزدیک ابو بکرؓ و عمرؓ اس محمود سے نہیں۔ پرشیدہ را فضیول کا فضل خواہ ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا دشمن ہے۔ اس کا فتنہ بڑا فتنہ ہے۔ **قصہ یق** منصور حسین شاہ مدرس جامعہ رضویہ مولانا ابوالدین جہاںگیر رضویہ مولانا ابو حامد محمد ضیف جہاںگیر مولانا ابوالشہ محمد عبدالقادر جہاںگیر رضویہ مافلا احسان الحق قادری مدرس جامعہ رضویہ میں اہل سنت والجماعت کا اونے خوشہ چین ہوں۔ اور ہر اہل سنت کے مخالف ہوتا ہوں۔ حضرت مولانا صاحب النبی صاحب آستانہ عالیہ غوثیہ گورڈہ مشرفین خلاصہ فتویٰ حضرت مولانا محمد ہار الدین صاحب مدرسہ مدرسہ لکھنؤ نے لکھا ہے کہ "کتاب السیف المسلول" میں اہل بیت کی عظمت کو عقائد تشیع و فطش کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت دی گئی ہے۔ اور عقائد اہل سنت کی فطش ثابت کرنے کی سب سے مٹرو دک گئی ہے۔ اپنے کو امام اہل سنت و مفتی اسلام کہہ کر عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی طرح ڈالی گئی ہے۔ اس میں مدرسہ بعض عقائد اہل سنت کے مرتکب غلط ہیں۔ خلاصہ اہل بیت کا حقیقی معنوں میں منقرض الطاعت ہو تا ہے کہ جزو شے کل کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اولاد فاطمہ خفائے راشدین سے مطلقاً انفصل اور

اہل بیت سے کسی غلط فہمی سے عداوت رکھائی کرنے والا کا فروغ و غیرہ کاتولیات ضعیف اسبنا حالات پیر مجمع اہل سنت کی طرف نسبت محض افتراء جھوٹ و دھوکہ اور طرائف ہے۔ عوام اہل سنت کو اس شخص سے پرہیز لازم ہے۔ مبادا کہ یہ کسی کے ایمان کو نقصان نہ پہنچائے **قصہ یق** اعلیٰ حضرت، الامانات، سید محمد احمد صاحب صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان و خطیب مسجد وزیر خان لاہور **فتویٰ** مولانا اعجاز ولی خان ناظم تعلیمات مفسر قرآن دربارہ اتانگج بخش مفتی دارالافتاء رضویہ مرکزی جمعیت العلماء پاکستان نے "کتاب السیف المسلول" کو لکھی ہے کتاب اتہامی تشیع اور مضامین تبیین پر مشتمل ہے۔ اس کا مصنف نہ صرف فطش ہے بلکہ فطش میں شدید طور رکھتا ہے اسے اہل سنت سے دھوکا بھی ملا ہے نہیں سلطان الیہ شخص سے قطعی اجتناب کریں اسے ایم نہ بنائیں اس کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوں خلاصہ فتویٰ حضرت مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور و کتاب السیف المسلول نام نہاد سنی مفتی محمود شاہ ہزاروی دیکھی جس میں مصنف نے آیات مبارکہ و احادیث طیبہ کے معادق غلط تجویز کر کے اپنے مفروضہ عقائد اور باطل مسلک کی تائید کی ہے اور قارئین کو سراسر دھوکا اور فریب دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے لہذا رائے ان ادوار مطہرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیامت تک کے ہر سید کو خواہ وہ فاسق فاجر، بدعتیہ اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔ علی الاطلاق نفیست اور درجہ دیا ہے۔ جو تصور قطعیہ کے خلاف ہے محمود شاہ گمراہ اور فاسق ہے اہل سنت کو اس کی بیعت کرنا ضلالت اور گمراہی ہے اس کے پاس جینا بھی گناہ ہے۔ **قصہ یق** مفتی سید الرحمن صاحب مدرس مدرسہ نعیمیہ مولانا عبدالرؤف صاحب مدرس نعیمیہ مولانا عبدالغفور صاحب مدرس نعیمیہ خلاصہ فتویٰ مولانا غلام رسول صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ رضویہ لاہور مصنف السیف المسلول در حقیقت رافضی ہے جو اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی

ناباک سخی میں منہک ہے۔ اس گمراہیے دین نے ثابت کیا ہے۔ کہ اہل بیت شیخین سے افضل ہیں۔ بلکہ اس بعض بات میں حکم تمام سادات کے لیے ظاہر کرتی ہیں۔ کوئی سخی اس بے دینی کی من گھڑت تشریحات میں مبتلا نہ ہو۔ **تصدیق:** مولانا غلام فرید صاحب مدرس مدرسہ جامعہ نظامیہ مولانا محمد علی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ مولانا ابو سعید عبد القیوم صاحب مدرسہ جامعہ نظامیہ۔ خلاصہ فتوے: شیر پنجاب محمد عنایت اللہ خلیفہ ساکن گلہاں مصنف السیف السلوی در پردہ شیعہ ہے۔ اور تفتیش سنی بنا ہوا ہے۔ اس کی کتاب سے نقل کردہ عقائد ہرگز اہل سنت کے نہیں۔ اس کی بیعت کرنا میل جول رکھنا اور اٹھنا بیٹھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ شخص مذہب شیعہ کو اہل بیت کا نام سامنے رکھ کر پھیلانا چاہتا ہے۔ فتوے: حضرت مولانا عبد اللہ صاحب نائب مدرسہ جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان خلیفہ جامع مسجد گوہر لوارہ فیض بدین قلم کشیدہ ہے۔ یہ عقائد ہرگز اہل سنت والجماعت کے نہیں ہیں۔ اہل سنت کو اس کا بیعت نہ کرنا۔ امام بنانا وغیرہ سب حرام ہے۔ اور اس کا پورا بائیکاٹ کیا جاوے۔ **تصدیق:** قاضی محسن الدین صاحب فاضل دیوبند مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوہ مولانا البرزاد محمد سرفراز خان خلیفہ جامع مسجد گھگر مدرسہ نصرۃ العلوم قاضی نور محمد صاحب خلیفہ جامع مسجد قلندر دیر سنگھ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مفتی غیر المدراس ملتان۔ حضرت مولانا حاجی فیض عالم صاحب منڈھ کچہر انہرہ خلاصہ فتوے: حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی مفتی جامع اشرفیہ لاہور یہ صاحب شیعہ خیالات رکھتے ہیں۔ اور تفتیش کر کے اپنے کو سخی ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ اسی لیے تمام مسلمانوں کو ان سے علیمہ گ اختیار کرنی چاہیے **تصدیق:** اعلیٰ حضرت جناب مفتی محمد بن صاحب مدرسہ جمعیت العلماء اسلام آل پاکستان حضرت مولانا محمد خلیل مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوہ مولانا محمد اسماعیل مدرس گوجرانوہ۔

مولانا عبدالرؤف صاحب مدرسہ مدرسہ چچوہر شریف مفتی ہزارہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب ایبٹ آباد قاضی محمد زاہد حسینی صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد قاضی محمد طاہر صاحب خطیب پولیس لائن ایبٹ آباد مولوی عصمت اللہ صاحب لڑاں شہر مفتی رشن۔ مولانا عزیز الرحمن صاحب لور علی پور ایبٹ آباد مولانا محمد لال صاحب خلیفہ مسجد ناٹھی انہرہ۔ جناب مولانا غلیل الرحمن صاحب مدرس احسن المدارس ہری پور مولانا عبدالرحمن صاحب عربیہ ٹیچر لورہ۔ اعلیٰ حضرت جناب قاضی محمد شمس الدین صاحب درویش ہری پور۔ فیاض اہل حضرت علامہ عبدالستین صاحب لورہ کٹ مفتی پونچھ مولانا امیر عالم صاحب مفتی تحصیل حویلی۔ مولانا ابو سعید امرا زمان ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء اسلام آزاد جوں و کشمیر مفتی زین العابدین صاحب لاہور۔ وود تفتیش باز قاضی رافضی ہے قاضی مظہر حسین صاحب مہتمم مدرسہ اظہار اسلام سکوال۔ مولانا محمد دین صاحب مدرس مدرسہ اظہار اسلام، اس شخص کی بیعت، امامت، نشست و برخاست حرام ہے یہ خود قتال و فتنہ ہے۔ اور لوگوں کو بھی اپنے پیرو عبد اللہ بن سباد کی طرح گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ صاحب بریلوی موضع پنپان فلع جہلم حکیم سید علی صاحب دو میل فلع جہلم مصنف "السیف السلوی" انتہائی مغفرا اور بدترین بدعتی ہے۔ ہر مال شیعہ ہے۔ ایک کراحدیث موضوع درج کیے۔ دوسرے مطلب غلط بیان کیا۔ یہ شخص اہل سنت کا لباس پہن کر اہل سنت والجماعت کے ایمانوں پر کتا پاتا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی اشاعت کرنا ہے۔ اس کی بیعت امامت مطلقاً حرام ہے۔ اور بائیکاٹ واجب۔ مولانا محمد عظیم صاحب مہاجر حال جیس فلع جہلم قاضی محمد عابد صاحب بریلوی فلع جہلم، جو عقیدہ کتاب "السیف السلوی" میں محمود شاہ نے پیش کیا ہے۔ یہ شک عقائد شیعہ کے ہیں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق انہرہ مال راوی پٹری۔ مولانا عبد اللہ صاحب

بھوئی گاڑ کر لانا اول اللہ صاحب قریشی مدرس لاہور لکھنؤی: ایسے عقائد والہ ہرگز سنی حنفی نہیں ۱۱ عادیث غلط اور موضوع ہیں بے دین آدمی ہے۔ خدا کی پناہ۔ مولانا مفتی ابوالسعید محمد شفیع سرگودھا خلاصہ فتوے: جناب عمر صاحب کراچی محمود شاہ نے اپنی کتاب السیف السلول ۱۱ میں جو من گھڑت اقوال لکھے ہیں وہ عقیدہ اہل سنت کے مخالف اور گمراہی ہیں مسلمانوں کو اس کی محبت سے بچنا چاہیے۔ وہ گمراہ ہے منفری ہے بے دین ہے۔ خلاصہ فتوے: حضرت علامہ مولانا مفتی احمد خان صاحب خلیفہ جامع مسجد غوثیہ گجرات: یہ شخص تبرائی رافضی ہے۔ اور اس کی تحریر میں زاتہ تبرا بھرا ہے۔ یہ مدٹیں اس نے پیش کی ہیں ان میں سے اکثر ہم نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی یہ قرآن کریم اور عادیث مشہورہ و معبرہ کے خلاف ہیں کسی طرح قابل قبول نہیں۔ یہ شخص پکارا رافضی تبرائی شیعہ ہے۔ اس کی محبت اس کی بیعت، وغیرہ سب حرام ہیں۔

محمود شاہ مطروہ والطریقیت ہے: اب ایک اہم بات کی طرف توجہ

اہل سنت کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک مشورہ تھا جو میں حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی نے ایک خط کے ذریعہ دیا۔ غلط کی نقل یہ ہے: ۹ ستمبر ۱۳۸۵ء محمد عبدالغفور ہزاروی۔ سلام سنون۔ آپ کو مشورہ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اس کی تصنیف لے کر ملی پور شریف جناب صاحبزادہ اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجیں۔ وہاں ہی سے فتویٰ حاصل کریں۔ کیونکہ یہ وہاں ہی کا خلیفہ ظاہر کر کے لوگوں کو مزید کر رہا ہے۔ اور ملی پور شریف والوں پر اس کی حقیقت واضح ہے یہ نے بھی سنا ہے کہ یہ شخص حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا اور اسی ضمن میں بقیہ معاصر کے متعلق بھی درپردہ ایسی باتیں کہتا ہے۔ جو ان کی شان کے

لائی نہیں۔ اس کی تحریر پر بعد میں گرفت کریں۔ اہل دربار ملی پور شریف سے معاملہ صاف کرانیں تاکہ یہ خلافات اور پیری مریدی کی حقیقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ دربار ملی پور سے محمود شاہ صاحب کے تالیف ہونے کے متعلق پوچھا گیا۔ تو وہاں سے مندرجہ ذیل جواب ملا۔

فتوے دربار ملی پور شریف پیرخانہ محمود شاہ صاحب

الجواب: میں اس محمود شاہ کو ابھی طرح جانتا ہوں۔ اندرونی طور پر یہ کٹر رافضی ہے۔ اور وہ بھی تبرائی۔ شان معاذہ کرامہ میں گستاخیاں کرتا ہے خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں تہایت و ریدہ دہنی اس کے بھائی عبدالقاسمی نے اپنی کتاب الذخائر میں معاذہ کرامہؓ کو راذ و عن سے تعبیر کیا ہے یہ محمود شاہ سیدنا حضرت امیر المؤمنینؓ حضرت فاروقیؓ کے نکاح حضرت صاحبزادی ام کلثومؓ بنت علیؓ کو فاطمہؓ کا حکم ہے۔ اپنی کتاب درمقام السنہ ۱۱ میں پونے دو دفعہ عبادت سے اپنے مور ہو کر مذکور ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ کوئی اہل سنت والجماعت اس کے دام ترویج میں نہ آئے۔ علامہ اہل سنت والجماعت اس کی کتب مطالعہ کر کے اس کا رد بھیج فرمائیں۔ یہ ایک نیا فتنہ ہے۔ اس فتنہ میں گجراتی محمود شاہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پرشیدہ پرشیدہ یہ ازمداد ہی فتنہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کا انداد علامہ پر لازم ہے۔ دونوں مذکورہ ہم کے عمود ہیں۔ دربار ملی پور شریف سے مطروہ و مرجوم کیے جا چکے ہیں۔ اور علی الامان تقریباً دس ہزار کے مجمع میں اس کی شیعیت و رافضی کے قلعی کھل چکے ہیں۔ اہل اسلام ایسے فتنوں سے اپنا یا زون کو محفوظ رکھیں۔ اور ان سے کلی بائیکاٹ کر کے غیرت اسلامی کا پورا پورا ثبوت دیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔ (امام حضرت علامہ فقیر محمد عبدالرشید غفرلہ صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ مالیر ملی پور شریف سیدان، فقیر اس شخص کو پہلے سے ذاتی طور پر

جانتا ہے۔ فقیر یارانِ طریقت کو خصوصاً دویک مسلمانوں کو عموماً ایکہ شدید کرتا ہے۔
 کہ اس شخص (محمود شاہ) سے پرہیز کریں۔ اس نے یہاں عرس شریف بدھمی اپنے عقیدے
 پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ دعا گو سید اور حسین علفت معرفت سید محمد حسین شاہ صاحب
 سہادہ نشین علی پوریوں۔ یہ محمود شاہ میر سے جدا مجد قبلہ عالم محدث امیر طبع علی پوری
 کے سلسلے میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ غلیظ ہے بلکہ یہ شیعہ ہے۔ اس لیے کوئی مسلمان
 اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ مفتری اور جھوٹا ہے۔ اس لیے پرہیز اس سے لازم
 اور ضروری ہے۔

حضرت اقدس صاحبزادہ (ابو) اختر حسین شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) جماعتی علی پوری
 عفی عنہ بقلم خود

المحدثات تھران

ملک فیض الدین خان صدر منتظر کمیٹی و غلام نبی جنرل سیکرٹری منتظر کمیٹی جامع مسجد حویلیاں
 سلطان محمد خان چیف آف جردون لنگر، جردون برادرزبان دار حویلیاں، محمد اکبر خان
 جردون رجوعیہ، حیدر زمان خان آف لنگر، حافظ فضل الرحمن خان صاحب خلیف
 جامع دوڑ حویلیاں، خان نعمت خان صاحب ٹھیکہ دار حویلیاں، اسٹیشن مولانا فضل الرحمن صاحب
 جھنگر، خان قلندر خان سلطان پور، خان عطا محمد خان چنگر، خان بہرام خان اسٹیشن
 حویلیاں، بنشی میراد خان تاجر اسٹیشن حویلیاں، خان شاہداد غباردار حویلیاں، خان میرزا خان
 اسٹیشن حویلیاں، حاجی میر احمد صاحب تاجر اسٹیشن حویلیاں، خان مصطفیٰ خان کڑاڑ چنگر
 اسٹیشن حویلیاں، ملک زبداد خان غباردار چنگر، خان سعد اللہ خان رجوعیہ، علی محمد علی
 صاحب سابق ایم ایل اے، معذرفان چنگر، خان شیل احمد خان چیف بانڈی علاقائی
 خان، حاجی عطا محمد خان صاحب حویلیاں، اسٹیشن مولوی جہان داد خان صاحب نائب
 خلیف حویلیاں اسٹیشن۔

امام جعفر صادق کے کوندوں کے فریب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی

دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آج تک جتنے الزامات اور بہتانات امیر معاویہ
 کی ذات پر کیے جو ہماری نظر سے گزرے تو ہم نے ان سب کو دلائل کی
 روشنی میں ثابت کر دیا۔ کہ وہ سب مکرو فریب کے چند سے ہیں۔ تو آخر میں
 میں خیال آیا کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے کوندوں میں جو شیعہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
 وصال کی خوشی مناتے ہیں۔ اور لعن طعن کرتے ہیں اسی فریب کو بھی واضح
 کر دینا بہت ضروری ہے۔

(۱) معاندین اسلام اور دشمنان معاویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقد فاس اور کاتب
 وحی کے یوم وصال پر کوندوں کے نام پر ایک رسم جاری کر رکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ
 ۲۱۔ رجب کو بوقت شام میدہ ٹھکرا دگی وودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور
 اس پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قاتمہ ہوتا ہے۔ اور ۲۲ رجب کی صبح کو عزیز و اقارب کو بلا
 کر کھلائی جاتی ہیں یہ ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتیں۔

منظر اسلام مولانا عبد شکور ٹھکڑی نے اپنے رسالہ "الجمہور مکتوبہ اشاعت
 جمادی الاول ۱۳۸۵ھ میں لکھا۔

"وایک بدعت ابھی غور سے دلوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے
 اور تین چار سال سے اس کا رواج بڑھتا ہوا دکھنا ہوا ہے۔ یہ بدعت کوندوں
 کے نام سے مشہور ہے اس کے متعلق ایک فتویٰ بھی بصورت اشتہار تین سال

لکھنؤ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی دور کے ایک شیعہ عالم محمد اختر عسکری کا قول ہے کہ لکھنؤ کے شیعوں میں ۲۲ رجب کے کوٹڑوں کا رواج میں پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔
(در سالانہ لکھنؤ)

مندرجہ بالا اقتباسات سے عیاں ہے کہ نصف صدی پیشتر کوٹڑوں کی رسم لکھنؤ سے شروع ہوئی۔ اس کا نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثبوت ملتا ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام سے فقول ہے۔ ۲۲ رجب جو وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دن ہے اس دن تقیہ کی آڑ میں شیعہ غرضی مناتے ہیں کھٹکوں کی طرح یہ رسم بڑھ رہی ہے۔ (ہفت روزہ فہام الدین لاہور ۱۴ فروری ۱۹۹۰ء)

اب ہم امام جعفر کے کوٹڑوں کا پہلے اصل افسانہ جو کوی محمد امین بدایونی نے کوٹڑوں کی کتاب میں لکھا ہے اس کو نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ اصل افسانہ ملاحظہ فرمائیں۔

لکڑہارے کا افسانہ

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک لکڑہارہ تھا۔ جو بری طرح دکھاندا تھا۔ وہ خیال بے نیاز کے چکر میں پڑا ہوا تھا۔ یعنی اس کی اولاد بہت تھی اور کھانے کو توڑا جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا اور بازار میں بے باکر بیچنا۔ بس یہی اس کا ایک ذریعہ معاش تھا۔ اس ذریعہ سے روز کے روز جو پیسے اس کو ملتے تھے ترشی سے وہ اپنی بیویوں میں اپنی گزر بسر کرتا تھا۔ اور اگر کسی دن لکڑیاں نہ تھیں یا نہ بکھیتی تو اس دن سارے گھر کو فالتے میں لات بسر کرنا پڑتی تھی۔

اس طرح حسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کرتے جب ایک زمانہ گزر گیا تو مدینہ منورہ کی بود و باش سے لکڑہارے کی طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ وہ دس چھوڑ کر پردیس کو چلا گیا کہ شاید پردیس ہی میں پہنچ کر قسمت کی پرستش اور زمانے کی گردش سے عجات مل جائے۔ لیکن حسرت اور تنگدستی نے وہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لانا اور پیٹ پانا۔ جو دس میں رو کر اپنی زندگی کے بارہ سال گزار دیئے۔ پردیس میں وہ کرا سے گھرا داتا تھا بچے یاد آتے تھے اور بیوی یاد آتی تھی۔ لیکن نہ کہیں پاس پیسہ ہوا کہ کچھ بچوں کو بھیجتا، اور نہ شرم اور خلعت نے اسے اس کی ہمت دی کہ گھر واپس آتا۔

ادھر جب گھر سے لکڑہارے کے لاپتہ ہو جانے پر گھروالوں کا کوئی سہارا نہ رہا تو لکڑہارے کی بیوی نے وزیر کے محل میں حاضر کی دے کر وزیر کی بیگم کے سامنے اپنا دکھ درد بیان کیا اور وزیر کی بیگم نے ترس لگا کر لکڑہارن کو اپنی خادمہ بنا لیا۔ اور گھر میں بھاڑ دینے کی خدمت اس کو سونپ دی اور اسی طرح اس کی اور اس کے بچوں کی گذر بسر کی ایک اچھی صورت نکل آئی

پھر لکڑہارے کی بیوی بچوں کو وزیر کے محل میں جب فراغت سے کھانے پینے کو لاتا تو ان کی رگوں میں کچھ غریب دوڑنے لگا اور بھوک سے مرجھانے چہروں پر کچھ رونق سی آنے لگی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ لکڑہارے کی بیوی وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں بھاڑو دے رہی تھی۔ اتنے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مع ساتھیوں کے اسی طرف سے گزر ہوا۔ اور جب حضرت وزیر کی ڈیوڑھی کے پاس پہنچے تو ایک دم ڈیوڑھی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھنے لگے کہ یہ کون سا مہینہ ہے، اور چاند کی آج کون سی تاریخ ہے؟

عقیدت مندوں نے بعد ادب عرض کیا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے اور چاند کی بائیسویں تاریخ ہے۔

پھر پوچھا۔ ”معلوم ہے تم کو کہ رجب کی بائیسویں تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟“
عرض کیا۔ حضور ہی بہتر جانتے ہیں۔

ارشاد ہوا۔

سنو! اس تاریخ کی بڑی فضیلت ہے۔ اگر کوئی برگشتہ قسمت گردش روزگار سے کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو یا رزق کی تنگی نے اسے دبا دیا ہو۔ یا اس کی کوئی اور حاجت پوری نہ ہو رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو قہارِ دو کو عقیدت کے ساتھ میرے نام کے کوڑے بھرے یعنی بازار سے نئے کوڑے خرید کر لائے اور انہیں گلی میں تلی ہوئی بیٹی خستہ پوریوں سے بھرے۔ پھر صاف چادر بچھا کر کوڑوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا فاتحہ کرائے اور میرا ہی وسیلہ پکڑ کر خدا سے دعا کرے تو اس کی ہر مشکل رفع اور ہر حاجت دم کے دم میں پوری ہو جائے گی اور اگر اس طرح کے عمل کے بعد بھی کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔

حضرت نے یہ سب کچھ ارشاد فرمایا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وندیک ڈیوڑھی سے آگے بڑھ گئے۔

نکوٹ ہارے کی خستہ مال، بیوی جو وزیر کے محل کی ڈیوڑھی میں جھاڑو دے رہی تھی۔ اس کو جب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے گردش روزگار سے نجات حاصل کرنے کا یہ مژدہ معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی وہ سب کام کاج چھوڑ کر کوڑا کوڑوں کے اہتمام میں مصروف ہو گئی اور قہارِ دو

بڑی عقیدت کے ساتھ بتاتے ہوئے طریقہ پر اس نے خستہ پوریوں کے کوڑے بھرے اور انہیں صاف چادر پر رکھ کر بڑی صدق دلی کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ کرایا اور دعا کی کہ وہ اسے خدا اور حضرت امام جعفر کے صدقے میں میرے دکھ درد کر دے۔ میرا شوہر خیریت سے گھر آجائے۔ اور جب لائے تو اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لے کر آئے۔

اب ادھر کی سنو! نکوٹ ہار بارہ برس سے پردیس میں بڑی عسرت اور تنگ حالی کی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن حضرت امام کی کرامت دیکھنے کو جیسے ہی مدینہ میں نکوٹ ہارے کے دن پھرے۔ وہ ایک دن جنگل میں نکوٹیاں کاٹ رہا تھا اچانک کھڑکی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری۔ کھڑکی گرنے سے زمین پر جو دمکا ہوا اس سے نکوٹ ہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین شاید اندر سے کچھ خالی ہے اس نے زمین کھودنا شروع کیا۔ ابھی زمین کھودتے زیادہ وقت نہ لگا تھا کہ ایک بڑا شاہی دلفینہ زمین سے برآمد ہوا۔ دروہو امیر سونا چاندی، مال زیور اور بے شمار روپیہ پیسہ بغرض اس دلفینہ سے ایک بڑا خزانہ نکوٹ ہارے کے ہاتھ لگا۔ جس نے دم کے دم میں نکوٹ ہارے کے دن پھر دیئے۔ اور اس کی خستہ مال زندگی میں ایک تعمیری انقلاب پیدا کر دیا۔

نکوٹ ہارے نے اس بے پایاں دلفینہ پر قبضہ کر کے آہستہ آہستہ اپنی زندگی میں امیرانہ سدھار پیدا کیا۔ اب لڑکچاکر، باندی، غلام، دانٹ فچر اور بہت سے گھوڑے اور امارت کا دوسرا فرسان اس کے پاس موجود تھا۔ یہ سارا ساز و سامان اور دلفینہ سے منگلی ہوئی ساری دولت لے کر بڑے امیرانہ شان و شوکت بڑی رعینانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر نکوٹ ہارے نے وزیر کے محل کے پاس ہی اپنا ایک مالی شان مکان تعمیر کرایا

اور بڑے ٹھاٹھ سے امیرانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔

لیکن وزیر کی بیگم کو ٹھکانے کے اس عظیم تعمیری انقلاب کی سلتی خبر نہ ہوئی اور نہ اسے اس بات کا پتہ چلا کہ اس کے محل کے پاس ہی ٹھکانے کے لئے بھی اپنا شاندار مکان تعمیر کرایا ہے۔

ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم جب اپنے محل کے بالاخانہ پر چڑھی تو اسے یہ دیکھ کر بڑا چنبا ہوا کہ اس کے محل کے پاس ہی جو ایک وسیع اور کشادہ زمین بڑی ہوئی تھی اس پر ایک زخمیر مکان کھڑا آسمان سے باتیں کر رہا ہے۔ اس نے خادماؤں سے پوچھا کہ کس کامکان ہے؟ سب خادماؤں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا مفسور یہ اسی ٹھکانے کا مکان ہے جس کی بیوی کبھی آپ کے یہاں بارہ بیٹیاں کا کام کرتی تھی۔ لیکن خدا کی شان کہ آج اس کے بڑے ٹھاٹھ ہیں۔

بیگم نے اپنی ایک غواص سے کہا۔ تو ٹھکانے کے بیوی کو زرا دیر کے لیے میرے پاس بلا لاؤ۔ تاکہ خستہ حال ٹھکانے کے اس حیرت انگیز تعمیراتی انقلاب کی کچھ حقیقت معلوم ہو۔ غواص گئی اور دم کے دم میں ٹھکانے کی بیوی کو بلا لائی۔ وزیر کی بیگم نے اس سے پوچھا۔ تم تو نگہداری اور ناداری کا شکار تھیں۔ پھر تمہیں شاندار منزل کس طرح حاصل ہو گیا؟

اس پر ٹھکانے کی بیوی نے حضرت امام کے ارشاد کے مطابق کوٹھڑوں کے بھرنے اور ان کی برکت سے ایک بڑا دفتہ ہاتھ لگنے کا پوری داستان بیگم کے سامنے پیش کر دی۔

وزیر کی بیگم نے یہ سب کچھ سنا تو وہ مسکرائی اور کہا کہ تیری باتیں دل کو نہیں لگتیں۔ بھلا کوٹھڑوں کا بھرنا بھی کوئی کارنامہ سا کارنامہ ہے جو آدمی کو ایک دم زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دے۔ مجھے تیری بات پر بالکل یقین نہیں

اسکا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیرے ٹھکانے رہزنی کو کے یا کہیں ڈاکہ ڈال کر یہ دھن دولت حاصل کی ہے۔

وزیر کی بیگم جب کوٹھڑوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو فوراً ہی اس پر اور اس کے ٹھکانے پر ایک فلیس عتاب نازل ہوا۔ اس کا شوہر بادشاہ کا بڑا وزیر تھا اور بہت ہی منہ چڑھا وزیر تھا۔ چھوٹا وزیر دل ہی دل میں اس سے جلاکتا تھا اور دن رات شاہی دربار میں اس کو نہ چاؤ کھانے کی ٹھوس نگار ہٹاتا ہوئے ہاتھ آیا تو اس نے موثر طریقہ پر بادشاہ کے کان بھرے اور ناداری کے ساتھ بادشاہ کے گوش گزار کیا کہ بڑا وزیر آپ کی حکومت کا بہت بڑا خائن ہے اس نے خیانت کے ذریعہ سرکار کی بہت بڑی دولت اپنے قبضے میں کر رکھی ہے یقیناً آٹے تو اس کے مساب کی جانچ کر کر دیکھ لیا جائے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ بڑے وزیر کے حساب کی فز بائیں کرائی جائے اور جب شاہی حکم سے وزیر کے حساب کی جانچ کرائی گئی تو شاہی خزانے کا لاکھوں کا فلیس بڑے وزیر کی طرف نکلا۔ بادشاہ کو بلال آگیا۔ اس نے فوراً ہی بڑے وزیر کو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اور اس کی ساری جائیداد اس کا تمام مال و منافع ضبط کر کے اسے شہر بدر کر دیا۔

جو وزیر کا ایک حکومت کے ہر سیاہ و سفید مالک تھا آج جب اس پر شاہی عتاب نازل ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسے اپنی بیگم کے ساتھ پایادہ خالی ہاتھ اس حال میں شاہی حدود سے شہر بدر ہو جانا پڑا کہ زاورا کے لیے ایک پیسہ بھی اس کی گھر میں نہ تھا۔ صرف دو دو دم کسی طرح بیگم کی جیب میں پڑے رہ گئے تھے راتے میں کسی جگہ غروب سے بچتے دیکھے تو بیگم نے ایک درہم دے کر ایک خربوز خرید لیا اور اسے ایک دست میں باندھ لیا۔ کہ دم اٹھتا بھوک کی شدت کچھ نہ کچھ نجات

فائل کی جائے۔

جس دن وزیر کو شاہی حکم سے شہر بدر کیا گیا تھا۔ اسی دن بادشاہ کا شاہنژادہ صبح سویرے شکار کر گیا تھا۔ لیکن جب شام تک شاہنژادہ شکار سے واپس نہ آیا تو بادشاہ کو شاہنژادہ کی طرف سے بڑی تشویش ہوئی۔

چھوٹے وزیر نے شاہی آداب بجا لاتے ہوئے عرض کیا۔ جہاں پناہ! شاہنژادہ سے صاحب ہیں راہ شکار کر گئے تھے اسی راہ معزول دربار کو بھی جاتے دیکھا گیا ہے۔ نصیب دشمنان کہیں ایسا نہ ہو کہ راد میں وزیر صاحب انتقام شہزادہ صاحب کو کوئی گزند پہنچا دیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے بہت سے سواروں کو چاروں طرف دوڑایا کہ وزیر جہاں بھی ملے اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ سوار گئے اور دم کے دم ہی وزیر کو راستے سے گرفتار کر کے لے آئے۔ اور پابہ زنجیر بادشاہ کے حضور پیش کر دیا وزیر کے اچھ میں دواں بندھا ہوا غریبہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ واقعہ کیا ہے؟ معزول وزیر نے عرض کیا۔ حضور غریبہ ہے۔ لیکن جب دواں کھول کر دیکھا گیا تو غریبہ کی جگہ خون میں لتھڑا ہوا شاہنژادہ کا سر تھا جسے دیکھ کر شاہی علم و غصہ کا کوئی انتہا زراعی حکم ہوا دونوں کو جیل بھیج دیا جائے اور صبح سویرے ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

معتوب وزیر اور اس کی بیگم، دونوں کے دونوں بعد از وقت و طاری جب جیل پہنچے تو ان کا برا حال تھا۔ انتہاء درجہ کی پریشانی کی حالت میں سرتاسر اس کا عالم ان پر طاری تھا۔ اسی حال میں شکستہ فاطمہ وزیر نے غمزدہ بیگم سے کہا معلوم نہیں اللہ کی جناب میں ہم سے وہ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ جس کا خمیازہ اس بے پناہ مصیبت کی صورت میں ہمیں بھگتنا پڑا ہے کہ اپنا ملک اتھ سے وزارت گئی۔ پھر ذلت کے ساتھ ہمیں شہر بدر کیا گیا۔ پھر پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور اب صبح ہوتے

ہوتے ہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

دواں میں بندھے غریبہ کا حیرت انگیز طور پر شاہنژادہ کا سر میں جانا بھی اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ حضور ہم سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے ورنہ کہاں غریبہ اور کہاں شاہنژادہ کا سر۔ اب ہمیں اور ہمیں دونوں کو اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لینا پڑے گا اور اپنی میں غلطی کا پتہ پلے اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور اللہ سے معافی کی دعا مانگنی چاہیئے۔

بیگم نے کہا۔ جہاں تک یاد پڑتا ہے مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا ہے کہ جس کا یہ عبرت ناک انجام سامنے آتا۔ لیکن ان کئی دن ہوئے میں نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے کونڈوں کے عقیدے سے پر ایمان لانے سے ضرور انکار کر دیا تھا۔ پھر بیگم نے کھڑا ہرے کی بیوی کے کونڈے بھرنے اور کونڈوں کی کلاست سے دم کے دم میں اس کے مال دار ہر جانے کی پوری داستان وزیر کو سنائی۔

وزیر نے بیگم کی زبان سے جب کھڑا ہرے کا یہ پورا قصہ سنا تو کہا بیگم تم نے حضرت امام کے قول کی تصدیق نہیں کی۔ اور حضرت کے بتائے ہوئے طریقہ پر کونڈے بھرنے کے عقیدے پر تم ایمان نہیں لائی۔ حقیقت میں کیا حضرت امام کی شان میں قہاری بہت بڑی گستاخی تھی۔ اب میں یقیناً سے کہتا ہوں کہ اسی گستاخی کا شاہی محتاب کی صورت میں یہ سارا وبال ہم پر پڑا ہے۔ بیگم نے بھی اس بات پر یقین کیا۔ اور سچے دل سے عہد کیا کہ اگر اس بے پناہ مصیبت سے نجات ملی تو شاندار انتقام کے ساتھ حضرت امام کے کونڈے ضرور بھروں گی۔ پھر دونوں کے دونوں حضرت امام کا وسیلہ پھر کرات بھر خدا سے دعا کرتے رہے۔

اب ادھر جیسے ہی بیگم نے بعد عقیدت کو ٹڈے بھرے کا عہد کیا ادھر ویسے ہی حالات نے اپنا رنگ بدلا۔ یعنی صبح ہوئی تو بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ صبح سلامت گھر واپس آگیا۔ شہزادے کو دیکھ کر بادشاہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اور حیرت بھی۔ اس نے فوراً اسیران جیل کو اپنے پاس طلب کیا۔ پھر وہاں کھول کر دیکھا گیا تو اس میں سے شہزادے کے سر کی جگہ وہی خوبروزہ برآمد ہوا جو ان مصیبت کے اوروں کے لئے راہ چلتے خیر تھا۔ بادشاہ نے متوبہ دیر سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔؟

وزیر نے کوٹڑوں کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی سے لے کر کھڑا رہے کی پوری داستان تک ساری سرگزشت بادشاہ کے روبرو پیش کر دی۔ اور کہا۔ جہاں پناہ بحقیقت یہ ہے کہ میری بیوی نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بھٹلایا تھا مگر کوٹڑے بھرے کے عقیدے سے اظہار بیزار کی کیا تھا۔ اسی پاداش میں ہم دونوں کو ذلت و رسوائی کا یہ روز بردیکھنا پڑا۔ ورنہ کہاں آپ کا یہ وزیر نہ ملک خوار خادم اور کہاں خزانہ عامرہ سے لاکھوں کی خیانت اور زمین کا ارتکاب اور کہاں خوبروزہ اور کہاں شہزادہ والا تبار کے دشمنوں کا سر۔

بادشاہ وزیر کی زبان سے یہ حالات سن کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے اسی وقت وزارت اعلیٰ کا منصب مالی نئے سرے سے پھر بڑے وزیر کو سونپ دیا۔ اور لائق مافات کے طور پر ایک خلعت فاخرہ سے بھی آسے نوازا۔ اور چھوٹا وزیر اسی وقت رانہ دربار ہوا۔ جس نے شرارت سے بڑے وزیر کے خلاف بے بنیاد لگائی۔ بھائی سے کام لیا تھا۔ اور لاکھوں کا زمین بڑے وزیر کے قلم نکلایا تھا۔ اس کی ساری جائیداد ضبط کر لی گئی اور ہمیشہ

کے لیے اس کو ذلت کے ساتھ شہر بدر کر دیا گیا۔

پھر شاہی محل سے لے کر کا شاہ وزیر تک بڑی دھوم مام اور بڑے ہی شان و اہتمام کے ساتھ کوٹڑے بھرنے کی رسم ادا کی گئی۔ اور پھر وزیر کی بیگم تو زندگی بھر بڑی عقیدت کے ساتھ ہر سال حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے کوٹڑے بھرتی ہی رہی۔

تبصرہ

دو عدد تاریخی عبارات مذکورہ سے چند چیزیں

مخفی نظر رکھیں

- ۱۔ یہ افسانہ اور بن گھڑت قلعہ آج سے تقریباً پون صدی پہلے کا ہے۔
- ۲۔ واقعہ میں جس لکڑ ہار سے کمر کوڑی کر دیا گیا کر پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کا رہنے والا بنا یا جاتا ہے۔
- ۳۔ اس افسانے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت بیان کی گئی ہے کہ جس پر عمل کرنے والے مٹھی بن جاتے ہیں۔
- ۴۔ لکڑ ہار سے کو کوڑے بھرنے کا حکم پھر تعزیر حکم پاس کی ضرورت کا خاتمہ اور بادشاہ کے انکار پاس کی تباہی۔
- ۵۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۷۰ سال بعد از ولادت محمد پروردگار مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۵ اشوال شمسہ کو مدینہ منورہ میں ہی وصال ہوا۔
- ۶۔ طویل دور میں کوڑے بھرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔
- ۷۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ہی وصال فرمایا۔ یہیں پیدا بھی ہوئے تھے۔ گویا آپ کی ساری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر ہوئی۔
- قد نین کرام! جب ہم کوڑے بھرنے والی افسانوی بات کے سامنے ہاتھ نہ کر دیکھتے ہیں۔ تو اس کے گھڑنے والوں کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔
- لکڑ ہار سے کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور وزیر کی پوری تسلیم نہ کیا۔ تو سنت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

یہاں تک کہ وزارت سے وزیر کو معزول کر دیا اور پھر ان کا کچھ وقت انتہائی ذلت سے گزرا۔ اور جب انہوں نے اپنے دل سے توبہ کی۔ اور کوڑے بھرنے کو بادشاہ نے وزیر کو بحال کر دیا۔

اور اس کا مرتبہ و مقام بھی بڑھا دیا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ پر کسی بادشاہ کی حکومت تھی۔ حالانکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دو یا قدس سے آج تک وہاں کسی کی بادشاہت نہیں ہوئی۔ ہاں سعودی خاندان کی حکومت تھی۔ وہ بھی آج کل بڑے غم و غمش کا دم اٹھ رہے ہیں۔ ان سے قبل خلافت تھی۔ تو جب بادشاہت آئی ہی نہیں۔ تو تو پھر لکڑ ہار سے کو بادشاہت لے لیا اور وقت کے بادشاہ کی بادشاہت ختم ہونا کیا فرضی قلعہ نہیں بنتا؟ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ واقعی صاحب کرامت تھے لیکن ان کی کرامت کا قلعہ من گھڑت قلعہ سے جوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ پھر اس پر مزید حیرت یہ کہ اتنا اہم قلعہ آج سے صرف پون صدی قبل وجود نہیں رکھتا۔ اس اس طویل عرصہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب واقعہ کن کن ذرائع اور وسائل سے ہم تک پہنچا۔ ان کا کسی کتاب میں کوئی تذکرہ نہیں۔ واقعہ مذکورہ کی ان کوڑوں کو لٹائیں۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کسی شاعر نے اسے گھڑا ہے۔ اور چالاک سے اس کو امام موسوف کی کرامت کے ساتھ منسجی کر کے قبولیت و لائق اس سلسلہ میں قارئین کرام کی دلچسپی اور حقیقت شناسی کی خاطر اپنے ساتھ بیٹا ایک واقعہ لکھتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے دارالعلوم میں ایک دفعہ ایک انجمنی چہرہ مجھے ملنے آیا۔ میں نے اُن کا تعارف پوچھا۔ تو بتایا کہ مجھے دو غلام حسین غفنی کہتے ہیں۔ یہ صاحب مذہب شیعہ کے بہت بڑے لکھاری ہیں۔ اور ان سطور کے لکھنے وقت بقیہ حیات میں۔ میں نے تعارف ہو جانے کے بعد پوچھا۔ اگر آپ مجرا نہ منائیں۔

تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ برصغیر میں امام جعفر کے گنڈے بھرنے اور پھرتے ہیں اندر کمرے میں ہی بیٹھ کر کھانے کی پابندی کی کیا حقیقت ہے؟ مخفی نہ کر سکتے ہیں کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے کہا ایصالِ ثواب درست ہے۔ لیکن ان کو نڈوں کی نسبت امام جعفر کی طرف کرنے میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ بارہ ائمہ میں سے امام زین العابدین، امام حسین و حسن اور علی المرتضیٰ دشمنانِ اللہ علیہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔ لیکن ان کو نڈوں کی نسبت ان حضرات کی طرف کرنے کی بجائے بالخصوص امام جعفر صادق کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہم اہل سنت دیکھتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے لیے جس بزرگ کی طرف نسبت کر کے کچھ کھانا پلانا کرتے ہیں۔ اس دن یا تو ان کا وصال شریف ہوتا ہے۔ یا ان کی پیدائش، لیکن رجب کی بائیس تاریخ کا امام جعفر صادق کے سالقان دونوں تعلقات میں سے کسی ایک کا بھی تعلق نہیں اس کے باوجود بائیس رجب کو گنڈے بھرنے والے کی نسبت ان کی طرف کیوں کی جاتی ہے؟ میری ان باتوں کا خدا شاہد ہے کہ غلامِ حسین یعنی کرکوتہ جیوا نہ آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک رسم ہے۔ جسے تعویذ گنڈے کرنے والوں نے چلایا ہے۔ میں نے اس پر تنقید کے انداز میں کہا۔ تو یہ معلوم ہوا کہ تم شیعوں کا سارا مذہب ہی تعویذ گنڈے والوں کی اتباع ہے۔ اس پر وہ بالکل چپ سا دھ گیا۔ اب میں نے اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتے ہوئے کہا کہ دیکھو بائیس رجب المرجب واصل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کہ اہل تشیع کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک اٹکھ نہیں بھجائے۔ بلکہ جس دشمن تصور کرتے ہیں۔ تو وہ اہل بائیس رجب کے دن امیر معاویہ کے وصال کی شیعہ لوگ گنڈے بھر کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ گویا یہ دن اہل تشیع

کے لیے اہم عید ہے۔ نام لیتے ہو امام جعفر صادق کا اور نیت تہاری یہ کہ گنڈے خوشی ہے معاویہ کے مرنے کی، اسی بات کا شاہد ایک مضمون میری نظر سے گزرا ہے جس میں لکھنؤ کے اہل تشیع کا واقعہ بیان کیا گیا تھا۔ وہ یہ کہ لکھنؤی شیعوں نے جب ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وصال (بائیس رجب) کو خوشی کے طور پر منانے کا پروگرام بنایا۔ پھر اس دن انہوں نے جمائے بھر کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بڑا بھلا کہا جس سے اہل سنت کو غیظ و غضب آیا۔ اور دونوں میں لڑائی محکمِ نوبت پہنچی، اور اس میں شیعوں کو نصرت جاتی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا، اس کے بعد انہوں نے پروگرام یہ بنایا کہ اسکی خفیہ طریقہ سے شروع کیا جائے اور امیر معاویہ کے نام کی بجائے امام جعفر کے گنڈے، اس کے نام سے اسے شہرت دی جائے تاکہ سنیوں سے محاذ آرائی بھی ختم ہو جائے۔ اور اس نسبت کی وجہ سے وہ بھی اس میں شریک ہو جائیں گے۔ لیکن امام جعفر صادق کے ساتھ اہل سنت کو بھی عقیدت و محبت ہے لہذا انہوں نے اس کو رواج دینے کی خاطر میں گھڑت و اکھٹات کا سہارا لیا۔ اور کہا کہ ان کو نڈوں میں سے اگر کوئی کھانا چاہے۔ تو امام جعفر صادق کی وصیت کے مطابق اسے اندر بیٹھ کر ہی کھائے۔ باہر نکالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس چال میں ہم اہل سنت کے بہت سے لوگ آگئے۔ اور بعض دفعہ کڑا رے کے مذکورہ واقعہ کے پیش نظر غریب سنی کہیں سے قرض اٹھا کر گنڈے بھرنے لگے۔ اور انکار کی صورت میں بر بادی کا خوف آئے لگا بشیعوں کی دیکھا دیکھی سنیوں نے بھی بائیس رجب کو امام جعفر کے گنڈے بھرنے شروع کر دیئے۔ اور وہی قیود و شرائط لگائیں جو انہوں نے گھڑ رکھی تھیں۔ اس چال میں آنے والے اہل سنت افراد اس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور وہ اسے ایصالِ ثواب کا ایک طریقہ سمجھ کر اپنا بیٹھے۔ لیکن حیرت ایسے ظہار پر ہے۔ جو حقیقت حال سے باخبر ہوتے ہوئے

پھر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ اس مذہب کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب کی مخالفت دیوبندی یا غیر مقلد کرتے ہیں ہم اجنت ایصالِ ثواب کے قائل ہیں۔ لہذا کوڑے بھرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا یہ علماء وہ غلامِ حسین بنی ہاشم والے ہی الفاظ کہتے ہیں۔ ان علماء کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ شیعوں نے یہ طریقہ ایصالِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خوشی منانے کے لیے گھڑا ہے۔ ایک صحابی رسول کی توہین اور ان سے براہ کی خاطر اس کو وضع کیا گیا۔ ان کا مقصد وحید صوف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اہل کی بھڑاس نکالنا ہے۔ لہذا یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت نے احکامِ شریعت میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی برائی کرنے والا جہنمی ہے تو پھر اس قبیل عمل کو یہ کہہ کر خود کرنا اور دوسروں کو کرنے کی اجازت دینا کہ یہ ایک ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ کہاں تک اس کی اجازت ہے؟ قرآن کریم کی نص قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”واعنا“ کہنے سے منع فرمادیا۔ کیونکہ یہ باطن اس کے مین کی کسر کو کہنے پر اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام اس سے کسی قسم کا غلط تصور نہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام کو ہی خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا“ لا تقولوا ”واعنا“ گویا ایک لفظ کو اگر معمولی سی تبدیلی سے پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا قصد کوئی کر سکتا ہے۔ تو اس لفظ کی ادائیگی سے ہی منع کر دیا گیا۔ اسی طرح کوڑے بھرنے کا معاملہ ہے کہ ایک طرف ایصالِ ثواب کرنے والے ہیں اور دوسری طرف اس عمل کو توہینِ صحابی کے لیے کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کا ایصالِ ثواب کے زمرہ میں رکھ کر کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں بہر صورت بائیس رجب کو بھڑے جانے والے اُن کوڑوں سے مکمل مشابہت ہے۔ جو شیعوں

لوگ بغضِ معاویہ کی نیت سے کرتے ہیں۔ جب اس واقعہ کی کوئی حقیقت و اصلیت نہیں۔ اول تا آخر من گھڑت ہے۔ اور ایک مردِ ذوقِ شیعہ شیعہ کی اختراع و ایجاد ہے۔ اس سے بڑھ کر اسے چھوٹا اور بے اصل ہونے کی کیا دلیل ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں فرما رہے ہیں کہ کوڑے بھڑکنا جو اس کا ایصالِ ثواب مجھے کرے اور پھر کھڑا ہار کی بیری آپ کی زندگی میں آپ کو ایصالِ ثواب کرنا ہے یہ کتنی چھوٹی اور من گھڑت بات ہے کہ ایصالِ ثواب تو ان لوگوں کو کیا جاتا ہے کہ جو دنیا سے دھال کر جاتے ہیں نہ کوڑوں کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ زوروں کے کیونکہ زندوں کے بلک کیا جاتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا۔ وہ ان کا ہی ایک فرد ہو گا۔“ اس لیے اہل سنت کو بائیس رجب المرجب کو کوڑے بھرنے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیئے۔ امید ہے کہ میرے یہ چند الفاظ مٹھنے والے کے لیے ذریعہ ہدایت ہوں گے۔ و ما کو فی حقہ الا بالہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْبَلُوا إِلَيْكُمْ الْفَاسِقِينَ

توضیح

جلد اول و دوم

ردیف	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سن کتاب
۱	طی و شریف	دارالکتب علیہ بیروت	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلام	۳۲۱ هـ
۲	تفسیر طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۲۰ هـ
۳	الاستیعاب	بیروت	ابو یوسف یحییٰ بن عبد البر النخعی	۳۴۳ هـ
۴	اسد الغابہ	بیروت	محمد بن محمد بن عبد کرم الشیبانی	۴۲۰ هـ
۵	الاصابہ	بیروت	احمد بن علی بن حجر حقیقی	۸۵۲ هـ
۶	البدایہ والنہایہ	بیروت	ابن کثیر علی بن عبد الرحمن الدمشقی	۷۷۴ هـ
۷	تاریخ ابن ہشام	مکتبہ مکتبہ	محمد عبد الملک بن ہشام	۲۱۸ هـ
۸	طبقات ابن سعد	بیروت	امام محمد بن سعد	۲۴۰ هـ
۹	تطہیر الجنان	تہرہ	علامہ ابن جریر شافعی	۹۶۴ هـ
۱۰	ان ہیہ من طعن معاویہ		امام عبد العزیز احمد بن ہادی	۱۲۳۹ هـ
۱۱	امیر معاویہ رحمہ	نوری بک بیروت	مفتی احمد یار خان نقشبندی	
۱۲	تفسیر ابن کثیر	بیروت	علاء الدین ابو القادر الدمشقی	۷۷۴ هـ
۱۳	تفسیر و تفسیر	بیروت	امام جلال الدین السیوطی	۹۱۱ هـ
۱۴	تفسیر مظہری مدقہ	دہلی	سید احمد شاد اللہ پانی پتی	۱۳۲۵ هـ
۱۵	تفسیر کبیر	دار الفکر بیروت	امام محمد بن عبد الوہاب بن عیاد بن عیاد	۶۰۶ هـ

ردیف	نام کتاب	مطبوعه	نام مصنف	سن کتاب
۱۶	تفسیر فزان	مصر	علامہ علی بن محمد فزان شافعی	۷۲۵ هـ
۱۷	تفسیر دارک	مصر	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمد الشافعی	۷۰۱ هـ
۱۸	تفسیر روح المعانی	بیروت	علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمد آلوسی بغدادی حنفی	۱۲۷۰ هـ
۱۹	تفسیر جبل	مصر	سیدان بن عمر الجبل الشافعی الشہیر	۱۲۰۳ هـ
۲۰	تفسیر قرطبی	قاہرہ	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی المالکی	۶۷۱ هـ
۲۱	قرب الاسناد	تہران	عبد اللہ بن جعفر الحمیری ابو العباس مکی	قرن ثالث
۲۲	مصنف ابن ابی شیبہ	دار الفکر بیروت	ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن عثمان بن ابی شیبہ	۲۳۵ هـ
۲۳	شواہد الحق	مصر	شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی دورہاوی	۱۲۵۰ هـ
۲۴	تیرنگ فصاحت		ذکر حسین دہلوی شیش دورہاوی	
۲۵	شرح المقاصد	مصر	علامہ سعد الدین تفتازانی	۷۹۱ هـ
۲۶	بخاری شریف	دار الفکر بیروت	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ هـ
۲۷	میزان الاعتدال	مصر	ابو عبد اللہ محمد بن عثمان الذہبی	۷۴۸ هـ
۲۸	تہذیب التہذیب	جد آباد دکن	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر حقیقی	۸۵۲ هـ
۲۹	فتح الباری	مصر	علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر حقیقی	۸۵۲ هـ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	صفحات
۳۰	ارشاد الساری	مصر	علامہ احمد قسطلانی	۹۱۱ھ
۳۱	لآلی المصنوع فی الاما	۹۱۱ھ	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ
	المصنوعہ	مصر		
۳۲	کتاب الروع	بیروت	محمد بن ابی بکر بن الرب المعروف بابن قیم	۵۱ھ
۳۳	مسلم شریف	۲۵۶ھ	اصح المطابع کراچی مسلم بن حجاج القشیری	۲۵۶ھ
۳۴	نوی شرح مسلم	۶۶۶ھ	علامہ کبیر بن شرف نووی	۶۶۶ھ
۳۵	مشہد امام احمد بن حنبل	۲۴۹ھ	امام احمد بن حنبل الشیبانی	۲۴۹ھ
۳۶	لسان المیزان	۸۵۲ھ	علاء الدین علی بن حجر قسطلانی	۸۵۲ھ
۳۷	مجمع الزوائد	۸۰۷ھ	ذوالکلیب بن علی نور الدین البیہقی	۸۰۷ھ
۳۸	الفتح اربانی	۱۳۵۱ھ	احمد عبدالرحمن البنا قاہرہ	۱۳۵۱ھ
۳۹	ماشیہ طحاوی شریف	بیروت	محمد زہر النجار دور جاحوہ	
۴۰	عناہ شرح ہادیہ	مصر	علامہ احمد بن محمد باری	۸۱۶ھ
۴۱	العوام من القوام	بیروت	قاضی ابوبکر بن عربی	۵۵۳ھ
۴۲	ادارۃ الخدام	۱۱۷۶ھ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کراچی	۱۱۷۶ھ
۴۳	الریاض النضرہ فی مناقب الشجرہ	۶۹۶ھ	ابو جعفر احمد المہلب الطبری	۶۹۶ھ
۴۴	تاریخ طبری	بیروت	ابو جعفر محمد بن جریر الطبری	۳۲۰ھ
۴۵	تاریخ ابن خلکان	بیروت	ابن خلکان	۶۸۱ھ
۴۶	ایمان الشیعہ	بیروت	سید محسن امین موجود مصنف	

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	صفحات
۴۷	تاریخ ابن خلکان	بیروت	عبدالرحمن بن محمد بن خلکان حضرمی	۴۷۹ھ
۴۸	مقدم ابن خلکان	"	"	"
۴۹	کالی ابن اثیر	"	علامہ محمد بن محمد بن اثیر جزیری	۶۳۰ھ
۵۰	رجال کشی	کربلا	ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز	۳۰۰ھ
۵۱	احکام شریعت	لاہور	امام احمد رضا بریلوی طیار رحمۃ	۱۲۴۰ھ
۵۲	فتاویٰ رضویہ	کراچی	"	"
۵۳	نسیم الریاض	بیروت	علامہ احمد شہاب الدین خفای حنفی	۱۰۶۹ھ
۵۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	"	علامہ لعل بن سلطان محمد القاری	۱۱۱۲ھ
۵۵	فتح القدر شرح الہدایہ	مصر	علامہ کمال الدین ابن ہمام	۸۶۱ھ
۵۶	مشکوٰۃ شریف	۱۱۶۶ھ	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی	۱۱۶۶ھ
۵۷	شرح الشفا علی قاری	بیروت	علامہ لعل بن سلطان محمد القاری حنفی	۱۱۱۲ھ
۵۸	کالی شیخ صدوق	قم	ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ القمی	۳۸۱ھ
۵۹	حسام الحزمین	لاہور	اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی طیار رحمۃ	۱۳۲۰ھ
۶۰	الصوارم الهندیہ	"	مولانا حسرت علی صاحب طیار رحمۃ	"
۶۱	فتاویٰ غیریہ	مصر	علامہ غیریہ الدین رمی	"
۶۲	شرح عقائد نسفی	کراچی	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر نسفی زانی	۷۹۱ھ
۶۳	کشف الغمہ	تبریز	علی بن علی یار بلی	۶۸۷ھ
۶۴	کنز العمال	بیروت	علامہ علی الحنفی بن حسام الدین ہندی	۹۷۵ھ
۶۵	رد المحتار	مصر	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شافعی	۱۲۵۲ھ
۶۶	تنزیہ الشریعہ	"	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن طبع
۶۷	ذخائر عقیقی	بروت	ابو جعفر احمد الحب الطبری	۶۹۴ھ
۶۸	تاریخ غیس	بروت	علامہ حسین بن محمود یار بکری	۱۰۰۰ھ
۶۹	انساب القریشین		ابو محمد عبد اللہ بن احمد	۴۲۰ھ
۷۰	جمہور انساب العرب		ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن	
			حزم الظاہری الاندلسی	۴۵۶ھ
۷۱	نسب قریش		المصنف بن عبد اللہ بن المصنف الازیری	۲۳۶ھ
۷۲	کتاب المعجز	بروت	ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی	۲۴۵ھ
۷۳	جامع الخیرات	لاہور	محمود شاہ ہزاروی مجددہ مصنف	
۷۴	شرائعت سادات		" " "	
۷۵	در مختار	مصر	علامہ علاؤ الدین حصطکی	۱۰۸۸ھ
۷۶	البرار النک		علامہ زین الدین ابن نجیم	۹۷۰ھ
۷۷	البدائع والفتاوی	بروت	علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ھ
۷۸	البلایہ فی شرح البدایہ		جبر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی	۸۵۵ھ
۷۹	الصواعق المحرقة	قاہرہ	علامہ احمد بن محمد بن شافعی	۹۷۴ھ
۸۰	اشرف المؤید	مصر	امام یوسف بن اسماعیل نہانی	۱۰۰۰ھ
۸۱	فتاویٰ المریۃ	کراچی	امام احمد رضا بریلوی	۱۳۴۰ھ
۸۲	مکتوبات اکرامانی	روٹن کیڈی لاہور	شیخ احمد سرہندی مجددہ الفت ثانی	۱۰۳۴ھ
۸۳	السیف المسلول	لاہور	محمود شاہ ہزاروی	
۸۴	احکام القرآن الجصاص	بروت لبنان	علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی الجصاصی حنفی	۲۷۰ھ
۸۵	ترغی و ترہیف	کراچی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ	نام مصنف	سن طبع
۸۷	اشعار بکریہ توفیق العسقلانی		قاضی عیاض بن موسیٰ	۱۱۱۴ھ
۸۷	الموضوعات البکیر		لاعلی قاری	
۸۸	البراقیت والبراہر		علامہ عبد الوہاب شبرانی	۹۷۳ھ
۸۹	الظہار حق		مفتی عبد الرحیم دیوبندی	۱۰۰۰ھ
۹۰	منہاج السنۃ		ابوالحسن احمد بن تیمیہ حرانی	۷۲۱ھ
۹۱	خلافت و ملکیت	لاہور	ابوالاعلیٰ مودودی	
۹۲	السنن البکریہ حبیبی		امام ابو بکر احمد بن حسین حبیبی	۲۵۸ھ
۹۳	حلیۃ الاولیاد		ماظظ ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۹۴	تاریخ لاسب		عبد القیوم ملوی دیوبندی	
۹۵	مشکل کشاد	فیصل آباد	مسلم حبیبی لغت خوان فیصل آبادی	
۹۶	الصدیق	"	" " " " " " " "	
۹۷	ینا بیع المودہ		ماظظ سلیمان بن ابی اسیم قدوسی حنفی	۱۲۹۴ھ
۹۸	تیسیر الاری شریعہ		مولوی وحید الدین غیر مقلد	۱۳۳۵ھ
۹۹	علمۃ القاری		امام جبر الدین العینی	۸۵۵ھ
۱۰۰	شہادت امام حسین	لاہور	پروفیسر طاہر القادری	
۱۰۱	محبت امام حسین	"	" " " " " " " "	
۱۰۲	مروج الذهب	بروت	علی بن حسین بن علی المسعودی شیبی	۲۴۶ھ
۱۰۳	ناسخ التواریخ		مرزا محمد تقی لسان الملک وزیر اعظم سلطان	
۱۰۴	المستدرک		ناصر الدین قاجار	۱۲۹۷ھ
			ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبع و محل	نام مصنف	تاریخ
۱۰۵	قصص کبری	فیصل آباد	امام سیر علی	۱۱۱۱ھ
۱۰۶	اشعۃ اللغات	لکھنؤ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۰۷	مذہب القلوب	فردی کتب خانہ	" " " "	"
۱۰۸	احکام القرآن	بیروت	احمد بن علی رازی البعاص	۱۱۳۶ھ
۱۰۹	الاصابہ فی تہذیب الامم	بیروت	ابن حجر عسقلانی	۱۱۵۲ھ
۱۱۰	تفسیر نیشاپوری	مکہ مکرمہ	حسن بن محمد	"
۱۱۱	شیخ البلاغہ	بیروت	سید شریف الدین	۱۱۶۴ھ
۱۱۲	مقتل ابی مخنف	تبعث	لوط بن یحییٰ	"
۱۱۳	نہر اس	ملک محمد دین لاہور	عبدالعزیز بن احمد	"
۱۱۴	اشہار الطوال	بیروت	احمد بن داؤد النیرقی	۱۱۸۲ھ